آدم زاد اور بنت حوا
تحریر: امائمہ شفیق قریشی

READER
BURAQ

غنچہ و گل سے بھی کب چاہئیے تشبیہ مجھے
حسن و سیرت سے مرے دیجیئے ترجیح مجھے

میری زلفوں مرے کاجل کی نا باتیں کریے
کچھ مرے ذوق و ذہانت کو بھی اچھا کہیے

حیثیت ہو نہیں سکتی نظر انداز مری
روک سکتا نہیں اب کوئی پرواز مری

آسماں کیا ہے خلا تک ہے رسائی میری

عزم دے سکتا ہے خود بڑھ کر گواہی میری

میرا ہرگز نہیں کہنا مجھے برتر سمجھیں

مرد حضرات مجھے صرف برابر سمجھیں

میں چلوں شانہ بہ شانہ تو برا مت مانیں

میری حرمت میری عظمت کو ذرا پہچانیں

بنت حوا ہوں حنا بات بڑی ہے میری

نام عورت ہے ذات بڑی ہے میری

(حنا رضوی)

ٹریفک کا بے ہنگم شور کانوں کو چیڑ دینے والا تھا۔ہر طرف گاڑیوں کی گہما گہمی تھی۔ہر کوئی اپنے کام میں مصروف تھا۔چادر کو اپنے اردگرد اچھے سے پھیلائے وہ اضطراب کی حالت میں چھوٹی چھوٹی گلیوں سے گزرتے بار بار ادھر ادھر دیکھ رہی تھی۔ایک درمیانے سائز کی گلی کے اندر داخل ہوتے ایکدم ہی اس کی سپیڈ تیز ہوئی تھی۔ایک بوسیدہ اور پرانے گھر کے سامنے رکتے وہ جلدی سے اندر

داخل ہوئی تھی،صد شکر کہ دروازہ کھلا ہوا تھا۔

اندر آتے ہی اس نے چادر کے ایک پلو سے اپنا پسینے سے تر چہرہ صاف کیا تھا۔دیوری سے اندر داخل ہوتے وہ ابھی صحن کے وسط تک ہی پہنچی تھی کہ سامنے ہاتھ باندھے کھڑی اپنی چھوٹی بہن کو دیکھے اس کے قدم وہیں منجمند

ہوئے تھے اور چہرے کا رنگ ایک لمحے کے لیے فق پڑا تھا۔

"کہاں گئی تھی؟"سپاٹ لہجے میں سوال کیا گیا تھا۔

"کک...کہیں نہیں،بس ایسے ہی۔"نظریں چرائے وہ تیزی سے کمرے کی جانب بڑھی تھی۔

یہ منظر کراچی کے چھوٹے سے محلے کا تھا، جس میں تقریباً تمام گھر ہی بوسیدہ اور پرانے طرز کے تھے۔

"ایشال! کیا چھپا رہی ہو؟" اپنی بڑی بہن کو تکیے کے نیچے کچھ چھپاتے دیکھ اس نے تھوڑا سختی سے کہا تھا۔

"کچھ نہیں...!"وہ فورا گھبرا گئی تھی۔

"ایشال.....!"غصے سے آگے بڑھ کر تیزی سے اس نے تکیہ ہٹایا تھا،تیکے کے نیچے موجود چیز کو دیکھ اس نے افسوس سے اپنی بہن کی طرف دیکھا تھا جس پر وہ نظریں جھکا گئی تھی۔

"کیوں....؟"آنکھوں میں ہمدردی اور بے بسی کا تاثر لیے وہ اس کے پاس ہی پلنگ کر بیٹھ گئی تھی۔

"انارا!مجھے بیٹا چاہئیے۔"بھرائی ہوئی آواز سے اس نے اپنی چھوٹی بہن کی طرف دیکھا تھا۔

دونوں کے نقوش تقریبا ملتے جلتے تھے مگر ایشال کا رنگ انارا کی نسبت تھوڑا صاف تھا۔انارا کی رنگت گندمی تھی مگر اس کے باوجود بھی وہ اپنی پر کشش شخصیت سے ہمیشہ ایشال پر سبقت لے جاتی تھی،دونوں ہی بہنوں کے بال ہلکے ہلکے گھنگھرالے تھے۔

"تو اللہ سے مانگو نا!یہ تعویز تمہیں کچھ نہیں دیں گے۔"انارا نے اسے سمجھانا چاہا تھا۔

"پچھلے آٹھ سال سے اللہ سے مانگ مانگ کر تھک چکی ہوں لیکن وہ میری سنتا ہی نہیں ہے۔لیکن اب میں نے فیصلہ کر لیا ہے مجھے کسی بھی قیمت پر بیٹا چاہئیے اگر ایک سال کے

اندر اندر مجھے بیٹا نہیں ملا نا تو میں۔۔۔تو میں اپنی کوکھ پر چھرا کھونپ لوں گی۔"یہ کہتے ہوئے وہ بالکل دیوانی لگ رہی تھی۔

"ویسے مجھے پتا ہے کہ میرا بیٹا ہو گا، تمہیں پتا ہے انارا میں جن بابا جی کے پاس گئی تھی نا انہوں نے مجھے کہا ہے کہ ایک سال میں ہی میرا بیٹا ہو جائے گا۔"پاگلوں کی طرح اپنے گال رگڑتے وہ ہنسی تھی،اس کی ہنسی میں کچھ تھا،شاید بے بسی۔۔۔

"بیٹیاں اللہ کی رحمت ہوتی ہیں۔"انارا نے نرمی سے کہا تھا۔

"چپ ہو جاؤ...!"وہ ایکدم ہی چیخ اٹھی تھی۔

"شش....!"اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھے اس نے غصے سے کہا تھا۔

"بیٹی نہیں بیٹا چاہئیے۔"سرگوشی کرتے وہ انارا کے مزید قریب ہوئی تھی۔

"صرف بیٹا چاہئیے مجھے....!"اپنے ہاتھوں میں سر دیے وہ اب زارو قطار رو رہی تھی۔

"میں قاتل ہوں،میں قاتل ہوں انارا،میں قاتل ہوں۔"اپنے ہاتھوں کو سامنے کیے اب وہ انہیں بار بار الٹ پلٹ کر دیکھ رہی تھی۔

"میرے ہاتھوں پر اپنی تین تین بیٹیوں کا خون ہے،وہ بیٹیاں!جو ابھی تک ان دنیا میں بھی نہیں آئیں تھیں۔مار دیا ان ظالموں نے میری بیٹیوں کو،میں نے خود اپنی بیٹیوں کو مار دیا۔"اب وہ پاگلوں کی طرح اپنے منہ پر تمانچے رسید کر رہی تھی اور ساتھ ہی ساتھ اپنے بال بھی نوچ رہی تھی۔

انارا نے افسوس سے سر جھٹکا تھا،اب وہ اس سب کی عادی ہو چکی تھی۔ایشال جب بھی میکے آتی تھی وہ ایسے

ہی پاگلوں جیسی حرکتیں کرتی تھی۔انارا اچھے سے جانتی تھی کہ اس کی بہن کس قدر ذہنی اذیت کا شکار ہے۔

"تو ختم کر دو اس رشتے کو،جان چھڑواؤ اس عذاب سے۔"اس کی اس روزمرہ کی چیخ و پکار سے وہ بری طرح اکتا چکی تھی۔

"تم پڑھی لکھی ہو ایشال،ماشاءاللہ سے ایک بیٹی بھی ہے تمہاری،طلاق لو اور اپنی ایک نئی زندگی شروع کرو۔"وہ یہ بات ایشال کو سمجھا سمجھا کر تھک چکی تھی۔

"تم چاہتی ہو کہ یہ معاشرہ مجھے طعنے دے دے کر مار دے۔"

"تمہیں لگتا ہے کہ تم اب بھی زندہ ہو؟"انارا کی استہزائیہ ہنسی ایشال کو اندر تک جھلسا گئی تھی۔

"ایک عورت چاہے کتنی ہی پڑھی لکھی کیوں نا ہو،چاہے وہ کتنی ہی کامیاب کیوں نا ہو لیکن اگر اپنا گھر بسانے میں ناکام ہو جائے نا تو پھر اس کے ماتھے پر ناکامی کا ایسا ٹھپا لگتا ہے کہ وہ ساری زندگی بھی صفائیاں دیتی رہے تو بھی وہ ٹھپا ہٹ نہیں سکتا۔"ایشال نے گہری سانس خارج کی

تھی۔

"شاید ہم اکیسویں صدی میں رہتے ہیں۔"انارا نے طنزاً کہا تھا۔

"تم بھول رہی ہو کہ ہم پاکستان میں رہتے ہیں۔"ایشال نے بھی اس ہی کے انداز میں کہا تھا جس پر انارا نے تنفر سے سر جھٹکا تھا۔

"انارا!جب ایک زندہ انسان کے ایک ایک عضو کو کاٹا جائے تو اسے کتنی تکلیف ہوتی ہو گی نا؟میری بیٹیوں کو بھی تو ایسے ہی تکلیف ہوئی ہو گئی نا،میری کوکھ میں ہی انہیں مار دیا گیا،اور ان کا جرم صرف یہ تھا کہ وہ بیٹیاں تھیں۔"

وہ ایک بار پھر رو دی تھی جس پر انارا آنکھیں گھمائے کمرے سے باہر گئی تھی۔یہ سب سنتے سنتے اس کے کان پک چکے تھے۔

ایشال کی شادی آٹھ سال پہلے ہی اپنی پھوپھو کے بیٹے جافر سے ہوئی تھی۔ویسے تو وہ ایک پڑھا لکھا انسان تھا

مگر اس نے اپنی ساری زندگی اپنی دو بڑی بہنوں اور ماں کے ساتھ گزاری تھی جس وجہ سے اس کی خصلت کچھ کچھ خواتین سے ملتی تھی اور تو اور اپنی ماں اور بہنوں کی اندھا دھند محبت نے اسے کبھی بھی ایشال کے قریب نہیں آنے دیا تھا۔شادی کے اگلے دن ہی ایشال کو ان سب پریشانیوں کو سامنا کرنا پڑا تھا جو اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھیں مگر اس نے صبر و شکر سے ہر ایک پریشانی کا سامنا کیا۔

ساجدہ بیگم جو کہ ایشال کی ساس اور پھوپھو بھی تھیں انہوں نے ایشال کو کبھی اپنی بہو کے روپ میں قبول نہیں کیا تھا اور ہر بات پہ اسے طعنے دے دے کر اس کا جینا حرام کر رکھا تھا لیکن وہ پھر بھی محض اپنے شوہر کی خاطر سب کچھ برداشت کر رہی تھی۔شادی کے شروع

شروع میں جافر کا برتاو ایشال کے ساتھ بہت اچھا تھا مگر آہستہ آہستہ اپنی ماں اور بہنوں کی باتوں میں آ کر وہ بات بے بات ایشال کو بےعزت کرنے لگا تھا اور ابھی شادی کو صرف چار مہینے ہی گزرے تھے جب ایک چھوٹی سی بات پر جافر نے سب گھر والوں کے سامنے ایشال پر پہلی بار ہاتھ اٹھایا تھا پھر یہ سلسلہ رکا نہیں تھا بلکہ بڑھتا ہی رہا تھا۔وقت کے ساتھ ساتھ جافر کو ایشال کو مارنے اور ایشال کو اپنے نیل چھپانے کی عادت ہو گئی تھی۔

چھ ماہ بعد اولاد کی خوشخبری سے ایشال کے تو جیسے

سارے غموں کا مداوا ہو گیا تھا،اس کے تو پیر ہی زمین پر نہیں ٹک رہے تھے۔

اکلوتے بیٹے کی اولاد ہونے کی خبر ملنے پر ساجدہ بیگم تو پھولے نہیں سما رہی تھی اور انہوں نے ایشال کا بھی بہت خیال رکھا تھا مگر چند مہینوں بعد انہیں جیسے ہی بیٹی کی خبر ملی تھی تو ان کا رویہ ایکدم ہی بگڑ گیا تھا اور انہوں نے جافر کو اس بچے کو ضائع کروانے کا بھی کہا تھا مگر اس وقت تک حمل کو بہت دیر ہو چکی تھی اور بچہ ضائع کروانا ممکن نہیں تھا۔

منال کی پیدائش پر ایشال کو زندگی کا ایک نیا مقصد مل گیا تھا۔اس کے بعد اسے تین دفعہ حمل ہوا تھا مگر جیسے ہی بیٹی کا پتا چلتا تھا تو فورا ہی اس کا حمل ضائع کروا دیا جاتا تھا۔ان تمام حالات کے پیش نظر وہ تقریبا اپنا

ذہنی توازن کھو بیٹھی تھی۔

"آج گاڑی تم چلاؤ گی۔"ہما نے حکم صادر کیا تھا۔

"نہیں!میں نے تو ابھی ٹھیک سے گاڑی چلانا سیکھی بھی نہیں ہے میں بلاوجہ کوئی نقصان کر دوں گی۔"داریاء نے جھٹ سے انکار کیا تھا۔

"ڈرائیو کرو گی تو سیکھو گی نا میری جان!"گاڑی کی چابی اس کی طرف اچھالتے وہ دوسری طرف بیٹھی تھی۔داریاء نے گھبراتے ہوئے گاڑی سٹارٹ کی تھی۔

"داریاء!کیا کچھوے کی طرح گاڑی چلا رہی ہو،تھوڑا تیز چلاؤ۔"ہما نے ناگواری سے اسے گھورا تھا۔

"ہمم.....!"گہری سانس ہوا میں خارش کرتے داریاء نے ایکدم ہی ایکسیلیٹر پر پاؤں رکھے سپیڈ تیز کی تھی۔

"داریاء.....!"ہما چیخی تھی۔

"یہ سپیڈ کم نہیں ہو رہی۔"داریاء کی تو سانس ہی رک گئی تھی۔تیز سپیڈ سے گاڑی چلاتے وہ ٹریفک سگنل توڑ گئی تھی،تھوڑا آگے جاتے ہی داریاء نے بہت مشکل سے بریک لگائی تھی۔

ان دونوں کی قسمت کی خرابی کہ آج وہاں کسی وجہ سے پولیس کی ناقہ بندی تھی اور اب وہ دونوں بہت بڑی طرح پھنس چکی تھیں۔

پولیس کی فوج نے چاروں طرف سے ان کی گاڑی کو گھیر لیا تھا جس پر بےبسی سے ایک دوسرے کی طرف دیکھے ناچار انہیں باہر آنا ہی پڑا تھا۔

ہما داریاء کی نسبت تھوڑا سمجھدار تھی اور اس نے اب بھی اپنی سمجھداری کا مظاہرہ کرتے اس معاملے کو نپٹانے کی کوشش کی تھی جبکہ داریاء تو پولیس کی فوج اور اتنے سارے ہتھیار دیکھ بالکل سہم گئی تھی اور اب اپنا تمام تر ضبط کھوئے وہیں سڑک کے بیچ و بیچ زمین پر بیٹھے

بچوں کی طرح دھاڑیں مار مار کر رو دی تھی۔اس کی اس حرکت کو دیکھ ہما سمیت تمام پولیس کانسٹیبلز کو حیرت کا شدید

جھٹکا لگا تھا۔

"یہ آواز کس کی ہے؟"فون رکھتے اس نے ایک سپاہی سے اشارے سے پوچھا تھا۔

"سر ایک لڑکی ہے ایک تو اس نے ٹریفک سگنل توڑ دیا اور اوپر سے سڑک کے بیچوں بیچ بیٹھی زاروقطار رو رہی ہے۔"

ماتھے کی رگیں ایکدم ہی تن گئیں تھیں۔وہ لب بینچھے آنکھوں پر گوگلز لگائے تیزی سے آگے بڑھا تھا۔آج جس ٹرک میں ڈرگز کی سمگلنگ کو پکڑنے کے لیے وہ اپنی تمام تر نفری سمیت یہاں موجود تھا وہ ٹرک یہاں سے گزرا ہی نہیں

تھا جس وجہ سے اس کا موڈ اچھا خاصا خراب تھا۔

"کیا ہو رہا ہے یہاں؟"سنجیدہ تاثرات لیے وہ اس جگہ پہنچا تھا جہاں پر ایک لڑکی سر جھکائے سڑک پر بیٹھی بچوں کی طرح رو رہی تھی۔

"سر یہ لڑکی..."جملہ مکمل ہونے سے پہلے ہی اس سے ہاتھ کے اشارے سے افضل کو خاموش کروایا تھا۔

"لیڈی کانسٹیبل کو بلاؤ اور اٹھا کر جیل میں پھینکو اسے۔"سخت لہجے میں کہتے ابھی وہ پلٹا ہی تھا کہ ایک نسوانی آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔

"سر!پلیز مجھے جیل میں مت ڈالیں،میرے ابا کو اگر پتا چل گیا نا تو وہ تو جیتے جی ہی مر جائیں گے۔"جیل کا نام سنتے وہ ایک جھٹکے سے کھڑی ہوئی تھی۔

"اگر ابا کی اتنی ہی فکر...!"کہتے ساتھ ہی وہ واپس پلٹا تھا۔سامنے موجود دوشیزہ کو دیکھ اے۔ایس۔پی زارون سکندر کی تو ساری دنیا ہی رک گئی تھی۔

گلابی اور سفید رنگت،سر پر اچھی طرح ڈوپٹا ٹکائے،پیلے رنگ کے سوٹ میں ملبوس سبز کانچ سی آنکھوں جنہیں دیکھ کر چاندنی سا گمان ہوتا تھا اور دو چھوٹی چھوٹی چہرے پر جھولتی لٹوں سمیت وہ معصومیت کی انتہا پر تھی۔

"سر پلیز...."ہاتھوں کو آپس میں مس کیے وہ ایک بار پھر رو دی تھی۔انکھوں پر سے گوگلز ہٹائے زارون کے دل کو کچھ ہوا تھا۔اس کا دل چاہا کہ اس معصوم سی گڑیا کو اپنے اندر بھینچ لے،بس کسی بھی طرح وہ اس کی آنکھوں سے یہ موتی چن لے۔

"میں نے جان بوجھ کر نہیں کیا،آپ پلیز جتنا مرضی فائن لے لیں مگر پلیز ہمیں جانے دیں۔میں مانتی ہوں کہ مجھ سے غلطی ہوئی ہے مگر جان کر نہیں کیا میں نے سچی!"

"جی سر! ہم نے جان کر نہیں کیا۔"ہما نے بھی فورا داریاء کی تائید کی تھی۔

"لائسنس کہاں ہے آپ کا...؟"اپنے جذبات پر قابو پاتے زارون نے نہایت شائستہ لہجے میں پوچھا تھا۔

"وہ تو نہیں ہے۔"ہما کے کچھ کہنے سے پہلے ہی داریاء نے اپنا منہ کھولا تھا جس پر ہما نے سختی سے آنکھیں میچی تھیں۔

"یہ گاڑی کس کی ہے؟"تحمل کا مظاہرہ کرتے زارون نے اگلا سوال پوچھا تھا۔

"پتا نہیں...!"داریاء نے اچھے بچوں کی طرح سچ کہا تھا جس پر ہما نے اپنے دانت پیسے تھے۔

ہما کو ایڈوینچرز کا شوق تھا اور اس نے داریاء کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا تھا اب وہ دونوں وقتاً فوقتاً یونیورسٹی میں کسی نا کسی طرح لوگوں کی گاڑیوں کی چابیاں چرا کر

ڈرائیو پر نکل جاتی تھیں۔

"کیا مطلب....؟"زارون کے ماتھے پر شکنیں ابھری تھیں۔

"مطلب یہ سر کہ یہ گاڑی تو ہم ایسے ہی چلا رہے تھے ہمیں نہیں پتا کہ یہ کس کی ہے،اور مجھے تو ابھی گاڑی چلانا سیکھتے دو ہی دن گزرے ہیں۔"سرخ ہوتی ناک کے ساتھ داریاء نے اپنی سبز کانچ آنکھوں سے زارون کی طرف

دیکھا تھا جس پر زارون نے بے اختیار اپنی پیشانی مسلی تھی۔وہ تو جلد از جلد اس معاملے کو نپٹانا چاہتا تھا مگر اس لڑکی کی ضرورت سے زیادہ سچائی سے معاملہ سنگین ہو چکا تھا۔

"سر پلیز آپ یہ رکھ لیں اور ہمیں جانے دیں۔"داریاء نے اپنے کان سے چھوٹے چھوٹے جھمکے اتارے زارون کی طرف بڑھائے تھے جسے بلاتوقف زارون نے فورا تھاما تھا۔

"سر ہم جائیں؟"داریاء نے معصومیت سے پوچھا تھا۔

"ہمم.....!"اس انصاف کے علمبردار نے آج زندگی میں پہلی دفعہ محض ایک لڑکی کی خاطر اپنے اصولوں کو پیچھے چھوڑ دیا تھا۔

اجازت ملتے ہی وہ دونوں ڈورتی ہوئی گاڑی میں بیٹھی تھیں اور ہما نے فورا ہی گاڑی بھگائی تھی۔

وہ مسکرا کر سر جھٹکتا اپنی جیپ کی جانب بڑھا تھا۔وہاں موجود سب لوگوں کی نظروں میں سوال تھے مگر اے۔ایس۔پی زارون سکندر کے آگے زبان کھولنے کی جرات کسی میں نا تھی۔

"اگر دو منٹ اپنی زبان بند رکھ لیتی تو کون سی قیامت آجاتی؟"ہما داریاء پر برسی تھی۔

"ابا کہتے ہیں چاہے کچھ بھی ہو جائے ہمیشہ سچ بولنا چاہئیے۔"داریاء واقعی بہت بھولی تھی۔

"داریاء آج کے بعد نا تم اپنی یہ زبان بند رکھا کرو،بس دو تین ہزار کا چلان کٹتا اور معاملہ رفع دفع ہو جاتا بلاوجہ ہی تم نے اتنا ڈرامہ کیا۔"

"کیا....؟"داریاء چیخ اٹھی تھی۔

"دو تین ہزار کا چلان...؟وہ جھمکے تو پورے تیس ہزار کے تھے۔"جھٹکا واقعی بہت شدید تھا۔

"ہائے اللہ!میں تو لٹ گئی،اماں نے کمیٹیاں ڈال ڈال کر میرے جہیز کے لیے وہ جھمکے بنوائے تھے اب کیا ہو گا؟"داریاء کو وہ جھمکے بہت پسند تھے اور آج اپنی ماں کے سونے کا فائدہ اٹھاتی اس نے آہستگی سے الماری کھولے وہ جھمکے پہنے تھے۔

"تو تمہیں کس نے کہا تھا کہ فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے اپنے جھمکے دو؟"ہما نے اسے ڈپٹا تھا۔

"کرپٹ رشوت خور کہیں کا...!"داریاء کے تو آنسو ہی نہیں تھم رہے تھے۔

"ایسے ہی رشوت کا مال کھا کھا کر نا یہ پولیس والے موٹے ہوتے جاتے ہیں۔"اگر اس کی ماں کو جھمکوں کی غیر موجودگی کا علم ہو جاتا تو داریاء کی موت پکی تھی۔

"خیر موٹا تو نہیں تھا،اچھا خاصا ہینڈسم تھا،اور اس کی آنکھیں دیکھیں تھیں کتنی پرکشش اور بڑی بڑی تھیں۔"ہما نے مسکراتے ہوئے زارون کی تعریف کی تھی۔

"بس کرو،ہائے میرے جھمکے...!"داریاء اس وقت صرف اپنے جھمکوں کا سوگ منانا چاہتی تھی۔

"اماں!اماں...!"انارا غصے سے چلاتے ہوئے اپنی ماں کے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔

"کیا ہے...؟"سلائی مشین چلاتے انہوں نے ناگواری سے پوچھا تھا۔

"میرے کمرے کا آئینہ کیوں صاف نہیں کیا؟"غصے سے اس کا برا حال تھا۔

"کیا تو تھا۔"مصروف سے انداز میں انہوں نے جواب دیا تھا۔

"اماں جھوٹ مت بولو،میرے آئینے پر ایک داغ ہے۔"وہ منہ پھٹ ہونے کے ساتھ ساتھ تھوڑی بدلحاظ بھی تھی۔

"ایک داغ سے کیا فرق پڑتا ہے؟"ذکیہ بیگم اپنی بیٹی کی حرکتوں اور باتوں سے بہت زیادہ زچ ہوتیں تھیں۔

"فرق پڑتا ہے اماں! مجھے فرق پڑتا ہے، آپ کو پتا تو ہے صبح صبح اٹھتے سب سے پہلے مجھے آئینہ دیکھنا ہوتا ہے اور انارا جس بھی چیز میں اپنا عکس دیکھے وہ بالکل صاف ہونی چاہئیے۔" گندمی رنگت پر بڑی کالی سیاہ آنکھیں،

گھنگھرالے بالوں کو کیچر میں مقید کیے اس نے تیکھے نقوش سے اپنی ماں کو گھورا تھا۔

"اچھا معاف کر دے مجھے، آئندہ خیال رکھوں گی۔" ذکیہ بیگم نے جان چھڑوائی تھی۔

"رہنے دو اماں! میں خود ہی کر لوں گی۔" کہتے ساتھ ہی وہ پیر پٹختی اپنے چھوٹے سے کمرے کی جانب بڑھی تھی۔ بہت احتیاط سے آئینہ صاف کیے اس نے اپنا عکس دیکھا تھا۔ اپنا آپ دیکھے وہ مسکرائی تھی، اس کی مسکراہٹ بھی اس کی طرح بہت خوبصورت تھی۔

انارا کی گندمی رنگت اور لیڈری شخصیت ہی اس کا پلس پوائنٹ تھی، وہ ان لڑکیوں میں سے نہیں تھی جو خاموشی سے سب کچھ برداشت کر لیں، وہ ظلم کے خلاف آواز اٹھانے والوں میں سے تھی۔ وقت اور حالات نے اسے کافی حد تک

سنگدل بنا دیا تھا مگر اس سب کے باوجود بھی وہ اندر سے ایک حساس لڑکی تھی۔

"ہاں ہاں تم فکر مت کرو،میں بس اس تک پہنچ چکا ہوں۔"فون پر کسی کو ہدایات دیتے زارون نے فورا فون بند کیا تھا۔

وہ پچھلے ایک سال سے جس کیس پر کام کر رہے تھے آج بالآخر انہیں ایک کڑی مل ہی گئی تھی۔اس وقت وہ سادہ کپڑوں میں ملبوس سر پر کیپ پہنے بازار میں موجود بھیڑ سے گزرتے اس شخص کے پیچھے جا رہا تھا۔

"یہ تو وہی جھمکے چور پولیس والا ہے۔"داریاء جو آج اتوار والے دن بازار سے کچھ خریدنے آئی تھی زارون کو دیکھ اس کا میٹر گھوما تھا اور وہ بھی تقریبا بھاگتی ہوئی اس کے پیچھے گئی تھی۔

"آپ تو وہی پولیس والے ہیں نا...؟"ایکدم سے اس کے سامنے آئے داریاء نے اس کے سارے مشن پر پانی پھیرا تھا۔

اس کے اتنا اونچا کہنے پر وہ شخص فورا ہی الرٹ ہوئے وہاں سے بھاگا تھا،زارون بھی داریاء کو غصے سے گھورتے اس شخص کے پیچھے بھاگا تھا۔

"ارے!چور کہیں کا...!"داریاء بھی زارون کے پیچھے بھاگی تھی۔

“Shit!”

اس شخص کے ہاتھ سے نکلنے پر زارون نے زور سے اپنے ہاتھ کی مٹھی بنائے دیوار پر ماری تھی۔

"آپ کتنا تیز بھاگتے ہیں۔"زارون تک پہنچتے داریاء نے ہانپتے ہوئے کہا تھا جبکہ داریاء کو اپنے سامنے دیکھ زارون تو آپے سے ہی باہر ہو گیا تھا۔

اس کا بازو دبوچتے اسے بغیر کچھ بولنے کا موقع دیے وہ اسے ایک سائیڈ پر لے گیا تھا۔اب اسے دیوار کے ساتھ ساتھ لگائے دونوں ہاتھوں سے اس کی راہ فرار کے تمام راستے بند کیے زارون نے غصے سے اس کی طرف دیکھا تھا۔

"کس نے بھیجا ہے تمہیں...؟"وہ چلایا تھا۔

"اا...ابا نے...!"لرزتے وجود کے ساتھ وہ بامشکل بول پائی تھی۔

"کس گینگ سے تعلق ہے تمہارے ابا کا؟"اس کی رگیں تنی ہوئیں تھیں۔اب وہ واضح طور پر داریاء پر شک کر رہا تھا۔

"میرے ابا تو ایک معمولی سے کلرک ہیں سر!"وہ بری طرح سہم گئی تھی۔

"جھوٹ!"اس کی سانسوں کی تپش اپنے چہرے پر محسوس کرتی وہ سختی سے آنکھیں میچ گئی تھی۔

"سچ سچ بتاؤ کون ہو تم...؟"اب کی بار زارون نے تھوڑا نرمی سے کہا تھا،وہ چاہ کر بھی اس کانچ کی گڑیا سے اونچی آواز میں بات نہیں کر پا رہا تھا۔

"لڑکی ہوں جی....!"معصومیت سے زارون کے علم میں اضافہ کیا گیا تھا۔

"وہ تو مجھے بھی پتا ہے بےوقوف!اپنا نام بتاؤ؟"اس کے بےوقوفانہ جواب پر زارون نے واپس اسی سختی سے پوچھا تھا۔

"دد...داریاء....!"

"دیکھو دد...داریاء!مجھے صرف سچ سننا ہے۔"کہیں نا کہیں وہ بھی ڈر ہوا تھا کہ کہیں یہ کانچ کی گڑیا کسی بھی غلط کام میں ملوث نا ہو۔

"میں سچ کہہ رہی ہوں، آپ کہیں گے تو آپ کے سر کی قسم کھانے کو بھی تیار ہوں میں تو صرف اپنے جھمکے لینے آپ کے پیچھے آئی تھی۔اماں نے بہت محنت سے پیسے جوڑ کر

میرے جہیز کے لیے وہ جھمکے بنوائے تھے جو آپ نے مجھ سے رشوت کے طور پر لے لیے۔"سوں سوں کرتے داریاء نے ایک ہی سانس میں ساری کہانی زارون کو سنا دی تھی،

جبکہ لفظ رشوت پر زارون کا ماتھا ٹھنکا تھا۔

" نہیں میرا مطلب ہے چلان کے طور پر۔"اس کے بگڑتے تیور دیکھ داریاء نے فورا ہی تصریح کی تھی۔

"سچ کہہ رہی ہو؟"شک اب بھی اپنی جگہ برقرار تھا۔

"ایکدم سچ...!"داریاء نے آنکھیں ٹپٹپائے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"وہ تو میں پتا لگا ہی لوں گا لیکن فلحال جو تم نے میری اتنے عرصے کی محنت برباد کی ہے اس کا حساب تو دو۔"زارون کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک دیکھ داریاء کو اپنے آس پاس خطرے کی گھنٹی بجتے سنائی دے

رہی تھی۔

"مجھے دیر ہو رہی ہے،مجھے جانا ہے۔"کہتے ساتھ ہی داریاء تیزی سے اس کے بازوں کے نیچے سے نکل کر ابھی جانے ہی لگی تھی کہ زارون نے اسے بازو سے جھپٹتے دوبارہ دیوار سے لگایا تھا اور ساتھ ہی ساتھ ایکدم سے گن نکالے اس نے

داریاء کے ماتھے پر رکھی تھی۔بیچاری داریاء کی تو اوپر کی سانس اوپر اور نیچے کی سانس نیچے ہی رہ گئی تھی۔

"کہاں ماروں گولی...؟"اس کے ماتھے پر گن رکھے زارون نے دلچسبی سے پوچھا تھا۔

"یہاں پر...؟"اب کی بار اس نے گن داریاء کی دائیاں گال پر رکھی تھی۔

"یا یہاں پر...؟"اس کی ٹھوڑی پر گن رکھے وہ داریاء کی روح فنا کرنے کے در پر تھا۔

زارون جان بوجھ کر اسے اس جگہ لایا تھا جہاں پر ان دونوں کے سوا تیسرا اور کوئی نا تھا۔

"یا پھر یہاں...؟"وہ ٹھوڑی سے گن کو آہستگی سے نیچے گردن تک لایا تھا۔

"مم...میں...!"

"ہاں یہاں پر مارنی چاہئیے۔"داریاء کو کچھ بولنے کا موقع دیے بغیر ہی زارون نے اس کا منہ دبوچے گن اس کے ہونٹوں پر رکھی تھی۔

"منہ کھولو...!"خوف کے مارے وہ بری طرح لرز رہی تھی۔

"تم ایسے نہیں مانو گی۔"اس کا منہ پکڑے زارون نے گن اس کے منہ میں رکھی تھی اور ساتھ ہی ساتھ ٹریگر پر ہاتھ رکھا تھا جس پر داریاء نے سختی سے آنکھیں میچے کلمہ پڑھا تھا۔

"بہت زبان چلتی ہے نا تمہاری؟"زارون اس کے تاثرات سے اچھا خاصا محظوظ ہوا تھا۔اگلے ہی لمحے داریاء پر رحم کھاتے زارون نے گن اس کے منہ سے نکالی تھی،وہ بری طرح کھانس رہی تھی۔

"مجھے معاف کر دیں پلیز!آپ وہ جھمکے اپنے پاس رکھ لیں میں سمجھوں گی کہ میں نے اپنا صدقہ دے دیا ہے۔"اس نے پھر غلط موقع پر غلط بات کی تھی۔

"نہیں!میرا مطلب ہے کہ تحفہ کے طور پر رکھ لیں،آپ پہن لیجیے گا۔"

"میرا مطلب ہے اپنی بیوی کو دے دیجیے گا۔"زارون کی ایک اور گھوری پر داریاء نے ایک بار پھر اپنا بیان تبدیل کیا تھا۔

"میں جاؤں سر...؟" آنکھوں میں بے بسی ہی بے بسی تھی۔

"نہیں...!" گن لوڈ کیے وہ ڈارھا تھا۔

"سر پلیز! مجھے مت ماریں، چاہے تو کوئی اور سزا دے دیں مگر گولی مت ماریں گا۔" دونوں ہاتھوں کو مس کیے داریاء نے ایک بار پھر التجا کی تھی۔

"ٹھیک ہے نہیں مارتا تمہیں! لیکن اس کے بدلے تمہیں میری ایک بات ماننی ہو گی۔" اتنے سالوں کے ایکسپیرینس سے وہ یہ تو جان ہی چکا تھا کہ یہ لڑکی واقعی ایک عام شہری تھی۔

"آپ جو کہیں گے جیسا کہیں گے میں بالکل ویسا کروں گی مگر پلیز گولی مت چلائیں گا۔"

"شادی کرو گی مجھ سے...؟" داریاء کے سبز کٹورے نینوں میں ڈوبتے زارون نے اس کی رضامندی پوچھی تھی جبکہ رضامندی کم زبردستی زیادہ تھی۔

"جی جی بالکل میں آپ سے شاد..." فوراً ہی زبان کو بریک لگی تھی اور آنکھوں میں بے یقینی در آئی تھی، سوالیہ نظروں سے اس نے زارون کی طرف دیکھا تھا جو کہ اسے دیکھے مسکرا رہا تھا۔

وجیہہ شخصیت، نیلی آنکھیں، دراز قد اور ماتھے پر بکھرے بال...داریاء نے پہلی بار تفصیل سے اس کا جائزہ لیا تھا۔

"شاد...شادی...؟"

"ہاں شادی! اگلے اتوار رشتہ بھیجوں گا تمہارے گھر، انکار کا سوچنا بھی مت۔" زارون نے داریاء کو محبت بھری دھمکی دی تھی۔

"دیکھیں! یہ بالکل بھی ٹھیک نہیں ہے۔" وہ اب کہیں جا کر ہوش میں آئی تھی۔

"اس طرح زور زبردستی کرنا بالکل غلط ہے، اگر ہمارا نکاح ہو بھی گیا نا تو بھی یہ زنا میں ہی شمار ہو گا کیونکہ میں تو راضی ہی نہیں ہوں۔" داریاء نے بہت آرام سے اپنا موقف زارون کے سامنے رکھا تھا جس پر زارون کے ماتھے پر

بل پڑ گئے تھے اور آنکھیں غضب ڈھانیں لگیں تھیں۔ پھر کچھ لمحوں بعد اس نے اثبات میں سر ہلاتے گن ایک بار پھر لوڈ کی تھی۔

"میں راضی ہوں۔" داریاء نے چلا کر کہا تھا۔

"مجھے آپ بہت اچھے لگتے ہیں۔"اپنی موت کو سامنے دیکھ اچھے اچھوں کی حالت خراب ہو جاتی ہے وہ تو پھر ایک ڈرپوک لڑکی تھی۔

"اس میں کون سی نئی بات ہے آخر میں کس لڑکی کو پسند نہیں آتا؟"انداز لاپروانہ تھا۔

"تم خوش قسمت ہو جو تم مجھے پسند آئی ہو۔"اس کی یہ خود ساختہ تعریف داریاء کو سخت زہر لگی تھی۔

"جب میں رشتہ لے کر آؤں گا تو تم انکار تو نہیں کروں گی نا؟"یہ سوال کم اور دھمکی زیادہ تھی جس پر داریاء نے نفی میں سر ہلایا تھا۔

"تو پھر کیا کہوں گی؟"زارون نے اسی انداز میں ایک اور سوال کیا تھا۔

"قبول ہے،قبول ہے،قبول ہے۔"داریاء نے ایک ہی سانس میں کہا تھا جس پر زارون دل کھول کر ہنسا تھا۔

"یہ نہیں کہنا صرف ہاں کرنی ہے سمجھی؟"داریاء نے ناسمجھی سے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"اب میں جاؤں...؟"

"میں چھوڑ دیتا ہوں۔"زارون نے مسکرا کر گن واپس رکھی تھی۔

"نہیں!اماں کہتی ہیں کسی نامحرم کے ساتھ نہیں جاتے،

نامحرم بالکل بھی اعتبار کے قابل نہیں ہوتا۔"داریاء نے معصومیت سے اپنی ماں کا رٹا رٹایا جملہ زارون کے گوش گزار کیا تھا۔

"ٹھیک ہے پھر میں تمہارے ابا کو فون کر کے ان کی بیٹی کی کارستانی سناتا ہوں کہ کس طرح وہ دوسروں کی گاڑیاں چراتی ہے۔"

"آپ کے پاس تو ابا کا نمبر ہی نہیں ہے۔"وہ ہنسی تھی۔

"پولیس والوں کے پاس سب ہوتا ہے۔"اس کی ہنسی کی کھنک سے زارون کے دل کی دھڑکن معمول سے تیز ہوئی تھی۔

"اچھا!پھر چھوڑ دیں آپ مجھے گھر،اب ہر نامحرم برا تھوڑی ہوتا ہے کچھ اچھے بھی تو ہوتے ہیں نا!"اس کے اس معصومیت بھرے انداز پر زارون نے بہت مشکل سے ہنسی کنٹرول کی تھی۔

سارے دن کی تھکی ہاری وہ ابھی ابھی گھر کے اندر داخل ہوئی تھی، صحن کے وسط تک پہنچے ان کی نتھنوں سے گوشت کی خوشبو ٹکرائی تھی۔

اس گھر میں کل ملا کر تین چھوٹے چھوٹے کمرے تھے،ایک پرانے طرز کی بیٹھک تھی اور صحن سے اوپر جاتے زینے تھے،گھر کے بالائی حصے میں ایک پرانا سا سٹور روم تھا جس میں تقریبا کاٹ کباڑ ہی پڑا ہوا تھا۔مکان کی حالت کافی بوسیدہ تھی اور بارشوں کے دنوں میں مسلسل ٹپکتی چھت نے گھر کے مکینوں کو اچھی خاصی مصیبت میں مبتلا کر رکھا تھا۔

کچن کی کھڑکی کھلی ہونے کی وجہ سے پورے صحن میں سالن کی مہک پھیلی ہوئی تھی اور بیٹھک سے آوازیں بھی آرہی تھیں۔وہ سمجھ چکی تھی کہ کون آیا ہوا ہے۔

"اماں!اماں...!"نہایت سخت تیوروں کے ساتھ وہ کچن میں داخل ہوئی تھی۔

"کس خوشی میں گوشت پکا رہی ہو؟"بغیر کسی لگی لپٹی کے وہ فورا مدعے پر آئی تھی۔

"آہستہ بول،بہن کے سسرال والے آئے ہیں۔"ذکیہ بیگم دبی دبی سی غرائی تھیں۔

"میں حرام نہیں کماتی ہوں جو تم یہ روز روز پکوان پکا پکا کر ان کے سامنے رکھتی ہو۔"ملک صاحب کی وفات کے بعد انارا اور ذکیہ بیگم ہی اس گھر کے مکین تھے۔

انارا ایک سکول میں پڑھاتی تھی اور بہت مشکل سے اس کی تنخواہ سے گھر کا گزارا ہوتا تھا،روز روز ایشال کے سسرال والوں کی آؤ بھگت سے ان کے گھر کا سارا بجٹ خراب ہو جاتا تھا۔

"شرم کر،مہمان اللہ کی رحمت ہوتے ہیں۔"ذکیہ بیگم انارا کے اس رویہ سے ہمیشہ ہی تنگ رہتی تھیں۔

"یہ روز روز کے مہمان نا رحمت کم اور زحمت زیادہ ہوتے ہیں۔اور مجھے ایک بات بتا تجھے اپنی بیٹی پر رحم نہیں آتا؟یہ ظالم اسے مار پیٹ کر یہاں چھوڑ جاتے ہیں اور جب وہ کام کرنے کے قابل ہو جاتی ہے تو آ جاتے ہیں اپنی نوکرانی کو لینے...!"وہ بات کرتے ہوئے بالکل لحاظ نہیں کرتی تھی۔اس کی اس بات پر ذکیہ بیگم نے نظریں چرائیں تھیں۔ایشال کو اپنوں میں بیانے کا مقصد ہی یہی تھا کہ وہ وہاں خوش رہ سکے مگر ایسا کچھ بھی ممکن نا ہو سکا تھا۔

"صبح سے بھوکی پھر رہی ہوں میں،میرے لیے تھوڑا سا گوشت الگ کر لینا،سب ان ندیدوں کے سامنے مت رکھ دینا۔" کہتے ساتھ ہی وہ منہ بنائے تیزی سے باہر نکلی تھی۔

"سلام تو کر لے پھوپھی کو...." ذکیہ بیگم نے باقاعدہ اپنا ماتھا پیٹا تھا۔

باہر نکلتے وہ ابھی تیزی سے آگے بڑھ ہی رہی تھی کہ سامنے ایشال کو دیکھے اس کے قدم وہیں رکے تھے۔ایشال بغیر کچھ کہے چپ چاپ آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو لیے وہاں سے چلی گئی تھی۔

کمرے میں آتے ہی اپنے آنسو پونچھنے کی سعی کرتے ایشال نے اپنے بیگ کی زپ بند کی تھی۔

"فکر مت کرو،اب چاہے کچھ بھی ہو جائے میں واپس نہیں آؤں گی،اب میں تم پر مزید بوجھ نہیں بنوں گی۔" انارا بھی اس کے پیچھے کمرے میں آئی تھی۔

"ایسی بات نہیں ہے،اگر میں اپنا اور اماں کا بوجھ اٹھا سکتی ہوں تو یقین کرو تمہارا اور تمہاری بیٹی کا بھی اٹھا سکتی ہوں،لیکن تمہارے سسرال والے مجھے ایک آنکھ نہیں بھاتے۔میری

بات مان لو ایشال اور طلاق لے لو۔"اس کا ہاتھ مضبوطی سے تھامے انارا نے ایک آس سے کہا تھا۔

"توبہ توبہ۔۔۔!"ذکیہ بیگم ابھی کمرے میں داخل ہوئی تھیں اور انہوں نے فورا ہی انارا کو ایشال سے دور دکھیلا تھا۔

"شرم نہیں آتی بہن کو الٹی سیدھی پٹیاں پڑھاتے ہوئے...؟"

"ایشی میری بچی!اس کی بکواس پر بالکل دھیان

مت دے،دیکھ بیٹا!تجھے کسی بھی قیمت پر اپنا گھر بسانا ہے،یہ طلاق کا لفظ کبھی بھولے سے بھی اپنی زبان پر مت لانا،اب اس گھر سے تیرا جنازہ ہی اٹھے گا۔"ذکیہ بیگم نے فکرمندی سے ایشال کو شانوں سے تھامے سمجھایا تھا

جس پر انارا نے آنکھیں گھمائی تھیں۔

"اور تو....!"اب توپوں کا رخ انارا کی طرف تھا۔

"تیری یہ جو گز بھر لمبی زبان ہے نا اسی وجہ سے آج تک تیرا گھر نہیں بس سکا۔چھبیس کی ہونے والی ہے مگر پھر بھی کنواری بیٹھی ہے تیرے ساتھ کی لڑکیوں کے تو دو دو بچے بھی ہو گئے ہیں اور ایک تو ہے جو ابھی تک میرے

سینے پر بیٹھی مونگ دل رہی ہے۔"

"کما کر بھی تو دے رہی ہوں۔"چاہ کر بھی وہ اپنی زبان قابو میں نہیں رکھ سکتی تھی۔

"مجھے نہیں چاہئیے تیری کمائی،الحمداللہ!میری بوڑھی ہڈیوں میں اتنا دم ہے کہ میں اپنا کما کھا سکتی ہوں۔"

ایشال نے سر جھٹکے بیگ کو سائیڈ پر رکھا تھا،یہ گفتگو بھی معمول کا حصہ ہی تھی۔

"اب جو بھی رشتہ آئے نا چپ چاپ بغیر کسی ڈرامے بازی کے ہاں کر دینا،کل کو میں مر جاؤں گی تو پھر کیا ہو گا تیرا؟"

"ہیں...ہیں...ہیں...تم کل مر رہی ہو اماں....؟دیکھو یہ سراسر غلط ہے کم از کم مرنے سے کوئی دو تین مہینے پہلے تو بتاتی۔کفن دفن کا انتظام،کھانے کا انتظام اور قبر کے انتظام میں پچاس سے ساٹھ ہزار تو لگ ہی جانے ہیں۔اتنے پیسے فلحال نہیں ہیں میرے پاس..."

"تو رک ذرا...!"ذکیہ بیگم نے جوتی اتار کر انارا کی جانب اچھالی تھی جس پر وہ بروقت وہاں سے بھاگی تھی۔

"کیسی اولاد ملی ہے مجھے،زندہ ماں کو مار رہی ہے۔"افسوس سے سر پکڑے ذکیہ بیگم نے باہر کی جانب قدم بڑھائے تھے۔

ان کے جانے کے بعد بستر پر بیٹھے ایشال نے خالی خالی نظروں سے سارے کمرے کا جائزہ لیا تھا۔ایک وقت تھا

جب وہ اپنی ماں اور انارا کی اس نوک جھوک سے بہت لطف اندوز ہوتی تھی مگر اب تو اسے یاد بھی نہیں تھا کہ وہ آخری بار کب ہنسی تھی۔

گھر کے اندر داخل ہوتے ہی ایشال نے گہری سانس خارج کی تھی۔وہ پچھلے دو ہفتوں سے اپنے میکے میں تھی اور شاید پچھلے دو ہفتوں سے کسی نے بھی گھر کی صفائی کرنے کی

زحمت نا کی تھی۔

گھر آتے ساتھ ہی منال تو بھاگ کر اپنے کمرے میں گئی تھی اب وہ وہاں بیٹھی کھلونوں سے کھیل رہی تھی جبکہ ایشال اب گھر کی صفائی میں جت گئی تھی۔سارے کام کرنے کے بعد اب وہ روٹیاں بنا رہی تھی تبھی ساجدہ بیگم کچن میں داخل ہوئی تھیں۔

"پلاؤ اور شامی کباب بھی بنا لینا،شاکرہ اور فرخندہ آ رہیں ہیں۔"حکم صادر کرتے وہ تن فن کرتیں کچن سے باہر گئی تھیں۔

ایشال نے بغیر کچھ کہے ڈبے سے چاول نکالے تھے۔شاکرہ اور فرخندہ اس کی نندیں تھیں،دونوں ہی شادی شدہ تھیں مگر زیادہ تر اپنے میکے میں ہی پڑی رہتی تھیں۔ایشال کی زندگی جہنم بنانے میں ان دونوں کا پورا پورا ہاتھ تھا۔

مصالحہ بھونتے ہوئے وہ ایک بار پھر اپنے ماضی میں کھو گئی تھی۔اسے آج بھی اچھے سے یاد تھا کہ ابھی اس کی شادی کو محض چند دن ہی گزرے تھے کہ اس کی دونوں

نندیں اپنے خاوندوں اور بچوں سمیت اپنے میکے آئی تھیں،رات کے کھانے کے بعد ایشال نے سب کے لیے چائے بنائی تھی۔

"یہ لیں آپی....!"ایشال نے مسکرا کر اپنی بڑی نند شاکرہ کو چائے کا کپ تھمایا تھا۔چائے کا کپ تھامتے ہی شاکرہ غصے سے منہ پھلائے کھڑی ہوئی تھی۔

"بس اماں اگر تمہاری بہو کو میرا گھر آنا پسند نہیں ہے تو میں آج کے بعد نہیں آؤں گئی۔"کہتے ساتھ ہی اس نے اپنا بیگ اٹھایا تھا۔

"کیا ہوا میری بچی...؟"ساجدہ بیگم بھی اٹھ کھڑی ہوئیں تھیں۔

"کیا کیا ہے تم نے....؟"انہوں نے غصے سے ایشال کو گھورا تھا جس پر وہ بیچاری تذبذب کا شکار ہوئی تھی۔آخر اس نے ایسا بھی کیا کر دیا تھا جو شاکرہ اس طرح برتاؤ کر رہی تھی۔

"ابھی شادی کو جمعہ جمعہ آٹھ دن ہوئے ہیں اور تمہاری بہو نے ابھی سے رنگ دکھانا شروع

کر دیے۔"اپنے ڈوپٹے کے پلو سے نادیدہ آنسو صاف کرتے شاکرہ نے بھرپور ڈرامے بازی کی تھی جس پر ایشال تو بہت زیادہ گھبرا گئی تھی۔

"میں نے کیا کیا ہے آپی؟"ڈرتے ڈرتے اس نے بالآخر پوچھ ہی لیا تھا۔

"کچھ نہیں بی بی! غلطی ہماری ہی ہے جو تمہیں اپنا سمجھ کر اپنے اکلوتے بھائی کو تمہیں سونپ دیا۔" بہت کوشش کرنے پر وہ آنکھوں میں آنسو لے ہی آئی تھی۔

"ہائے میری بچی!" ساجدہ بیگم نے آگے بڑھ کر شاکرہ کو گلے لگایا تھا۔

"دیکھ اماں! اس نے سب کو ایک جیسے کپوں میں چائے دی ہے صرف مجھے ہی الگ کپ میں چائے دی ہے۔" ایشال بیچاری تو گرتے گرتے بچی تھی، آخر یہ کیسا بچکانہ شکوہ تھا۔ وہ لوگ سات تھے اور ایک سیٹ میں چھے ہی کپ ہوتے ہیں لہذا ساتواں کپ اس نے دوسرے سیٹ سے نکالا تھا مگر ایشال کی بدقسمتی کہ وہ کپ شاکرہ کے پاس چلا گیا۔ اس دن اسے اپنی ساس سے اچھی خاصی صلواتیں سننی پڑی تھیں اور ساتھ ہی ساتھ بغیر کسی غلطی کے معافی بھی مانگنی پڑی تھی۔

مصالحہ جلنے کی خوشبو سے وہ ہوش کی دنیا میں واپس آئی تھی، اور اس نے سر جھٹک کر پھر سے مصالحہ تیار کیا تھا۔

"داریاء اٹھو....!"سمیرا بیگم کب سے داریاء کو اٹھانے کی کوشش کر رہی تھیں مگر وہ اٹھنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔

"داریاء تمہارے رشتے کے لیے کچھ لوگ آئے ہیں۔"

"کیا...؟"وہ چیختی فورا ہی نرم گداز بستر سے اچھلی تھی۔

"اگلے اتوار رشتہ بھیجوں گا تمہارے گھر،انکار کا سوچنا بھی مت۔"پہلا خیال اس پولیس والے کا ہی آیا تھا جس کا نام تک وہ نہیں جانتی تھی۔

"جلدی اٹھو اور تیار ہو جاؤ....!"سمیرا بیگم نے الماری سے ایک سوٹ نکال کر بستر پر رکھا تھا۔آج اتوار کے روز وہ اپنی نیند پوری کر رہی تھی جب اس نے ماں نے اس کے سر پر دھماکا کیا تھا۔

"تمہارے ابا تمہاری مرضی پوچھ رہے ہیں۔"رشتے والوں کے جانے کے بعد سمیرا بیگم نے داریاء سے اس کی رضامندی پوچھی تھی۔

"میں نے نہیں کرنی کوئی شادی وادی...!"ایک منٹ تو وہ اس کے ساتھ گزار نہیں سکتی تھی تو پوری زندگی کیسے گزارتی؟

"دماغ خراب ہے ہو گیا ہے کیا...؟اتنا اچھا رشتہ آیا ہے میں ہر گز انکار نہیں کرنے والی۔"

"اماں شاید ابا نے آپ کو میری رضامندی پوچھنے کے لیے کہا تھا؟"داریاء نے ایک شاکی نگاہ اپنی ماں پر ڈالی تھی۔

"وہ تو محض خانہ پوری ہے،میں نے تمہاری شادی یہیں پر کرنی ہے بس!"سمیرا بیگم کو زارون اور اس کی بہنیوں کا اخلاق بہت اچھا لگا تھا۔

"اماں!یہ پولیس والے نا بالکل ٹھیک نہیں ہوتے،یہ رشوت خور ہوتے ہیں اب آپ کیا چاہتی ہیں کہ میں ساری زندگی حرام کھاتی رہوں؟"اس وقت اسے نا تو زارون کا ڈر تھا اور نا ہی اس کی گن کا۔

"تمہی کیسے پتا کہ وہ پولیس والا ہے؟"وہ بری طرح پھنسی تھی۔

"وہ...وہ...آپ...آپ نے ہی تو بتایا تھا۔"داریاء نے جھوٹ بولنے پر دل میں سو بار توبہ کی تھی۔

"اچھا...؟"انہوں نے کچھ سوچتے ہوئے سر جھٹکا تھا۔

"دیکھ میری پیاری بیٹی! ہم معمولی سے لوگ ہیں یہ تو رب کی مہربانی ہے جو اس نے اتنا اچھا رشتہ بھیجا ہے، اب انکار کرنا رب کی نعمت کو ٹھکرانے جیسا ہو گا اور وہ لوگ بہت سادہ اور شریف ہیں میری بیٹی وہاں بہت خوش رہے گی۔" انہوں نے بہت پیار سے داریاء کو سمجھایا تھا۔ داریاء کو بھی زارون کی بہنیں کافی اچھی لگیں تھیں۔

خاموش مزاج، سادہ طبیعت اور اچھے اخلاق والی.... مگر زارون کا جو روپ وہ دیکھ چکی تھی اس کے بعد اس کے ساتھ ساری زندگی گزارنا ناممکن تھا۔ داریاء کو سمجھا کر سمیرا بیگم وہاں سے چلی گئیں تھیں، داریاء اچھی خاصی پریشان ہو گئی تھی اس بیچاری کے پاس تو انکار

کی کوئی خاص وجہ بھی نہیں تھی۔ ابھی وہ یہ سب سوچ ہی رہی تھی کہ اس کا فون بجا تھا۔ انجانہ نمبر دیکھ اس کے ماتھے پر بل پڑے تھے مگر اگلے ہی لمحے کندھے اچکائے

اس نے فون اٹھایا تھا۔

"آپ کے والد نے دو دن کا وقت کیوں مانگا ہے؟" وہ سیدھا مدعے پر آیا تھا۔

"کون....؟"

"تمہارا ہونے والا شوہر۔" وہ آپ سے سیدھا تم پر آیا تھا۔

"جھمکے چور پولیس والے...؟"بے اختیار ہی اس کی زبان پھسلی تھی اور اگلے ہی لمحے اس نے دانتوں تلے زبان دبائی تھی جبکہ زارون کے لبوں پر ہلکا سا تبسم لہرایا تھا۔

"جھمکے تم نے اپنی مرضی سے دیے تھے۔"

"کیوں فون کیا ہے؟"اب یہ پوچھنا تو بالکل بیکار تھا کہ اس کے پاس نمبر کہاں سے آیا۔

"تمہارے والد نے وقت کیوں مانگا ہے؟"

"وہ اس رشتہ پر رضامند نہیں ہیں انہیں کچھ شک و شبہات ہیں۔"زارون کے ماتھے پر شکنیں ابھری تھی۔

"مثلا...؟"

"مثلا یہ کہ ابا کہتے ہیں پولیس والے رشوت خور ہوتے ہیں،آپ بھی تو رشوت لیتے ہوں گے نا؟"داریاء نے اپنے دل کی بات پوچھی تھی۔

"نہیں میں رشوت نہیں لیتا۔"زارون نے بلاتوقف جواب دیا تھا۔

"میں کیسے مان لوں، میرا مطلب ہے ابا کیسے مان جائیں، اب دیکھیں نا آپ نے مجھ سے بھی تو رشوت کے طور پر پورے تیس ہزار کے جھمکے لیے تھے۔" داریاء کی گاڑی ابھی تک جھمکوں پر ہی اٹکی تھی۔

"تم نے اپنی مرضی سے دیے تھے۔" زارون نے فورا اس کے جملے کی تصریح کی تھی۔

"یعنی کوئی اپنی مرضی سے آپ کو رشوت دے تو آپ رکھ لیں گے؟" زارون کو لے کر اس کے ذہن میں بہت خدشات تھے۔

"اگر رشوت داریاء مبین دے گی تو میں خوشی خوشی قبول کر لوں گا۔" اس کے جھمکوں کو جیب سے نکالے زارون نے اپنی آنکھوں کے سامنے لہرائے تھے۔

"مجھے میرے جھمکے واپس چاہئیے۔" اس کا انداز تحکمانہ تھا۔

"ٹھیک ہے کل دے دوں گا۔" زارون کو اس کا یہ انداز بہت پسند آیا تھا۔

"رشتہ کے لیے ہاں کر دو۔" زارون نے ایک آس سے کہا تھا۔

"میں تو راضی ہوں وہ ابا...!"

"داریاء....!"زارون نے بہت محبت سے اسے پکارا تھا،اس کے اس طرح پکارنے پر داریاء کے دل نے ایک بیٹ مس کی تھی۔

"مجھے تم پہلی ہی نظر میں اچھی لگی تھی،میں کسی بھی حرام تعلق پر یقین نہیں رکھتا اس لیے باعزت طریقے سے تمہیں اپنی زندگی میں شامل کرنا چاہتا ہوں۔میں چاہتا تو زور زبردستی تمہارے ساتھ تعلق بنا سکتا ہوں لیکن میں چاہتا ہوں کہ تم اپنی مرضی سے زارون سکندر کی زندگی میں شامل ہو جاؤ اور اسے مکمل کر دو،میں وعدہ کرتا ہوں ہم ایک اچھی زندگی گزارے گئے۔تمہارا جو بھی فیصلہ ہو گا میں اس فیصلے کا احترام کروں گا۔"نہایت دھیمے لہجے میں کہتے زارون نے فون رکھا تھا جبکہ ایک لمحے کے لیے داریاء کا دل تو ڈھرکنا ہی بھول گیا تھا۔وہ کچھ دیر فون کی تاریک سکرین کو تکتی رہی تھی۔

"زارون...!"اس کے لب آہستگی سے ہلے تھے پھر بے ساختہ ہی اس کے لبوں پر دل فریب مسکراہٹ بکھر گئی۔

سمندر کی لہریں پورے جوش سے ٹھاٹھیں مارتی ساحل کو چھو رہی تھیں۔ایک دوسرے کے سنگ وہ شام کے وقت ساحل پر موجود سورج غروب ہونے کا منظر دیکھ رہے تھے۔

وہ دونوں ننگے پیر وہاں کھڑے تھے،سمندر کی لہریں بار بار ان دونوں کے قدموں کو چھو رہیں تھیں۔منگنی کے بعد یہ ان کی پہلی ملاقات تھی۔

"تم مجھے ایک کانچ کی گڑیا لگتی ہو داریاء۔"زارون کی آواز سے خاموشی کا یہ سلسلہ ٹوٹا تھا۔

"کانچ ٹوٹ جاتا ہے زارون....!"اس کی نیلی آنکھوں میں اپنا عکس دیکھے داریاء نے مسکرا کر کہا تھا۔

"میں اپنی اس کانچ کی گڑیا کو کبھی ٹوٹنے نہیں دوں گا۔"زارون نے آہستگی سے داریاء کا ہاتھ تھاما تھا جس پر وہ فورا اپنا ہاتھ چھڑواتی دو قدم دور ہٹی تھی۔ایک بار پھر ان دونوں کے درمیان خاموشی آگئی تھی،اگر شور تھا تو صرف دونوں کی تیز ڈھرکنوں کا اور سمندر کی لہروں کا......

زارون نے مسکرا کر داریاء کی جانب دیکھا تھا جس پر وہ ایک بار پھر بلش کر گئی تھی۔

"اگر یہ کانچ کی گڑیا ٹوٹی تو اس کی کرچیاں سمیٹتے آپ کے ہاتھ بھی زخمی ہو جائیں گئے اے۔ایس۔پی صاحب!"

نجانے وہ اس کے منہ سے کون سا اقرار سننا چاہتی تھی۔

"یقین کرو ایسا کبھی نہیں ہو گا۔"لہجہ پر اعتماد تھا جس پر وہ بس مسکرا ہی سکی ت"میں نے تمہارے لیے ایک شعر لکھا ہے۔"چند لمحوں کی خاموشی کے بعد زارون نے مسکرا کر داریاء کی جانب دیکھا تھا۔

"میرے لیے...؟"آنکھوں میں خوشی کی چمک کے ساتھ بےیقینی بھی در آئی تھی۔

"سناؤں....؟"داریاء نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"تو عرض کیا ہے...!"زارون نے اپنا گلا کھنکھارا تھا۔

"ارشاد تو بولو....!"

"ارشاد!ارشاد....!!"داریاء ہنسی تھی۔

"تیری صورت سے ہے عالم میں بہاروں کو ثبات تیری آنکھوں کے سوا دنیا میں رکھا ہی کیا ہے"زارون نے محبت پاش لہجے سے داریاء کی آنکھوں میں دیکھتے کہا تھا جبکہ داریاء کی مسکراہٹ ایکدم ہی سمٹی تھی۔

"یہ شعر تو فیض احمد فیض کا نہیں ہے؟"زارون نے بے اختیار اپنی پیشانی مسلی تھی۔

"جس کا بھی ہو کیا فرق پڑتا ہے تم جذبات دیکھو نا....!"وہ گڑبڑا گیا تھا۔

"جی...!!"وہ بدقت مسکرائی تھی۔

"ویسے ایک بات پوچھوں آپ سے...!؟"وہ تھوڑا گھبرا رہی تھی۔

"پوچھو....!"کھلے دل سے اجازت دی گئی تھی۔

"اگر میں آپ کو تم کہوں گی تو آپ مجھے جیل میں تو نہیں ڈال دیں گے ناں؟"اس کے اس معصومانہ سوال پر زارون نے حیرانگی سے سر تا پیر اس کا جائزہ لیا تھا اور اگلے لمحے وہ ہنسا تھا اور پھر ہنستا ہی چلا گیا تھا۔

"یہ کون سا جرم ہوا جس کی پاداش میں میں تمہیں جیل میں ڈال دوں گا؟"اس نے الٹا داریاء سے سوال کیا تھا۔

"یعنی اگر میں کوئی جرم کروں گی تو آپ مجھے جیل میں ڈال دیں گے۔"آنکھوں میں شکوہ تھا۔

"ظاہر سی بات ہے۔"زارون نے کندھے اچکائے تھے۔

"بہت برے ہیں آپ..."کہتے ساتھ ہی منہ پھلائے وہ پلٹی تھی۔

"کیا فائدہ ایک پولیس والے سے شادی کرنے کا۔"اب وہ مسلسل بڑبڑاتے ہوئے آگے بڑھ رہی تھی۔

"ناراض ہو گئی ہو؟"وہ بھی اس کے پیچھے آیا تھا۔

"آپ سچ میں مجھے جیل میں ڈال دیں گے؟"وہ ابھی تک اس صدمے سے باہر نہیں نکل سکی تھی۔

"ویسے اب جب تم میری بیوی بن جاؤ گئی تو ہو سکتا ہے میں تمہیں کوئی اور سزا دے دوں۔"اب وہ اسے تنگ کر رہا تھا۔

"شادی کے بعد بھی دوسروں کی گاڑیاں چرانے کا ارادہ ہے کیا؟"زارون نے لب دبائے سنجیدہ تاثرات سے کہا تھا۔

"جی نہیں!میں نے توبہ کر لی ہے۔"وہ برا مان گئی تھی۔

"شاباش!بہت اچھا کیا۔"زارون دل سے خوش ہوا تھا۔

سارے گھر کے کام کیے وہ منال کے پاس آ کر بیٹھی تھی۔

"کیا کر رہی ہے میری بیٹی؟"ایشال نے بہت محبت سے منال کے دائیاں گال پر اپنے لب رکھے تھے۔

"مما....!"منال لاڈ سے اپنی ماں کے گلے لگی تھی۔

"کیا ہوا میری جان؟"اس کا اترا ہوا چہرہ دیکھ ایشال نے فکرمندی سے پوچھا تھا۔

"کل سکول میں خواتین کے حقوق پر ایک چھوٹا سا فنکشن ہے اور مجھے ٹیچر نے جو موضوع دیا ہے وہ 'بنت حوا' ہے۔"اس کا چہرہ ابھی بھی اترا ہوا تھا۔

"تو اس میں کیا مسئلہ ہے؟"ایشال نے منال کو خود سے لگائے پوچھا تھا۔

"میں نے انٹرنیٹ سے ایک نظم ڈھونڈھی ہے بہت اچھی ہے مگر آخر سے تھوڑی خراب ہے۔"منال نے منہ بسورے رخ موڑا

تھا۔

"کیوں کیا ہوا؟دکھاؤ مجھے...!"ایشال کو حیرت ہوئی تھی۔

"رکیں میں آپ کو پڑھ کر سناتی ہوں۔"وہ فورا ایکسائیڈ ہوئی تھی۔

اپنی نوٹ بک اٹھائے منال نے نظم پڑھنا شروع کی تھی،

ایشال پوری طرح اس کی طرف متوجہ تھی۔

"میں نے کہا آپ کی تعریف

وہ بولی بنت حوا ہوں میں

پوچھا میں نے خوبی آپ کی

بولی حجاب کرتی ہوں میں

میں نے پوچھا تعلیم آپ کی

بولی قرآن پڑھتی ہوں میں

پوچھ بیٹھا میں کام اس کا

کہتی نماز پڑھتی ہوں میں

مسکرا کر کہا آمدن کیا ہے

بولی فلاح پاتی ہوں میں

طنزاً بولا پھر تو حور ہی ہو

کہتی والدین کا غرور ہوں میں"

(صبغہ احمد)

نظم ختم کیے اس نے سوالیہ نظروں سے اپنی ماں کی طرف

دیکھا تھا۔

"اس میں کیا مسئلہ ہے بیٹا؟"ایشال واقعی نہیں سمجھ سکی تھی۔

"اففف مما!آپ نے غور سے نہیں سنی نا؟"منال نے معصومیت سے اپنا سر پیٹا تھا۔

"مما آخر پر دیکھیں نا لکھا ہوا ہے کہ والدین کا غرور ہوں میں،یہ تو غلط لکھا ہے۔"

"کیا مطلب...؟"ایشال کا دماغ کافی الجھ چکا تھا۔

"مطلب یہ کہ میں غرور تھوڑی ہوں میں تو بوجھ ہوں نا...!"ایشال نے ایک جھٹکے سے اپنی سات سالہ بیٹی کی جانب دیکھا تھا۔

"منال....!"وہ تڑپ اٹھی تھی۔

"کس نے کہا آپ سے یہ؟"اسے شانوں سے تھامتے وہ رو دی تھی۔

"دادی نے....!"ایشال نے سختی سے آنکھیں میچی تھیں۔

"مما میں آخر پہ غرور کی جگہ بوجھ لکھ لوں؟"اس کے اس معصومیت بھرے انداز پر ایشال اپنا ضبط کھوئے چہرے کو ہاتھوں میں چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔

"مما!آپ پلیز مت روئیں۔"وہ اپنی ماں سے لپٹی تھی۔

"میری بیٹی بوجھ نہیں ہے،میری منال بوجھ نہیں ہے۔"ان کے چہرے کے ہر ایک نقش کو چومتے ایشال نے جیسے خود کو یقین دلایا تھا۔

"نہیں مما! میں بوجھ ہوں، اب آپ دیکھے نا پوری زندگی بابا مجھے پڑھائے گئے اور کھلائے گئے اور پھر میری شادی میں اتنا سارا جہیز بھی دیں گئے اگر میری جگہ بیٹا ہوتا تو وہ بابا کا سہارا بنتا لیکن میں تو صرف بوجھ ہوں۔" منال کی

باتوں نے اسے بری طرح جھنجھوڑ کر رکھا تھا اور سرخ آنکھوں سے وہ اٹھی تھی۔خود تو وہ ہر چیز برداشت کر سکتی تھی مگر اپنی بیٹی کے بارے میں اس قسم کی گفتگو ہر گز نہیں....

"پھوپھو! آپ کو جو بھی کہنا ہوتا ہے مجھے کہیں مگر پلیز میری بیٹی کو اس سب میں مت گھسیٹیں۔" اپنی ساس کے کمرے میں داخل ہوتے وہ پھٹ پڑی تھی۔

"او بی بی! یہ کس لہجے میں بات کر رہی ہو؟ یقینا تمہاری اس بہن نے پٹیاں پڑھا کر بھیجا ہو گا۔" ایشال کا یہ انداز انہیں ایک آنکھ نا بھایا تھا۔

"پھوپھو پلیز! آج کے بعد میری بیٹی کو دوبارہ بوجھ مت کہیں گا وہ معصوم ہے اس کے چھوٹے سے ذہن میں یہ سب مت ڈالیں۔" ایشال نے ہاتھ جوڑے منت کی تھی جس پر ساجدہ بیگم نے نفرت سے منہ موڑا تھا۔

یہ کہہ کر وہ رکی نہیں تھی بلکہ شکست خور حالت میں باہر آئی تھی،کچن میں آتے اس نے اپنے ہاتھوں سے اپنی سسکیوں کا گلا گھوٹا تھا۔

پورے دن کا تھکا ہارا وہ گھر میں داخل ہوا تھا۔لاونچ میں داخل ہوتے ہی سب سے پہلے اس کی نظر اپنی ماں پر پڑی تھی جو کہ سر پکڑے بیٹھی تھی۔ساجدہ بیگم کے گھر کے حالات ایشال کے گھر کے حالات سے کافی خراب تھے،ملک صاحب وقتاً فوقتاً ان کی مدد کرتے رہتے تھے مگر ملک صاحب کی وفات اور ان کی وفات کے بعد جافر کی اچھی

جگہ نوکری سے سب تبدیل ہو چکا تھا۔ہلکے جامنی رنگ کی شرٹ کے اوپر سے ٹائی پہنے،کالے گھنے بالوں کو اچھے سے سیٹ کیے اوپر سے کالی سیاہ بڑی آنکھیں....وہ اچھا خاصا

ہینڈسم دکھتا تھا۔

"کیا ہوا اماں....؟"اس کے چہرے سے صاف تھکاوٹ جھلک رہی تھی۔

چھوٹے سے لاؤنج کو بہت خوبصورتی سے سجایا گیا تھا،سامنے میز پر گلدان میں تازہ پھول کھلے تھے،صوفے کافی پرانے تھے مگر ان پر صاف ستھرے اور نفیس کور چڑھائے گئے تھے،ہر ایک چیز ایشال کے سگھڑپن کا منہ بولتا ثبوت تھی۔

"کچھ نہیں بس ایسے ہی....!"سر پر دوپٹہ باندھے انہوں نے بگڑے زاویوں سے کہا تھا۔

"طبیعت ٹھیک ہے؟"وہ فکرمند ہوا تھا۔

"ہاں ٹھیک ہی ہوں بس اب تو عادت ہی ہو گئی ہے اس سب کی...!"

"کس سب کی....؟"

"تیری بیوی کی بدزبانی کی...!لیکن خیر چھوڑو!"

"ایشال نے پھر بدتمیزی کی ہے۔"وہ غصے سے اٹھا تھا۔

"ایشال!ایشال...!"اب وہ مسلسل اسے آوازیں دے رہا تھا۔

"ارے ارے!اس لیے میں تجھے کچھ نہیں بتاتی،کچھ مت کہنا اسے،بعد میں بھگتنی تو مجھے ہی پڑے گی۔"وہ اسے مزید طیش دلا رہی تھیں۔

"ایشال....!"اب کی بار وہ پوری قوت سے چلایا تھا۔

"جی...!"سارے گھر کے کام کاج کرنے کے بعد وہ ابھی اپنے کمرے میں ہی گئی تھی کہ جافر کی آواز سے وہ ڈورتی ہوئی باہر آئی تھی۔

"کیا کہا ہے تم نے اماں سے...؟"اس کے غصیلہ انداز سے ایشال اندر تک سہم گئی تھی۔

"میں نے....؟"اس نے ایک نظر جافر اور دوسری نظر اپنی ساس پر ڈالی تھی جو کہ اپنا سر پکڑ کر بیٹھی تھیں۔

"یقینا اس بدلحاظ لڑکی نے ہی تمہارا دماغ خراب کیا ہو گا۔"انارا ہمیشہ سے ہی منہ پھٹ تھی اس نے کبھی اپنی پھوپھو اور جافر کا لحاظ نہیں کیا تھا اور اسی وجہ سے وہ انہیں ایک آنکھ نا بھاتی تھی۔

"بس رہنے دو بیٹا!میری وجہ سے تم لوگ مت جھگڑو،میں سن لوں گئی ساری باتیں....!"وہ رو دیں تھیں۔

"پھوپھو!آپ جھوٹ کیوں بول رہیں ہیں،میں نے تو آپ سے کوئی بدتمیزی نہیں کی۔"وہ بے بسی سے چیخ اٹھی تھی۔

"چٹاخ....!"ابھی اسے گھر آئے ایک دن بھی نہیں ہوا تھا اور اس کے شوہر نے ایک بار پھر اس پر ہاتھ اٹھایا تھا۔

"بددماغ عورت!تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری ماں کے آگے زبان چلانے کی۔۔۔؟"وہ نظریں جھکائے ایک ہاتھ گال پر رکھے خاموشی سے سب سن رہی تھی اس تذلیل کی تو وہ عادی تھی۔

"آپ اپنی ماں کو خود سمجھا دیں کہ میں اپنی بیٹی کے بارے میں کوئی بھی غلط بات برداشت نہیں کروں گی۔"نجانے یہ ہمت اس میں کہاں سے آئی تھی مگر آج وہ خاموش نا رہ سکی تھی،یہ ہمت ایک بیوی نے نہیں بلکہ ایک ماں نے دکھائی تھی۔

"زبان چلا رہی ہو....؟"غصے سے پاگل ہوتے جافر نے اب پہ در پہ ایشال پر تھپڑوں کی برسات کی تھی۔

"تمہاری عقل تو میں ٹھکانے لگاتا ہوں۔"کہتے ساتھ ہی وہ ایشال کو بالوں سے دبوچے کمرے میں لے گیا تھا۔

آدھے گھنٹے تک بند دروازے کے پیچھے سے ایشال کے چیخنے چلانے کی آواز آتی رہی تھی۔ایک کونے میں ڈری سہمی کھڑی روتے ہوئے منال چپ چاپ اپنی ماں کی چیخ و پکار سن رہی تھی۔

رات کے ایک بج رہے تھے وہ خالی آنکھوں سے بستر پر لیٹی چھت کو گھور رہی تھی،جافر بستر کی دوسری طرف گہری نیند میں سو رہا تھا۔

جافر کا گھر بھی ایشال کے گھر کی طرح چھوٹا اور بوسیدہ ہی تھا مگر اس کی اچھی جگہ نوکری کے بعد ان کے گھر کی حالت کافی حد تک سدھر چکی تھی۔

گھر میں کل ملا کر چار کمرے تھے،سامنے والا کمرہ ایشال کی ساس کا تھا پھر اس کے بعد ایشال اور جافر کا کمرہ تھا اور ایک کمرہ خصوصی مہمانوں کے لیے خالی رکھا تھا اور بالکل اس کے ساتھ ایک کونے میں چھوٹا سا کمرہ منال کے زیر استعمال تھا۔

"اگر ایک سال کے اندر اندر تم نے مجھے بیٹا نہیں دیا تو میں دوسری شادی کر لوں گا۔" جافر کے کہے گئے الفاظ ہتھوڑے کی مانند اس کے کانوں میں بج رہے تھے۔

"آئندہ میری ماں کے آگے زبان مت چلانا،اگر اپنی ماں اور بیوی میں سے مجھے کسی ایک کو چننا پڑا تو میں اپنی ماں کو چنوں گا کیونکہ بیوی تو اور بھی آ سکتی ہے مگر ماں۔۔۔ماں ایک ہی ہوتی ہے جس کے قدموں تلے جنت ہوتی ہے۔"وہ ایکدم سے بیٹھی تھی،اب ننگے پیر وہ بستر سے اٹھی تھی۔

پورے کمرے میں لیمپ کی مدھم سی روشنی تھی،نیچے زمین پر کارپٹ بچھا ہوا تھا،وہ غائب دماغی کی حالت میں قدم آگے بڑھا گئی تھی۔آئینے کے سامنے اس کے قدم رکے تھے۔ڈریسنگ ٹیبل پر اس کے میک اپ کا سامان اور چوڑیاں سجی ہوئیں تھیں۔ایشال نے آہستگی سے ہر ایک چیز کو چھو کر دیکھا تھا۔اسے تو یاد بھی نہیں تھا کہ آخری بار اس نے کب یہ سب استعمال کیا تھا۔

اب اس نے سوجھی آنکھوں سے آئینے میں اپنا عکس دیکھا تھا۔اب وہ اپنے چہرے کے ہر ایک عضو کو چھو کر دیکھ رہی تھی۔ایشال نے آہستگی نے اپنا ہاتھ ماتھے پر رکھا تھا جہاں نیل کا نشان تھا پھر اس نے اپنی آنکھوں کو چھوا تھا

جس کے گرد ہلکے پڑے تھے ایسے جیسے وہ صدیوں کی جاگی ہوئی ہو۔

"کیا ایسے مل جاتی ہے جنت....؟"اپنے پھٹے ہوئے ہونٹ پر ہاتھ رکھے اس کے دل کے کسی کونے سے آواز آئی تھی۔یہ وہ سوال تھا جو اکثر اس کے ذہن میں آتا رہتا تھا مگر جواب۔۔۔جواب وہ کبھی تلاش نہیں کر سکی تھی۔

فریج سے گوشت نکالے اس نے اب مسالہ بنایا تھا،ہونٹوں پر مدھم مگر دل فریب مسکراہٹ تھی۔ٹی پنک کلر کے سوٹ میں ملبوس،آدھ بالوں کو کیچر میں جکڑے وہ بہت محبت سے کھانا بنا رہی تھی۔

یہ منظر کراچی کے ڈیفینس میں فیس 4 میں موجود ایک فرنشڈ اور خوبصورت فلیٹ کا تھا جو کہ دو کمروں،ایک بیٹھک،لاؤنج اور کچن پر مشتمل تھا۔

مسالے کی خوشبو اپنے اندر اتارتی اس کی سبز کانچ آنکھیں مسکرائی تھیں۔

چاول بھگوتے وہ دل فریبی سے گن گنا رہی تھی۔گھنٹی کی آواز سے اس کی سبز کانچ آنکھوں میں حیرت در آئی تھی۔

"کہاں تھی کب سے گھنٹی بجا رہا ہوں۔"اس کے دروازہ کھولتے وہ اس پر چڑھ دوڑا تھا۔

"وہ میں...."اس کا غصیلہ انداز دیکھ وہ فورا گھبرا گئی تھی۔

"کیا ہے یہ سب....؟"لاؤنج میں داخل ہوتے سامنے میز پر پڑے کپ کو دیکھے اس کے تیور مزید بگڑ گئے تھے۔

"آخر کرتی ہی کیا ہو تم عورتیں سارا دن۔۔۔؟"وہ نظریں جھکا گئی تھی۔

"کھانا لگاؤ...!"حکم دیتے کیپ اتار کر ایک سائیڈ پر رکھے وہ صوفے پر ڈھے گیا تھا۔

"وہ تو نہیں بنا ابھی....!"وہ منمنائی تھی جبکہ اس کی یہ منمناہٹ سنے اس کا غصہ سوے نیزے پر پہنچا تھا۔

"صبح سے بھوکا پھر رہا ہوں لیکن یہاں تو کسی کو کوئی احساس ہی نہیں ہے،کیسے بنے گا کھانا پہلے تم آرام تو کر لو۔"داریاء نے سختی سے لب بھینچے تھے۔

"انسان گھر آتا ہے کہ اسے دو پل سکون کے میسر ہوں مگر یہاں تو کسی کو کوئی پرواہ ہی نہیں ہے۔"وہ اور بھی بجانے کیا کیا بول رہا تھا مگر داریاء چپ چاپ خاموشی سے سر جھکائے اس کی کہی گئی ہر اک تلخ بات کو شہد کے گھونٹ کی طرح پی رہی تھی۔اب وہ اس سے کیا کہتی

کہ کھانا تو روز ہی وقت پر بنتا ہے وہ خود آج وقت سے پہلے گھر آ گیا تھا۔

"اب چپ کیوں ہو بولو بھی....!"اسے خاموش کھڑا دیکھ زارون نے غصے سے کہا تھا مگر داریاء میں کچھ بھی کہنے کی ہمت نہیں رہی تھی۔اگلے دس منٹ تک وہ سر جھکائے خاموشی سے ساری باتیں سنتی رہی تھی،آخرکار وہ خود ہی بول بول کے تھک کر غصے سے کمرے کی جانب بڑھا تھا۔

اس کے جانے کے بعد اپنے منہ پر سختی سے ہاتھ رکھے داریاء نے اپنی سسکیوں کی آواز کو دبایا تھا،وہ روتے ہوئے وہیں صوفے پر بیٹھ گئی تھی۔اس کا سارا وجود کپکپا رہا تھا،کچھ دیر وہاں بیٹھے رہنے کے بعد وہ بدقت اٹھ کر کچن میں گئی تھی۔بےدردی سے اپنے آنسو پونچھتے وہ ایک بار پھر کھانا بنانے میں جت گئی تھی۔

"شادی کرو گی مجھ سے....؟"سلاد بناتے اسے زارون کی کہی گئی ہر ایک بات یاد آئی تھی۔

"تم مجھے ایک کانچ کی گڑیا لگتی ہو داریاء۔"آنکھوں میں پانی آنے کی وجہ سے وہ اپنی انگلی کاٹ چکی تھی۔

"سی....!"درد کا احساس ہوتے ہی وہ واپس ہوش کی دنیا میں آئی تھی۔

اپنا ہاتھ دھونے کے بعد اب اس نے قدم کمرے کی جانب بڑھائے تھے۔وہ بستر پر اوندھے منہ سویا ہوا تھا،اسے دیکھ وہ اداسی سے مسکرا دی تھی،شاید وہ بہت زیادہ تھکا ہوا تھا جس کی وجہ سے اس نے یونیفارم تک تبدیل نہیں کیا تھا۔

داریاء بہت آہستگی سے اس تک آئی تھی اور اس نے بہت محبت سے اس کی پیشانی پر بکھرے بال ہٹائے تھے،اب وہ وہاں سے اٹھ کر اس کے پیروں تک آئی تھی۔بہت آرام سے اس کے جوتے اتارے اور لائٹ آف کیے کمرے سے باہر چلی گئی۔

گھڑی کی چلتی سوئیوں کی آواز مسلسل اس کے کانوں میں گونج رہی تھیں۔سفید رنگ کی شرٹ میں ملبوس،نیلے رنگ کی جینز پہنے،اوپری دو بٹن کھولے آنکھیں بند کیے وہ کب سے صوفے کی پشت سے سر ٹکائے بیٹھا تھا۔ہلکی بڑھی ہوئی شیو اور آنکھوں کے گرد سیاہ ہلکے اس کے اضطراب

کی عکاسی کر رہے تھے۔

ٹھیک گیارہ بجے فلیٹ کے دروازے کا ناب گھومنے کی آواز آئی تھی اس نے پٹ سے آنکھیں کھولی تھیں مگر اگلے ہی لمحے وہ واپس آنکھیں موند گیا تھا۔پورے فلیٹ میں ہیل کی ٹک ٹک کی آواز گونجی تھی۔

"تم سوئے نہیں ابھی تک...؟"ہیل کی ٹک ٹک کی آواز ایکدم ہی رکی تھی۔

"کچھ پوچھا ہے میں نے...؟"ایک بار پھر وہی نسوانی آواز سنتے اس نے مجبورا آنکھیں کھول دیں تھیں۔اب سرخ آنکھوں سے اس نے سامنے کھڑی لڑکی کی طرف دیکھا تھا۔

جینز ٹاپ میں ملبوس،ہلکے سے میک اپ کے ساتھ کھلے ہوئے بال اور برہنہ ہوتے بازو اسے مزید طیش دلا گئے تھے۔

"کہاں گئی تھی؟"کھڑے ہوتے ساتھ ہی وہ دھاڑا تھا۔

"یہ کس لہجے میں بات کر رہے ہو تم مجھ سے....؟"سانولی رنگت کو مختلف پیچ و خم سے خوبصورت بنائے وہ بھی چیخ اٹھی تھی۔

"اسی لہجے میں جس لہجے میں مجھے تم سے بات کرنی چاہئیے،رات کے گیارہ بج رہے ہیں اور تم اب گھر آ رہی ہو؟"

"ہاں تو!صرف گیارہ ہی تو بج رہے ہیں کون سا ساری رات گزر گئی ہے۔"انداز بے حد لاپرواہ تھا۔

"آخر کس قسم کی عورت ہو تم....؟تمہیں اندازہ بھی ہے کہ تمہاری دو سال کی بیٹی بھی ہے جو کہ صبح سے بخار میں تپ رہی ہے۔"وہ آفس میں کام کر رہا تھا جب ملازمہ نے اسے فون کر کے ایمن کی طبیعت خرابی کی اطلاع دی تھی۔آج کا سارا دن ہسپتال میں گزرا تھا، ایمن کو ڈرپ لگی تھی اپنی ماں کی عدم توجہ کی وجہ سے وہ بہت زیادہ کمزور ہو گئی تھی۔وہ سارا دن اپنی بیوی کو کال ملاتا رہا تھا

مگر ہمیشہ کی طرح وہ اپنے سیر سپاٹوں میں اتنی مگن تھی کہ اس نے فون اٹھانے کی زحمت ہی نہیں کی تھی۔

"کیا ہوا ایمن کو....؟"ایکدم ہی اس کی آنکھوں میں فکرمندی کا تاثر ابھرا تھا۔

"تمہیں گھومنے پھرنے سے فرصت ملے تب تمہیں کچھ پتا چلے نا...؟"

"ایمن صرف میری ذمہ داری نہیں ہے بلکہ وہ تمہاری بھی ذمہ داری ہے۔"اپنی غلطی ماننے کی بجائے وہ الٹا اس پر چڑھ دوڑی تھی۔

"کیا کچھ نہیں کرتا میں تمہارے لیے،اس کے باوجود صرف ایک چیز چاہتا ہوں تم سے کہ تم ایمن کا خیال رکھو لیکن تم سے اتنا بھی نہیں ہوتا۔"

وہ اس وقت بہت زیادہ تھکا ہوا تھا۔

"دیکھو حیدر!اگر میں تمہیں اتنی ہی بری لگتی ہوں نا تو چھوڑ دو مجھے،طلاق دے دو لیکن اس بھول میں مت رہنا کہ میں تمہارے لیے اپنے رہنے سہنے کا طریقہ بدلوں گی۔"زرنش نے آنکھیں گھمائے کہا تھا۔

"میں تمہیں طلاق نہیں دوں گا اگر تمہیں مجھ سے اتنا ہی مسئلہ ہے تو خلا لے لو۔"کہتے ساتھ ہی اسے پیچھے دھکیلے وہ غصے سے کمرے میں گیا تھا۔

"میں تمہاری زندگی اس قدر جہنم بنا دوں گی کہ تم خود ہی مجھے طلاق دینے پر مجبور ہو جاؤ گے۔"زہریلی مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے اس نے اپنا سر جھٹکا تھا۔

"صبح صبح کہاں جا رہی ہو؟"وہ ابھی آفس کے لیے تیار ہو رہا تھا کہ اس کی نظر اپنی تیار بیوی پر پڑی تھی۔

"دوستوں کے ساتھ باہر....!"ہونٹوں پر لپسٹک لگائے اس نے سرسری سے انداز میں جواب دیا تھا۔

"تم کہیں نہیں جا رہی، آج کے بعد تم گھر سے باہر نہیں جاؤ گی۔"اس کا لہجہ بہت سرد تھا۔

" اور تمہیں لگتا ہے کہ تم کہو گے اور میں مان لوں گی۔"انداز تمسخرانہ تھا۔

"تمہیں میری بات ماننی پڑے گی،میں شوہر ہوں تمہارا اور تم میری بیوی....!"ان کی شادی کو تقریبا چار سال ہو چکے تھے،حیدر کا تعلق ایک گاؤں سے تھا،وہ پڑھنے کے لیے شہر آیا تھا اور شہر میں اسے اپنی یونیورسٹی فیلو سے محبت ہو گئی تھی اور ان دونوں نے پسند کی شادی بھی کر لی تھی۔ان کی اس شادی پر حیدر کے گھر والوں نے کوئی اعتراض نا کیا تھا۔زرنش کا تعلق بھی ایک مڈل کلاس فیملی سے ہی تھا اور حیدر سے شادی کے بعد اس کی اچھی جگہ جاب کرنے سے وہ اپنی تمام تر محرومیوں کا ازالہ کرنا چاہتی تھی۔شادی کے شروع شروع میں حیدر بہت محبت سے اس کے تمام ناز نخرے اٹھاتا تھا مگر آہستہ آہستہ اسے

زرنش کی حرکتیں بہت معیوب لگنے لگیں تھیں۔اس کا مختلف پارٹیز میں جانا،بولڈ ڈریسنگ کرنا،رات دیر سے گھر آنا۔۔حیدر ایک سادہ اور پر سکون زندگی چاہتا تھا مگر زرنش نے اپنی بے جا خواہشات سے اس کی زندگی جہنم بنا دی تھی اور تو اور وہ اپنی دو سالہ بیٹی پر بھی کوئی خاص توجہ نہیں دیتی تھی۔زرنش کی ان حرکتوں کے پیش نظر حیدر اسے چھوڑنے کا فیصلہ کر چکا تھا مگر ہمیشہ اپنی بیٹی کا خیال آتے وہ اپنا ارادہ ترک کر دیتا تھا۔

"آواز نیچی رکھ کر بات کرو،میں بیوی ہوں تمہاری غلام نہیں....!"وہ بھی چیخی تھی۔

"اس دن کو کوستا ہوں میں جس دن میں نے تم سے محبت کی تھی۔"زرنش نے حیدر کی زندگی بالکل برباد کر دی تھی۔وہ بیچارا روز باہر سے کھانا کھاتا تھا یہاں تک کہ وہ اس کا کوئی بھی کام نہیں کرتی تھی۔

"ہاں تو اب بھی کون سا دیر ہوئی ہے،چھوڑ دو نا مجھے....!"

"میں تمہیں چھوڑ دوں تا کہ یہ فلیٹ تمہیں مل جائے ہیں نا....؟"وہ بھی اسی کے انداز میں گویا ہوا تھا۔

"ہاں یہی سمجھ لو۔"اپنا آپ آئینے میں دیکھے وہ مسکرائی تھی۔

"میں نے تمہارے لیے کیا کچھ نہیں کیا زرنش، صرف اور صرف تمہاری خواہشات کو پوری کرنے کے لیے میں دو دو نوکریاں کر رہا ہوں اور بدلے میں مجھے صرف سکون چاہیئے تھا اور تم وہ بھی مجھے نہیں دے سکی۔"

"تم نے میرے لیے جو کچھ بھی کیا وہ تمہارا فرض تھا اور ایسا بھی کون سا سکون چاہیئے تمہیں جو تمہیں مجھ سے نہیں مل رہا؟"

"ایک پرسکون گھرانے کا سکون، لیکن خیر چھوڑو تم سے مجھے اب کوئی امید نہیں ہے، فلحال میں بس اتنا چاہتا ہوں کہ تم ایمن کا خیال رکھو۔" حیدر نے اپنا لہجہ نہایت دھیما رکھا ہوا تھا۔ وہ اس روز روز کے لڑائی جھگڑے سے تنگ آ چکا تھا۔

"ہاں تو رکھ تو رہی ہوں میں اس کا خیال۔" ایک آخری نظر آئینے میں خود کو دیکھ کر اب اس نے اپنا بیگ اٹھایا تھا۔

"تمہیں شرم نہیں آتی یہ سب کچھ پہن کر باہر جاتے ہوئے....؟" اس کا چست اور بےباک لباس دیکھ حیدر نے بےبسی سے کہا تھا۔

"نہیں!یہ سب فیشن ہے،لیکن خیر تمہیں کیا پتا اس سب کے بارے میں....!"وہ جن لوگوں میں اٹھ بیٹھ رہی تھی وہ ایلیٹ کلاس سے تعلق رکھتے تھے،ان سب جیسا بننے کے چکر میں اس نے اپنا گھر تقریبا تباہ کر لیا تھا۔

"تم آج باہر نہیں جاؤ گی۔"کل سارا دن ایمن ہسپتال میں رہی تھی جس وجہ سے وہ بہت زیادہ فکرمند رہا تھا اور آج آفس سے چھٹی ملنا ناممکن تھا جس وجہ سے وہ چاہتا تھا کہ زرنش ایمن کے پاس رکے۔

"کیوں...؟"وہ چلائی تھی۔

"اگر تم چاہتی ہو کہ میں اسی طرح تمہاری بے جا خواہشات پوری کرتا رہوں تو تمہیں میری بات ماننی پڑے گی۔"سخت لہجے میں کہتا وہ کمرے سے باہر گیا تھا،اس کی اس دھمکی سے وہ تلملا کر رہ گئی تھی۔

وہ پریشانی کی حالت میں باہر ایک ڈھابے پر بیٹھا چائے پی رہا تھا۔یہ اس کا روز کا معمول تھا ناشتے کے نام پر وہ بس چائے ہی پیتا تھا اور دوپہر اور رات کا کھانا وہ باہر ہی کھاتا تھا کیونکہ زرنش نے کبھی گھر پر کھانا بنانے کی زحمت نا کی تھی۔بہت مشکلوں سے اس نے اپنی بیٹی کا خیال رکھنے کے لیے ایک ملازمہ رکھی تھی جو کہ سارا دن ایمن کا خیال رکھتی تھی۔

کچھ دیر وہ خالی نظروں سے آتی جاتی گاڑیوں کو دیکھتا رہا تھا۔اس کی آنکھیں بالکل ویران اور خالی تھیں۔ریڈیو پر امجد اسلام امجد کی ایک غزل چل رہی تھی وہ بالکل اس میں کھو چکا تھا۔

پیڑ کو دیمک لگ جائے یا آدم زاد کو غم

دونوں ہی کو امجد ہم نے بچتے دیکھا کم

تاریکی کے ہاتھ پہ بیعت کرنے والوں کا

سورج کی بس اک کرن سے گھسے جاتا ہے دم

رنگوں کو کلیوں میں جینا کون سکھاتا ہے

شبنم کیسے رُکنا سیکھی! تتلی کیسے تم

آنکھوں میں پلنے والے خواب نہ بجھنے پائیں

دل کے چاند چراغ کی دیکھو،لو نہ ہو مدھم

ہنس پڑتا ہے بہت زیادہ غم میں بھی انسان

بہت خوشی سے بھی تو آنکھیں ہو جاتی ہیں نم

"افف!مہینے کا آخر کا چل رہا ہے اور قرض بھی ادا کرنا ہے۔"اس نے بے اختیار اپنی پیشانی پر ہاتھ پھیرا تھا۔اس کی دو بہنیں ابھی کنواری تھیں جن کے جہیز کی ذمہ داری اسی کے سر

پر تھی اور گاؤں میں بوڑھے، بیمار ماں باپ بھی تھے جن کا خرچہ ہر مہینے وہ ہی بھیجتا تھا اور اوپر سے زرنش کی گاڑی کی فرمائش پر اس نے انسٹالمنٹ پر گاڑی تو لے لی تھی مگر اب ہر ماہ قسط ادا کرنا اس کے لیے بہت مشکل تھا۔ایک گہری سانس ہوا میں خارج کیے وہ اٹھا تھا۔اب اس کا رخ اپنے آفس کی جانب تھا۔

نہا کر اس نے تولیہ بستر پر اچھالا تھا۔اب اس کا رخ باہر لاؤنج کی طرف تھا۔لاونج میں داخل ہوتے ہی ایک خوشگوار خوشبو اس کے نتھنوں سے ٹکرائی تھی،تیز پرفیورم کی خوشبو اپنے اپنے اندر اتارتے وہ مسکرا دیا تھا۔اس نے نظر اٹھا کر اپنے اردگرد دیکھا تھا گھر بالکل چمک

رہا تھا۔پیشانی پر بکھرے گیلے بالوں کو سائیڈ پر کیے وہ آہستگی سے صوفے تک آیا تھا۔نیلے رنگ کے فراک میں ملبوس،ڈارک پنک لپسٹک لگائے،بالوں کو کھلا چھوڑے اور ہاتھوں میں ایک عدد انگھوٹی پہنے

وہ بہت انہماک سے ایل۔ای۔ڈی کی جانب دیکھ رہی تھی اس کے قریب بیٹھتے اس نے اپنے بازو داریاء کے گرد پھیلائے تھے،شاید یہ کچھ دیر پہلے والے رویے کی معذرت تھی۔

داریاء نے اب بھی اپنی نظریں سکرین پر ہی جمائی ہوئیں تھیں۔ریموٹ اٹھائے زارون نے بٹن دبایا تھا،ایل۔ای۔ڈی کی سکرین ایکدم ہی تاریک ہوئی تھی۔

“I am sorry!”

اسے اپنے مزید قریب کرتے زارون نے اس کے کان میں سرگوشی کی تھی جبکہ داریاء اب بھی سامنے دیوار پر ایل۔ای۔ڈی کی تاریک سکرین کو دیکھ رہی تھی۔

"بہت اہم کیس تھا میں نے بہت محنت کی مگر آخر پر وہ بچ نکلا کیونکہ سفارش بہت اوپر سے کی گئی تھی اور میں چاہ کر بھی کچھ نہیں کر سکا بس اسی وجہ سے سارا غصہ تم پر نکال دیا۔"اس کے چہرے پر جھولتی ایک لٹ کو اس کے کان کے پیچھے اڑستے زارون نے بہت ٹھہر ٹھہر کر اپنی صفائی پیش کی تھی جس پر وہ اپنی سبز کانچ آنکھیں اٹھانے پر مجبور ہو گئی تھی۔اس کی آنکھوں میں شرمندگی دیکھ اس کے گلابی لب مسکرائے تھے۔

"کوئی بات نہیں...!"بہت شائستگی سے کہتے وہ زارون کے کندھوں پر سے بوجھ اتار گئی تھی۔

"یہ تیاری میرے لیے ہے؟"اس کے سجے سنورے روپ کو دیکھ زارون کو اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہوا تھا۔

"جی بالکل آپ کے لیے ہی ہے۔"کہتے ساتھ ہی اس نے شرم سے نظریں جھکا لیں تھیں جبکہ زارون کے چہرے سے مسکراہٹ فورا غائب ہوئی تھی۔

"معافی مانگ تو رہا ہوں اب معاف بھی کر دو۔"آنکھوں میں محض التجا تھی،اس کے اس انداز پر اس نے ایک بار پھر نگاہیں اٹھائی تھیں۔

"میں نے آپ کو معاف کر تو دیا ہے۔"وہی چاشنی بھرا ٹھہرا ہوا لہجہ۔۔۔

"یار اب ایسا تو مت کرو نا میرے ساتھ...!"وہ شکوہ کر رہا تھا۔

"معاف کر دو پلیز...!"اس کی بات پر وہ حیران ہوئی تھی مگر اگلے ہی لمحے وہ پھر مسکرا دی تھی۔

"میں سمجھ سکتی ہوں کہ آپ غصے میں تھے مجھے آپ سے کوئی شکایت نہیں ہے۔"

"یعنی تم مجھے معاف نہیں کرو گی۔"گہری سانس ہوا میں چھوڑتے زارون نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"میں نے آپ کو معاف کر دیا ہے زارون!"وہی دھیما اور پر سکون انداز......

"یعنی تم ایسے نہیں مانو گی۔"کہتے ساتھ ہی وہ اس کے تھوڑا قریب ہوا تھا۔

"مجھے آپ سے کوئی شکایت نہیں ہے، کھانا لگاؤں....؟"

"جب تک تم مجھے معاف نہیں کرو گی میں کھانا نہیں کھاؤں گا۔"داریاء نے سوالیہ نظروں سے زارون کی جانب دیکھا تھا اور اگلے لمحے وہ کھکھلا اٹھی تھی۔

"میرے پیارے شوہر جی....!"اس کے قریب ہوتے داریاء نے اس کے دائیں گال پر ہاتھ رکھا تھا۔

"میں نے آپ کو معاف کیا۔"کہتے ساتھ ہی وہ آہستگی سے دور ہٹی تھی جبکہ زارون کی دل کی دھڑکنیں ایکدم ہی تیز ہوئی تھیں۔

"تو یہ تمہارا آخری فیصلہ ہے کہ تم مجھے معاف نہیں کرو گی۔"زارون نے گھور کر داریاء کو دیکھا تھا جس پر داریاء نے بے اختیار گہری سانس خارج کی تھی۔

"اب جو بھی ہو گا اس کا ذمہ دار میں نہیں ہوں گا۔"زارون نے اسے دھمکی دیے مسکرا کر اس پر گھیرا تنگ کیا تھا۔

"مم...مجھے کک...کام ہے۔"اپنے شوہر کی آنکھوں میں شرارت دیکھ داریاء کو کچھ کھٹکا تھا۔

"ابھی نہیں میری گڑیا...!"داریاء کی اٹھنے کی کوشش کو بے کار کرتے زارون نے بہت لاڈ سے کہا تھا۔

"زارون نہیں...!"اس کے خطرناک ارادوں کو بھانپتے داریاء نے بھرپور مزاحمت کی تھی مگر زارون سکندر کے آگے اس کی ایک نا چل سکی۔

"زارون....!"اگلے ہی لمحے پورے فلیٹ میں داریاء کے ہنسنے کی آواز گونجی تھی۔

"مجھے گدگدی ہو رہی ہے۔"ہنس ہنس کر اس کا برا حال تھا۔

"گدگدی کر رہا ہوں تو وہی ہو گی نا....!"وہ بھی ہنس دیا تھا۔

"زارون پلیز!"زارون سکندر نے آج قسم کھا رکھی تھی کہ وہ اس کی ایک نہیں سنے گا۔

"اچھا ٹھیک ہے میں نے تمہیں معاف کیا۔"بالآخر اس بیچاری کو ہار ماننی ہی پڑی تھی۔

"یہ ہوئی نا بات...!"وہ تھوڑا دور ہٹا تھا۔

"تم مجھے زہر لگتے ہو۔"اپنی سانسوں کو درست کرتے داریاء نے ایک کشن اٹھا کر زارون کی جانب اچھالا تھا۔

"لیکن تم تو مجھے شہد لگتی ہو میری کانچ کی گڑیا!"

داریاء کے ناراض ہونے کا انداز کچھ مختلف تھا۔وہ جب بھی ناراض ہوتی تھی تو زارون کو آپ کہہ کر مخاطب کرتی تھی اور اس کے لیے تیار بھی ہوتی تھی۔ناراضگی میں وہ اس قدر فرمانبرداری دکھاتی تھی کہ اگر زارون کی جگہ

کوئی بھی اور ہوتا تو وہ کبھی بھی داریاء کو منانے کی غلطی نا کرتا مگر زارون کو اپنی بیوی کی یہ اچھائی کسی صورت قبول نا تھی۔

"کھانا لگا دو بہت بھوک لگی ہے۔"بھوک کا احساس ہوتے اس نے فورا داریاء سے کہا تھا جس پر وہ اثبات میں سر ہلاتی اٹھی تھی۔

"ویسے کیا بنایا ہے آج...؟"

"گیس کرو...."کچن میں جاتے اس نے شرارت سے کہا تھا۔

"تم بتا دو نا..."فلحال تکے لگانے کا اس کا کوئی موڈ نا تھا۔

"تمہاری فیورٹ ڈش۔"

"بریانی....!"وہ فورا چیخ اٹھا تھا۔

"میں نے ٹینڈے بنائے ہیں۔"لب دبائے اس نے اپنی مسکراہٹ چھپائی تھی۔

"نہیں....!"وہ ایک جھٹکے سے شاک کی کیفیت میں اٹھا تھا۔

"کہہ دو کہ یہ جھوٹ ہے۔"ایک آس سے اس نے داریاء کی جانب دیکھا تھا۔

"نہیں میرے پیارے شوہر! یہ سچ ہے۔پہلے میں نے بریانی بنانے کا ہی سوچا تھا مگر پھر جب تم نے دوپہر میں مجھ سے اتنی محبت سے بات کی تو پھر میں نے سوچا کیوں نا ٹینڈے بنا لوں۔"داریاء نے معصومیت سے آنکھیں ٹپٹپائیں

تھیں۔

"میں تو برباد ہو گیا۔"کہتے ساتھ ہی منہ بنائے وہ صوفے پر ڈھے گیا تھا۔

"یعنی آج بھوکا سونا پڑے گا۔"وہ روہانسا ہوا تھا۔

"کھانا لگاؤں کہ نہیں....؟"کچن کے باہر چھوٹی

سی ڈرائننگ ٹیبل پر پانی کا جگ رکھے داریاء نے پوچھا تھا۔

"یار ایک انڈا ہی فرائے کر دو۔"زارون نے مسکرا کر داریاء کی جانب دیکھا تھا جس پر اس نے آنکھوں کو سکیڑے سنجیدہ تاثرات سے نفی میں سر ہلایا تھا۔

"اس کا الگ سے حساب ہو گا۔"جلتے کڑھتے وہ ڈائننگ میز تک آیا تھا۔آج واقعی اسے بہت شدید بھوک لگی تھی ورنہ ٹینڈے کھانے کے بارے میں تو وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔

"یہ ٹینڈے بریانی میں کب سے بدل گے؟" ڈائننگ ٹیبل پر پڑی ہوئی بریانی سے بھری ہوئی ڈش کو دیکھ اس نے اپنی شریک حیات کو گھورا تھا۔

"اگر آئندہ مجھ سے اس لہجے میں بات کی تو اس گھر میں روز ٹینڈے پکیں گے۔"اسے دھمکی دیے وہ بھی ایک کرسی پر بیٹھ گئی تھی۔

"ویسے جب میں تم پر چلا رہا تھا تو تمہیں غصہ نہیں آیا؟"کھانا کھاتے اچانک ہی اس کے دماغ میں خیال آیا تھا۔

"بہت غصہ آیا تھا مگر اگر میں اس وقت کچھ کہتی تو بات اور بڑھ جاتی۔"وہ ٹھیک کہہ رہی تھی اس وقت زارون بہت غصے میں تھا اگر وہ آگے سے کچھ بھی کہتی تو یقینا ان کی لڑائی ہو جانی تھی۔

"سمجھدار ہو!"وہ اسے سراہے بنا نہیں رہ سکا تھا جس پر داریاء نے مسکرا کر داد وصول کی تھی۔

"یہ تمہارے ہاتھ پر کیا ہوا ہے؟"اس کا ہاتھ تھامے وہ بے حد فکرمند ہوا تھا۔

"کچھ نہیں بس ایسے ہی...!"اسے اپنے لیے اتنا فکرمند دیکھے وہ مسکرا دی تھی۔

"تم اپنا خیال کیوں نہیں رکھتی؟"اسے گھوری سے نوازتے زارون فرسٹ ایڈ باکس لایا تھا،اس کی انگلی پر بینڈج کرتے اب وہ مسلسل اسے ڈانٹ رہا تھا اور وہ چپ چاپ مسکرا کر اس کی ڈانٹ سن رہی تھی۔

"کل صبح ناشتہ بنانے کی ضرورت نہیں ہے میں باہر سے لے آؤں گا۔"

"ذرا سا کٹ ہی تو لگا ہے تم بلاوجہ ہی اوور ری ایکٹ کر رہے ہو۔"اب وہ خفا ہوئی تھی۔

"اوور ری ایکٹ نہیں کر رہا فکر کر رہا ہوں۔"وہ دھیمے مگر محبت بھرے انداز میں گویا ہوا تھا۔

"میں ناشتہ بنا لوں گی۔"وہ بھی اسی کے انداز میں گویا ہوئی تھی۔

"ٹھیک ہے مگر آگے سے خیال رکھنا۔"اپنائیت سے اس کی گال تھپتھپاتے وہ اٹھا تھا پھر کسی خیال کے تحت وہ واپس مڑا تھا۔

"میرے جوتے تم نے اتارے تھے؟"

"نہیں!سامنے والی رضیہ آنٹی نے....!"داریاء نے تڑک کر جواب دیا تھا۔

"اچھا پھر ٹھیک ہے میں سمجھا تم نے اتارے ہیں۔"وہ کافی ریلیکس ہوا تھا۔

"اس گھر میں میرے علاؤہ کوئی اور ہے جو تم یہ سوال پوچھ رہے ہو؟"

"میں چاہے سارا دن جوتے پہن کر سویا رہوں تم دوبارہ میرے جوتے نہیں اتارو گی۔"وہ اکثر جوتے پہنے سو جاتا تھا اور داریاء ایسے ہی اس کے جوتے اتارتی تھی،زارون کو اس کی یہ حرکت ایک آنکھ نا بھاتی تھی۔

"اچھا!"اس نے ہمیشہ کی طرح وہی جواب دیا تھا۔

"زارون....!"کمرے میں جاتے گیلا ٹاول بستر پر دیکھ داریاء نے چلا کر اسے پکارا تھا۔

"تین سال ہو گئے ہیں ہماری شادی کو لیکن تم ابھی تک نہیں سدھرے۔"غصے سے باہر آتے داریاء نے اس کے منہ پر تولیہ دے مارا تھا۔

"تین سال....؟"تولیہ کو سائیڈ پر رکھے اس نے حیرت سے کہا تھا۔

"تم مذاق کر رہی ہو نا...؟ہماری شادی کو تو تیس سال نہیں گزر گئے؟"زارون نے حیرت سے اپنی آنکھوں کو سکیڑا تھا۔

"یا اللہ!میں سمجھا اس سانحہ کو تیس سال گزر چکے ہیں۔"داریاء کے مسلسل گھورنے پر اب وہ جان بوجھ کر اسے تپا رہا تھا۔

"جھمکے چور رشوت خور....!"بگڑے زاویوں سے پیر پٹختے وہ وہاں سے گئی تھی۔

ایشال اور منال کی آمد پر انارا منال کے لیے چپس فرائے کر رہی تھی۔انارا منال سے بہت پیار کرتی تھی وہ اسے اپنی ہی بیٹی سمجھتی تھی۔اب بھی وہ دونوں خالہ بھانجی

کچن میں موجود چپس بنا رہیں تھیں۔

"آنی ایک بات پوچھوں....؟"منال نے معصومیت سے کہا تھا۔

"ہاں میری جان پوچھو....!"منال کو دیکھ کر انارا کی آنکھوں میں ہمیشہ ہی پیار اُمڈ آتا تھا۔

"یہ اچھی پھوپھو کہاں ملتی ہے؟"اسے اپنی دونوں پھوپھیاں ہی سخت زہر لگتی تھی،وجہ ان دونوں کا رویہ تھا۔وہ چاہتی تھی کہ بس کسی طرح اپنی پھوپھیوں کو تبدیل کر آئے اور کہیں سے اچھی پھوپھیاں لے آئے۔

"اچھی پھوپھو صرف اور صرف نمل میں ہی ملتی ہے۔"وہ تو خود اپنی پھوپھی سے بہت تنگ تھی اور اوپر سے ساجدہ بیگم کا ایشال کے ساتھ اس جارحانہ رویہ نے اسے مزید ان سے بدظن کر دیا تھا۔

"یہ کون سی جگہ ہے؟"اس نے تو آج تک ایسی کسی جگہ کا نام نہیں سنا تھا۔

"اس دنیا کی سب سے خوبصورت جگہ،فرضی مگر بے حد حسین جگہ۔۔۔!"فرائز کو تیل سے نکالتے وہ دل فریبی سے مسکرائی تھی جس پر منال نے منہ بنائے آنکھیں گھمائیں تھیں یعنی انارا کی بات اس کے سر پر سے گزری تھی۔

"انارا چادر لے لو ہمیں ڈاکٹر کے پاس جانا ہے۔"کچن میں داخل ہوتے ایشال نے اسے یاد دہانی کروائی تھی۔

"ہاں ہاں چلتے ہیں۔"منال کو پلیٹ تھمائے اس نے ہاتھ جھاڑے تھے۔

چادر پہننے کے بعد وہ دونوں ہی ہسپتال کے لیے روانہ ہوئی تھیں۔آج ایشال محض اسی وجہ سے میکے آئی تھی کیونکہ اسے انارا کے ساتھ ہسپتال جانا تھا۔

"مسز جافر آپ کی صحت اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ آپ فلحال بے بی کا سوچیں بھی،میرے خیال سے آپ کو دو سال کا وقفہ کر لینا چاہئیے۔"سسرال والوں کی طرف سے اس پر اس قدر دباؤ تھا کہ بس اسے اب کسی بھی طرح بیٹا چاہئیے تھا۔

"ڈاکٹر صاحبہ پلیز آپ مجھے کوئی دوائی دے دیں جس سے میری محت متاثر نا ہو بلکہ آپ مجھے کوئی ایسی دوائی دے دیں جس سے میرا بیٹا ہو جائے۔"

"آپ پڑھی لکھی لگتی ہیں مسز جافر،پھر بھی اس قسم کی گفتگو۔۔۔؟بیٹا ہو یا بیٹی کیا فرق پڑتا ہے دونوں ہی برابر ہیں۔"ڈاکٹر کی بات پر وہ بالکل خاموش ہو گئی تھی۔

"کیا یہ پریشر آپ پر آپ کے سسرال والوں اور شوہر کی طرف سے ہے؟"ایسے کیسز پاکستان میں بالکل عام تھے جس وجہ سے ڈاکٹر کو یہاں تک پہنچنے میں بالکل دشواری نا ہوئی تھی۔

"آپ کے ہسبنڈ کہاں ہیں؟"اسے خاموش دیکھ ڈاکٹر نے ایک اور سوال کیا تھا۔

"وہ مصروف ہوتے ہیں لیکن آپ فکر مت کریں جیسا آپ نے کہا ہے ہم ویسا ہی کرے گئے۔"ایشال کو اٹھنے کا اشارہ کرتے انارا نے مسکرا کر کہا تھا جس پر ایشال نے بے بسی سے اس کی طرف دیکھا تھا۔

"مجھے بیٹا چاہئیے۔"ہسپتال کے کوریڈور تک پہنچتے ایشال بڑبڑائی تھی۔

"تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے سنا نا کہ ڈاکٹر نے کیا کہا ہے؟"اس کی بڑبڑاہٹ سنتے انارا کو اپنی بڑی بہن پر شدید غصہ آیا تھا۔

"مجھے کچھ نہیں پتا سوائے اس کے کہ مجھے بیٹا چاہئیے۔"بیٹے کے خیال کے علاوہ اس کے دماغ میں کچھ اور آتا ہی نہیں تھا۔

"یہ اللہ کے فیصلے ہوتے ہیں ایشی!اب کیا تم اللہ سے جنگ لڑو گی؟"

"ہاں! لڑوں گی بھی اور جیتوں گی بھی۔"ایشال کو لگتا تھا کہ بس ایک بار اس کا بیٹا ہو جائے گا تو سب ٹھیک ہو جائے گا اسے اس گھر میں وہ مقام مل جائے گا جو اسے آج تک نہیں مل سکا تھا۔

صبح صبح کے وقت وہ تیز تیز قدم اٹھاتی آگے بڑھ رہی تھی، آج تھوڑی دیر سے اٹھنے کی وجہ سے وہ سکول سے لیٹ ہو چکی تھی۔

چھوٹی چھوٹی تنگ گلیوں سے گزرتے وہ بے حد پریشان تھی۔ابھی وہ ایک گلی کے شروع میں ہی پہنچی تھی کہ ایکدم سے اس کے سامنے کوئی آیا تھا۔

"میں چھوڑ دوں؟"خباثت سے مسکرائے اس نے انارا سے کہا تھا جس پر وہ سلگ کر رہ گئی تھی۔

"دیکھ مجی!میرا دماغ خراب مت کر اور راستہ چھوڑ۔۔۔!"

وہ ان کے محلے کا ایک آوارہ لڑکا تھا جو کہ مختلف جرائم میں ملوث تھا۔

کھلا ہوا گریبان،منہ میں پان اور رنگ برنگی شرٹ کے ساتھ پہنی جینز کے ساتھ چہرے پر خباثت....انارا کو وہ شخص سخت زہر لگتا تھا۔

"ہائے!تو کتنی حسین ہے نا....!"گہری نظروں سے انارا کا جائزہ لیتے اس نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا تھا۔

"میرا راستہ چھوڑ ورنہ ایسا پیٹوں گی نا کہ ساری زندگی یاد رکھے گا۔"وہ پچھلے دو سال سے انارا کو ایسے ہی تنگ کرتا تھا۔

"حسین سے حسین لڑکی دیکھی ہے میں نے مگر تجھ جیسی پٹاخہ آج تک نہیں دیکھی،شادی کر لے مجھ سے،ایمان سے بہت خوش رکھوں گا تجھے،عیش کرے گی عیش....!"

"دفع ہو....!"اسے دھکیلتے وہ غصے سے آگے بڑھی تھی۔اس کے جانے کے بعد ماجد نے ایک سرد آہ بھری تھی۔

سکول میں آتے ہی اس نے سب سے پہلے ایک کھڑکی کے شیشے میں اپنا عکس دیکھا تھا یہ اس کا معمول تھا صبح اٹھتے،گھر سے باہر جاتے،سکول میں آتے اور گھر میں واپس آتے وہ ہمیشہ آئینے میں اپنا عکس دیکھتی تھی۔کھڑکی پر داغ دیکھ اس کو شدید غصہ آیا تھا۔

"خالد!خالد...!"اب وہ غصے سے وہاں کام کرنے والے کو آوازیں دے رہی تھی۔

"جی میڈم....!"وہ تقریبا چودہ پندرہ سال کا لڑکا تھا جو کہ وہاں پر کام کرتا تھا۔

"کیا ہے یہ...؟تمہیں ٹھیک سے صفائی کرنی بھی نہیں آتی....؟"ماجد کا سارا غصہ اب وہ اس پر نکال رہی تھی۔

"میں نے صفائی کی ہے مس!"

"ایسے کرتے ہیں صفائی،دیکھو اتنا بڑا داغ ہے یہاں پر...!"چور نظروں سے خالد نے سامنے کھڑکی پر دیکھا تھا جہاں اسے کوئی داغ نظر نہیں آیا تھا۔تھوڑا قریب ہونے پر بامشکل اسے ایک ہلکا سا داغ دکھ ہی گیا تھا۔

"میڈم اتنا تو چلتا ہے۔"اس نے بتیسی دکھائے انارا سے کہا تھا جس پر اس کا غصہ سوا نیزے تک پہنچ چکا تھا۔

"تم...!"انگلی اٹھائے اب وہ اسے صلواتیں سنا رہی تھی اور وہ بیچارا بھی نظریں جھکائے سب سن رہا تھا اس کے علاوہ اس کے پاس کوئی چارہ بھی تو نہیں تھا۔انارہ پچھلے تین سال سے یہاں پڑھا رہی تھی اور سب ہی اس کے مزاج سے اچھی طرح واقف تھے۔

"ارے ارے!کیا ہوا...؟"ہادی ابھی اپنی کلاس کی جانب ہی جا رہا تھا کہ انارا کو خالد کو جھاڑتے دیکھ اس نے فکرمندی سے پوچھا تھا جس پر خالد نے ترسی ہوئی نگاہوں سے خالد کی طرف دیکھا تھا یعنی اب وہی اسے بچا سکتا

تھا۔

"دیکھیں ہادی اسے بالکل بھی صفائی کرنی نہیں آتی؟"غصے سے اس کا تنفس بالکل پھول چکا تھا۔

"تم کیوں ٹھیک سے صفائی نہیں کرتے چلو جاؤ یہاں سے میں تم سے بعد بھی بات کرتا ہوں۔"ہادی کے کہنے کی دیر تھی وہ فورا ہی وہاں سے نو دو گیارہ ہوا تھا۔

"آپ نے اسے کیوں جانے دیا ابھی مجھے اس کا دماغ درست کرنا تھا؟"خالد کے جانے کے بعد اب اس نے ہادی کو آڑے ہاتھوں لیا تھا۔

"جانے دیں نا انارا جی!"ہادی نے گویا منت کی تھی۔

"ایسے کیسے...؟یہ دیکھیں کتنا بڑا داغ ہے آئینے پر،بالکل صفائی نہیں کی اس خالد کے بچے نے۔"آنکھوں کی پتلیوں کو سکیڑے اس نے بامشکل اس بہت بڑے داغ کو دیکھا تھا۔

"آئینے پر داغ ہونے سے کیا فرق پڑتا ہے آپ کے چہرے پر تو کوئی داغ نہیں ہے نا یہ تو بالکل شفاف ہے۔"وہ اس سکول میں پچھلے دو سال سے پڑھا رہا تھا اور پچھلے دو سال سے ہی وہ انارا کی محبت میں گرفتار تھا۔

لمبا قد، مناسب جسامت، ہلکی بڑھی ہوئی ڈاڑھی، پینٹ کے اوپر سے سفید رنگ کی نفیس سی شرٹ پہنے وہ بہت سادہ اور ہینڈسم دکھتا تھا۔

"میرا چہرہ بالکل شفاف ہے مگر میں چاہتی ہوں کہ میں جس بھی چیز میں اپنا عکس دیکھوں وہ بھی بالکل شفاف ہو۔"اس کے اس عجیب و غریب منطق پر وہ مسکرا دیا تھا۔

اتوار کے روز زارون باہر لاؤنج میں بیٹھا میچ دیکھ رہا تھا اور داریاء کچن میں کھانا بنا رہی تھی تبھی اس نے نمک ڈالنے کے لیے گروسری بیگ اٹھایا تھا مگر اس میں نمک نا پا کر اسے زارون پر شدید غصہ آیا تھا۔وہ ہمیشہ یہی کرتا تھا کچھ نا کچھ لانا بھول ہی جاتا تھا۔

"زارون نمک کہاں ہے؟"اس نے وہیں سے آواز لگائی تھی۔

"او شٹ یار پھر وکٹ گر گئی۔"وہ میچ میں اتنا مگن تھا کہ اسے کسی چیز کا ہوش ہی نہیں تھا۔

"زارون ن ن...!"داریاء نے ایک بار پھر غصے سے اسے پکارا تھا۔

"چھکا...!"وہ ایک بار پھر چیخا تھا۔

غصے سے سرخ چہرے کے ساتھ وہ باہر لاؤنج میں آئی تھی اور اس نے ایل۔ای۔ڈی کا سوئچ ہی نکال دیا تھا۔

"کب سے گرمی میں کھڑے تمہارے لیے کھانا بنا رہی ہوں اور تمہیں ذرا احساس بھی نہیں ہے۔"اس کے بگڑے زاویے دیکھ زارون فورا الرٹ ہوا تھا۔

"اب آپ کھانا نمک کے بغیر کھانا...!"روتے ہوئے وہ واپس کچن میں گئی تھی اور زارون نے بےاختیار سانس اندر کھینچی تھی یعنی وہ پھر سے ناراض ہو چکی تھی۔

"نمک...!"پانچ منٹ بعد اس نے کچن میں داخل ہوتے نمک چولہے کے پاس رکھا تھا۔

"اس کی ضرورت نہیں ہے اب آپ کھانا نمک کے بغیر کھائے گئے۔"اس کے دھیمے اور چاشنی بھرے لہجے پر زارون نے نفی میں سر ہلایا تھا اور آگے بڑھ کر اس نے داریاء کے گرد حصار

قائم کیا تھا۔

"جلیبی کھاؤ گی؟"اس کے چہرے کے گرد ایک جھولتی لٹ کو اپنی انگلی میں گھماتے زارون نے مسکرا کر کہا تھا جبکہ جلیبی کے نام پر داریاء کی آنکھیں چمکی تھیں۔

"مانا کہ تم غصے میں کیوٹ لگتی ہو مگر ہمیشہ نہیں....!"

اپنی جیب سے گجرے نکالے اس نے داریاء کی کلائیاں تھامے باری باری اس کے دونوں ہاتھوں میں پہنائے تھے جس پر وہ

ناچاہتے ہوئے بھی مسکرا دی تھی،سارا غصہ جھاگ بن کر اڑ گیا تھا۔

"جلیبیاں کہاں ہے؟"وہ اچھے سے جانتی تھی کہ وہ یقینا ساتھ لایا ہو گا۔

"باہر لاؤنج میں لیکن پہلے یہ بتاؤ کہ کھانا نمک کے بغیر کھلاؤ گی کیا....؟"اس کا ایک ہاتھ تھامتے زارون نے گلاب کے پھولوں کی خوشبو اپنے اندر اتاری تھی۔

"میں تم پر یہ ظلم کر سکتی ہوں کیا....؟"وہ آپ سے پھر تم پر آئی تھی جس پر زارون نے شکر کا کلمہ پڑھا تھا۔

"کھانا بنانے کے بعد یونیفارم پریس کر دینا۔"

"آج اتوار ہے۔"شکوہ کناں نگاہوں سے اس نے زارون کو جیسے یاد دلایا تھا۔

"یہ بات ایک اے۔ایس۔پی سے شادی کرنے سے پہلے سوچنی چاہئیے تھی۔"اس کے انداز پر وہ بس مسکرا ہی سکی تھی۔

وہ ابھی ابھی گھر لوٹی تھی اور اپنے کمرے میں داخل ہوتے وہ سر پکڑے بستر پر لیٹی ہی تھی کہ ساجدہ بیگم کمرے میں داخل ہوئی تھیں۔

"اگر اس بار تم نے اس خاندان کو وارث نہیں دیا تو میں جافر کی دوسری شادی کروا دوں گی۔"اپنی بات کہے تنفر سے سر جھٹکے وہ تیزی سے باہر گئی تھیں۔

ان کے جانے کے بعد اس نے بے بسی سے آنکھیں میچی تھیں۔اس کی طبیعت خراب ہونے کی وجہ سے جافر اسے ہسپتال لے کر گیا تھا اور ٹیسٹ کروانے پر یہ معلوم ہوا تھا کہ وہ ماں بننے والی تھی۔

"یا اللہ!مجھے بیٹا دے دے میں اب مزید جانوں کا بوجھ اپنے کندھے پر نہیں اٹھا سکتی۔"اس نے ہاتھ اٹھائے التجا کی تھی۔

"اے میرے رب بیٹا یا بیٹی دینا تو تیرے اختیار میں ہے نا مجھے ایک بیٹا دے دے بس ایک بیٹا....!"اپنی شہادت کی انگلی اٹھائے چھت کی جانب دیکھے وہ بچوں کی طرح التجا کر رہی تھی۔

"پتا نہیں میں کیسے قیامت والے دن اپنی تین بیٹیوں کا سامنا کروں گی،کیا وہ مجھے معاف کر پائے گی؟"روتے روتے اس کی ہچکیاں بندھ چکی تھیں۔

"میں نے اس دنیا میں آنے سے پہلے ہی انہیں ختم کر دیا۔ہاں میں اس جرم میں برابر کی شریک تھی مگر میں کیا کرتی اگر میں ان لوگوں کی بات نا مانتی تو جافر مجھے طلاق دے دیتے اور ایک طلاق یافتہ عورت کیسے اس معاشرے میں سر اٹھا کر جی سکتی ہے؟اماں کہتی ہے اب یہاں سے میرا جنازہ ہی اٹھے گا میں واپس نہیں جا سکتی اس لیے مجھے بیٹا دے دے۔"

"مما...!"منال کے کمرے میں آتے ہی ایشال نے فورا آنسو پونچھے تھے۔

"آپ رو رہی ہیں۔"اپنی ماں سے لپٹتے وہ بھی تقریبا رو دینے کو تھی۔

"نہیں میری جان!"اس کا ماتھا چومتے وہ نم آنکھوں سے مسکرائی تھی۔

"منال آپ سے ایک بات کہوں مانو گی؟"اچانک ہی اسے کچھ یاد آیا تھا۔

"جی مما...!"اس نے اچھے بچوں کی طرح سر اثبات میں ہلایا تھا۔

"آپ اللہ سے دعا کرو کہ وہ آپ کو ایک بھائی دے دے۔آپ تو ابھی چھوٹی ہو نا،گناہوں سے پاک،آپ دعا کرو گی تو اللہ پاک ضرور سنیں گے۔"وہ اس وقت بے حد ذہنی اذیت کا شکار

تھی۔

"ہاں مما میں ضرور دعا کروں گی پھر وہ بابا کا سہارا بنے گا میری طرح بوجھ تھوڑی ہو گا۔"ایشال اسے بہت بار یہ بات سمجھا چکی تھی مگر پھر بھی منال کے ذہن سے اپنی دادی کی کہی یہ بات نکلتی ہی نہیں تھی۔وہ ایسی ہی تھی اگر ایک بار کسی بات کو دماغ میں بٹھا لے تو پھر چاہ کر بھی وہ اسے بھلا نا پاتی تھی۔

"منال آپ یہ ساری باتیں چھوڑو بس اپنی پڑھائی پر توجہ دو۔"ایشال نے اس کا دھیان ہٹانے کے لیے کہا تھا۔

"میری بیٹی بہت زیادہ پڑھے گی اور ڈاکٹر بنے گی۔"ایشال نے محبت سے اس کے دونوں گال کھینچے تھے۔

"نہیں میں ڈاکٹر نہیں بنوں گی میں اے۔ایس۔پی بنو گی۔"اس کی بات پر ایشال کھکھلا اٹھی تھی۔

"زی کی طرح میں بھی اے۔ایس۔پی بنوں گی اور پھر جب بابا آپ کو ماریں گے نا تو میں انہیں جیل میں ڈال دوں گی۔"اس کے اس معصومیت بھرے انداز پر ایشال نے افسردگی سے اپنی سات سالہ بیٹی کی طرف دیکھا تھا۔

بچے ہر ایک چیز کا کتنا گہرائی سے مشاہدہ کرتے ہیں نا اس سوچ کے تحت وہ سر جھکا گئی تھی۔

فارغ لیکچر میں وہ سٹاف روم میں بیٹھا پیپرز چیک کر رہا تھا،ٹیبل کے ایک طرف چائے کا بھرا ہوا کپ پڑا تھا اور دوسری طرف چند کتابیں،مسلسل پین ہاتھوں میں گھمائے وہ چہرے پر نہایت سنجیدہ تاثرات سجائے پیپرز پر جھکا ہوا تھا۔سامنے آدھ کھلی کھڑکی سے تیز روشنی کی ایک لکیر سامنے میز کے وسط سے ٹکرا رہی تھی۔کمرے میں سورج کی پھیلتی روشنی سے اس کا چہرہ جگمگا رہا تھا۔سامنے دیوار پر بہت بڑے سائز کی قائد کی تصویر لگی تھی اور اس کے

اطراف میں چھوٹے سائز میں مختلف شخصیات کی تصاویر لگیں ہوئیں تھیں۔سٹاف روم میں ٹیبل کے گرد ترتیب سے کرسیاں لگائی گئیں تھیں مگر اس وقت وہ

اکیلا ہی وہاں بیٹھا تھا۔

"کیا ہو رہا ہے یار...؟"شاہد اندر داخل ہوتے ہی اس کے عقب میں رکھی کرسی پر بیٹھا تھا۔

"کچھ خاص نہیں...!"وہ ابھی بھی پیپرز پر جھکا ہوا تھا۔

"یوں دل کی بات دل میں نہیں رکھتے۔"اس کے اس طرح کہنے پر اس نے بھوئیں اچکا کر سوالیہ نظروں سے شاہد کی طرف دیکھا تھا۔

"آج سارا سٹاف باہر لنچ کے لیے جا رہا ہے،اس سے زیادہ اچھا موقع نہیں ملے گا آج ہی کہہ دو اپنے دل کی بات۔"شاہد کی بات سن کر ہادی نے بےبسی سے سر کرسی کی پشت سے ٹکا دیا تھا۔انارا سے اظہار محبت کرنا پل صراط پار کرنے جیسا تھا اور جس قسم کا اس کا مزاج تھا ہادی کی دو چار ہڈیاں تو اس نے لازمی توڑنی تھی۔

"فکر نا کر یار!زیادہ سے زیادہ انکار ہی کرے گی نا میں نے پہلے ہی ہسپتال میں ایک بیڈ بک کر لیا ہے اور قبرستان میں ایک قبر بھی بک کروا لی ہے،تو نے بس ہمت نہیں ہارنی...!"

"آہ....!"ہادی نے ایک زبردست مکا شاہد کے بازو پر جڑا تھا جس پر وہ کراہ اٹھا تھا۔

"میں نے تو احتیاطا یہ سب کیا ہے ان شاء اللہ!بات صرف دو لاتوں،مکوں اور گھونسوں پر ہی ختم ہو جائے گی۔"شاہد نے اسے بتیسی دکھائی تھی جس پر ہادی نے اسے منہ چڑایا تھا۔

ریسٹورنٹ میں لنچ کے بعد انارا فون پر بات کرنے باہر آئی تھی،اسے اکیلا دیکھ ہادی بھی اس کے پیچھے آیا تھا۔

"اور کتنا وقت لگے گا؟"فون رکھے پلٹتے ہی وہ فکرمندی سے گویا ہوئی تھی۔

"میرے خیال سے سب آتے ہی ہوں گے۔"ہادی نے مسکرا کر کہا تھا۔

"انارا جی....!"دھڑکتے دل سے اس نے بامشکل اسے پکارا تھا۔

"جی...!"وہ اس وقت ریسٹورنٹ کے پچھلے حصے میں موجود تھے۔

"میں کافی عرصے سے آپ سے ایک بات کرنا چاہتا تھا مگر کبھی ہمت ہی نہیں ہوئی۔"اپنی انگلیوں کے پوروں سے وہ مسلسل اپنے ہاتھ کی ہتھیلی مسل رہا تھا۔

"کونسی بات...؟"دوپٹے کو سر پر درست کرتے اس نے لاپروائی سے کہا تھا۔وہ اس وقت جامنی رنگ کے ایک سادہ سے سوٹ میں ملبوس تھی جس پر بڑے بڑے خوبصورت سفید پھول پرنٹ کیے گۓ تھے۔

"آپ بہت اچھی ہیں،آپ مجھے بہت اچھی لگتی ہیں۔"شفون کے ڈوپٹے کو درست کرتے اس کے ہاتھ رکے تھے،ایک لمحے کے لیے اس کی آنکھوں میں حیرت امڈ آئی تھی مگر اگلے ہی لمحے ایک دل فریب مسکراہٹ اس کے لبوں پر در آئی تھی۔

"آپ بھی بہت اچھے ہیں۔"ہلکے نیلی شرٹ کے اوپر ٹائی پہنے وہ بالکل سادہ مگر نفیس لگ رہا تھا۔انارا کے کہے گۓ جملے پر ہادی کا پور پور خوشی سے جھوم اٹھا تھا۔

"آپ کو پتا ہے ہادی!ہم صرف دو ہی بہنیں ہیں میری ہمیشہ سے خواہش تھی کہ میرا ایک بھائی ہو اور میں جب جب آپ کو دیکھتی ہوں نا مجھے لگتا ہے کہ میری یہ خوائش پوری ہو گئی ہے،آپ میرے لیے بالکل چھوٹے بھائی کی طرح

ہیں۔"کہتے ساتھ ہی وہ مسکرا کر پلٹی تھی۔شدید صدمے کی وجہ سے ہادی کے قدم لڑکھڑائے تھے اور وہ دھڑام سے نیچے گرا تھا۔

"ہادی آپ ٹھیک تو ہیں؟"کچھ گرنے کی آواز پر وہ واپس گھومی تھی،اس بات سے بے خبر کہ موصوف ہادی صاحب گرے ہیں۔

"ہادی...!"وہ اب اسے آوازیں لگا رہی تھی مگر ہادی کو تو جیسے سکتہ ہی ہو گیا تھا۔دیکھتے دیکھتے وہاں ان کے سکول کا سارا سٹاف اور ریسٹورنٹ کا سٹاف بھی اکھٹا ہو گیا تھا۔بہت مشکل سے اسے اٹھا کر اندر ایک میز تک لے جایا گیا تھا اور اسے کرسی پر بٹھایا گیا تھا۔شاہد نے اسے جوس پلایا تھا جسے اس نے ایک ہی سانس میں اندر اتارا تھا۔سب کا خیال تھا کہ شاید گرمی کی وجہ سے اس کی طبیعت خراب ہوگئی ہے مگر اصل وجہ تو صرف ہادی ہی جانتا تھا۔

"یعنی...یعنی سیدھا بھائی!"شاہد ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو چکا تھا۔رات کے وقت وہ ہادی کی طبیعت کا پوچھنے اس کے گھر آیا تھا جس پر ہادی نے اسے اپنی پہلی محبت کا

دردناک انجام سنایا تھا۔

"چھوٹا بھائی....!"نہایت دکھ بھرے انداز میں ہادی نے شاہد کے جملے کی تصحیح کی تھی۔

"ہاں ہاں چھوٹا... چھوٹا بھائی!"وہ پیٹ کر ہاتھ رکھے پاگلوں کی طرح ہنس رہا تھا۔

"وہ پچیس کی ہیں اور میں اکیس کا،اتنا زیادہ تو فرق نہیں ہے۔"ہادی نے منہ بسورے کہا تھا۔

"نہیں میرے دوست!وہ چھبیس کی ہیں۔"کہتے ساتھ ہی شاہد ایک بار پھر ہنس دیا تھا۔

"ابھی دو مہینے رہتے ہیں ان کی سالگرہ کو،اس لیے وہ ابھی پچیس کی ہی ہیں۔"شاہد کا انارا کی عمر پر تبصرہ اسے بالکل اچھا نہیں لگا تھا۔

"جو بھی ہے مگر تمہاری محبت کی کشتی تو ڈوب گئی نا اور بہت بری طرح ڈوبی ہے۔"

"میں اپنی محبت کا اظہار کر کے ہی رہوں گا اور انہیں میری محبت تسلیم کرنی ہی پڑے گی۔"اس نے ایک عزم سے کہا تھا۔

"شاباش میرے شیر!لگے رہو اور ہمت مت ہارنا....!"تھمزاپ کے اشارے سے شاہد نے اسے حوصلہ دیا تھا۔

"چھوٹے بھائی...!"کہتے ساتھ ہی اس نے زبردست قہقہ لگایا تھا جس پر ہادی کلس کر رہ گیا تھا۔

ڈوپٹے کو کمر کے گرد باندھے بالوں کو کیچر میں جکڑے وہ گھر کی صفائی میں مصروف تھی تبھی گھنٹی کی آواز پر وہ الرٹ ہوئی تھی۔

"زارون...!"پہلا خیال اسے زارون کا ہی آیا تھا حالانکہ وہ عموما اس وقت گھر نہیں آتا تھا مگر آج کل وہ کسی بھی وقت آ جاتا تھا۔

مسکراتے ہوئے دارياء نے دروازہ کھولا تھا سامنے کھڑی ماڈل کو دیکھ اس کا منہ ہی کھل گیا تھا۔براؤن لمبے بال جنہیں ہلکا سا کرل کیا گیا تھا،نیلی جینز جس میں سے گھٹنے واضح دکھائی دے رہے تھے،اوپر لال رنگ کی ٹی شرٹ کے

ساتھ لال رنگ کا بہت ہی مہنگا ہینڈ بیگ لٹکائے، چہرے پر لائٹ سے میک اپ کے ساتھ اس نے لال رنگ کی ہائی ہیلز پہنی ہوئی تھیں۔

"ہیلو! کیسی ہیں آپ...؟" اس کی آواز بھی اس کی طرح بہت دلفریب تھی۔

"میں آج ہی سامنے والے فلیٹ میں شفٹ ہوئی ہوں، سوچا کہ آپ سے مل لوں۔ اندر نہیں بلائے گی؟" داریاء کو اب کہیں جا کر ہوش آیا تھا۔

"نہیں! آئیں نا پلیز!" گڑبڑاتے ہوئے اس نے اسے اندر آنے کی دعوت دی تھی۔

"کب سے رہ رہی ہیں آپ یہاں؟" فلیٹ کا طائرانہ جائزہ لیتے وہ اب لاؤنج میں بیٹھی تھی۔

"تین سال سے....!" داریاء سراہتی نگاہوں سے اسے دیکھتی ہی رہ گئی تھی وہ ہر لحاظ سے پرفیکٹ تھی، اس بلڈنگ میں کافی خواتین بولڈ ڈریسنگ کرتی تھیں مگر اس جیسی پرفیکشن اور کشش داریاء نے کبھی کسی میں بھی محسوس نہیں کی تھی۔

"اکیلی رہتی ہیں؟" آنکھوں کو حیرت سے پھیلائے اس نے پوچھا تھا۔

"نہیں! اپنے ہسبنڈ کے ساتھ!"

"اوہ....!"اس نے اپنے ہونٹوں کو گول کیے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"ویسے نام کیا ہے آپ کا....؟"اس نے اسی انداز میں ایک اور سوال کیا تھا۔

"داریاء....!"داریاء کی نظریں تو اس کے چہرے سے ہٹ ہی نہیں رہی تھیں،اس نے آج سے پہلے اتنا حسن نہیں دیکھا تھا۔

"ویسے آپ کس کے ساتھ رہتی ہیں؟"داریاء نے پہلا سوال پوچھا تھا۔

"اکیلی رہتی ہوں۔"وہ اذیت سے مسکرائی تھی۔

"کیوں...؟میرا مطلب ہے آپ کی فیملی....؟"

"میری فیملی میں کوئی نہیں ہے سوائے میرے ہسبنڈ کے۔"

"تو وہ کہاں ہوتے ہیں؟"

"دبئ...!"داریاء نے سمجھتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"میں آپ کے لیے چائے لاتی ہوں۔"کہتے ساتھ ہی

وہ اٹھی تھی

"میں چائے نہیں پیتی کافی پیتی ہوں۔"

"کوئی بات نہیں میں کافی بنا لاتی ہوں۔میرے ہسبنڈ بھی کافی ہی پیتے ہیں۔"

"ویسے آپ کا نام کیا ہے؟"وہ کچن کی جانب جاتے جاتے رکی تھی۔

"میرا نام....؟"وہ گڑبڑا گئی تھی۔

"زری!میرا نام زری ہے۔"کچھ لمحوں کی خاموشی کے بعد وہ ایک بار پھر مسکرائی تھی جس پر دارياء اثبات میں سر ہلاتی آگے بڑھ گئی تھی۔اس کے کچن میں جاتے ہی وہ فورا اپنی جگہ سے اٹھی تھی۔اب وہ ایک ایک کر کے لاؤنج میں موجود ہر ایک چیز چیک کر رہی تھی پھر اچانک ہی اس کی نظر لاؤنج میں موجود ایک بڑے سائز کی تصویر پر پڑی تھی،وہ زارون کی تصویر تھی جس میں وہ یونیفارم میں ملبوس تھا۔

اس نے فورا سے اپنے بیگ سے کچھ نکال کر اس تصویر کے پیچھے چپکایا تھا۔اپنا کام مکمل کرتے ہاتھ جھاڑے وہ پیچھے ہٹی تھی اب وہ گہری نظروں سے اس تصویر کا جائزہ لے رہی تھی۔

"اے۔ایس۔پی زارون سکندر...."دو قدم آگے بڑھتے اس کی تصویر پر ہاتھ رکھے وہ طنزاً مسکرائی تھی۔

"تمہیں پتا ہے زارون وہ بہت اچھی ہے ایکدم ماڈل جیسی....!"وہ جب سے گھر آیا تھا داریاء کا زری نامہ سن سن کر پک چکا تھا۔

"تمہیں ضرورت ہی کیا تھی ایسے کسی کو بھی گھر میں گھسانے کی....!؟"زری کی تعریفیں سن سن کر زارون اچھا خاصا بے زار ہوا تھا۔

"افف زارون!وہ ابھی ابھی یہاں شفٹ ہوئی ہے اور ہمسایوں کے بھی کچھ حقوق ہوتے ہیں۔"وہ تو جیسے زری پر دل ہی ہار بیٹھی تھی اور اب اس کی شان میں ایک لفظ بھی سننا پسند نا فرماتی تھی۔

"شوہر کے بھی کچھ حقوق ہوتے ہیں۔"زارون نے اسے یاد دلانا ضروری سمجھا تھا۔

"ہاں ہاں پتا ہے مجھے۔"داریاء نے جان چھڑوانے والے انداز میں کہا تھا۔

"جو بیویاں اپنے شوہر کی صحیح طرح سے خدمت نہیں کرتی نا انہیں پھر بعد میں پچھتانا پڑتا ہے۔"اب وہ اپنی طرف سے اسے ڈرا رہا تھا۔

"کس قسم کی خدمت اور کیسا پچھتاوا....؟تم تو ایسے کہہ رہے ہو جیسے دوسری شادی کرنے کا ارادہ رکھتے ہو؟"سبز آنکھوں کو سکیڑے اس نے زارون کو گھورا تھا۔

"کیا پتا تم سے پہلے ہی ایک کر چکا ہوں اور تم دوسری ہو۔"اس کے تاثرات بے حد سنجیدہ تھے۔

"اگر ایسا ہوا نا تو تمہاری ہی گن سے تمہیں اڑا دوں گی۔"وہ شدید غصے سے گویا ہوئی تھی۔

"دھمکی دے رہی ہو؟"وہ محظوظ ہوا تھا۔

"نہیں اسے دھمکی ہرگز مت سمجھنا....!"وہ چل کر اس کے پاس آئی تھی۔

"مسٹر ہسبنڈ!"داریاء نے اپنی سبز کانچ آنکھیں زارون کی نیلی آنکھوں میں گاڑی تھیں۔

"ایک بات یاد رکھنا مجھے بیوہ ہونا تو قبول ہے مگر تمہیں کسی کے ساتھ شئیر کرنا ہر گز نہیں....!"داریاء کے اس انداز پر ایک لمحے کے لیے وہ بالکل ساکت ہو گیا تھا،اس کے چہرے پر محض غصہ اور سنجیدگی تھی یعنی وہ مذاق

نہیں کر رہی تھی۔

"ظاہر سی بات ہے مجھ جیسا ہینڈسم شوہر کون گنوانا

پسند کرے گا؟"کافی حد تک سنبھلے اب اس نے مسکرا کہا تھا۔

"ہے ہی کیا تمہارے پاس ان نیلی پیلی آنکھوں کے سوا۔۔؟"اس کی یہ خود ساختہ تعریف داریاء کو ایک آنکھ نا بھائی تھی۔

"او ہیلو!یہ نیلی پیلی آنکھیں نہیں ہیں۔"زاروں نے بلاتوقف کہا تھا۔

"It's Sapphire Blue colour!"

وہ کچھ بھی برداشت کر سکتا تھا مگر اپنی آنکھوں کی توہین ہر گز نہیں...!اس کے اس طرح کہنے پر داریاء نے آنکھیں گھمائی تھیں۔

"تھوڑا خیال کر لیا کرو میرا ورنہ کوئی اور آ کر لے جائے گی مجھے اور تم بس دیکھتی ہی رہ جاؤ گی۔"وہ بار بار وہی موضوع چھیڑ

رہا تھا۔

"تم سدھر جاؤ زارون ورنہ کسی دن نا میں نے تمہاری کافی میں زہر ملا دینا ہے۔"کچن میں جاتے ہوئے اسے فلحال یہی دھمکی سوجھی تھی۔

"کسی دن کیا میں تو کہتا ہوں آج ہی ملا دو،ویسے بھی جنت میں بہتر حوریں کب سے میرے انتظار میں بیٹھی ہیں۔"

"زارون ن ن....!"کچن سے اڑتا ہوا بیلنا باہر لاونج میں آیا تھا۔زارون کی خوش قسمتی کہ وہ اس تک پہنچنے سے پہلے ہی زمین بوس ہو چکا تھا۔وہ تیزی سے بھاگتا ہوا فورا وہاں سے رفو چکر ہوا تھا۔

ہلکے نیلے رنگ کی شرٹ کے اوپر سے ڈارک نیلے رنگ کی ٹائی لگائے وہ شیشے کے سامنے کھڑا بال بنا رہا تھا،بال سیٹ کرنے کے بعد اس نے پرفیوم لگایا تھا۔اپنے آپ کا معائنہ کرتے وہ مسکرا دیا تھا۔آج وہ انارا سے اپنے دل کی بات کہنے کا پورا پورا ارادہ رکھتا تھا۔

"انارا جی!میں نہیں جانتا کہ یہ کب ہوا مگر مجھے آپ سے محبت ہو گئی ہے۔"

"نہیں!نہیں!"شیشے کے سامنے کھڑے اس نے گہری سانس خارج کی تھی۔

"I love you Inara G!"

"نہیں یار!سیدھا تھوڑی بولنا ہے۔"سر جھٹک کر اس نے ایک بار پھر آئینے میں دیکھا تھا۔

"آپ بےشک عمر میں مجھ سے بڑی ہیں مگر پھر بھی میں آپ کو بہت پسند کرتا ہوں۔"آئینے میں اپنا عکس دیکھے اس نے ایک بار پھر کہا تھا۔

"کیا کر رہا ہے ہادی....؟"اس نے خود کو کوسا تھا۔اب وہ آئینے کے سامنے کھڑا مسلسل اسے پرپوز کرنے کے لیے الفاظ ڈھونڈ رہا تھی مگر اسے مناسب الفاظ مل ہی نہیں رہے تھے۔

فری لیکچر میں وہ ہمت جمع کر کے سٹاف روم میں آیا تھا انارا اپنی ایک فی میل کولیگ کے ساتھ بیٹھی باتیں کر رہی تھی۔

"تمہاری جگہ میں ہوتی نا تو حشر نشر کر دیتی اس کا، آخر ہمت تو دیکھو ان لڑکوں کی ایسے کیسے پرپوز کر سکتے ہیں؟"ہادی کے قدم دروازے پر ہی رکے تھے۔

"سخت زہر لگتے ہیں مجھے وہ لوگ جو اس طرح پرپوز کرتے ہیں،باعزت طریقے سے رشتہ بھی تو لے جایا جا سکتا ہے نا؟"ہادی کے لبوں پر بےساختہ ہی مسکراہٹ بکھر گئی تھی،دل سے جیسے ایک بوجھ اترا تھا وہ جانتا تھا کہ اب اسے کیا کرنا ہے۔

"ارے ہادی!آپ باہر کیوں کھڑے ہیں اندر آئے نا...!"انارا کی نظر اچانک ہی دروازے پر کھڑے ہادی پر پڑی تھی۔

"جی....!"وہ مسکراتا ہوا اندر داخل ہوا تھا۔ابھی وہ بیٹھا ہی تھا کہ انارا کا فون بجا تھا اور وہ معذرت کرتے اٹھی تھی۔

"کیا....؟"تھوڑی دیر بعد وہ فون پر بات کرتے چیخ اٹھی تھی،ہادی جس سمت بیٹھا تھا وہاں سے باآسانی وہ اس کے چیخنے کی آواز سن سکتا تھا۔وہ فورا سے اٹھ کر باہر گیا تھا۔

"تم رکو زرا میں چھٹی کے بعد فورا آتی ہوں ہمت کیسے ہوئی اس لفنگے کی تمہارے گھر رشتہ بھیجنے کی....؟"ہادی کے کان فورا کھڑے ہوئے تھے۔

"پہلے اس نے تمہیں پرپوز کیا پھر سیدھا رشتہ ہی بھیج دیا۔ایسے لوگوں کو تو نا سیدھا سولی پر ہی چڑھا دینا چاہئیے۔"ہادی بے چارا کو بالکل گھبرا گیا تھا۔وہ فون پر نجانے اور بھی کیا کیا بول رہی تھی مگر ہادی میں اب مزید کچھ سننے کی سکت نا تھی وہ منہ لٹکائے شکست خور حالت میں واپس پلٹا تھا یعنی پرپوز کرنے پر وہ اس کا حلیہ بگاڑ دے گی اور رشتہ بھیجنے پر سیدھا سولی پر ہی لٹکا دے گی۔اب وہ بیچارا کیا کرے؟

آفس سے لنچ ٹائم میں وہ اپنے دوستوں کے ساتھ ایک ریسٹورنٹ آیا تھا۔اس کے دوست زبردستی اسے آج لنچ پر لے آئے تھے حالانکہ فلحال اس کے حالات اس مہنگے ترین ریسٹورنٹ میں کھانا کھانے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔

وہ بے دلی سے کرسی پر بیٹھا ادھر ادھر دیکھ رہا تھا تبھی اچانک اس کی نظر ایک ٹیبل پر پڑی جس پر ایک اڈھیر عمر مرد کے ساتھ ایک جوان عورت بیٹھی تھی،وہ دونوں

ہنس ہنس پر باتیں کر رہے تھے،اس عورت کا لباس کافی غیر مناسب اور بے باک تھا۔وہ شدید صدمے کی حالت میں یہ منظر دیکھ رہا تھا۔اب اس اڈھیر عمر شخص نے ایک باکس سے انگھوٹھی نکالی تھی اور اس عورت کے آگے اپنا ہاتھ پھیلایا تھا جس پر اس عورت نے شرماتے ہوئے اپنا دودھیا ہاتھ اس کے ہاتھ میں تھمایا تھا اور بس حیدر کا صبر یہی پر جواب دے گیا تھا وہ غصے کی حالت میں وہاں سے اٹھا تھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا اس میز تک گیا تھا جہاں وہ دونوں بیٹھے ہوئے تھے۔

"بے حیا....!"اس لڑکی کو بازو سے دبوچ اس نے ایک جھٹکے سے اسے کھڑا کیا تھا اور اس کے منہ پر زبردست تمانچہ رسید کیا تھا۔زرنش کے قدم لڑکھڑائے تھے اور ایک لمحے کے لیے اس کی آنکھوں کے سامنے جیسے اندھیرا چھا گیا تھا۔

"بدکردار!کیا کچھ نہیں کیا میں نے تمہارے لیے....؟"اسے شانوں سے تھامتے حیدر آپے سے باہر ہوا تھا۔اتنے میں تقریبا ریسٹورنٹ میں موجود تمام لوگ وہاں اکھٹے ہوئے تھے اور حیدر کے دوست بھی وہاں آ گۓ تھے۔

"کون ہے یہ....؟"اس اڈھیر عمر شخص نے زرنش سے پوچھا تھا۔وہ عمر رسیدہ ہونے کے ساتھ ساتھ بہت امیر بھی تھا اس بات کا اندازہ اس کی ڈریسنگ سے بخوبی لگایا جا سکتا تھا۔

"مجھ سے پوچھو میں بتاتا ہوں۔"حیدر تو آج اپنا ضبط بالکل کھو بیٹھا تھا۔

"ایک نہایت ہی بیواقوف شخص ہوں میں،نہایت بیواقوف....!"بے بسی اور غصے کی وجہ سے اس کا پورا وجود کپکپا رہا تھا۔زرنش کا ہاتھ پکڑے اب وہ اسے وہاں سے گھسیٹتے ہوئے لے جا رہا تھا۔

گھر آتے اس نے زرنش کو صوفے پر لا کر پٹخا تھا۔

"یہ صلہ دیا ہے تم نے مجھے میری محبت کا....؟"وہ پھٹ پڑا تھا۔

"کیا کچھ نہیں کیا میں نے تمہارے لیے اور تم ایک وفا بھی نہیں کر سکی؟"

"تو کیا کرتی میں....؟انسان ہوں ہزار خواہشات ہیں میری،اگر میری یہ خواہشات تم پوری نہیں کر سکتے تو مجھے کہیں اور تو جانا ہی پڑے گا نا۔"اس کی اس قدر صاف گوئی پر حیدر کی رگیں ہی تن گئی تھیں۔

"میں تمہیں جان سے مار دوں گا۔" کہتے ساتھ ہی اس نے زرنش کا گلا دبایا تھا۔

"چھوڑ... چھوڑو مم.... مجھے....!" اس کی سانسیں اکھڑنے لگیں تھیں۔

"سانس نہیں آ رہی نا مجھے بھی نہیں آئی تھی جب میں نے تمہیں کسی غیر کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے دیکھا تھا۔" حیدر نے ایک جھٹکے سے اسے پرے دھکیلا تھا وہ زمین پر جا گری تھی۔ اب اپنے گلے پر ہاتھ رکھے وہ گہری گہری سانسیں لے رہی تھی۔

"آج کے بعد تم اس گھر سے باہر قدم نہیں نکالو گی۔" کہتے ساتھ ہی وہ تیزی سے پلٹا تھا۔

"میں جاؤں گی ایک بار نہیں ہزار بار جاؤں گی اور ایک نہیں ہزار مردوں کے ساتھ گھوموں گی۔" وہ چہرے پر زہریلی مسکراہٹ سجائے اٹھی

تھی۔

"میں تمہیں....!" غصے سے کہتا وہ ایک بار پھر آگے بڑھا تھا اور اس نے زرنش پر ہاتھ اٹھایا تھا مگر ہوا میں ہی زرنش نے اس کا ہاتھ روک لیا تھا۔

"اتنے ہی غیرت مند ہو نا تو چھوڑ کیوں نہیں دیتے مجھے،

طلاق کیوں نہیں دے دیتے مجھے....؟"وہ جان بوجھ کر اسے طیش دلا رہی تھی۔

"ارے تم تو ہو ہی نامرد،اگر مرد ہوتے نا تو کب کا مجھ جیسی عورت کو چھوڑ چکے ہوتے۔"شدید غصے کی وجہ سے حیدر کا تنفس بری طرح پھول چکا تھا اور اس کی آنکھیں بھی بالکل لال تھیں۔

"تم جیسی بدکردار عورت کو مجھے رکھنے کا کوئی شوق بھی نہیں ہے۔"ایک حقارت بھری نگاہ اس پر ڈالے حیدر نے تنفر سے سر جھٹکا تھا۔

"جاؤ طلاق دی میں نے تمہیں....!"زرنش کے لبوں پر مسکراہٹ در آئی تھی۔

"باقی کی دو طلاقیں اتنی آسانی سے نہیں دوں گا جس طرح تم نے میری زندگی جہنم بنائی ہے نا میں بھی اب تمہاری زندگی ایسے ہی جہنم بناؤں گا۔"اس کا منہ دبوچے وہ غرایا تھا۔اب ایک ہتک بھری نگاہ اس پر ڈالے وہ گھر

سے باہر گیا تھا اور اس نے دروازہ باہر سے لاک کر دیا تھا۔زرنش کا غصے سے برا حال تھا اسے لگا تھا کہ آج یہ معاملہ یہی ختم ہو جائے گا مگر حیدر نے اس کے سارے پلین کر پانی پھیر دیا تھا۔

وہ ابھی ابھی گھر لوٹا تھا اور آتے ہی صوفے پر ڈھے پر ڈھے گیا تھا۔

"زارون!گھر کو دیکھو اچھا لگ رہا ہے نا....؟"پانی کا گلاس اسے تھماتے داریاء نے آکسائیڈ ہوتے پوچھا تھا۔

"ہاں اچھا لگ رہا ہے۔"اس نے ایک ستائشی نگاہ گھر پر ڈالے کہا تھا۔داریاء تقریبا ہر تین یا چار ماہ بعد گھر کی سیٹنگ تبدیل کرتی رہتی تھی اور آج بھی اس نے بہت محنت سے سیٹنگ تبدیل کی تھی۔

"میں نے نا تمہاری وہ تصویر ہٹا دی۔"سامنے دیوار کی جانب دیکھے داریاء نے منہ بنائے کہا تھا۔

"یہ زیادہ اچھی لگ رہی ہے۔"اپنی شادی کی تصویر کو دیکھے وہ مسکرائی تھی۔

"ہاں بہت....!"وہ اس وقت بہت تھکا ہوا تھا مگر داریاء کی اکسائیٹمنٹ دیکھے وہ خاموشی سے اس کے ہر سوال کا جواب دے رہا تھا۔

"مجھے نا وردی میں تمہاری وہ تصویر بالکل اچھی نہیں لگتی۔"اب وہ منہ کے مختلف زاویے بنائے اس سے باتیں کر رہی تھی جبکہ زارون کی آنکھیں نیند کی وجہ سے بند ہو رہی تھیں۔وہ صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے آنکھیں موند گیا تھا اور دیکھتے ہی دیکھتے نیند اس پر غالب ہو چکی تھی۔دس منٹ مسلسل بولنے کے بعد داریاء کی نظر زارون

پر پڑی تھی،وہ بے اختیار مسکرا دی تھی۔

اس نے آہستگی سے زارون کے ماتھے پر بکھرے بال پیچھے کیے تھے اب اس نے اپنا نرم ملائم ہاتھ اس کی گال پر رکھا تھا،اس کی ہلکی بڑھی ہوئی شیو کی میٹھی چھبن اپنے ہاتھ پر محسوس کرتے اس کے لبوں پر مدھم سا تبسم لہرایا تھا،وہ سوتے ہوئے بہت معصوم لگتا تھا بالکل ایک بچے کی طرح۔۔اس کا فیس کٹ کچھ اس طرح سے تھا کہ جو بھی آنکھ ایک بار اسے دیکھ لیتی تو دوبارہ دیکھنے کی چاہ میں نظریں ضرور اٹھتی تھیں۔اس کا کسرتی جسم اور سکس پیکس اسے مزید دلکش بناتے تھے۔

ابھی وہ مکمل طور پر اپنے شوہر کے چہرے کے نقوش میں کھوئی ہوئی تھی کہ ایکدم سے زارون نے آنکھیں کھولیں تھیں۔

"میرے سونا کا نا جائز فائدہ اٹھا رہی ہو؟"اس نے مندھی مندھی سی آنکھوں سے داریاء کو گھورا تھا جس پر وہ فورا ہی گڑبڑا گئی تھی۔

"نن... نہیں تو میں تو....!"

"شرم نہیں آتی ایک ہینڈسم نوجوان پر بری نظر رکھتے ہوئے؟"آنکھیں کھولنے کی سعی کرتے زارون نے اب شرارت سے کہا تھا۔

"یہ ہینڈسم نوجوان میرا شوہر ہے میں بری نظر رکھ سکتی ہوں۔"اس کے دماغ میں جو آیا وہ بول گئی تھی۔

"یعنی تم تسلیم کرتی ہو کہ تمہاری مجھ پر بری نظر ہے؟"لب دبائے وہ بہت دلچسپی سے داریاء کے چہرے کے تاثرات سے محظوظ ہو رہا تھا۔

"ہا... نن.... نہیں....! جھمکے چور، رشوت خور....!"زارون پر مٹی ڈالے وہ غصے سے وہاں سے اٹھی تھی۔اس کو جاتے دیکھ اس نے زبردست قہقہ لگایا تھا۔

وہ کچن میں مصروف تھی جب زارون نے اچانک سے پیچھے سے اسے اپنے حصار میں قید کیا تھا۔

"ڈرا دیا تم نے مجھے...!"ڈر کے مارے اس کے دل کی ڈھڑکن تیز ہوئی تھی۔

"کیا بنا رہی ہو؟"اس کے کندھے پر ٹھوڑی ٹکائے زارون نے مسکرا کر پوچھا تھا۔

"ٹینڈے"زارون اچھا خاصا بدمزا ہوا تھا۔

"یہ ٹینڈوں والا مذاق میرے ساتھ نا کیا کرو۔"دو قدم دور ہوتے زارون نے منہ بسورے کہا تھا جس پر وہ کھکھلا اٹھی تھی۔

"چکن بنایا ہے۔"زارون کو ٹینڈوں سے سخت نفرت تھی اور شادی کے کچھ دنوں بعد دارياء نے ٹینڈے بنائے تھے اور اس دن زارون نے کھانا ہی نہیں کھایا تھا۔اس دن سے لے کر

آج تک اس گھر میں ٹینڈے نہیں پکے تھے مگر دارياء اسے دھمکی ضرور دیتی تھی۔

"ویسے جو بھی ملے نا انسان کو شکر ادا کر کے کھا لینا چاہئیے۔جب ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں نا تو وہ ہمیں پہلے سے بھی زیادہ اچھی چیز سے نوازتا ہے۔"زارون کی آنکھیں

فوراً چمکی تھیں۔

"کیا واقعی...؟"اس نے لب دبائے شرارت سے پوچھا تھا۔

"ہاں بالکل!"روٹی بیلتے داریاء نے مسکرا کر کہا تھا۔وہ کچھ لمحے سوچتا رہا تھا پھر اچانک ہی کسی خیال کے تحت اس نے اپنی مسکراہٹ چھپائے کہا تھا۔

"یا اللہ!تیرا شکر ہے کہ تو نے مجھے اتنی خوبصورت اور سگھڑ بیوی سے نوازا ہے۔"کہتے ساتھ ہی وہ فوراً وہاں سے رفو چکر ہوا تھا۔

وہ بیچاری دو منٹ تک اس کی بات کا مطلب سمجھنے کی کوشش کرتی رہی تھی،ٹھیک دو منٹ بعد بات سمجھتے اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہوا تھا۔

"زارون ن ن....!"وہ چلاتے ہوئے باہر لاؤنج میں گئی تھی جبکہ ہاتھ میں بیلنا تھا۔داریاء کے خطرناک تیور دیکھتے زارون کسی میزائل کی طرح اڑتا ہوا گھر سے باہر گیا تھا۔

"واپس تو یہی آؤ گے نا....!"غصے سے کہتی پیر پٹختی وہ کچن میں گئی تھی۔

"زارون صاحب یہ ٹھیک نہیں ہے۔"سیٹھ اصغر نے شکایتی لہجے میں کہا تھا۔

"میں ایسا ہی ہوں سیٹھ صاحب!"نیلی آنکھیں مسکرائی تھیں۔پولیس اسٹیشن میں اپنے آفس میں بیٹھا وہ پچھلے بیس منٹ سے ان سے بات کر رہا تھا۔

"اتنی سی عمر میں اپنے اتنے دشمن نا بنائیں زارون صاحب کہ بعد میں آپ کو پچھتانا پڑے۔"وہ ڈھکے چھپے الفاظ میں اسے دھمکی دے رہے تھے۔

"جو بھی ہے سیٹھ صاحب میں کوئی غلط کام نہیں کروں گا۔"سیٹھ اصغر کے ایک ٹرک نے شہر سے باہر جانا تھا جس سلسلے میں وہ زارون سے مدد مانگنے یہاں آئے تھے کیونکہ

ٹرک منشیات سے بھرا ہوا تھا تبھی وہ پولیس کی مدد چاہتے تھے۔

"میں آپ کو اس کام کے پندرہ لاکھ دوں گا۔"وہ پانچ سے دس اور اب دس سے سیدھا پندرہ لاکھ پر آئے تھے۔

"دیکھیے سیٹھ صاحب میں ایک نہایت ہی ایماندار پولیس آفیسر ہوں میں رشوت نہیں لیتا۔"وہ ابھی بھی اپنے موقف پر ڈٹا ہوا تھا۔

"میں نے تو سنا تھا کہ آپ لوگوں کا کام چٹکیوں میں کر دیتے ہیں۔"

"آپ نے غلط سنا ہے۔"اب وہ انہیں نظرانداز کیے فائلز الٹ پلٹ کر دیکھ رہا تھا۔

"آپ ہی بتا دیں کہ آپ میرے کام کے عوض کتنی رقم لیں گے؟"ان کی بات پر فائلز ٹیبل ہر پٹخے اس نے اپنی کرسی کی پشت سے ٹیک لگایا تھا۔

"میں رشوت نہیں لیتا سیٹھ صاحب...!"نہایت سنجیدہ تاثرات چہرے پر سجائے اس نے دانت پیستے ہوئے کہا تھا۔

"میں رشوت لینے کا تھوڑی کہہ رہا ہوں میں تو آپ کو تحفہ دینا چاہتا ہوں۔"زاروں نے ایک آبرو ریز کرتے بغور سامنے بیٹھے شخص کو دیکھا تھا۔

سفید شلوار قمیص کے اوپر سے واسکٹ پہنے،ہاتھوں میں بہت مہنگی انگوٹھیاں ڈالے اور سر پر بال جو تقریبا نا ہونے کے برابر تھے۔

"پچاس لاکھ سے کم کا تحفہ میں قبول نہیں کرتا۔"زاروں کے اس انداز پر وہ مسکرا دیے تھے۔

"یہ کچھ زیادہ نہیں ہے؟"

"مہنگائی بھی تو بہت زیادہ ہو گئی ہے سیٹھ صاحب...!"

ٹانگ پر ٹانگ جمائے اس نے طنزاً کہا تھا جبکہ اس کی نیلی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک تھی۔

"ہمم!ٹھیک ہے زارون صاحب مگر میرا کام ہو جانا چاہئیے۔"

چیک سائن کرتے انہوں نے جیسے یقین دہانی چاہی تھی۔

"میں کیش لیتا ہوں سیٹھ صاحب اور وہ بھی کام سے پہلے....!"

"ٹھیک ہے مگر میں امید کرتا ہوں کہ آپ مجھے دھوکہ نہیں دیں گے۔"

"اگر اعتبار نہیں ہے تو آئے ہی کیوں ہیں میرے پاس....؟"اس کے لہجے میں خفگی تھی۔

"ایسی بات نہیں ہے زارون صاحب،کیش تھوڑی دیر میں آپ تک پہنچ جائے گا۔"وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ زارون کے علاوہ یہ کام اور کوئی نہیں کر سکتا تھا۔

"ہمم۔۔۔!"کہتے ساتھ ہی وہ موبائل پر مصروف ہو گیا تھا۔

"داریاء!داریاء....!"ڈوبلیکیٹ چابی سے دروازہ کھولے وہ اندر داخل ہوا تھا اور اب مسلسل اسے آوازیں لگا رہا تھا۔

"کیا ہوا....؟"وہ بھاگتی ہوئی اس تک آئی تھی۔

"دروازہ بجاتے تمہارے ہاتھ دھکتے ہیں؟"وہ غصے سے گویا ہوئی تھی۔

"کچھ لایا ہوں تمہارے لیے....؟"اس نے مسکرا کر کہا تھا۔

"جلیبیاں...؟"اس نے اچھلتے ہوئے کہا تھا۔

"اُفف او...!"وہ بدمزہ ہوا تھا۔

"گجرے...؟"اس کے بگڑتے تاثرات دیکھ داریاء نے ایک اور تکا لگایا تھا۔

"جی نہیں....!"اس نے ہاتھ میں پکڑے چھوٹے سے بیگ میں سے ایک باکس نکالا تھا۔اب وہ اس باکس میں سے بریسلٹ نکالے داریاء کو پہنا رہا تھا۔

"یہ تو بہت مہنگا لگ رہا ہے زارون۔"وہ فکرمند ہوئی تھی۔

"کیا میں اپنی بیوی کو مہنگے تحفے نہیں دے سکتا؟"زارون نے شکوہ کیا تھا۔

"مگر یہ تو بہت مہنگا لگ رہا ہے تمہاری تنخواہ سے بھی زیادہ مہنگا...!"

"اب اتنا بھی مہنگا نہیں ہے اور ویسے بھی میرے پاس کب سے سیونگ پڑی ہوئی تھی تو میں نے سوچا کیوں نا تمہارے لیے کچھ لے لوں۔"محبت بھری نگاہ اس پر ڈالتے زارون نے اس کے گرد بازو پھیلائے اسے خود سے لگایا تھا۔

"یوں سیونگ خرچ نہیں کرنی چاہئیے برے وقت میں کام آتی ہے۔"

"دارِیاء پلیز....!"اس سے خفا ہوتے زارون اس سے دور ہوا تھا۔

"اچھا نا!ویسے بہت اچھا ہے یہ۔"اسے ناراض ہوتے دیکھ دارِیاء نے فورا ہار مانی تھی مگر زارون اب بھی منہ پھلائے کھڑا تھا۔

"کہہ تو رہی ہو نا کہ بہت اچھا ہے ویسے مجھے فخر ہے کہ تم میرے شوہر ہو۔"کچھ سوچتے دارِیاء نے مسکرا کر بریسلٹ پر ہاتھ پھیرتے کہا تھا۔

"ہاں میں جانتا ہوں مجھ جیسا شوہر جس کے پاس ہو وہ تو پھر فخر ہی محسوس کرے گی نا....!"اپنا موڈ خوشگوار کیے اس نے اپنے کالر جھاڑے تھے۔

"جی نہیں!مجھے اس بات پر فخر ہے کہ تم رشوت نہیں لیتے۔"زارون کی مسکراہٹ فورا سمٹی تھی۔

"اگر میں کبھی رشوت لوں تو....؟"داریاء نے فورا نظریں اٹھا کر زارون کی طرف دیکھا تھا۔وہ سنجیدہ تھا،بے حد سنجیدہ۔

"پھر چھوڑ دوں گی میں تمہیں...!"نروٹھے پن سے کہتے وہ پلٹی تھی۔

"سوچ سمجھ کر مجھے چھوڑنے کا فیصلہ کرنا کہیں کوئی آ کر نا لے جائے مجھے اور تم بس منہ ہی تکتی رہ جاؤ۔"اب وہ اسے چھیڑ رہا تھا۔

"تمہیں دوسری شادی کرنے کا بہت شوق ہے؟"ایڑیوں کے بل گھومے اس نے آنکھوں کی پتلیاں سکیڑے زارون کو گھورا تھا۔

"نہیں میں تو مذاق کر رہا تھا دو ہی بہت ہیں تیسری تو ہر گز نہیں کروں گا۔"زارون نے جھرجھری لیے ہاتھ کھڑے کیے تھے۔

"کیا مطلب تیسری....؟دوسری کون ہے؟"داریاء کا چہرہ دھواں دھواں ہوا تھا۔

"تم ہو...!"شانے اچکائے زارون نے نہایت سنجیدگی سے کہا تھا۔

"پہلی کون ہے....؟"غصے کی وجہ سے اس کی رگیں تن چکی تھیں۔

" تھی کوئی.... مگر یقین کرو آفت تھی آفت!بہت ذلیل کیا اس نے مجھے،آخرکار تھک ہار کر چھوڑ دیا میں نے اسے....!"داریاء کی اڑی ہوئی رنگت دیکھ زارون کا قہقہ چھوٹا تھا۔

"جھمکے چور....!"بھرائی آواز سے غصے سے کہتی وہ پلٹی تھی۔

"تم نے اپنی مرضی سے دیے تھے اور میں نے واپس بھی کر دیے تھے۔"زارون بھی اس کے پیچھے گیا تھا۔

کمرے میں بستر پر بیٹھی وہ آنسو بہا رہی تھی جب زارون نے اس کے قریب بیٹھتے اس کے گرد بازو پھیلائے اسے خود سے لگایا تھا اور داریاء نے بھی بغیر کسی مزاحمت کے اس کے کندھے پر سر ٹکا دیا تھا۔

"تم دوسری شادی تو نہیں کرو گے نا؟"اس نے تصدیق چاہی تھی۔

"نہیں کروں گا۔"زارون نے آہستگی سے کہا تھا۔

"پکا....!"اپنا سر اٹھائے اس نے ایک بار پھر تصدیق چاہی تھی۔

"پکا!"وہ مسکرایا تھا جس پر داریاء کو کچھ حد تک تسلی ہوئی تھی۔

"ویسے اگر میں ایسا کچھ کر بھی لیتا ہوں تو تم کیا کرو گی؟زیادہ سے زیادہ شور ہی مچاؤ گی نا اس کے بعد خاموش ہو جاؤ گی۔"اب وہ اس کے چہرے کے تاثرات جانچ رہا تھا۔

"میں مر جاؤں گی زارون...!"وہ ایک لمحے کے لیے بالکل ساکت ہو گیا تھا۔

"اور تمہیں بھی مار دوں گی۔"اس کے آہستگی سے کہے اگلے جملے پر زارون نے بے اختیار گہری سانس خارج کی تھی پھر وہ آہستگی سے مسکرا دیا تھا۔

"نا میری کانچ کی گڑیا!میں تمہیں یہ جرم کرنے نہیں دوں گا اس کے لیے بے شک مجھے دوسری شادی کرنے کے خیال سے دستبردار ہونا پڑے۔"زارون کے انداز پر وہ دل کھول کر ہنسی تھی۔

"ویسے میں سوچ رہی تھی کہ کتنے دن ہو گئے ہیں نا خالہ کے گھر گئے ہوئے،کل ایک چکر لگا لوں۔"

"ٹھیک ہے میں چھوڑ دوں گا۔"اس کی ٹھوڑی پر لب رکھے زاروں نے مسکرا کر کہا تھا جس پر داریاء کا چہرہ ایکدم ہی گلال ہوا تھا۔

"سن یہ ساتھ والی دکان سے گوشت تو لے آ۔۔"ذکیہ بیگم نے انارا سے کہا تھا۔

"کوئی گوشت نہیں پکے گا اپنی نند کو نا دال کھلانا۔"

"داریاء آ رہی ہے۔"انارا کے چہرے کے تاثرات مزید خراب ہوئے تھے۔

"پھر رہنے دو دال بھی مت پکانا...!"

"شرم کر!کچھ تو شرم....!مہمان اللہ کی رحمت ہوتے ہیں اور میری داریاء تو ہے ہی اللہ تعالیٰ کی گائے۔ماشاءاللہ سے اتنی سگھر ہے اور تجھ سے چھوٹی ہے مگر پھر بھی دیکھ کیسے گھر بسایا ہوا ہے۔"انارا نے ٹی۔وی چلائے والیم تیز کر دیا تھا۔

"ارے کمبخت! بند کر اسے،کان کے پردے پھاڑے گی کیا۔۔؟"

انارا نے والیم مزید تیز کیا تھا۔

"نجانے کون سا جرم کیا ہے میں نے جو تجھ جیسی اولاد ملی ہے۔"ان کی مسلسل دہائیوں سے تنگ آتے انارا نے ٹی۔وی بند کیا تھا۔

"جانتی ہو اماں تمہاری وہ بھانجی نا مجھے زہر لگتی ہے مگر جب تم اس کی اتنی تعریفیں کرتی ہو نا تو وہ مجھے اور زہر لگتی ہے۔"انارا کے کہنے پر ذکیہ بیگم نے ایک تھپڑ

اس کی کمر میں جڑا تھا۔

"جا!جا کر گوشت لے کر آ....!"

"اب تو ہر گز نہیں جاؤں گی اور کیا ضرورت ہے اتنا اہتمام کرنے کی....؟روز اپنے محل میں مرغ مسلم ہی کھاتی ہو گی،وہ ہے نا اس کا ہینڈسم،امیر،رشوت خور شوہر وہ روز

اسے من و سلوی ہی کھلاتا ہو گا۔"اس کے لہجے میں صرف طنز تھا۔

"چپ کر کمبخت کہیں کی،اتنا اچھا بچہ ہے رشوت نہیں لیتا ہو گا؟"انہیں زارون پر پورا یقین تھا۔

"میں مان ہی نہیں سکتی،فلیٹ دیکھا ہے ان کا اور گاڑی....!یہ بس حرام کا مال ہے۔"

"پولیس والوں کی تنخواہ زیادہ ہوتی ہے۔"ذکیہ بیگم نے جان چھڑوانے والے انداز میں کہا تھا۔

"اب اتنی بھی نہیں ہوتی اماں!ڈیفینس میں دو پلاٹ بھی ہیں ان کے اور گاؤں میں اپنے گھر میں بھی اچھی خاصی رقم بھیجتا ہے یہ سب حرام ہی ہے اماں...!"انارا کو یقین

تھا کہ زارون رشوت ضرور لیتا ہے۔

"تجھ سے بات کرنا بالکل فضول ہے،میں خود ہی لے آتی ہوں گوشت....!"اپنا سر پیٹتے اب وہ اپنی چادر لینے اندر گئی تھیں۔

"ہائے میری بیٹی کتنی دبلی ہو گئی ہے؟"ذکیہ بیگم نے داریاء کا ماتھا چومتے ہوئے نہایت محبت سے کہا تھا۔

"ہاں میں تو جیسے سوتیلی ہوں نا....!"انارا دل ہی دل میں کڑھ رہی تھی۔

"کچھ کھایا پیا کرو نا....!"داریاء کو مختلف لوازمات پروستے ذکیہ بیگم نے اس کی بلائیں لی تھیں۔

"اس کا ایک چوتھائی حصہ بھی مجھ سے محبت کر لیتی تو تمہارا کیا چلا جاتا اماں...؟"چپس کو دانتے سے کترتے اس نے منہ بگاڑے داریاء کو گھورا تھا۔

"خالہ!اب بس کر دیں میں مزید نہیں کھا سکتی میں تو بس آپ سے ملنے آئی تھی۔"داریاء نے مسکراتے ہوئے شکایت کی تھی۔

"نہیں نہیں کھاؤ میں تو کماتی ہی تمہارے لیے ہوں۔"آخرکار انارا نے اپنی زبان کھول ہی دی تھی جس پر ذکیہ بیگم نے اسے گھوری سے نوازا تھا۔

"نہیں انارا آپی!میرا پیٹ بھر گیا ہے۔"انارا کے مزاج اور زبان سے وہ اچھی طرح واقف تھی۔

"میں تمہاری آپی نہیں ہوں بس یہی کوئی چند مہینوں کا ہی فرق ہو گا ہماری عمر میں،اور برا مت منانا داریاء تم نا شادی کے بعد کافی پکی عمر کی لگتی ہو۔"اس کی عمر پر تبصرہ کرے اب وہ مسکرا کر وہاں سے اٹھی تھی جبکہ

انارا کی بات پر داریاء کا تو منہ ہی کھل گیا تھا۔وہ جب بھی کسی نئے شخص سے ملتی تھی اور اپنے شادی شدہ ہونے کا بتاتی تھی تو کوئی بھی اس کی بات کا یقین نہیں کرتا تھا مگر انارا صاحبہ سے تو کوئی اچھی امید رکھنا بالکل بے کار تھا۔

"میری بچی تو چھوڑ،اس کو اس کی تو عادت ہے۔"ذکیہ بیگم کے پیار سے کہنے پر وہ بدقت مسکرائی تھی۔

داریاء کی اڑی ہوئی رنگت دیکھ انارا کے دل کو سکون پہنچا تھا۔اب وہ باہر صحن میں ٹہل رہی تھی اور ساتھ ہی ساتھ گنگنا بھی رہی تھی۔ تبھی دروازے سے منال بھاگتی ہوئی اندر داخل ہوئی تھی اور اس کے پیچھے ایشال اندر

داخل ہوئی تھی۔

"آنی....!"وہ بھاگتے ہوئے انارا کے گلے لگی تھی۔

"میری جان...!"منال سے زیادہ اسے اس دنیا میں اور کوئی پیارا نا تھا۔

"تم سے ایک کام تھا۔"ایشال نے آہستگی سے انارا سے کہا تھا۔

"میرے ساتھ ہسپتال چلو....!"اپنی پیشانی پر ہاتھ پھیرے وہ اضطراب سے گویا ہوئی تھی۔

"خیریت....؟"انارا پریشان ہوئی تھی جبکہ منال بھاگتی ہوئی اندر گئی تھی۔

"ہاں سب بتاتی ہوں پہلے چلو تو سہی....!"ایشال کا بس چلتا تو وہ اسے ہاتھ سے کھینچ کر ہی لے جاتی۔

"داریاء آئی ہوئی ہے۔"منہ کے زاویے بگاڑے انارا نے کہا تھا۔

"داریاء...."وہ مسکراتی ہوئی اندر گئی تھی اور اس کی یہ مسکراہٹ انارا کا موڈ پھر خراب کر چکی تھی۔

ایشال اندر جا کر خوشدلی سے داریاء سے ملی تھی اور داریاء کو بھی اسے دیکھ بہت خوشی ہوئی تھی۔

"زی کہاں ہے...؟"منال نے دسویں بار پوچھا تھا۔

"وہ مصروف تھے مگر مجھے لینے ضرور آئیں گئے۔"

"آپ ہمیشہ ایسے ہی کرتی ہیں داریاء آنی!اکیلی آ جاتی ہیں اور زی کو ساتھ نہیں لاتیں۔"اس نے منہ بسورے کہا تھا جس پر داریاء کا قہقہ چھوٹا تھا۔

"منال....!"ایشال نے اسے آنکھیں دکھائی تھیں۔

"آپی اسے کچھ مت کہیں۔"داریاء نے فورا منال کی حمایت کی تھی جس پر وہ اپنی ماں سے بچنے کے لیے اس کے آنچل میں چھپ گئی تھی۔

"آپ اور جافر بھائی بہت خوش قسمت ہیں آپی جو آپ کو

اللہ پاک نے اتنی پیاری بیٹی سے نوازا ہے۔"منال کو خود میں بھیچتے داریاء نے بھرائی آواز میں کہا تھا۔ایشال نظریں جھکا گئی تھی اب وہ اسے کیا بتاتی کہ اس کے گھر میں اس خوش قسمتی کو بوجھ سمجھا جاتا ہے۔

داریاء کے جانے کے بعد منال کو ذکیہ بیگم کے پاس چھوڑے ایشال اور انارا ہسپتال کے لیے روانہ ہوئیں تھیں۔

"اب تو بتا دو ہسپتال کیوں جانا ہے؟تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟"رکشے میں بیٹھتے انارا نے فکرمندی سے پوچھا تھا۔

"یہ معلوم کرنے کے لیے کہ بیٹا ہے بیٹی...؟"اس کی پرگنینسی کو چند ماہ ہو چکے تھے اور اس سے پہلے کہ اس کے سسرال والے اسے ڈاکٹر کے پاس لے کر جاتے وہ خود ڈاکٹر کے پاس جانا چاہتی تھی۔

"اگر اس بار بھی بیٹی ہوئی پھر....؟"

"پھر میں طلاق کا ٹھپہ اپنے ماتھے پر لگوا لوں گی مگر اپنی اولاد قربان نہیں کروں گی۔"انارا نے چونک کر ایک جھٹکے سے ایشال کی جانب دیکھا تھا،اسے اپنے کانوں پر بالکل یقین نہیں آیا تھا۔

"میں کوئی خواب تو نہیں دیکھ رہی؟"انارا نے یقین دہانی چاہی تھی۔

"نہیں....!"اس نے یک لفظی جواب دیا۔

"اس معجزے کی وجہ....؟"وہ بالکل ہقا بکا رہ گئی تھی۔

"کل رات میں رو رو کر اللہ سے بیٹے کی دعا مانگ رہی تھی پھر میں نے قرآن پاک پڑھا اور سورہ الشوری کی ایک آیت پر میں رک

گئی۔"

القرآن – سورۃ نمبر 42 الشوری

آیت نمبر 49

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطَانِ الرَّجِیم

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

لِلّٰہِ مُلۡکُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ یَخۡلُقُ مَا یَشَآءُ ؕ

یَہَبُ لِمَنۡ یَّشَآءُ اِنَاثًا وَّ یَہَبُ لِمَنۡ یَّشَآءُ الذُّکُوۡرَ ﴿۴۹﴾

ترجمہ:

آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اللہ ہی کی ہے، وہ پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے، جسے چاہتا ہے بیٹیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے بیٹے عطا کرتا ہے۔

"میں نے اس بارے میں بہت سوچا پھر میں اس نتیجے پر پہنچی کہ بیٹا یا بیٹی دینا واقعی اللہ کے اختیار میں ہے ہم انسان بس دعا ہی کر سکتے ہیں۔جافر اور پھوپھو اگر اللہ کے فیصلے پر رضامند نہیں ہیں تو اس کا حساب وہ اللہ

کو خود دیں گے مگر اب میں اللہ کی نعمت کی ناشکری نہیں کرو گی اور نا ہی کوئی تعویز لوں گی اور اب میں بیٹے کی دعا بھی نہیں کروں گی اب مجھے بیٹا نہیں چاہیے۔"ایشال نے سپاٹ لہجے میں کہا تھا جبکہ انارا کا

چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔وہ اپنی بہن کی اس ہمت پر بہت خوش تھی۔

ٹیسٹ کے بعد وہ دونوں رپورٹس کے انتظار میں کب سے وہاں بیٹھیں تھیں جب انہیں رپورٹ تھمائی گئی تھی۔انارا نے ڈھرکتے دل سے رپورٹ تھامی تھی اور ایشال کے دل کی کیفیت بھی انارا جیسی ہی تھی۔

"انارا مجھے اللہ کا فیصلہ قبول ہے۔"انارا ٹرانس کی کیفیت میں رپورٹس ہاتھ میں پکڑے کھڑی تھی اس کی فق رنگت دیکھے ایشال نے خود کو مضبوط کیے کہا تھا،شاید وہ خود کو آنے والے حالات کے لیے تیار کر رہی تھی۔

"اللہ کا فیصلہ خود دیکھ لو۔"سپاٹ لہجے میں کہتے اس نے رپورٹ ایشال کی جانب بڑھائی تھی۔

رپورٹ دیکھے اس نے بےیقینی سے انارا کی طرف دیکھا تھا جس پر انارا نے اس کے قریب بیٹھے اس کے ہاتھ پر دباؤ ڈالا تھا۔

"تم ایک بیٹے کی ماں بننے والی ہو ایشال!بہت بہت مبارک ہو۔"انارا نے روتے ہوئے ایشال کو گلے لگایا تھا۔

"مم...میرا بیٹا....!"ایشال کو گہرا صدمہ پہنچا تھا اب وہ انارا کے گلے لگے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔

وہ صبح صبح آفس کے لیے تیار ہو رہا تھا جب گھنٹی بجی تھی۔وہ ساری رات باہر صوفے پر سویا تھا جبکہ زرنش ایمن

کے کمرے میں......

"آپ لو...."دروازہ کھولے پولیس کو سامنے دیکھے اسے شدید حیرت ہوئی تھی۔

"مسٹر حیدر آپ ہیں؟"

"جی مگر آپ لوگ یہاں پر....؟"پولیس کو سامنے دیکھ اسے شدید حیرت ہوئی تھی۔

"آپ کو ہمارے ساتھ پولیس سٹیشن چلنا ہو گا۔"

"کک....کیوں میں نے کیا کیا ہے؟"وہ بہت زیادہ گھبرا گیا تھا۔

"اپنی بیوی پر تشدد کرنے کے جرم میں ہم آپ کو گرفتار کرتے ہیں۔"حیدر کے پیروں تلے تو معنوں زمین ہی نکل گئی تھی۔

"اچھا ہوا انسپیکٹر صاحب جو آپ آ گئے۔دیکھے اس ظالم انسان نے میرے ساتھ کیا کیا ہے۔"زرنش نے روتے ہوئے کہا تھا جبکہ حیدر کو اس کی حالت دیکھ اچھا خاصا دھچکا ہوا تھا۔

بکھرے ہوئے بال،ماتھے پر اور کلائیوں پر نیل کے نشان،اور منہ سے بہتا خون.....

"یہ تمہیں کیا ہوا ہے؟"وہ فکرمندی سے اس کی طرف بڑھا تھا۔

"دور رہو مجھ سے ظالم انسان!"ہاتھوں میں منہ چھپائے وہ زاروقطار رو رہی تھی۔

"آپ فکر مت کریں بی بی!قانون آپ کے ساتھ ہے۔"کہتے ساتھ ہی انہوں نے ایک کانسٹیبل سے اسے گرفتار کرنے کو کہا تھا۔

"یہ سب جھوٹ ہے۔میں نے کچھ نہیں کیا۔"اس کی چیخ و پکار کے باوجود بھی وہ لوگ اسے ہتھکڑی پہنائے گھسیٹتے ہوئے لے جا رہے تھے۔

"زرنش!زرنش....."وہ مسلسل چیخ رہا تھا جبکہ اس کے جانے کے بعد اپنے بال پیچھے کیے وہ ہنسی تھی اور پھر ہنستی ہی چلی گئی تھی۔

"تم نے مجھے برباد کر دیا۔"جیل میں بیٹھا وہ مسلسل سسک رہا تھا۔آج اسے جیل میں دو دن ہو چکے تھے،زرنش نے اس پر نجانے کون کون سے الزامات لگائے تھے۔

اس کا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا تبھی ہیل کی ٹک ٹک کی آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی۔

"کیسے ہو مائی ڈیئر ہسبنڈ....؟"نک سک سا تیار ہوئے ہاتھ باندھے زرنش نے پوچھا تھا۔

"میں تمہارا خون کر دوں گا۔"وہ ایک جھٹکے سے اٹھا تھا اور اس کی طرف لپکا تھا۔

"نہیں نہیں میرے پیارے شوہر ایسا کچھ سوچنا بھی مت....!"اگر وہ اس وقت جیل میں نا ہوتا تو زرنش کا گلا ہی دبا دیتا۔

"تم سے محبت کر کے میں نے اپنی زندگی کی سب سے بڑی غلطی کی ہے۔"وہ بےبسی سے دھاڑا تھا۔

"اگر تم چاہو تو میں تمہیں یہاں سے نکال سکتی ہو لیکن اس کے لیے میری ایک شرط ہے۔"بالوں میں انگلیاں پھیرتے اس نے ہونٹوں پر زہریلی مسکراہٹ سجائے کہا تھا۔

"مجھے طلاق دے دو اور اپنی آزادی حاصل کر لو۔"اس کی بات پر وہ طنزاً ہنسا تھا۔

"میں تمہیں طلاق نہیں دوں گا،وہ فلیٹ میں نے بہت مشکل سے اپنے خون پسینے کی کمائی سے بنایا ہے وہ میں تمہیں ہر گز نہیں دوں گا۔"اگر حیدر اسے طلاق دے دیتا تو وہ فلیٹ زرنش کے پاس چلا جاتا۔

"مجھے تمہارا وہ فلیٹ چاہیے بھی نہیں،مجھے بس طلاق چاہیے۔"آجکل جن امیرزادوں کے ساتھ اس کی دوستی تھی اسے واقعی اب وہ فلیٹ نہیں چاہیے تھا۔

"تو خلا لے لو۔۔۔"خلا کی صورت میں وہ فلیٹ حیدر کی دسترس میں ہونا تھا۔

"ضرور لیتی مگر اس سارے پروسیس میں بہت وقت لگتا ہے اور میرے پاس اتنا فالتو وقت نہیں ہے۔"زرنش نے لاپروائی سے ہاتھ جھلاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے پہلے مجھے یہاں سے باہر نکالو اس کے بعد میں تمہیں طلاق دے دوں گا۔"حیدر واقعی اب اس رشتے سے تنگ آچکا تھا۔

"میں کیسے مان لوں کہ تم سچ کہہ رہے ہو؟"

"میں اب مزید تم جیسی بدکردار عورت کے ساتھ اپنی زندگی نہیں گزار سکتا اس لیے بے فکر رہو میں یہاں سے باہر نکلتے ہی تمہیں آزاد کر دوں گا۔"

"ٹھیک ہے لیکن یاد رکھنا اگر تم نے میرے ساتھ کوئی چالاکی کرنے کی کوشش کی تو میں تمہیں کہیں کا نہیں چھوڑوں گی۔"اس کی دھمکی پر وہ طنزیہ ہنسا تھا۔

"لیکن میری ایک شرط ہے۔"

"کیسی شرط....؟"وہ جھنجھلائی تھی۔

"ایمن میرے ساتھ رہے گی اور تمہارا اس سے کوئی تعلق نہیں ہو گا۔"

"مجھے منظور ہے۔"وہ جس قسم کا لائف سٹائل جینا چاہتی تھی اس میں ایمن کہیں بھی ایڈجسٹ نہیں ہوتی تھی۔دولت کے نشے نے اسے بالکل اندھا کر دیا تھا۔

"کیا ہو...؟"رات کے وقت وہ خالی الذہن بستر پر بیٹھی ہوئی تھی جب زارون نے اس کے پاس بیٹھتے پوچھا تھا۔

"کچھ نہیں....!"داریاء نے مسکرانے کی کوشش کی تھی۔

"تم جب سے آئی ہو کافی ڈسٹرب لگ رہی ہو خیریت تو ہے نا....؟"زارون نے اس کے ہاتھ پر دباؤ ڈالے پوچھا تھا۔

"منال کتنی پیاری ہے نا....؟"داریاء کی آواز بھرا گئی تھی جس پر زارون نے گہرا سانس خارج کیا تھا۔

"اسی وجہ سے میں تمہیں وہاں جانے نہیں دیتا۔"اسے خود سے لگائے زارون نے اس کے سر پر بوسہ دیا تھا۔

"کتنے خوش قسمت ہیں جافر بھائی اور ایشال آپی،اور ایک ہم ہیں۔۔"اس کے گلے میں آنسوؤں کا پھندا اٹکا تھا۔

"داریاء۔۔!"زارون نے سختی سے اسے اپنے اندر بھینچا تھا اور اس کا مضبوط سہارا پاتے وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔

"مجھے ناشکری پر لیکچر دیتی ہو اور خود مایوسی والی باتیں کر رہی ہو۔ہماری شادی کو ابھی عرصہ ہی کتنا ہوا ہے جو تم اس قدر مایوس ہو گئی ہو؟جب اللہ پاک چاہے گا تو ہمیں بھی یہ نعمت مل جائے گی۔"اس نے داریاء کو تسلی دی تھی۔

"اور اگر ہمیں یہ نعمت نا ملی تو...؟"سر اٹھا کر اس نے زارون کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔

"تو پھر ہم اسے اللہ کا فیصلہ سمجھ کر شکر ادا کریں گے۔"زارون کے لبوں پر دھیمی سی مسکان داریاء کے دل میں ایک سکون برپا کر گئی تھی۔

ابھی وہ کچھ اور کہنے ہی لگا تھا کہ اس کا فون بجا تھا۔داریاء کو سونے کی ہدایت دیتے وہ باہر لاؤنج میں آیا تھا۔

"جی سیٹھ صاحب کیسے یاد فرمایا....؟"زارون نے نہایت ادب سے پوچھا تھا۔

"آپ نے کہا تھا کہ میرا کام ہو جائے گا مگر ایسا کچھ بھی نہیں ہوا۔"وہ شدید غصے میں تھے جس پر زارون کے لبوں پر بےساختہ ہی مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں سیٹھ صاحب جہاں پر آپ کا ٹرک پکڑا گیا ہے وہ جگہ میرے علاقے سے بہت دور ہے۔"بہت مشکل سے اس نے لب دبائے کہا تھا۔

"میں نے آپ کو پورے پچاس لاکھ دیے تھے زارون صاحب۔۔۔!"وہ بے حد مشتعل تھے۔

"سیٹھ صاحب!بات سمجھنے کی کوشش کریں میں بےبس ہوں آپ کا ٹرک میرے علاقے سے بحفاظت گزرا ہے مگر آگے کی زمانت میں نے نہیں دی تھی۔"تھوڑی دیر بات چیت کے

بعد زارون نے فون واپس رکھا تھا۔

"اے۔ایس۔پی زارون سکندر کو دھمکی اور رشوت دے کر تم نے اپنی زندگی کی سب سے بڑی غلطی کی ہے سیٹھ اصغر!"فون کی تاریک سکرین کو گھورے وہ استہزایہ

ہنسا تھا۔

"اوئے چھوٹو بات سن!"ایک مکینک کی دکان پر اپنی گاڑی روکے زارون نے ایک بچے کو آواز دی تھی۔

"جی صاحب....!"وہ ڈورتا ہوا اس تک آیا تھا۔

"ایک چھوٹا سا کام ہے۔"زارون نے کچھ کرنسی نوٹ اس کی جانب بڑھائے کہا تھا۔

"اس پر جو لکھا ہے وہ سامنے والے پی۔سی۔او پر جا کر اس نمبر پر بولنا ہے۔"اس نے ایک چٹ اس بچے کو تھمائی تھی۔

"یہ تو منشیات کے بارے میں....!"

"شش....!"زارون نے منہ پر انگلی رکھے اسے خاموش رہنے کے لیے کہا تھا۔

"ملک کی خدمت کرنا ہم سب کا فرض ہے۔"اس کی پیٹ تھپتھپائے زارون نے اسے آگے چلنے کے لیے کہا تھا۔وہ اکثر یہاں سے اپنی گاڑی کے ٹائر میں ہوا بھرواتا تھا اور اس

بچے کی بھی اچھی خاصی مدد کر دیتا تھا۔اس نے اسد کے ذریعے دوسرے تھانے میں منشیات کی سمگلنگ کی اطلاع پہنچائی تھی اور وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ اس تھانے

کے اے۔ایس۔پی کے ساتھ سیٹھ اصغر کے تعلقات ٹھیک نہیں ہیں اور اسی چیز کا اس نے فائدہ اٹھایا تھا۔

"ہینڈسم ہونے کے ساتھ ساتھ کتنا عقلمند بھی ہوں

نا میں۔۔۔!تم واقعی بہت خوش نصیب ہو داریاء!"اپنی کارستانی یاد کرتے زارون نے خود کو سراہا تھا۔

وہ اپنے کمرے میں غصے سے ادھر ادھر ٹہل رہی تھی جب ذکیہ بیگم کمرے میں داخل ہوئی تھیں۔

"جلدی سے ڈوپٹہ اوڑھ اور باہر چل....!"

"میں کوئی نہیں آ رہی...."اسے جب سے پتا چلا تھا کہ اس کے رشتے کے لیے کچھ لوگ آئے ہوئے ہیں تب سے اس کا دماغ اچھا خاصا شاٹ تھا۔

"دیکھ انارا چپ چاپ میرے ساتھ چل ورنہ میں مٹی کا تیل چھڑک کر خود کو آگ لگا لوں گی۔"ذکیہ بیگم نے جذباتی ہوتے کہا تھا۔

"گھر پر مٹی کا تیل نہیں ہے،تو ایک کام کر اماں!پنکھے سے لٹک جا بلکہ نہیں بلاوجہ پنکھے کا نقصان ہو جائے گا تو نا زہر کھا لے۔"ذکیہ بیگم نے آگے بڑھ کر ایک زوردار تھپڑ اس کی کمر میں جڑا تھا۔

"تیری جیسی اولاد سے مجھے کوئی اچھی امید ہے بھی نہیں....!"

"تم دیکھنا اماں ایک دن میں وہ کروں گی کہ تم بالکل دنگ رہ جاؤ گی بلکہ تم کیا ساری دنیا ہی دنگ رہ جائے گی اور پھر تم آٹوگراف کے لیے میرے پیچھے بھاگو گی اور میں

تمہیں منہ بھی نہیں لگاؤں گی۔"اپنی کمر سہلاتے اس نے اپنے دل کی بھڑاس نکالی تھی۔

"اس دن کی اسی دن دیکھیں گے فلحال ڈوپٹہ اوڑھ کے چل میرے ساتھ....!"منہ میں بڑبڑاتے ہوئے اس نے ڈوپٹہ اوڑھا تھا۔

بیٹھک میں آتے ہی ہادی کو دیکھے اسے حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا پھر اگلے ہی لمحے وہ حیرت غصے میں تبدیل ہوئی تھی،ہادی نے انارا کے تاثرات جانچتے بے اختیار تھوک

نگلا تھا۔

ذکیہ بیگم کے کہنے پر انارا نے بدقت ہونٹوں پر مسکراہٹ سجائے ہادی کے گھر والوں کو چائے سرو کی تھی اب وہ دانت کچلاتے چائے کا کپ تھامے ہادی کی جانب بڑھ رہی تھی۔اور ہادی کو لگا جیسے آج اس کی شہادت پکی ہے۔

"چائے۔۔۔!" آنکھیں ٹپٹپائے انارا نے ہادی کو چائے کا کپ پیش کیا تھا جبکہ اس کی اس قدر مہمان نوازی ہادی کو بالکل ہضم نا ہوئی تھی۔اس نے کپکپاتے ہاتھوں سے چائے کا

کپ تھامنے کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا تھا اور انارا صاحبہ نے وہ چائے کا کپ اس پر الٹ دیا تھا اور وہ بیچارا کراہتے ہوئے اٹھا تھا۔

"اوہ اللہ!آپ ٹھیک تو ہیں نا۔۔؟"اس کے قریب ہوتے انارا اس کی شرٹ اپنے ہاتھوں سے صاف کرنے لگی جبکہ وہ صاف کم اور مار زیادہ رہی تھی۔

“I am really sorry!”

انارا نے روتے ہوئے کہا تھا۔

"کک....کوئی بات نہیں....!"الفاظ بہت مشکل سے ادا ہوئے تھے،انارا کی اس حرکت پر ذکیہ بیگم سمیت سب پریشان ہو گئے تھے اور انہوں نے ہادی سے اس کی خیریت بھی

پوچھی تھی جس پر اس نے مسکرا کر کہا تھا کہ چائے زیادہ گرم نہیں تھی لیکن چائے کتنی گرم تھی یہ تو بس وہی جانتا تھا۔

"میں آپ کو واشروم لے چلتی ہوں۔"معصومیت سے انارا نے شرما کر نظریں جھکائے کہا تھا۔

"جج...جی...!"سب کی موجودگی میں وہ انکار نہیں کر سکتا تھا حالانکہ اس کا دل چیخ چیخ کر گواہی دے رہا تھا کہ وہ اس کی بوٹی بوٹی کر کے پرندوں کو کھلائے گی۔

کمرے میں پہنچتے ہی انارا نے دروازہ بند کیے ہادی کو گریبان سے پکڑے دیوار سے لگایا تھا۔

"کیا ہے یہ سب...؟"اس کی آنکھیں غضب ڈھا رہیں تھیں اور ہادی کی تو سانس ہی سوکھ گئی تھی۔

"وہ۔۔وہ میں۔۔۔آپ کو پسند کرتا ہوں اور شش...شادی...!"

اس کا جملہ مکمل ہونے سے پہلے ہی انارا نے اپنی جوتی اتارے ہادی کی پٹائی شروع کی تھی۔

"بے غیرت انسان...!"

"انارا جی پلیز!آپ کو مجھے جتنا مارنا ہے بعد میں مار لیجیئے گا ابھی میرے گھر والوں کے سامنے میری عزت رکھ لیں۔"ہادی کی منت پر اس کے ہاتھ رکے تھے اور اس نے جوتی واپس زمین پر پٹخی تھی۔

"میں تمہیں ایک شریف انسان سمجھتی تھی اور تم...!"ایک زوردار پنچ اس کے پیٹ میں مارتے انارا نے سرخ انکھوں سے کہا تھا جس پر اس بیچارے کو شدت سے افسوس ہوا تھا کہ آخر کیوں اس نے شاہد کے مشورے پر عمل کیا تھا اسے پہلے انارا کو اعتماد میں لینا چاہیے تھا۔

وہ پچھلے کچھ عرصے سے زری سے مل رہی تھی۔کبھی زری داریاء کے گھر آتی تھی تو کبھی داریاء زری کے گھر،دونوں

کے درمیان بہت گہری دوستی ہو چکی تھی۔

"تم تیار کیوں نہیں رہتی....؟"زری نے اس کا جائزہ لیتے کہا تھا۔

"گھر کے اتنے کام ہوتے ہیں اس سب کا وقت ہی کہا ہوتا ہے مگر میں کبھی کبھی زارون کے لیے تیار ہو کر اسے سرپرائز کرتی رہتی ہوں۔"زارون کا نام لیتے داریاء کے گال لال ہوئے تھے اور زری نے بہت تفصیل سے اس کے چہرے کے تاثرات کا جائزہ لیا تھا۔

"بس یہیں پر تم بیویاں غلط کرتی ہو،شوہر کے لیے تیار ہونا اسے سر پر چھڑانے کے مترادف ہے اگر تیار ہی ہونا ہے تو اپنے لیے ہو اور ایسا تیار ہو کہ دنیا والے آپ کو رشک کی نگاہ سے دیکھے۔"اس کے لہجے میں غرور تھا جس پر داریاء کی مسکراہٹ سمٹی تھی۔اسے زری کی یہ بات بالکل پسند نا آئی تھی۔

"ایسی بات نہیں ہے زارون بہت اچھا ہے اور میرا دل کرتا ہے کہ میں اس کے لیے تیار ہوں۔"زارون کے نام پر وہ ایک بار پھر بلش کر گئی تھی۔

"کوئی بھی اتنا اچھا نہیں ہوتا داریاء یہ صرف آنکھوں پر بندھی محبت کی پٹی ہوتی ہے اور یقین جانو جس دن یہ پٹی اترتی ہے نا محبوب کا وہ روپ سامنے آتا ہے جس سے آپ کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے زری پھر ملیں گے ابھی مجھے کچھ کام ہے۔"زری نے آج سے پہلے اس سے کبھی اس قسم کی کوئی بات نہیں کی تھی مگر آج زری کی یہ بات داریاء کو سخت ناگوار

گزری تھی۔وہ زری کو ایڈمائر ضرور کرتی تھی مگر زارون اس کا سب کچھ تھا اور اس کے خلاف کچھ نہیں سن سکتی تھی۔

"داریاء...!"دروازے پر پہنچتے زری نے اسے پکارا تھا جس پر وہ پلٹی تھی۔

"تم بہت بھولی ہو داریاء!"اس کے لبوں پر عجیب سی مسکان داریاء کی پریشانی میں مزید اضافہ کر گئی تھی۔وہ ہمیشہ ہی داریاء سے یہی جملہ کہتی تھی مگر داریاء ہمیشہ ہنس دیتی تھی مگر آج وہ کچھ عجیب محسوس

کر رہی تھی۔

"میں نے جب آپ کو پہلی بار دیکھا تھا تب ہی مجھے آپ سے محبت ہو گئی تھی۔"رشتہ لے جانے کے اگلے دن شام کے وقت وہ دونوں پارک میں مل رہے تھے۔

"محبت یا نیت کی خرابی...؟"انداز ایسا تھا جیسے اسے کچا چبا جائے گی۔

"انارا جی یقین کریں میں آپ سے بہت محبت کرتا ہوں لیکن آپ کی دہشت ہی اتنی ہے کہ میں اقرار نہیں کر سکا۔"

ہادی کی بات پر انارا اپنا ہاتھ جوتے تک لے گئی تھی۔

"نہیں آپ تو بہت معصوم اور بھولی بھالی سی ہیں آپ سے تھوڑا ڈرتا ہوں میں....!"اس نے جلدبازی میں بول دیا تھا جس پر انارا نے جوتا اتار کر باقاعدہ ہاتھ میں پکڑا تھا۔

"تو آپ کو مجھ سے ڈر نہیں لگتا ہادی جی۔۔۔؟"اس نے مسکرا کر پوچھا تھا۔

"لگتا ہے بہت لگتا ہے۔"وہ اسے ایک بار پھر بیان بدلنے پر مجبور کر گئی تھی۔

"ہمم...!"اسے گھوری سے نوازتے انارا نے جوتا واپس پاؤں میں پہنا تھا جس پر ہادی کی اٹکی ہوئی سانس بحال ہوئی تھی۔

"میں یہ شادی نہیں کر سکتی۔"اس کے دوٹوک انکار پر ہادی کا دل ٹوٹ کر کرچی کرچی ہوا تھا۔

"صرف عمر کی وجہ سے انکار..."

"وجہ کچھ اور ہے۔"اس کا جملہ مکمل ہونے سے پہلے ہی وہ بول اٹھی تھی۔

"کیا....؟"وہ بے ساختہ پوچھ بیٹھا تھا۔

"تمہیں بتانا ضروری نہیں ہے۔"کہتے ساتھ ہی وہ اٹھی تھی۔

"کیا میں اچھا نہیں دکھتا؟"ہادی بھی اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"نہیں....!"وہ آگے بڑھی تھی۔

"تھوڑا سا بھی نہیں....؟"اس کی ایک اور آواز۔پر وہ پلٹی تھی۔

"نہیں!"کہتے ساتھ ہی وہ واپس گھومی تھی۔اسے جاتا دیکھ ہادی نے گہرا سانس خارج کیا تھا۔

"وجہ کچھ اور ہے انارا جی جو آپ مجھے بتا نہیں رہیں۔"

اتنا تو وہ اسے جان ہی چکا تھا کہ وہ کب جھوٹ بولتی ہے اور کب نہیں....

رات کے گیارہ بجے زارون نے آہستگی سے دروازے کا ناب گھمائے دروازہ کھولا تھا اب وہ دبے پاؤں اندر داخل ہوا تھا،لائٹ آف دیکھ اس نے سکھ کا سانس لیا تھا۔اس کا مطلب داریاء سو رہی تھی ورنہ آج اس کی شامت پکی تھی۔

پرسکون ہوتے اس نے لائٹ آن کی تھی اور سامنے داریاء کو دیکھ ایک لمحے کے لیے وہ واقعی ڈر گیا تھا۔

"کچھ زیادہ جلدی نہیں آ گئے تم....؟"ان دونوں نے آج ڈنر ساتھ کرنا تھا اور زارون نے وعدہ کیا تھا کہ وہ آج جلدی آئے گا مگر کسی کام کی وجہ سے وہ آ نہیں سکا تھا۔

"یار کیا کرو مجبوری تھی اور ویسے بھی میں تو علامہ اقبال کے فرمان پر عمل کر رہا ہوں وہ کام،کام اور صرف کام"داریاء نے اسے آپ کہہ کر مخاطب نہیں کیا تھا

اس بات کی زارون کو بے حد خوشی ہوئی تھی۔

"یہ فرمان قائداعظم کا ہے۔"دانت پیستے داریاء نے تصحیح کی تھی۔

"اوہ سوری!میں بھول گیا تھا لیکن علامہ اقبال کا بھی اس سے ملتا جلتا ہی کوئی فرمان تھا۔"صوفے پر ڈھتے زارون نے لاپروائی سے کہا تھا۔

"علامہ اقبال شاعر تھے۔"داریاء نے اسے بتانا۔ضروری سمجھا۔

"ہاں ہاں مجھے پتا ہے ان کے ایک مشہور شعر پر ہی تو عمل کر رہا ہوں میں....!"وہ اپنے موقف سے پیچھے ہٹنے والا نہیں تھا۔

"کون سا شعر...؟"داریاء بھی آج پیچھے ہٹنے کا ارادہ نہیں رکھتی تھی۔

"تو عرض کیا ہے..."زارون نے اپنا گلا کھنکھارا تھا۔

"ارشاد....!"اس نے زارون کے بنا کہے ہی کہہ ڈالا تھا۔

"منزل سے آگے بڑھ کر منزل تلاش کر....!

"واہ واہ تو بولو...!"زارون نے اسے گھورا تھا۔

"واہ واہ....!"وہ پچھلے تین سال سے اس کی بے تکی شاعری سے تنگ آ چکی تھی۔

"منزل سے آگے بڑھ کر منزل تلاش کر

مل جائے تجھ کو چور تو قاتل تلاش کر"زارون نے اپنے کالر جھاڑے خود کو داد دی تھی۔

"مل جائے تجھ کو دریا تو سمندر تلاش کر" سر پیٹتے داریاء نے ایک بار پھر اس کے جملے کی تصحیح کی تھی۔

"جو بھی ہے تم جذبات دیکھو نا...!" وہ الٹا اس پر بگڑا تھا۔

"پچھلے تین سال سے وہی تو دیکھ رہی ہوں۔" بڑبڑاتے ہوئے وہ کچن میں گئی تھی۔

"کھانا مت لگانا بس ایک کپ کافی بنا دو۔" اس نے وہی بیٹھے بیٹھے آواز لگائی تھی۔

"جب کھانا کھا کر آئے ہو تو کافی بھی اپنے چوروں اور قاتلوں کے ساتھ پی آتے۔" تڑ سے جواب آیا تھا۔

"ضرور پی کر آتا مگر کیا کروں مجھے اپنی گڑیا کے ہاتھ کی کافی بہت پسند ہے۔" اسے پیچھے سے اپنے حصار میں قید کرتے زارون نے اس کے کان میں سرگوشی کی تھی۔

"تم کوئی جن ہو کیا....؟" اس طرح اچانک اس کے آ جانے پر وہ گھبرا گئی تھی۔

"نہیں تمہارا ہینڈسم شوہر....!" اس نے خمارآلود لہجے میں ایک بار پھر سرگوشی کی تھی۔

"مجھے کافی بنانی ہے۔"

"تو بتاؤ...!"

"تم مجھے چھوڑو گے تو بتاؤ گی نا....!"زارون مسکرا کر آہستگی سے اس سے دور ہوا تھا۔

"میں ہیلپ کر دوں؟"چند لمحوں بعد زارون نے بہت اپنائیت سے پوچھا تھا۔

"ہاں پلیز جا کر چینج کر لو،اتنی مدد کافی ہے۔"داریاء کے طنزیہ انداز پر زارون کا منہ بگڑا تھا۔

"کبھی تو تھوڑا سا رومینٹک بھی ہو جایا کرو۔"یہ شکوہ تھا۔

"جاؤ جا کر شاور لو اور چینج کرو،میں تمہیں اس وردی میں دیکھ دیکھ کر تھک چکی ہوں۔"کافی چڑتے داریاء نے منہ بنائے کہا تھا۔

"اُفف داریاء تمہیں اندازہ بھی ہے کہ تم کتنی خوش قسمت ہو جو دن رات مجھے اس وردی میں دیکھتی ہو،لڑکیاں مرتی ہیں میرا یہ روپ دیکھنے کے لیے۔"وہ پھر سے شروع ہو چکا تھا۔

"لڑکیاں کیا لڑکے بھی تمہیں دیکھ کر مر جانا ہی چاہتے ہوں گے کیونکہ ایک پولیس والے کو رشوت دینے سے بہتر تو مر جانا ہی ہے۔"کافی کا کپ اس کی جانب بڑھائے داریاء نے

شرارت سے کہا تھا۔

"میں ایک ہینڈسم اور ایماندار پولیس آفیسر ہوں۔"زارون نے ماتھے پر بل ڈالے کہا تھا۔

"تم بالکل ہینڈسم نہیں ہو زارون،یہ سب اس وردی کا چارم ہے اس کے بغیر تم بالکل زیرو ہو۔"داریاء کی آنکھوں میں صرف شرارت تھی۔

"بس بہت ہو گیا اب میں اپنی مزید توہین برداشت نہیں کر سکتا،اب بات مت کرنا مجھ سے اور میرا کوئی کام کرنے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔"غصے سے منہ پھلائے وہ اندر کمرے

کی جانب بڑھا تھا۔

"کافی تو پی لو۔"داریاء نے ہنستے ہوئے پیچھے سے آواز لگائی تھی۔

"خود پی لو۔"ٹھاہ سے کمرے کا دروازہ بند کرتے اس نے نروٹھے پن سے جواب دیا تھا۔

"اُفف....!"داریاء نے ہنستے ہوئے سر جھٹکا تھا۔

"کہاں جا رہے ہو؟"وہ سونے کے لیے بستر پر لیٹی تھی جب زاروں اپنا تکیہ اٹھائے باہر کی جانب بڑھ رہا تھا۔

"دوسرے کمرے میں..."اس کی طرف دیکھے بنا زاروں نے اسے اطلاع دی تھی۔

"کیوں...؟"وہ فورا اٹھ کر بیٹھی تھی۔

"کیونکہ میں تم سے شدید ناراض ہوں۔"اس نے منہ بسورے کہا تھا۔

"اور جب تک تم اپنی غلطی مان کر مجھ سے معذرت نہیں کرو گی میں دوسرے کمرے میں ہی رہوں گا۔

"شب بخیر!"مسکرا کر کہتی وہ واپس لیٹ گئی تھی۔اس کی بند آنکھیں دیکھ زاروں کلستے ہوئے باہر کی جانب بڑھا تھا اور جاتے ہوئے اس نے زور سے دروازہ بند کیا تھا جس پر آنکھیں بند کیے وہ کھلکھلا اٹھی تھی۔

ہونٹوں پر لپسٹک لگائے اس نے آئینے میں اپنا معائنہ کیا تھا۔لیوینڈر رنگ کا سوٹ پہنے،گلے میں لاکٹ ڈالے بالوں کو کیچر میں مقید کیے وہ بے حد حسین لگ رہی تھی۔آج وہ بہت عرصے بعد تیار ہوئی تھی۔

"چلیں...؟"جافر نے کمرے میں داخل ہوتے پوچھا تھا۔

"جی...!"ایشال نے مسکرا کر اپنی چادر اٹھائی تھی۔

"اچھی لگ رہی ہو۔"ایک سرسری نگاہ اس پر ڈالے وہ مسکرایا تھا۔

"شکریہ!"اس کی اس تعریف پر نئے سرے سے خون اس کے جسم میں سرایت کرنے لگا تھا۔شوہر کا ایک ستائشی جملہ بیوی کو سر تا پیر سرشار کر دیتا ہے۔

"منال کو بھی ساتھ لے لو۔"کہتے ساتھ ہی وہ باہر کی جانب بڑھا تھا۔نم آنکھوں سے ایشال نے اللہ کا شکر ادا کیا تھا،آج سے پہلے وہ منال کو اپنے ساتھ باہر لے کر نہیں گیا تھا

لیکن جب سے بیٹے کی خبر ملی تھی جافر کا رویہ بہت بہتر ہو چکا تھا اور اب بھی وہ ایشال کو باہر ڈنر پر لے کر جا رہا تھا۔

خوشی اور غم دونوں زندگی کا حصہ ہیں دونوں میں سے کوئی بھی چیز دائمی نہیں رہتی،ایک نا ایک دن غم کے بادل جھٹ ہی جاتے ہیں اور خوشیاں بھی کبھی کبھار روٹھ جاتی ہیں مگر انسان کو ہر حال میں ہی اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

وہ ابھی ابھی جیل سے باہر آیا تھا کہ اس کا فون بجا تھا۔

ملازمہ کا فون دیکھے حیدر نے فورا فون اٹھایا تھا۔

"کی....؟ٹھیک ہے میں آ رہا ہوں۔"ملازمہ یہ نہیں جانتی تھی کہ وہ پچھلے دو دن سے جیل میں تھا اسے یہ بتایا گیا تھا

کہ وہ کسی کام سے باہر گیا ہوا ہے۔

"کیا ہوا....؟"زرنش کو تشویش ہوئی تھی۔

"فون کیوں بند ہے تمہارا....؟"وہ شدید غصے میں گویا ہوا تھا۔

"ہوا کیا ہے؟"وہ بھی بھڑکی تھی۔

"ایمن کی طبیعت بہت خراب ہے وہ ہسپتال میں ہے۔"دونوں ہی فکرمند ہوئے تھے۔وہ اضطراب کی حالت میں ہسپتال کے

کوریڈور میں ادھر سے ادھر چکر لگا رہا تھا،زرنش بھی شدید پریشانی کی حالت میں ایک سائیڈ پر کھڑی ہوئی تھی۔ایمن کی حالت بہت خراب تھی اسے آپریشن تھیٹر

لے جایا گیا تھا۔ڈاکٹر کے آتے ہی وہ دونوں بھاگتے ہوئے ان تک گۓ تھے۔

"میری بیٹی کیسی ہے؟"وہ بالکل دیوانہ لگ رہا تھا۔

"ہم نے بہت کوشش کی مسٹر ہادی مگر ہم انہیں نہیں بچا سکے۔"دونوں کے سر پر ہی قیامت ٹوٹی تھی۔

"وہ صرف دو سال کی بچی تھی اور انہیں ایکسپائر دوائی پلائی گئی ہے جس وجہ سے ان کی ڈیتھ ہو گئی ہے۔"وہ بالکل بھی کچھ سوچنے سمجھنے کی حالت میں نا تھا اسے

صرف اتنا پتا تھا کہ اس کی بیٹی اب اس دنیا میں نہیں ہے جبکہ ڈاکٹر کی بات پر زرنش نے اپنی پیشانی مسلی تھی،ایمن کے رونے کی وجہ سے اس نے صبح ہی اسے نیند

کا سیرپ پلایا تھا کہ وہ اسے تنگ نا کرے اور اس نے ایک کی جگہ تین چمچ پلائے تھے،دوائی کی ایکسپائری ڈیٹ دیکھنے کی اس نے زحمت نا کی تھی۔

تدفین کے بعد وہ شکست خور حالت میں گھر لوٹا تھا،سارا گھر لوگوں سے بھرا ہوا تھا،خاندان والے اور بلڈنگ میں

رہنے والی تقریبا تمام خواتین وہاں موجود تھیں۔زرنش کا رو رو کر برا حال تھا ایک تو بیٹی کے جانے کا دکھ اور دوسرا اپنی لاپرواہی کی وجہ سے وہ شدید پچھتاووں میں گھری

ہوئی تھی۔

حیدر کو دیکھ وہ اپنا تمام تر ضبط کھوئے اس کے سینے سے لگی ہچکیوں سمیت رو دی تھی۔وہ پتھر کا مجسمہ بنے خاموش آنسو بہا رہا تھا۔اس کی آنکھیں بے حد ویران اور سرد تھیں پھر اچانک ان آنکھوں میں لہو اتر آیا تھا اور اس نے زرنش کو خود سے دور دھکیلا تھا،وہ فرش پر جا گری تھی۔

"برباد کر دیا تم نے مجھے،برباد کر دیا۔"اس کی ڈھار پر سب لوگ ہی اس کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔

"سچ کہتے ہیں اس دنیا میں عورت سے زیادہ خطرناک

ہتھیار اور کوئی نہیں ہے۔"وہ بے بسی سے چیخا تھا۔

"تم نے میری بیٹی کو مار دیا میری چھوٹی سی معصوم سی گڑیا....!"وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دیا تھا،اس کے گلے میں جیسے آنسوؤں کا پھندا اٹکا تھا۔

"میں نے ایمن کو...."

"خبردار خبردار!جو تم نے اپنی غلیظ زبان سے میری بیٹی کا نام بھی لیا تو۔"ملازمہ اس کو بتا چکی تھی کہ زرنش نے ہی ایمن کو دوائی پلائی تھی۔

"تمہیں پتا ہے زرنش میں تم پر پولیس کیس کر سکتا ہوں۔"اس کی بات پر وہ بری طرح سہمی تھی۔

"لیکن میں ایسا نہیں کروں گا کیونکہ یہ سزا تمہارے لیے بہت کم ہے۔"اس کے قریب بیٹھے حیدر نے اس کا منہ دبوچا تھا۔وہاں موجود سب لوگ ہی ان کا تماشہ دیکھ رہے تھے مگر حیدر کو آج کسی بھی چیز کی کوئی پرواہ نہیں تھا۔

"سنو سب سنو...!"اس نے کھڑے ہوتے بلند آواز میں کہا تھا۔

"آج میں آپ سب کو گواہ بنا کر اپنے پورے ہوش و ہواس میں اپنی بیوی زرنش کو طلاق دیتا ہوں،طلاق دیتا ہوں۔"زرنش نے سختی سے آنکھیں میچیں تھیں۔

"آزادی مبارک ہو۔"وہ ہنسا تھا اور پھر ہنستا ہی چلا گیا تھا۔

"یہ لو...!"اپنے کرتے کی جیب سے چابی نکالے اس نے زرنش کے آگے پھینکی تھی۔

"اس فلیٹ کی چابی،میں سمجھوں گا کہ میں نے اپنی بیٹی کا صدقہ دے دیا ہے۔"وہ اس وقت شدید صدمے کی حالت میں تھی،اسے ہر گز توقع نا تھی کہ اپنی بیٹی کی وفات والے دن ہی حیدر اسے چھوڑ دے گا اور وہ بھی اس طرح سے...

"تم نے جو میرے ساتھ کیا ہے نا زرنش!شاید اب میں کبھی کسی عورت پر یقین نا کر سکوں۔میں جانتا ہوں کہ سب عورتیں ایک جیسی نہیں ہوتیں اور تم جیسی عورتیں

تو بہت کم ہوتی ہیں لیکن یہ بھی سچ ہے کہ جب کوئی مرد تم جیسی عورت سے ڈستا ہے نا پھر اس کا عورت ذات سے اعتبار اٹھ جاتا ہے اور میرے ساتھ بھی یہی ہوا ہے۔مجھے اب ہر عورت میں تمہارا ہی عکس دکھے گا۔"

اس دنیا میں اچھے اور برے لوگ ہر جگہ ہی پائے جاتے ہیں۔مائیں اپنی اولاد کے لیے سب کچھ قربان کر دیتی ہیں مگر کچھ عورتیں محض اپنے کمفرٹ کے لیے اپنی ہی اولاد

قربان کر دیتی ہیں۔کچھ لوگ خالص سونے کے بدلے پیتل کا سودا کر بیٹھتے ہیں۔اور انہیں اپنے خسارے کا احساس تک نہیں ہوتا۔زرنش نے بھی محض اپنی خواہشات اور دولت کے عوض اپنا ہنستا بستا گھر اجاڑ دیا تھا۔

"سر!اختر صاحب نے آپ کے لیے تحفہ بجھوایا ہے۔"زارون نے نظر اٹھا کر سامنے دیکھا تھا اور اگلے ہی لمحے اس کے لب مسکرائے تھے۔

"اس تحفے کو اس کی اصل جگہ پہنچا دو۔"کہتے ساتھ ہی اپنی کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے وہ موبائل پر مصروف ہو چکا تھا۔

"سر!ایک بات پوچھوں آپ سے؟"وہ دھیمے لہجے میں منمنایا تھا۔

"پوچھو...؟"ایک نظر کنسٹیبل افضل پر ڈالے وہ واپس فون پر مصروف ہو چکا تھا۔

"سر!آپ یہ سب کبھی غریبوں میں تقسیم کر دیتے ہیں، کبھی کسی ادارے کو دے دیتے ہیں اور کبھی کہیں... آپ یہ سب تحائف لیتے ہی کیوں ہیں؟"زارون کے تاثرات جانچتے اس نے ایک ایک لفظ بہت تحمل اور ادب سے ادا

کیا گیا تھا۔

"سیدھا سیدھا کہو نا کہ میں رشوت کیوں لیتا ہوں؟"زارون کی اس صاف گوئی پر وہ نظریں جھکا گیا تھا۔

"جب کوئی ایماندار انسان اس سسٹم میں آتا ہے نا تو اس کے پاس دو راستے ہوتے ہیں،یا تو وہ اس سسٹم میں رہتے ہوئے اپنی ایمانداری قربان کر دے اور اگر وہ یہ سب نا کرے تو پھر اس سسٹم کے کرتا دھرتا اسے مجبور کر دیتے ہیں کہ وہ خود ہی پیچھے ہٹ جائے۔"وہ سانس لینے کے لیے رکا تھا

جبکہ افضل چور نگاہوں سے اسی کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"پھر آتے ہیں میرے جیسے لوگ جو ایک الگ راستہ ہی چنتے ہیں اور اسی سسٹم میں رہتے ہوئے انگلی ٹیڑھی کر کے گھی نکالنے کا فن جانتے ہیں۔بڑے بڑے .بیغیرت رئیسوں اور

سیاستدانوں کے کام کرنا ہماری مجبوری بن جاتی ہے ورنہ یہ لوگ اٹھا کر ایسی جگہ ٹرانسفر کرتے ہیں کہ بندہ کہیں کا نہیں رہتا۔"وہ گہری سانس خارج کرتے دوبارہ موبائل پر

مصروف ہوا تھا۔

"لیکن سر آپ نے تو آج تک کبھی کسی کا کام نہیں کیا۔"وہ روانی میں بول گیا تھا۔

"یہی تو میری خوبی ہے کہ میں آج تک کیا کرتا رہا ہوں اس کی کسی کو خبر تک نہیں۔ہے۔"موبائل پر نظریں جمائے اس نے لاپروائی سے کہا تھا جس پر افضل اثبات میں سر

ہلائے سلیوٹ کرتے باہر گیا تھا۔

ابھی اسے وہاں بیٹھے تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ اسے اپنے دوست کے آنے کی اطلاع ملی تھی۔

"کیسے ہو اے۔ایس۔پی صاحب؟"سرمد نے آتے ہی اپنا ہاتھ سر پر لے جاتے اسے سلیوٹ پیش کیا تھا جس پر زارون سر

کو خم دیے مسکرایا تھا۔دونوں کے درمیان رسمی سی علیک سلیک کا تبادلہ ہوا تھا۔

"کیسی گزر رہی ہے شادی شدہ زندگی؟"سرمد نے طنزاً پوچھا تھا۔

"الحمداللہ! بالکل ٹھیک۔"

"ہاں بھائی تو تو پولیس والا ہے اچھا خاصا روب میں رکھا ہو گا بھابھی کو۔"زارون نے مسکرا کر سر جھٹکا تھا۔

"ویسے ایک مشورہ چاہیے تھا امی کہہ رہی ہیں شادی کر لو،مگر وہ زید ہے نا جس کی سال پہلے شادی ہوئی تھی اس کی بیوی نے تو اس کی زندگی جہنم بنا کر رکھ دی ہے ہر وقت شاپنگ،گھومنا پھرنا اور تو اور ٹھیک سے کھانا بنانا بھی نہیں آتا اسے،اس لیے تجھ سے کچھ ٹپس مانگنے آیا ہوں کہ شادی کے بعد بیوی کو کیسے قابو میں رکھتے ہیں۔"زارون نے تاسف سے اس کی طرف دیکھے لب

بھینچے اپنے غصے پر قابو پانے کی بھرپور کوشش کی تھی مگر اس سب کے باوجود بھی اسے سرمد پر شدید غصہ آیا تھا آخر وہ کیسے تھانے آکر اس قسم کے غیر منطقی سوال

پوچھ سکتا ہے؟

"تمہیں کیسے پتا کہ زید کی بیگم کو کھانا

بنانا نہیں آتا؟"چہرہ بالکل سپاٹ تھا۔

"اس نے خود ہی بتایا تھا اور پرسوں کی ہی بات ہے اس نے جلی ہوئی روٹیاں بنائیں تھیں اور گوشت بھی سارا کچا تھا۔"سرمد کی بات پر زارون نے مٹھیاں دبائے بہت مشکل

سے خود پر قابو پایا تھا۔

"قرآن پاک میں واضح لکھا ہے کہ مرد اور عورت ایک دوسرے کا لباس ہوتے ہیں اور جو شوہر اپنی بیوی کو اس طرح سب کے سامنے بے لباس کرے میری نظر میں وہ مرد

ہی نہیں ہے۔"زارون کے دو ٹوک کہے گئے جملے پر سرمد کا منہ کھل گیا تھا۔

"خامیاں سب میں ہوتی ہیں مگر یوں اسطرح دوسروں کے سامنے اپنی ذاتی زندگی کھول کر رکھ دینا بالکل غلط ہے،میاں بیوی دونوں کو ایک دوسرے کی خامیوں کا تذکرہ کسی دوسرے سے نہیں کرنا چاہیے تب تک جب تک معاملہ سنگین نا ہو،یہ جو لوگ باہر دوستوں میں بیٹھ کر اور رشتہ داروں میں بیٹھ کر بہت فخر سے اپنی بیویوں کے عیب گنوا رہے ہوتے ہیں نا دراصل یہ دوسروں کو موقع دے

رہے ہوتے ہیں کہ وہ ان پر انگلی اٹھائیں اور جہاں تک بات ہے میرا اپنی بیوی کو روب میں رکھنے کی تو یقین جانو میں ایسا کچھ نہیں کرتا،میں چاہتا تو ایسا کر سکتا تھا مگر میری نظر میں جو مرد اپنی بیویوں کو ڈرا دھمکا

کر رکھتے ہیں ان پر ہاتھ اٹھاتے ہیں وہ دراصل مرد ہی نہیں ہوتے۔میں ایک خوشحال زندگی اس لیے بھی گزار رہا ہوں کیونکہ ہم دونوں ہی ایک دوسرے کو سمجھتے ہیں اور ایک

دوسرے کی غلطیوں کو نظرانداز کرتے ہیں۔"وہ اتنی لمبی تمہید باندھتا نہیں تھا مگر آج اس نے سرمد کو بتانا ضروری سمجھا تھا۔

"پہلے لوگ کہتے تھے کہ میاں بیوی گاڑی کے دو پہیوں کی طرح ہیں پھر لوگوں نے اپنا موقف بدل لیا اب کہتے ہیں کہ میاں بیوی بائیک کے دو پہیوں کی طرح ہیں ایک آگے اور ایک پیچھے مگر میں اس دلیل کو نہیں مانتا میرے نزدیک ایسا کچھ نہیں ہے کیونکہ بائیک کا ایک پہیہ ہمیشہ پیچھے اور ایک ہمیشہ آگے ہوتا ہے۔ایسا کبھی نہیں ہوتا کہ پیچھے

والا پہیہ آگے اور آگے والا پیچھے چلا جائے مگر میاں بیوی کے رشتے میں کبھی ایک کو پیچھے تو کبھی دوسرے کو پیچھے رہنا پڑتا ہے تب ہی ایک خوشحال زندگی گزاری جا سکتی ہے۔"زارون کہہ کر خاموش ہوا تھا اور اب اس

نے پاس پڑی ایک فائل اٹھا لی تھی یعنی اس کی بات مکمل ہو چکی تھی جبکہ سرمد نے اپنی پیشانی مسلے سر جھٹکا تھا۔اسے احساس ہو چکا تھا کہ وہ اس مشورے کے لیے غلط

انسان کے پاس آیا ہے۔

گھر کا دروازہ کھلا دیکھ اسے حیرت ہوئی تھی۔اندر داخل ہوتے ایک خوشگوار خوشبو اس کی نتھنوں سے ٹکرائی تھی۔زارون مسکراتا ہوا آگے بڑھا تھا اور اس نے بہت آرام سے سامنے ٹیبل پر پڑا گلاب کا بوکے اٹھایا تھا۔تبھی ہیل کی ٹک ٹک کی آواز نے اسے اپنی طرف متوجہ کیا تھا۔داریاء بہت آہستگی سے قدم اٹھاتی اس تک آ رہی تھی۔کارمین

سرخ رنگ کا سوٹ پہنے،بالوں کو کھلا چھوڑے،ڈیپ ریڈ لپسٹک لگائے وہ بے حد حسین لگ رہی تھی،زارون تو بس اسے دیکھتا ہی رہ گیا۔وہ ایسے ہی اسے سرپرائز کرتی رہتی تھی اور

زارون ہمیشہ ہی اس کے سرپرائز سے دنگ رہ جاتا تھا۔زارون کو ہوش تب آیا جب وہ بالکل اس کے پاس سے گزر کر آگے چلی گئی تھی۔

"کہاں کی تیاری ہے؟"اس نے چہرے پر سختی سجائے پوچھا تھا کیونکہ وہ ابھی تک اس سے ناراض تھا۔

"کہیں کی نہیں!"انداز بے حد لاپرواہ تھا۔

"تو پھر تیار کس لیے ہوئی ہو؟"وہ اس سے بات نہیں کرنا چاہتا تھا مگر وہ اپنی تیاری سے اسے بات کرنے پر مجبور کر گئی تھی۔

"دل چاہ رہا تھا اس لیے۔"داریاء نے ریموٹ کا بٹن دبائے جواب دیا تھا اب وہ صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے مزے سے بیٹھی کوئی سیریل دیکھ رہی تھی۔

"اور یہ پھول؟"اس کا یہ انداز زارون کی سمجھ سے باہر تھا۔اصولا تو داریاء کو اسے منانا چاہیے تھا مگر آج تو اس کے رنگ ڈھنگ ہی کچھ الگ تھے۔

"یہ تو زری لے کر آئی ہے میرے لیے۔"نظریں سکرین پر جمائے اس نے سرسری سے انداز میں جواب دیا تھا۔

"کافی بنا دو۔" نہایت سرد لہجے میں وہ کہتا آگے بڑھا تھا۔

"خود بنا لو۔" داریاء کے جواب پر اسے ایک لمحے کے لیے سکتہ ہوا تھا۔

"کیا کہا تم نے۔۔۔؟" اس کی طرف مڑے زارون نے سختی سے پوچھا تھا۔

"تم ہی نے تو مجھے کہا تھا کہ آج کے بعد میں تمہارا کوئی کام نا کرو۔" اس کی طرف دیکھے داریاء نے اسے یاد دلایا تھا۔

"اب میں ہی کہہ رہا ہوں کہ بنا دو۔" اس نے دانت پیستے ہوئے کہا تھا۔

"نہیں شوہر کا حکم سر آنکھوں پر ہوتا ہے تم نے کہا تھا کہ میں تمہارا کوئی کام نا کرو تو اب میں تمہارا کوئی کام نہیں کروں گی۔"

"اب میں ہی کہہ رہا ہوں کہ میرا کام کر دو۔" اسے اس وقت کافی کی شدید طلب ہو رہی تھی مگر داریاء صاحبہ کے ڈرامے ہی نہیں ختم ہو رہے تھے۔

"نہیں شوہر کا پہلا حکم سر آنکھوں پر ہوتا ہے۔"

"اور دوسرا حکم...؟"زارون نے آگے بڑھ کر ایل۔ای۔ڈی کا سوئچ نکالا تھا۔

"دوسرا حکم جوتی کی نوک پر۔"اپنے تحمل بھرے انداز سے وہ اسے مزید تپا رہی تھی۔

"ٹھیک ہے خود بنا لوں گا اور تم سے زیادہ اچھی بناؤں گا۔"غصے سے کہتا وہ کمرے میں گیا تھا۔اس کے جانے کے بعد داریاء نے جاندار قہقہہ لگایا تھا۔وہ جان بوجھ کر اسے تنگ کر رہی تھی اور وہ یہ بھی اچھی طرح جانتی تھی کہ

اسے یوں سجا سنورا دیکھ وہ زیادہ دیر تک اس سے ناراض نہیں رہ سکتا تھا۔

وہ لائٹ آف کیے چینج کیے بغیر ہی بستر پر لیٹی تھی،نگاہیں بند دروازے پر ہی جمی تھیں۔کچھ دیر بعد دروازے کا ناب گھومنے کی آواز آئی تھی۔داریاء نے فورا آنکھیں بند کیں تھیں جبکہ ہونٹوں پر بےساختہ ہی مسکراہٹ در آئی تھی۔

وہ قدم قدم چلتا بستر تک آیا تھا۔کچھ دیر سوچنے کے بعد وہ بستر کی دوسری طرف چت لیٹ گیا تھا۔

"اگر تم چاہو تو میں تمہیں معاف کر سکتا ہوں مگر شرط یہ ہے کہ تمہیں اپنے کہے الفاظ واپس لینے ہوں گے۔"چھت کو گھورتے زارون نے سپاٹ لہجے میں کہا تھا جس پر داریاء

مسکراتی ہوئی اس کے قریب ہوئی تھی پھر اس کے سینے پر سر رکھے وہ آنکھیں موند گئی تھی۔

"تو تم اپنے الفاظ واپس لیتی ہو؟"زارون نے اس کے گرد بازو پھیلائے ناراضگی سے کہا تھا۔

"ہاں میں واپس لیتی ہوں۔"دارياء کھکھلا اٹھی تھی۔

"شاباش!"اسکے سر پر بوسہ دیے زارون بھی ہنس دیا تھا۔

"اچھی لگ رہی ہو۔"دارياء نے نظر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا تھا۔لیمپ کی مدھم روشنی میں بھی وہ اس کی نظروں کی تپش اپنے چہرے پر محسوس کرتی اس کے چوڑے سینے میں سر چھپا گئی تھی۔

وہ دارياء کو لینے ذکیہ بیگم کے گھر گیا تھا۔فون پر میسیج کرتے وہ آگے کی جانب بڑھ رہا تھا تب ہی سامنے سے آتی انارا سے اس کا زبردست تصادم ہوا تھا۔

"تم ٹھیک ہو؟"زارون نے فکرمندی سے پوچھا تھا۔

"آپ کو دیکھنے سے پہلے تو بالکل ٹھیک تھی مگر اب تو میرا سارا دن ہی خراب گزرے گا۔"اس نے کھا جانے والی نظروں سے زارون کی جانب دیکھے کہا تھا۔

"میرا دن کون سا اچھا گزرے گا۔"وہ دل ہی دل میں کڑھا تھا۔

"پولیس والوں سے اس طرح گفتگو بہت مہنگی پڑ سکتی ہے،میرے خیال سے پولیس والوں سے دوستی فائدے مند ثابت ہوتی ہے۔کیا پتا کب مدد کی ضرورت پڑ جائے؟"انارا کا کیا گیا طنز اسے اندر تک جھلسا گیا تھا اب بدلہ لینا اس

پر فرض ہو گیا تھا۔

"مگر میں نے تو سنا ہے کہ پولیس والوں کی نا دوستی اچھی اور نا دشمنی،اور جہاں تک بات ہے مدد کی تو انارا ملک کے اتنے برے دن نہیں آئے کہ وہ مدد کے لیے زارون سکندر کا در کھٹکھٹائے۔"اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے انارا نے ایک طنزیہ مسکراہٹ اس کی جانب اچھالی تھی۔

"وقت وقت کی بات ہے۔"اس نے بھی انارا کے ہی انداز میں جواب دیا تھا۔

"اے۔ایس۔پی صاحب اگر کبھی مجھ پر تمام در بند بھی ہو گئے اور واحد آپشن آپ ہی ہوئے نا تب بھی میں آپ کو مدد کے لیے نہیں پکاروں گی۔"زارون نے مٹھیاں بھینچے نہایت تحمل سے سب سنا تھا۔وہ صرف اس لیے بھی اس کا لحاظ کرتا تھا کیونکہ وہ ایک عورت تھی ورنہ وہ اسے اچھا سبق سکھاتا۔

"زارون چلیں...؟"اس تک آتے داریاء نے مسکرا کر پوچھا تھا۔

"ہمم!"بامشکل ہونٹوں کو مسکراہٹ میں ڈھالے وہ داریاء کے ساتھ باہر کی جانب بڑھا تھا اور انارا اندر کی طرف...

"ڈائین کہیں کی...!"بڑبڑاتا ہوا وہ گاڑی میں بیٹھا تھا۔

"دیو کہیں کا...!"کمرے میں آتے انارا نے غصے سے اپنی چادر بستر پر پٹخی تھی۔دونوں ہی ایک دوسرے کو شدید نا پسند کرتے تھے،انارا کو پولیس والے ایک آنکھ نا بھاتے تھے اور زارون سے تو اسے خاص چڑ تھی اور زارون کو انارا کا رویہ اور اس کی بدزبانی ایک آنکھ نا بھاتی تھی۔

"تم آج کے بعد یہاں نہیں آؤ گی۔"انارا پر تو اس کا بس نہیں چلا تھا اب وہ اپنا سارا غصہ داریاء پر اتار رہا تھا۔

"کیوں کیا ہوا؟"اس کے بگڑے تاثرات دیکھ وہ پریشان ہوئی تھی۔

"تمہاری وہ کزن شدید زہر لگتی ہے مجھے،بات کرنے تک کی تمیز نہیں ہے اسے۔"

"وہ ایسی ہی ہے تم اگنور کیا کرو اسے۔"

"تم دوبارہ وہاں نہیں جاؤ گی۔"زارون نے اسے اپنا حتمی فیصلہ سنایا تھا۔

"ٹھیک ہے بس کل جانے دو،میں نے خالہ سے وعدہ کیا ہے اور ان کی طبیعت بھی کچھ ٹھیک نہیں ہے۔بہت یاد کرتی ہیں وہ مجھے۔"زارون نے سرد نگاہوں سے اسے گھورا تھا جس پر وہ سر جھکا گئی تھی۔

"منع کر دوں گی میں خالہ کو۔"نگاہیں جھکائے اس نے بھرائی آواز میں کہا تھا۔

"چلی جانا مگر میں تمہیں باہر سے ہی چھوڑنے آؤں گا اور باہر سے ہی پک کروں گا۔" گاڑی ڈرائیو کرتے زارون نے بےدلی سے اسے اجازت دی تھی۔وہ اسے یوں اداس نہیں دیکھ سکتا تھا لیکن وہ یہ عہد کر چکا تھا کہ اب وہ اس گھر کا

رخ کبھی نہیں کرے گا،نا تو وہ کبھی اندر جائے گا اور نا ہی اس کا سامنا اس سرپھری لڑکی سے ہو گا۔

"ٹھیک ہے۔" وہ نم آنکھوں سے مسکرائی تھی۔

وہ دونوں ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے ڈنر کر رہے تھے کہ اچانک ہی زارون کو شرارت سوجھی تھی۔

"ویسے کبھی کبھی میں سوچتا ہوں کہ تم کتنی خوش قسمت ہو نا کہ تمہیں میں مل گیا۔" زارون کی خودساختہ تعریف پر دارایاء نے آنکھیں گھمائی تھیں۔

"زارون تم نا شکر ادا کیا کرو کہ تمہیں میں مل گئی ہو ورنہ ساری زندگی کنوارے ہی رہتے۔" دارایاء نے بھی اینٹ کا جواب پتھر سے دیا تھا۔

"لڑکیاں مرتی ہیں مجھ پر...!"زارون نے اسے بتانا ضروری سمجھا تھا۔

"تو ان ہی میں سے کسی ایک سے شادی کر لیتے میری زندگی کیوں برباد کی؟"

"اسلام میں چار شادیاں جائز ہیں۔"اس نے تسلی سے داریاء کے بدلتے تاثرات کا جائزہ لیا تھا،پہلے وہ شاکڈ ہوئی تھی پھر وہ ایک لمحے کے ڈری تھی اوراب اس کے چہرے پر محض غصہ تھا۔

"میرے جیتے جیتے جی تو یہ ناممکن ہے۔"آنکھوں کی پتلیاں سکیڑے اس نے زارون کو گھورا تھا۔

"اور تمہارے مرنے کے بعد...؟"اس کی آنکھوں میں صرف شرارت تھی جبکہ داریا غصے سے اٹھ کر کچن میں گئی تھی اور اب وہ چیزیں ادھر ادھر پٹخ رہی تھی۔

"تمہارے مرنے کے بعد تو میں دوسری شادی کر سکتا ہوں نا...؟"وہی بیٹھے اس نے بلند آواز میں کہا تھا۔

"اللہ کرے تمہاری دوسری بیوی بالکل انارا آپی جیسی ہو۔"اس کے منہ میں جو آیا تھا وہ روانی میں بول گئی تھی جبکہ زارون تو ایک جھٹکے سے اٹھا تھا۔

"اپنی بددعا واپس لو!"اس کے سر پر کھڑے ہوتے اس نے بہت سختی سے کہا تھا۔

"کیوں...؟"وہ اس وقت شدید غصے میں تھی اس لیے اسے سمجھ نہیں آیا کہ وہ کیا بول رہی ہے۔

"کیونکہ میری توبہ!مجھے نہیں کرنی دوسری شادی،میرے لیے تو میری کانچ کی گڑیا ہی کافی ہے۔"اس کے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے زارون نے محبت سے کہا تھا۔

"تم واقعی میں دوسری شادی کرنا چاہتے ہو؟"وہ سنجیدہ تھی بے حد سنجیدہ...

"نہیں...!"زارون نے مسکرا کر اسے خود سے لگایا

تھا۔

"زارون!اگر میں تم سے کہوں کہ میں دوسری شادی کرنا چاہتی ہوں پھر...؟"زارون ایک جھٹکے سے اس سے الگ ہوا تھا۔

"مجھے بھی ایسے ہی تکلیف ہوتی ہے جب تم دوسری شادی کا ذکر کرتے ہو۔میں مانتی ہوں کہ مرد کو چار شادیوں کی اجازت ہے مگر یوں بار بار دوسری شادی کا ذکر کرنا محض اپنی

بیوی کو تکلیف دینے کے برابر ہے۔مجھے تکلیف ہوتی ہے زارون بہت تکلیف ہوتی ہے۔"وہ رو دی تھی۔

"I am sorry Dariya!"

زارون نے اسے گلے سے لگایا تھا۔

"میں دوبارہ ایسا کوئی ذکر نہیں کروں گا۔"اسے آج واقعی اپنی غلطی کا احساس ہوا تھا۔

اسلام مرد کو چار شادیوں کی اجازت ضرور دیتا ہے مگر قران میں واضح طور پر یہ بھی لکھا ہے کہ اگر مرد انصاف نا کر سکے تو اسے ایک ہی بیوی رکھنی چاہیے۔اکثر مرد مذاق میں یا پھر محض اپنی بیویوں کو تکلیف دینے کے لیے بار بار دوسری شادی کا ذکر کرتے ہیں جبکہ نا تو ان کی جیب انہیں اس بات کی اجازت دیتی ہے اور نا ہی ان کا ایسا کچھ کرنے کا ارادہ ہوتا ہے۔یہ سراسر غلط ہے،اگر آپ اپنی شریک حیات کے منہ سے کسی غیر مرد کا نام نہیں سن سکتے تو آپ کی بیوی بھی آپ کے منہ سے کسی غیر

عورت کا نام نہیں سن سکتی۔مرد کو چار شادیوں کی اجازت اسلام نے دی ہے اور اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا مگر اس کے باوجود بھی مرد کو اپنی ہمسفر کی تکلیف کا احساس کرنا چاہیے۔

ذکیہ بیگم سے ملنے کے لیے آج ساجدہ بیگم اپنی دونوں بیٹیوں کے ہمراہ ان کے گھر آئیں تھیں۔انارا ابھی سکول سے واپس نہیں آئی تھی۔

"اماں!آپ رہنے دیں میں کر لیتی ہوں۔"ذکیہ بیگم کو کام کرتا دیکھ ایشال کو اچھا نہیں لگا تھا۔وہ کب سے مختلف لوازمات سجا سجا کر ان کے سامنے رکھ رہیں تھیں۔

"نہیں نہیں بیٹا!اس حالت میں کام کرنا ٹھیک نہیں۔"ساجدہ بیگم کے چاشنی بھرے لہجے پر وہ بری طرح چونکی تھی۔

"تمہاری پھوپھو بالکل ٹھیک کہہ رہیں ہیں تمہیں کوئی ضرورت نہیں ہے کوئی بھی کام کرنے کی۔"ساجدہ بیگم کو یوں اپنی بیٹی کے لیے فکرمند دیکھ ذکیہ بیگم بہت

خوش ہوئی تھیں

"جی!"وہ بس یہی کہہ سکی تھی۔اب وہ اپنی ماں سے کیا کہتی کہ گھر پر بھی تو سارے کام وہی کرتی ہے۔

ان لوگوں کے جانے کے تھوڑی دیر بعد دروازہ ایک بار پھر بجا تھا۔وہ بامشکل اٹھی تھیں کیونکہ آج ان کی طبیعت کافی خراب تھی۔

"میری بچی!"داریاء کو دیکھے وہ ہشاش بشاش ہوئی تھیں۔

وہ لوگ اندر لاؤنج میں بیٹھے کافی دیر باتیں کرتے رہے تھے پھر ذکیہ بیگم اٹھی تھیں۔

"بیٹا تم بیٹھو میں تمہارے لیے چائے بنا کر لاتی ہوں۔"

"خالہ کیوں غیروں جیسی باتیں کرتی ہیں یہ میرا بھی تو گھر ہے نا،اگر مجھے چائے پینی ہو گی تو میں خود بنا لوں گی۔"

"نہیں میری بیٹی ایسا کچھ نہیں ہے میں بنا دیتی ہوں اور ابھی مجھے ہانڈی بھی بنانی ہے۔"مسکرا کر کہتے وہ اٹھی تھی کہ ان کا سر بری طرح چکرایا تھا۔

"کیا ہوا خالہ...؟"داریاء نے انہیں سنبھالے فکرمندی سے پوچھا تھا۔

"کچھ نہیں بس چکر آ گئے تھے۔"انہیں صوفے پر بٹھائے اس نے انہیں پانی پلایا تھا۔

"دوائی لی آپ نے...؟"داریاء کو اچانک ہی یاد آیا تھا۔

"نہیں میں بھول گئی تھی۔"ایشال کے سسرال والوں کی خدمت میں وہ اتنا مگن تھیں کہ انہیں دوائی لینا بھی یاد نہیں رہا تھا۔

"کچھ کھایا آپ نے؟"ذکیہ بیگم نے نفی میں سر ہلایا تھا۔

"خالہ آپ بھی نا...!"داریاء نے شکوہ کناں نگاہوں سے ان کی طرف دیکھا تھا۔

وہ انہیں ان کے کمرے میں لے گئی تھی۔بستر پر لٹائے وہ فورا کچن میں آئی تھی۔وہاں مختلف لوازمات پڑے ہوئے تھے مگر ایسا کچھ نا تھا جسے وہ ذکیہ بیگم کو دے سکے۔اس نے فورا سے ڈبے سے چاول نکالے کھچڑی بنائی تھی۔

ذکیہ بیگم کو کھانا کھلائے اس نے انہیں دوائی کھلائی تھی۔لیٹے لیٹے ہی ان پر نیند غالب ہوئی تھی۔داریاء نے کچن میں آتے سب کچھ سمیٹا تھا۔

"کیا بناؤں...؟"انارا بھی تو گھر آنے والی تھی اور داریاء اس کی فطرت سے اچھی طرح واقف تھی اگر اسے گھر آتے ہی کھانا نا ملے تو وہ شور مچا دیتی تھی۔

اپنے پرس سے پیسے نکالے داریاء باہر دروازے تک گئی تھی اور اس نے گلی کے ایک بچے سے بھنڈی منگوائی تھی،فلحال اس نے یہی بنانا مناسب سمجھا تھا کیونکہ انارا کو بھنڈی بہت پسند تھی۔

اس بچے نے دروازے پر داریاء کو سبزی تھمائی تھی جسے لیتے اس نے دروازہ بند کیا تھا۔

فرخندہ جو بازار جانے کے لیے وہاں سے گزر رہی تھی داریاء کو دیکھ حیرت سے اس کی آنکھیں پھیل گئی تھیں اور اس نے فورا ہی اپنے قدم واپس موڑ لیے تھے۔سبزی بنائے اس نے روٹیاں بنانے کے لیے آٹا نکالا تھا پھر کسی خیال کے تحت وہ رک گئی تھی۔انارا کو تندور کی روٹیاں بہت پسند تھیں لہذا اس نے دوبارہ ایک بچے کو بھیج تندور سے روٹیاں لگوائیں تھیں۔ساجدہ بیگم کا گھر ذکیہ بیگم کے گھر سے دو گلیاں ہی آگے تھا،اور ان کی گلی کے نکر پر ہی تندور لگا ہوا تھا۔فرخندہ اپنی عادت سے مجبور دروازے پر کھڑی جھانکا تانکی کر رہی تھی،داریاء کے گھر آنے والی بات کو تو وہ پہلے ہی بڑھا چڑھا کر اپنی ماں کو بتا چکی تھی۔اب

دوبارہ اس بچے کو دیکھ وہ بھاگتی ہوئی اس تک گئی تھی اور پوچھنے پر اس بچے نے اسے بتایا تھا کہ داریاء نے اسے

یہاں بھیجا ہے۔وہ فورا آنکھوں کو سکیڑے اندر گئی تھی۔جافر کچھ دیر پہلے ہی گھر لوٹا تھا اور ابھی فریش ہو کر باہر لاؤنج میں سب گھر والوں کے ساتھ بیٹھا تھا۔

"اماں اماں!"وہ چیختے ہوئے اندر داخل ہوئی تھی۔

"کیا ہوا؟"ساجدہ بیگم نے فکرمندی سے پوچھا تھا اور جافر بھی اس کی طرف متوجہ ہوا تھا۔

"وہاں تو پارٹی چل رہی ہے،ہمیں تو صرف چائے پر ہی ٹرخا دیا اور خود وہاں کھانا کھایا جا رہا ہے اور تو اور داریاء صاحبہ بھی آئی ہوئی ہیں۔"جافر کے تاثرات فورا ہی بدلے تھے،اس کے بدلتے تاثرات دیکھ فرخندہ نے اپنی ماں کو اشارہ کیا تھا۔اس کا اشارہ سمجھتے ساجدہ بیگم نے اپنی اداکاری کے بھرپور جوہر دکھائے تھے۔

"تو چھوڑ نا میری بچی!جا جا کر ایک روٹی ڈال دے مجھے بھی بہت بھوک لگی ہوئی ہے۔"

"ایشال ایشال...!"جافر نے غصے سے اسے آواز دی تھی جس پر دونوں ماں بیٹیوں کے چہرے پر اطمینان بکھر گیا تھا،جب سے جافر کو یہ پتا چلا تھا کہ ایشال اسے بیٹا دینے والی ہے تب سے وہ اس کا بہت خیال رکھ رہا تھا اور یہ بات

ان ماں بیٹی سے ہضم کرنا کافی مشکل تھا۔

"جی...!"وہ بھاگتی ہوئی کچن سے باہر آئی تھی۔

"تمہارے گھر والے میری ماں اور بہنوں کو کھانا تک نہیں پوچھ سکتے؟"اپنے باپ کی وفات کے بعد اس نے ہی گھر کی ذمہ داریاں اٹھائیں تھیں،ساری زندگی عورتوں کے درمیان رہتے رہتے اس کی خصلت کافی حد تک عورتوں جیسی ہی ہو گئی تھی۔

"ایسی بات نہیں ہے اماں کی طبیعت ٹھیک نہیں رہتی بس اسی وجہ سے...مگر وہاں اور بھی بہت کچھ تھا۔"وہ ٹھیک کہہ رہی تھی،ذکیہ بیگم نے ان کے آگے اتنے لوازمات رکھ دیے تھے کہ دوپہر کے کھانے کی گنجائش ہی نہیں تھی۔

"کتنی دفعہ کہا ہے کہ میرے آگے زبان مت چلایا کرو۔"جافر نے اس پر ہاتھ اٹھایا تھا مگر ہوا میں ہی اس نے اپنا ہاتھ روک لیا تھا۔ایشال کا دل بری طرح سہم گیا تھا۔

"میں تو بس..."جملہ مکمل ہونے سے پہلے ہی ایشال کے بال جافر کے ہاتھ میں تھے۔

"ارے بھائی چھوڑ دو نا!اس لیے تھوڑی بتایا تھا تمہیں۔"

فرخندہ کے کہنے پر ایشال اپنا ضبط کھو بیٹھی تھی۔

"اپنی جھوٹی ہمدردی اپنے پاس رکھو یہ آگ تمہاری ہی لگائی ہوئی تو ہے،تمہیں اپنے گھر میں سکون کیوں نہیں ہے؟"

"ہائے بھائی سن رہے ہو تم!میں تو تمہاری لڑائی ختم کروانے کی کوشش کر رہی تھی مگر تمہاری بیوی تو مجھے ہی یہاں سے نکالنے پر تلی ہے۔بس میں جا رہی ہوں اور اب دوبارہ کبھی واپس نہیں آؤں گی۔"روتے ہوئے اس نے اپنے قدم

باہر کی جانب بڑھائے تھے۔جافر اور ساجدہ بیگم دونوں ہی اس کے پیچھے گئے تھے مگر وہ رکی نہیں تھی۔

"یہ سب اس منحوس کی وجہ سے ہوا ہے۔"ساجدہ بیگم اس پر چڑھ دوڑی تھیں۔

"تمہاری وجہ سے میری بہن اس طرح ناراض ہو کر گئی ہے۔" جافر نے اس کے منہ پر تمانچہ مارا تھا، یہ پریگنیسی کے بعد کا پہلا تھپڑ تھا۔

"تمہیں تو میں سبق سکھاتا ہوں۔" اسے بالوں سے دبوچتے وہ اسے گھسیتے ہوئے اندر کمرے میں لے کر گیا تھا، اس بات کا خیال کیے بغیر کہ اس کے ساتھ ایک اور ننھی جان بھی ہے جافر نے اس کے جسم پر اپنی حیوانگی کے نشانات چھوڑے تھے۔

انارا ابھی گھر میں داخل ہوئی تھی اور سامنے صحن میں داریاء کو دیکھ اس کا موڈ مزید خراب ہوا تھا۔

"آپی آپ فریش ہو جائیں پھر میں کھانا لگاتی ہوں۔" وہ ہمیشہ سے ہی انارا کے ساتھ اپنے تعلقات درست کرنا چاہتی تھی مگر انارا نجانے کیوں اس سے خار کھاتی تھی۔

"تم یہاں پر کیا کر رہی ہو؟" بنا کسی مروت کے اس نے سیدھا سوال داغا تھا۔

"خالہ سے ملنے آئی تھی مگر ان کی طبیعت کافی خراب ہو گئی، مگر آپ فکر نا کریں میں نے انہیں کھانا کھلا دیا ہے اور دوائی بھی دے دی ہے، آپ کے لیے بھی میں نے کھانا بنایا ہے،

آپ فریش ہو جائیں پھر ساتھ مل کر کھاتے ہیں۔"اس کا ہاتھ تھامے داریاء نے بہت اپنائیت سے کہا تھا۔

"کیا کیا ہے تم نے اماں کے ساتھ،اور کس کی اجازت سے تم پورے گھر میں دندناتی پھر رہی ہو؟"اس کا ہاتھ جھٹکے انارا نے غصے سے پوچھا تھا۔

"میں نے کچھ نہیں کیا۔"اس کے غصیلے لہجے کی وجہ سے وہ بری طرح گھبرا گئی تھی۔

"سچ سچ بتاؤ کیا کیا ہے تم نے ورنہ دوں گی ایک۔"انارا نے اس پر ہاتھ اٹھایا تھا جس پر داریاء نے ڈر کے مارے سختی سے آنکھیں میچی تھیں۔چند لمحوں بعد اس نے بامشکل

آنکھیں کھولیں تھیں کیونکہ انارا نے ابھی تک اسے مارا نہیں تھا۔آنکھیں کھولے داریاء کو حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا،زارون پولیس کی وردی پہنے اس کے آگے کھڑا تھا اور انارا کا ہاتھ اس کی مضبوط گرفت میں تھا۔

"چھوڑو مجھے..."زارون نے ایک جھٹکے سے اسے پیچھے دکھیلا تھا،وہ بہت مشکل سے سنبھلی تھی۔

"کیا ہو رہا ہے یہاں؟"ذکیہ بیگم ابھی ابھی اٹھی تھیں اور داریاء کو اندر نا پاتے ہوئے وہ باہر صحن میں آئی تھیں۔

"اپنی بےلگام بیٹی کو لگام ڈالیں ورنہ یہ کام مجبورا مجھے کرنا پڑے گا۔"غصے کی وجہ سے اس کی رگیں تن گئی تھیں۔

"تم ہوتے کون ہو مجھے لگام ڈالنے والے؟"انارا اور خاموشی...یہ ناممکن تھا۔

"آئیندہ اگر میری بیوی پر ہاتھ اٹھانے کے بارے میں سوچا بھی تمہارے ساتھ وہ کروں گا جو تمہارے وہم و گمان میں بھی نہیں ہو گا۔"اپنی جگہ سے دو قدم آگے بڑھتے انگلی اٹھائے اس نے نہایت سفاکی سے کہا تھا۔

"چلو...!"داریاء کو ہاتھ سے کھینچتے اب وہ باہر کی جانب بڑھ رہا تھا۔ذکیہ بیگم نے انہیں روکنے کی بہت کوشش کی تھی مگر زارون اس وقت شدید غصے میں تھا۔

ان کے جانے کے بعد انارا نے بےاختیار اپنی پیشانی پر ہاتھ پھیرا تھا،ایک لمحے کے لیے وہ واقعی بہت گھبرا گئی تھی۔لیکن آج اسے زارون کی داریاء کے لیے محبت اور حساسیت کا احساس ہو گیا تھا۔

"بہت شوق تھا نا تمہیں وہاں جانے کا؟" پچھلے آدھے گھنٹے سے داریاء کی کلاس جاری تھی۔وہ بستر پر دبکی بیٹھی تھی اور زارون پورے کمرے میں ادھر سے ادھر چکر لگا رہا تھا۔

"وہ میری بڑی بہنوں جیسی ہیں،اور ہمارے درمیان اتنا چلتا ہے۔شادی سے پہلے بھی وہ مجھ پر..."

"شادی سے پہلے کی اور بات تھی مگر اب تم میری بیوی ہو اور میری بیوی پر کوئی ہاتھ اٹھائے یہ میری برداشت سے باہر ہے۔"

"مگر زارون...!"

"داریاء خاموش ہو جاؤ بالکل خاموش!اور انگلی کہاں ہے تمہاری؟اسے منہ پر رکھو۔"داریاء کو شدید شاک لگا تھا اور اس نے بے یقینی سے زارون کی طرف دیکھا تھا۔

"رکھو..."زارون کی ایک اور گھوری پر داریاء نے اپنی انگلی فٹ سے ہونٹوں پر رکھی تھی۔

زارون کا لیکچر مزید پندرہ منٹ تک جاری رہا تھا جس کا ماخذ صرف یہ تھا کہ داریاء اب دوبارہ کبھی وہاں نہیں جائے گی۔

"آج کے بعد تم وہاں جانے کا ذکر نہیں کرو گی، سمجھی؟؟منہ پر انگلی رکھے وہ بےزاری سے سب سن رہی تھی۔

"جواب تو دو؟"وہ مزید بگڑا تھا جس پر داریاء نے آنکھوں کے اشارے سے اس کا دھیان اپنی انگلی کی طرف دلوایا تھا۔زارون نے آگے بڑھ کر اس کی انگلی ہٹائی تھی۔

"اب جواب دو۔"اس کا لہجہ نہایت سرد تھا۔

"اب میں وہاں کبھی نہیں جاؤں گی۔"داریاء کے جواب پر وہ کچھ حد تک ٹھنڈا پڑا تھا۔

"ویسے تم اندر آئے کیوں؟میرا مطلب ہے کہ تم نے تو کہا تھا کہ تم اب کبھی نہیں آؤ گے۔"اس نے نہایت تمیز اور ادب سے کہا تھا۔

"کب سے کالز کر رہا تھا تمہیں کہ جیسے میں لینے آؤں فورا باہر آ جانا مگر تم فون نہیں اٹھا رہی تھی تو مجھے کچھ تشویش ہوئی اور جب میں نے دروازہ کھلا دیکھا تو میں

فوراً اندر آ گیا۔"

"تمہیں بھوک لگی ہو گی میں فٹا فٹ سے کچھ بنا دیتی ہوں۔" مسکرا کر کہتی وہ ابھی اٹھنے ہی لگی تھی کہ زارون نے اس کا ہاتھ تھامے اسے روکا تھا۔

"میں باہر سے لے آتا ہوں۔"

"اس کی ضرورت نہیں ہے اور ویسے بھی تمہیں تو باہر کا کھانا بالکل پسند نہیں ہے۔"

"ایک وقت کے کھانے کی تو بات ہے اور ویسے بھی رات میں تو تم بریانی بنا ہی رہی ہو نا!" زارون کے کہنے پر داریاء نے نظر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا تھا، زارون بھی اس ہی طرف دیکھ رہا تھا اور اگلے ہی لمحے وہ دونوں ہنس دیے تھے۔

بستر پر بیٹھے وہ کچھ دیر خالی الذہن دیوار کو تکتی رہی تھی۔ سارے خواب جیسے چکنا چور ہوئے تھے۔ آخر اس نے

کیسے سوچ لیا کہ بیٹے کی خوشخبری ملنے کے بعد سب ٹھیک ہو جائے گا۔ کس قدر سفاک شخص تھا وہ، اگر اس کی

اولاد کو کچھ ہو جاتا پھر...؟

ابھی وہ یہ سب سوچ ہی رہی تھی کہ منال اسے پکارتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔

"مما مما یہ دیکھیں میں اچھی لگ رہی ہوں نا؟"خوشی سے چہکتے ہوئے وہ گول گول گھوم رہی تھی۔ایشال نے بغور اس

کا جائزہ لیا۔سر پر سرخ رنگ کا کامدار دوپٹہ جو کہ بہت بڑا ہونے کی وجہ سے اس کے پیروں تک آ رہا تھا اور ہونٹوں

پر لال رنگ کی لپسٹک...

"مما میں لگ رہی ہوں نا بالکل دلہن جیسی؟"ایشال مسکرا دی تھی۔منال کے شوق اسکی طرح نرالے تھے۔اسے کبھی ڈاکٹر بننے کا شوق چڑھ جاتا تھا کبھی پولیس آفیسر

تو کبھی انارا کی طرح ٹیچر...اور آج نجانے اسے کیسے دلہن بننے کا شوق چڑھ گیا تھا۔

"دادی کہتی ہیں میری شادی ہو گی اور پھر میں اچھی والی دلہن بنوں گی۔"ایشال نے افسوس سے نفی میں سر ہلایا تھا۔

"بس اب سکول نہیں جانا،میری چند ہی مہینوں میں شادی ہو جائے گی۔"وہ اپنی ہی دھن میں کہے جا رہی تھی جبکہ ایشال کے تو کانوں میں جیسے دھماکہ ہی ہوا تھا۔

"دادی نے کہا ہے یہ؟"ایشال نے اسے سختی سے پکڑے جھنجھوڑا تھا۔منال کے اثبات میں سر ہلانے کی دیر تھی ایشال اپنا تمام تر ضبط کھوئے تیزی سے کمرے سے باہر

کی جانب بڑھی تھی۔

"پھوپھو...!"وہ چیختی ہوئی باہر لاؤنج میں صوفے پر بیٹھی ساجدہ بیگم کے سر پر پہنچی تھی۔

"آپ کی ہمت کیسے ہوئی میری بیٹی کے دماغ میں یہ سب خرافات ڈالنے کی؟"اس کا یہ روپ دیکھ ساجدہ بیگم دنگ رہ گئی تھیں۔چہرے اور ہاتھوں پر جگہ جگہ نیل کے نشان تھے مگر آنکھوں میں آج بغاوت تھی۔

"لگتا ہے دماغ ابھی درست نہیں ہوا۔"ساجدہ بیگم پھنکاری تھیں۔

"میری بیٹی ابھی صرف سات سال کی ہے اور آپ اس کی شادی کا سوچ رہی ہیں؟"

"ہاں تو اس میں غلط کیا ہے؟بلاوجہ اس کی پڑھائی پر اتنا خرچہ ہو رہا ہے اس سے اچھا ہے کہ ایک ہی دفعہ شادی کر کے جان چھڑواؤ۔"

"پھوپھو منال ابھی صرف سات سال کی ہے۔"وہ بے بسی سے چیخی تھی۔

"میں کون سا کہہ رہی ہوں کہ ابھی شادی کر دو،ابھی تو رشتہ ڈھونڈھے گے۔پھر رشتہ ہونے میں اور جہیز جمع کرنے میں کافی وقت لگتا ہے۔بارہ تیرہ سال کی عمر میں کر دیں گے شادی۔"ساجدہ بیگم نے ایسے کہا تھا جیسے یہ کوئی

بڑی بات ہی نا ہو۔

"براہ مہربانی میری بیٹی کے بارے میں اتنا مت سوچا کریں اس کی فکر کرنے اور اس کے مستقبل کے بارے میں سوچنے کے لیے میں موجود ہوں۔"ایشال نے ہاتھ جوڑے کہا تھا۔

وہ اس سارے ماحول سے بہت زیادہ اکتا چکی تھی۔

"کیا ہو رہا ہے یہاں...؟"اس سے پہلے کہ ساجدہ بیگم اسے کھری کھری سناتیں جافر کی آواز نے انہیں اپنی جانب متوجہ کیا تھا۔

"دیکھ لے اپنی بیوی کی حرکتیں،کب سے بدتمیزی کرے جا رہی ہے۔"

"یہ میں کیا سن رہا ہوں ایشال...؟"جافر غصے سے ایشال کی جانب بڑھا تھا جس پر وہ ڈر کے مارے دو قدم پیچھے ہٹی تھی۔

"معافی مانگو!"اس کے حکم پر ایشال نے لب بھینچے تھے۔

"میں نے کہا معافی مانگو..."وہ چیخا تھا۔

"نہیں مانگوں گی۔"وہ بھی جوابا اسی کے انداز میں چلائی تھی۔ایشال کی آنکھیں سرخ تھیں،ایک لمحے کے لیے دونوں ماں بیٹے کو ہی سکتہ ہوا تھا۔

"تم..."جافر نے اس پر ہاتھ اٹھایا تھا۔منہ پر ہاتھ وہ رکھے گرتے گرتے بچی تھی۔

"معافی مانگو..."وہ دھاڑا تھا۔

"نہیں مانگوں گی۔"اس نے سرخ آنکھوں سے جافر کی جانب دیکھے کہا تھا۔آج وہ اپنے ہر انداز سے اسے حیران کر رہی تھی۔

"میں کیا کہہ رہا ہوں تم سے؟"ایک اور تمانچہ ایشال کی گال پر پڑا تھا۔

"جافر بس کر دے،وہ ماں بننے والی ہے۔"ساجدہ بیگم بھی گھبرا گئی تھیں۔

"ماں نہیں بیٹے کی ماں بننے والی ہوں،یہ بات آپ سجھا دیں اپنے بیٹے کو۔"قطرہ قطرہ پانی بھی پتھر پر گرتا رہے تو وہ بھی ایک دن ٹوٹ جاتا ہے۔اتنے سالوں سے طعنے سن سن

کر،مار کھا کھا کر بالآخر آج اس کا صبر جواب دے گیا تھا۔

"تمہیں تو میں..."جافر کے ہاتھ اٹھانے کی دیر تھی،ایشال نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا تھا۔

"بس اب اور نہیں..."اس نے اپنی پوری قوت سے اس کا ہاتھ جھٹکا تھا۔

"آج کے بعد مجھ پر ہاتھ اٹھانے کی جرات مت کرنا ورنہ ہاتھ میرا بھی اٹھ سکتا ہے۔میرا صبر اب جواب دے گیا ہے 'جافر سلطان' مجھے مجبور نا کرو کہ میں تمہارے خلاف کوئی ایکشن لوں۔"انگلی اٹھائے ایشال نے جافر کو دھمکی دی تھی۔

"کیا ایکشن لو گی میرے خلاف؟پولیس کیس کرو گی؟"

"ہاں کروں گی۔"

"توبہ توبہ! بس یہی دن دیکھنا باقی رہ گیا تھا۔ اپنے شوہر کو جیل میں ڈلواتے تمہیں شرم نہیں آئے گی؟" کانوں کو ہاتھ لگاتے ساجدہ بیگم نے ہتک سے ایشال کی جانب دیکھا تھا۔

"بالکل بھی نہیں آئے گی، اور ایسے شوہروں کو تو اسی وقت جیل میں بند کروا دینا چاہیے جب یہ پہلی بار اپنی درندگی کا ثبوت دیں۔"

"تمہارا دماغ ٹھیک ہے؟" جافر کو اس کی دماغی حالت پر شبہ ہوا۔

"بالکل ٹھیک ہے۔" اس کی جانب دیکھے ایشال طنزاً مسکرائی تھی۔

"پھوپھو آپ ہمیشہ کہتی ہیں نا کہ مرد کو چار شادیوں کی اجازت ہوتی ہے اور اگر میں نے اس گھر کو وارث نا دیا تو آپ جافر کی دوسری شادی کروا دیں گئی... جائیں آج میری طرف سے آپ کو کھلی اجازت ہے، جو کرنا ہے کر لیں، مگر آج کے بعد کوئی میرے اور میری بیٹی کے معاملے میں نہیں بولے گا۔" آج ایک عورت اور ایک بیوی نے اپنے حق کے لیے آواز نہیں اٹھائی تھی بلکہ ایک ماں نے آواز بلند کی تھی۔ ایک لڑکی اپنے ماں باپ کے گھر شہزادیوں والی زندگی گزارتی ہے، مگر اکثر خواتین کو سسرال میں بہت سی پریشانیوں کا سامنا

کرنا پڑتا ہے اور جب ایک عورت ماں بنتی ہے تو وہ اپنی اولاد کے لیے ہر ذلت،ہر طنعہ برداشت کر

لیتی ہے اور اسی اولاد کے لیے وہ شیرنی بھی بن جاتی ہے۔

اپنی کہے وہ پیٹ پر ہاتھ رکھے کمرے میں گئی تھی۔وہ اس وقت شدید تکلیف محسوس کر رہی تھی۔ڈاکٹر نے بہت پہلے ہی اسے مس کیرج کا مشورہ دیا تھا کیونکہ اس کی حالت اسے دوبارہ ماں بننے کی اجازت نا دیتی تھی مگر جافر اور ساجدہ بیگم اس فیصلے پر ہر گز راضی نا تھے۔راضی تو ایشال بھی نہیں تھی،وہ جاننا چاہتی تھی کہ ایک بیٹے کی ماں بننے کا احساس کیسا ہوتا ہے۔

داریاء اور زارون کے جانے کے بعد وہ کافی دیر شاک کی کیفیت میں صحن میں دیوار سے ٹیک لگائے کھڑی رہی۔ذکیہ بیگم اسے کب سے برا بھلا کہے جا رہی تھیں مگر وہ تو کسی اور ہی دنیا میں گم تھی۔

مرد کا جو تعارف اسے کروایا گیا تھا زارون تو اس سے بالکل مختلف تھا۔آج تک اس نے مرد کو عورت کو ذلیل کرتے اس پر ہاتھ اٹھاتے دیکھا تھا مگر آج اس نے زندگی میں پہلی

بار کسی مرد کو اپنی بیوی کی حفاظت کرتے دیکھا تھا۔اسے آج پہلی بار داریاء کی خوش قسمتی کا احساس ہوا تھا۔دل کے کسی گوشے سے ان دونوں کی خوشیوں کی دعا نکلی تھی۔

"بن ماں باپ کی بچی ہے،کچھ بولنے کچھ کرنے سے پہلے ایک بار سوچ ہی لیا کر۔"ذکیہ بیگم کی ایک اور آواز پر وہ ہوش میں آئی تھی۔

"کھانے میں کیا پکا ہے؟"نہایت روکھے لہجے میں پوچھا گیا تھا۔

"کچھ نہیں پکایا میں نے،طبیعت ٹھیک نہیں تھی میری۔"

"تمہاری لاڈلی نے تو کچھ نا کچھ پکایا ہی ہو گا۔"طنزا کہتے وہ کچن کی جانب بڑھی تھی۔

ایک پلیٹ میں سبزی اور روٹی رکھے اب وہ نہایت سکون سے لاونج میں موجود صوفے پر الٹی پالتی مار کر بیٹھی کھانے سے انصاف کر رہی تھی۔

"تمہاری لاڈلی کو ڈھنگ سے کھانا بنانا بھی نہیں آتا۔" کھانا کھانے کے بعد پلیٹ کو سائیڈ پر رکھے انارا نے ہاتھ جھاڑے تھے۔

"تو شام میں چل میرے ساتھ اور چل کر معافی مانگ۔"

"اماں تو ہوش میں تو ہے؟" اس نے اپنی ماں کو ایسے دیکھا تھا جیسے انہوں نے کوئی ناممکن بات کی ہو۔

"دیکھ انارا! یہ سسرال کے معاملے نا بہت نازک ہوتے ہیں،

ہمارے علاوہ ہے ہی کون اس بچی کا؟ بیچاری بن ماں باپ کی بچی ہے۔" ذکیہ بیگم نے التجا کی تھی۔

"اب اگر اس کے ماں باپ مر گئے تو اس میں میرا کیا قصور ہے؟" لاپروائی سے کہتی وہ اٹھی تھی۔

"اگر تو نے میرے ساتھ جا کر معافی نہیں مانگی نا تو تو میرا مرا ہوا منہ دیکھے گی۔" ذکیہ بیگم نے اسے ایموشنل بلیک میل کرنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ یہ بھول گئی تھی کہ سامنے ان کی چھوٹی صاحبزادی ہے کوئی اور نہیں...

"اماں کبھی تو کوئی منطقی بات کر لیا کرو،جب تم مرو گی نا تو میں تمہارا مرا ہوا ہی منہ دیکھوں گی نا...بلکہ میں کیا سب ہی دیکھے گے۔ویسے مر کب رہی ہو؟"ذکیہ بیگم کے

جوتا اتارنے کی دیر تھی انارا راکٹ کی طرح اڑتی ہوئی اپنے کمرے کی طرف بھاگی تھی۔دروازہ بند کیے وہ ہنسی تھی،آنکھ کے ایک کونے پر آنسو کی ایک ننھی بوند تھی،اپنی انگلی کی پور سے اسے صاف کیے وہ ایک بار ہنسی تھی۔مگر اس بار اس کی ہنسی میں کچھ تھا،شاید بے بسی....

ذکیہ بیگم کی لاکھ منتوں پر بالاخر انارا معافی مانگنے پر راضی ہو ہی گئی تھی۔

"بیٹا یہ تو ہے ہی منہ پھٹ!اس کی بات کا برا مت منائیں۔"

ذکیہ بیگم نے معذرت خوانہ انداز میں زارون سے کہا تھا۔

"انارا معافی مانگو بھائی سے۔"ذکیہ بیگم نے انارا کو گھوری سے نوازا تھا۔لفظ 'بھائی' پر انارا اور زارون دونوں کو ہی جھٹکا لگا تھا۔دونوں نے بے اختیار ایک دوسرے کی طرف

دیکھا تھا اور اگلے ہی لمحے دونوں نے ایک ساتھ جھرجھری لی تھی۔

"میرا بھائی اور وہ بھی یہ جن...ہونہہ!"انارا دل ہی دل میں مخاطب ہوئی تھی۔

"اس افلاطون بھوتنی کو بنا ہی نا لوں میں اپنی بہن..."وہ بھی دل ہی دل میں کڑھا تھا۔

"I am sorry!"

لبوں کو زبردستی مسکراہٹ میں ڈھالے انارا نے کہہ ہی ڈالا تھا۔

"کیا کہا سنائی نہیں دیا؟"وہ کسی سے کم تھوڑی تھا۔

"زارون..."دارياء نے دانت پیستے زارون کو گھورا تھا۔

"بدتمیزی تم نے دارياء سے کی تھی اور معافی بھی تمہیں اسی سے مانگنی چاہیے۔"

"دارياء میری بہن ہے اور بہنوں کے درمیان یہ سب چلتا ہے۔"نہایت تحمل سے ایک ایک لفظ ادا کیا گیا تھا۔

"دارياء اب میری بیوی ہے۔"نجانے وہ اسے کیا جتانا چاہتا تھا مگر جو بھی تھا وہ انارا کے ضبط کو آزما رہا تھا۔

"داریاء میری جان!مجھے معاف کر دو پلیز!"

"مم۔۔۔میں آپ سے ناراض نہیں ہوں آپی!آپ پلیز اس طرح معافی مانگ کر مجھے شرمندہ مت کریں۔"انارا کو اس طرح معافی مانگتا دیکھ وہ فورا پگھل گئی تھی۔وہ ایسی ہی تھی نہایت معصوم اور بھولی بھالی...

"داریاء کچھ کھانے پینے کا انتظام کرو،ہمارے ہاں مہمانوں کی بہت عزت کی جاتی ہے۔"زارون کی بات پر انارا کا چہرہ دھواں دھواں ہوا تھا۔اب انتقام اس پر فرض تھا۔

"آپ لوگ کل ڈنر ہماری طرف کریں گے۔"جاتے جاتے اچانک ہی ایک زبردست پلین اس کے دماغ میں آیا تھا۔

"ہم مصروف ہیں۔"انارا کی یہ پیشکش زارون کو بری طرح کھٹکی تھی لہذا اپنے دماغ کا بروقت استعمال کرتے اس نے فورا انکار کیا تھا۔

"آپ کو آنا ہی پڑے گا زارون بھائی،ورنہ میں سمجھوں گی کہ آپ نے مجھے معاف نہیں کیا۔"انارا کی آنکھوں میں عجیب سی چمک کو وہ با آسانی پہچان چکا تھا۔

"ٹھیک ہے ہم ضرور آئیں گے انارا آپی!"زارون نے آپی پر زور دیے کہا تھا۔اب وہ یہ جاننا چاہتا تھا کہ انارا کیا کرنا چاہ رہی ہے۔ان دونوں کے اس رویہ سے ذکیہ بیگم اور داریاء دونوں ہی بہت خوش تھیں۔انہیں لگا کہ اتنے سالوں کی

چپقلش اب ختم ہو گئی ہے مگر زارون اور انارا کے درمیان اصل جنگ تو اب شروع ہوئی تھی۔

"ہائے اللہ!میں تو اتنی خوش ہوں کہ بتا نہیں سکتی،انارا آپی نے کتنے اچھے سے بات کی ہے نا مجھ سے..."وہ تو خوشی سے پھولے نہیں سما رہی تھی۔

"اب سب ٹھیک ہو جائے گا،تمہیں پتا ہے زارون اماں اور اس کے کچھ عرصہ بعد ابا کی وفات سے میں بالکل اکیلی رہ گئی تھی،میرے پاس بس چند ہی رشتے ہی رہ گئے تھے۔خالہ،تم،ایشال آپی اور انارا آپی...انارا آپی ہمیشہ ہی مجھ سے بہت بری طرح بات کرتی تھیں لیکن آج مجھے یقین ہو گیا ہے کہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔"زارون خاموشی سے اس کی ہر بات سنے جا رہا تھا۔داریاء واقعی بہت معصوم تھی،جو کچھ وہ انارا کی آنکھوں میں دیکھ چکا تھا وہ داریاء کو نہیں سمجھا سکتا تھا۔لیکن ایک بات طے تھی اب اگر انارا داریاء کو

جھڑکے گی تو اس کا معصوم سا دل ٹوٹ

جانا تھا اور زارون کو یہ ہر گز قبول نا تھا۔

اتوار کے روز ذکیہ بیگم صبح ہی صبح کچھ خریداری کرنے بازار گئی تھیں اور اب دوپہر ہونے کو تھی اور ان کا کوئی

اتا پتا نا تھا۔انارا کا پریشانی سے برا حال تھا۔وہ نا صرف سارا بازار گھوم آئی تھی بلکہ محلے کے ہر اک گھر سے بھی وہ پتا کر آئی تھی مگر ذکیہ بیگم کہیں نا تھیں۔وہ تھک ہار کر گھر واپس لوٹی تھی،پریشانی کی حالت میں وہ باہر صحن میں پڑی ہوئی چارپائی پر بیٹھ گئی تھی۔

کچھ دیر بیٹھنے کے بعد وہ اٹھی ہی تھی کہ ذکیہ بیگم دروازے سے اندر داخل ہوئی تھیں۔

"ہادی..."ہادی مسکراتا ہوا ایک ہاتھ میں بہت سارے شاپر تھامے اور دوسرے ہاتھ سے ذکیہ بیگم کا ہاتھ پکڑے اندر داخل ہوا تھا۔غصے کی ایک شدید لہر انارا کے پورے بدن میں ڈوری تھی۔انارا کو غصے میں دیکھ ہادی کو پہلے موت کا فرشتہ اور پھر قبر دکھی تھی۔

"اماں کہاں تھی تم؟"انارا نے غصے اور پریشانی کے ملے جلے تاثرات چہرے پر سجائے پوچھا تھا۔

"بازار گئی تھی،پھر میری طبیعت خراب ہو گئی لیکن اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مجھے ہادی مل گیا۔ماشاءاللہ سے اتنا پیارا بچہ ہے۔"اندر داخل ہوتے ذکیہ بیگم نے ہادی کی بلائیں لیں تھیں۔

"میں بہت تھک گئی ہوں اب تھوڑی دیر آرام کروں گی،انارا کچھ ٹھنڈا پلائے بغیر مت بھیجنا اسے۔"ذکیہ بیگم نے دھیمی آواز میں انارا کو تنبیہہ کی تھی۔ان کا رشتہ تقریبا ختم ہو چکا تھا مگر ابھی دونوں طرف سے صحیح طرح سے انکار نہیں ہوا تھا۔ذکیہ بیگم کے اندر جانے کی دیر تھی انارا نے فورا پیر سے جوتی اتاری تھی۔

"انارا جی یہ محض ایک اتفاق تھا۔کسی کی بھی قسم اٹھوا لیں یہ واقعی اتفاق تھا۔"دو قدم پیچھے ہٹتے ہادی نے اپنی صفائی پیش کی تھی۔

"میں صبح سے خوار ہو رہی ہوں کہ پتا نہیں اماں کہاں چلی گئی اور تم...!"وہ جوتا اٹھائے تیزی سے اس کی جانب بڑھی تھی۔

"آنٹی جی کی طبیعت خراب ہو گئی تھی،مجھے راستے میں بیٹھی ہوئی ملی تو پھر میں انہیں ڈاکٹر کے پاس لے گیا اور پھر ہم نے ساتھ میں تھوڑا سا لنچ بھی کیا۔"چارپائی کے پیچھے کی طرف بھاگتے ہادی نے نہایت تحمل سے اپنی صفائی پیش کی تھی۔

"میں یہاں صبح سے بھوکی پیاسی بیٹھی ہوں اور تم میری اماں کے ساتھ دعوتیں اڑا رہے ہو۔"وہ اس کے پیچھے بھاگی تھی۔

"آپ کے ساتھ بھی دعوتیں اڑا سکتا ہوں اگر آپ اجازت دیں تو..."وہ اس کی مار سے بچنے کے لیے کبھی ادھر تو کبھی ادھر بھاگ رہا تھا مگر انارا آج کسی صورت اسے بخشنے کے موڈ میں نا تھی۔

"تمہیں تو میں..."انارا نے اپنی سپیڈ ایکدم ہی بڑھا لی تھی۔ہادی دوڑتا ہوا صحن کے پچھلے حصے میں گیا تھا۔وہ حصہ باقی گھر کی نسبت کافی بوسیدہ تھا،گھر کے مکین وہاں نہیں جاتے تھے۔

"کہاں گیا...؟"انارا اسے ڈھونڈتے ہوئے آگے بڑھ رہی تھی مگر ہادی اسے کہیں بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

"ہادی جی...!"وہ ایک ستون کے پیچھے چھپا ہوا تھا جب انارا نے اسے کندھے سے ہلا کر مخاطب کیا تھا اور ساتھ ہی ساتھ جوتی بھی دکھائی تھی۔

"میں نے آپ کا کیا بگاڑا ہے انارا جی؟"اس نے منہ بسورے التجائی نظروں سے اس کی جانب دیکھے کہا تھا۔

"اگر زندہ رہنا چاہتے ہو تو چپ چاپ انکار کر دو۔"جوتا پاؤں میں واپس پہنے انارا نے اسے کالر سے دبوچے کہا تھا۔

"آخر مجھ میں کمی ہی کیا ہے؟"

"تم واقعی ایک پاگل شخص ہو جو مجھ جیسی لڑکی سے شادی کے لیے اس قدر تڑپ رہے ہو۔"انارا نے ایک ترس بھری نگاہ اس پر ڈالی تھی۔

"مجھے آپ بہت اچھی لگتی ہیں اور میں واقعی آپ کے پیار میں پاگل ہوں۔آپ بس مجھ سے شادی کر لیں۔مجھ سے شادی کرنے کے بہت سے فائدے ہیں۔"

"مثلاً...؟"ہادی کا کالر ابھی بھی اس کی گرفت میں تھا۔

"آپ مجھ سے شادی کر لیں میں روز آپ کو نئے جوتے لا کر دوں گا اور آپ روز نئے جوتے سے مجھے ماریں گا۔میں خوشی خوشی آپ کی مار کھا لوں گا۔"انارا کا بے ساختہ ہی قہقہ چھوٹا تھا۔

"تم عقل سے پیدل ہو۔"مسلسل ہنستے ہوئے انارا نے اس کی عقل پر ماتم کیا تھا۔

"ایک بات کہوں آپ سے..."اس نے ہچکچاتے ہوئے کہا تھا۔

"ہاں کہو۔"انارا کا موڈ کافی اچھا ہو چکا تھا۔

"آپ ہنستے ہوئے بہت اچھی لگتی ہیں۔"انارا کی مسکراہٹ فورا سمٹی تھی اور اس نے گہری سانس خارج کی تھی۔

"ہادی آپ بہت اچھے ہیں مگر میں آپ سے شادی نہیں کر سکتی،آپ سے تو کیا میں کسی سے بھی شادی نہیں کر سکتی۔"

"کیوں...؟"

"کیونکہ مجھے شادی نہیں کرنی۔"

"کیوں نہیں کرنی؟"وہ اسے کرید رہا تھا۔

"کیونکہ میں شادی کے لیے بنی ہی نہیں ہوں،یہ گھر کے کام،روٹیاں پکانا،برتن دھونا،بچے پیدا کرنا پھر انہیں سنبھالنا یہ سب میرے بس کی بات..."

"آپ اپنی ماں کو اکیلے چھوڑ کر نہیں جانا چاہتی۔"انارا ایک لمحے کے لیے سن ہو گئی تھی۔

"آپ کی بڑی بہن کی شادی ہو چکی ہے اور آپ اور آنٹی اس گھر میں اکیلے رہتے ہیں اور اگر آپ شادی کر لیں گی تو آنٹی اکیلی رہ جائیں گئی،ہیں نا...؟"وہ مسکراتا ہوا دو قدم آگے بڑھا تھا،انارا بے اختیار پیچھے دیوار سے لگی تھی۔

"آپ بس ایک بار مجھ سے شادی کر لیں میں وعدہ کرتا ہوں آنٹی کا خیال ہم دونوں مل کر رکھے گے۔میں یا میری فیملی بالکل بھی ٹیپیکل نہیں ہے،ہم آنٹی کو اپنے ساتھ لے جائیں گے"وہ بہت کچھ کہنا چاہتی تھی،اس پر غصہ ہونا چاہتی تھی،اسے خود سے دور دھکیلنا چاہتی تھی مگر ہادی کی باتیں اور اس کا انداز انارا کو بے بس کر رہا تھا۔وہ اس کے حواسوں پر ہاوی ہو رہا تھا بلکہ وہ اس کے حواسوں پر

ہاوی ہو چکا تھا۔

"میں امید کرتا ہوں کہ آپ اب انکار نہیں کریں گی۔"مسکرا کر کہتا وہ وہاں سے گیا تھا۔

"آپ مجھے صرف ایک فیصد ہی جان سکے ہیں لیکن میں اعتراف کرتی ہوں کہ ایشال کے بعد آپ پہلے شخص ہیں جس نے مجھے کم ازکم ایک فیصد جانا ہے۔"اس کے لبوں پر مسکراہٹ تھی۔ایک زخمی مسکراہٹ...

ایشال کو ذکیہ بیگم نے فون کر کے بلوا لیا تھا،کچھ ہی دیر میں زارون اور داریاء بھی آنے والے تھے۔

"پھر کیا فیصلہ لیا تم نے...؟"ایشال آج یہاں آنے کے لیے بالکل راضی نا تھی کیونکہ اس کی بہن اور ماں تو اس کے زخم دیکھنے کے عادی تھے مگر زارون اور داریاء کے سامنے

وہ اسطرح نہیں آ سکتی تھی مگر ذکیہ بیگم کے بےحد اصرار نے اسے آنے پر مجبور کر دیا تھا۔وہ اپنے سارے بچوں کو آج ساتھ دیکھنا چاہتی تھیں۔ایشال کو یہاں بلانے کا خاص مقصد یہ بھی تھا کہ وہ انارا ہادی کے رشتے پر راضی کر سکے۔ہادی ذکیہ بیگم کو بہت اچھا لگتا تھا۔

"میں شادی نہیں کرنا چاہتی۔"سلاد بناتے اس نے منہ بنائے کہا تھا۔

"اب تو اماں والا مسئلہ بھی حل ہو گیا ہے پھر کیوں انکار کر رہی ہو؟"

"یہ شادی، یہ گھر کے کام مجھ سے نہیں ہوتے۔بس اسی وجہ سے۔"اسے ٹالنے والے انداز میں انارا نے فورا جواب دیا تھا۔

"تمہیں شادی سے ڈر لگتا ہے۔"کھیرا کاٹتے اس کے ہاتھ رکے تھے۔

"جو کچھ ابا اماں کے ساتھ کرتے رہے اور جو کچھ جافر میرے ساتھ کرتے ہیں، تم ڈر گئی ہو انارا!"

"انارا ملک کسی سے نہیں ڈرتی۔"چھری سلیب پر پٹختے وہ چلائی تھی۔

"اکثر لوگ خود کو سچا ثابت کرنے کے چکر میں یوں ہی چلاتے ہیں۔"ایشال ہنسی تھی۔

"اپنی بکواس بند کرو اور جاؤ دفع ہو جاؤ اپنے سسرال..."

غصے سے کہتی وہ کچن سے باہر جانے کے لیے مڑی ہی تھی کہ ایشال کی آواز پر اس کے قدم رکے تھے۔

"اپنا ڈر چھپانے کے لیے تم اس طرح چیختی چلاتی ہو نا...دوسروں کو اپنی زبان سے تکلیف دے کر تم سکون حاصل کرنا چاہتی ہو،مت کرو انارا مت کرو۔"ہادی اسے صرف ایک فیصد جان پایا تھا مگر ایشال اس کی رگ رگ سے واقف تھی۔

"جو کچھ ہم دونوں نے برداشت کیا ہے اس کی سزا دوسروں کو مت دو۔"

"تم چاہتی ہو کہ میں شادی کر لوں تو پھر ٹھیک ہے میں راضی ہوں۔"تیز تیز قدم اٹھاتی وہ اپنے کمرے میں بند ہوئی تھی۔

"لڑکیاں تو ہوتی ہی بوجھ ہیں۔"

"بوجھ کہیں کی..."

"چور نا ہو تو..."

"ڈھیٹ منہ پھٹ..."

"مر کیوں نہیں جاتی تو..."انارا نے بے اختیار گہری سانس خارج کی تھی۔

انارا اور ایشال دونوں ہی بروکن چائلڈ تھے۔دونوں نے اپنی

ساری زندگی وہی سب دیکھا تھا جو اب منال دیکھ رہی تھی۔لیکن فرق صرف یہ تھا کہ دونوں پر اس ماحول کا اثر مختلف ہوا تھا۔ایشال نے خاموش رہنا سیکھ لیا تھا۔وہ

ہر ظلم چپ چاپ برداشت کر لیتی تھی جبکہ انارا نے اپنے اوپر سختی کا کھول چڑھا لیا تھا۔وہ ظلم پر خاموش نہیں بیٹھتی تھی،وہ اگلے انسان کو چیڑ پھاڑنے کا ہنر رکھتی تھی۔دنیا والوں کی نظر میں وہ ایک خودسر،باغی اور بدزبان لڑکی تھی مگر اس کے دل کی حالت سے صرف وہی واقف تھی۔وہ اندر سے بے حد حساس تھی۔

"یہ لیجیے زارون بھائی آپ کی کافی!"انارا نے مسکراتے ہوئے کپ اس کے سامنے رکھا تھا۔

"میں نے خاص طور پر آپ کے لیے بنائی ہے۔"انارا کا یہ خلوص دیکھ زارون کے دماغ نے اسے لال سگنل دیا تھا۔

"پی کر بتائیں نا کیسی بنی ہے؟"اس کے بار بار اصرار کرنے پر وہ یہ تو جان چکا تھا کہ یقینا اس نے کافی میں کچھ ملایا ہے۔

"میرا دل نہیں چاہ رہا۔"وہ ایک پولیس آفیسر تھا،اتنی آسانی سے کیسے اس کی چال میں پھنس سکتا تھا۔

"یہ کیا بات ہوئی زارون بھائی!میں نے سب کے لیے چائے بنائی ہے مگر آپ کے لیے سپیشل کافی بنائی ہے۔اب پینی تو پڑے گی آپ کو۔"زارون بہت برا پھنسا تھا۔سب کے سامنے اگر وہ پھر انکار کرتا تو اس کا امیج سب کی نظروں

میں خراب ہوجانا تھا اور انارا کا اچھا...اور زارون سکندر ایسا کیسے ہونے دے سکتا تھا۔اس نے بدقت مسکراتے ہوئے کافی کا کپ اٹھایا تھا اور اگلے ہی لمحے کپ اس کے ہاتھ سے چھوٹا تھا۔

"اوہ...!"زارون نے یہ سب ایسے کیا تھا جیسے غلطی سے ہوا ہو۔

"کوئی بات نہیں میں دوبارہ بنا دیتی ہوں۔"غصہ تو اسے شدید آیا تھا مگر خود کو کمپوز کرتے وہ فورا مسکرائی تھی۔

"نہیں نہیں!اس تکلف کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔"وہ بھی مسکرایا تھا۔

"تکلف کیسا...؟میں بنا دیتی ہوں نا...!"ان دونوں کا یہ شیریں لہجہ دیکھ داریاء،ذکیہ بیگم،ایشال حتی کہ منال بھی چونک گئی تھی۔

"مجھے بالکل اچھا نہیں لگے گا کہ میری وجہ سے میری پیاری سی بہن کو زحمت ہو۔"وہ جتنا میٹھا بول سکتا تھا بول گیا تھا۔

"بھائی کے کام کرنے میں کیسی زحمت...اور وہ بھی تب جب بھائی اتنا پیارا ہو۔"دونوں بھائی بہن کی محبت دیکھ وہاں موجود سب لوگ ہی عش عش کر اٹھے تھے،اس بات سے انجان کہ اصل میں ان دونوں کے درمیان چل کیا رہا ہے۔

"مجھے بالکل اچھا نہیں لگے گا کہ میرا بھائی بغیر کافی پیے یہاں سے جائے۔"وہ اتنے لاڈ سے کہہ رہی تھی کہ ایک لمحے کے لیے تو زارون بھی شاکڈ ہوا تھا۔

"بھوتنی کہیں کی..."وہ دل ہی دل میں مسلسل انارا کو کوس رہا تھا اور انارا بھی یہی کر رہی تھی۔

"اب میری بہن نے سارا دن اتنی محنت کر کے کھانا بنایا ہے اب مجھے یہ گوارا نہیں کہ میری بہن کچن میں جائے۔"اللہ جانے اس پاگل نے کافی میں کیا ملایا تھا اور اب دوبارہ وہ کیا ملانے کا ارادہ رکھتی تھی۔

"چلو ایک کام کرتے ہیں۔"اس سارے حالات سے نکلنے کا اب ایک ہی راستہ بچا تھا۔زارون نے فورا صوفے پر بیٹھی داریاء کے ہاتھ سے چائے کا کپ پکڑے لبوں سے لگایا تھا۔

"اب تو خوش ہو نا!میں بغیر کچھ پیے یہاں سے نہیں جا رہا۔"اس نے ایک تپا دینے والی مسکراہٹ انارا کی جانب اچھالی تھی جس پر وہ جل بھن گئی تھی۔

"میں نے سنا ہے کہ ایک کپ میں چائے پینے سے محبت بڑھتی ہے۔"زارون نے داریاء کی جانب کپ بڑھائے کہا تھا جس پر وہ نظریں جھکائے بلش کر گئی تھی اور ذکیہ بیگم اور ایشال بھی ہنس دیں تھیں۔

"بھائی نہیں قصائی ہے قصائی..."کچن میں آتے برتن ادھر ادھر پٹختے وہ اپنا غصہ اتار رہی تھی۔

"داریاء کا شوہر ہے میرا تھوڑی کچھ لگتا ہے۔اماں ایسے کیسے اسے میرا زبردستی بھائی بنا سکتی ہیں؟ سمجھتے کیوں نہیں ہیں یہ لوگ....؟۔"پتیلی مانجھتے وہ اپنا غصہ اتار رہی تھی۔انارا نے کافی میں جمال گوٹا ملایا تھا مگر زارون نے اسے ناپی کر اس کے سارے پلین اور ارمان پر پانی پھیر دیا تھا۔

"ایشال...!"وہ صحن میں موجود تھی جب زارون نے اسے پیچھے سے پکارا تھا۔اس نے اپنے بھرے ہوئے وجود کو چادر سے ڈھانپ رکھا تھا۔

"جی...!"وہ مسکرائی تھی۔

"آپ ٹھیک ہیں؟"

"جی..."وہ تھوڑا تذبذب کا شکار ہوئی تھی۔وجہ سوال نہیں بلکہ زارون کا لہجہ تھا۔

"میں آپ کو صرف بہن کہتا ہی نہیں ہوں بلکہ سمجھتا بھی ہوں۔اگر آپ کو کبھی میری مدد کی ضرورت ہو تو آپ بلاجھجک کہہ سکتی ہیں۔"

"بہت شکریہ آپ کا زارون!مگر آپ یہ سب کیوں کہہ رہے ہیں؟الحمداللہ میں بالکل ٹھیک ہوں اور خوش بھی..."دھیمی سی مسکان کے ساتھ ایشال نے زارون کو یقین دلایا تھا۔

"چلیں یہ تو بہت اچھی بات ہے،بس اگلی بار میک اپ کرتے تھوڑا خیال رکھیں گا آپ کی آنکھوں کے گرد کے حلقے اور ماتھے پر نیل کا نشان ٹھیک سے چھپا نہیں ہے۔"ایشال کا دل ایکدم ہی بند ہوا تھا،اس نے تو پورے دو گھنٹے لگا کر یہ نشان چھپائے تھے مگر زارون کی زیرک نگاہوں سے کچھ چھپا نہیں رہ سکا تھا۔

"میں ہر حال میں آپ کا ساتھ دوں گا بس آپ کو تھوڑی ہمت کرنی ہو گی۔"اس کے سر پر ہاتھ رکھے زارون نے بہت احترام اور اپنائیت سے کہا تھا جس پر ایشال کی آنکھیں فورا ہی نم ہوئی تھیں۔اسے یہ تحفظ اور احساس آج سے پہلے کسی نے محسوس نہیں کروایا تھا۔

"خوش رہیں۔"وہ کہتے ساتھ ہی آگے بڑھا تھا۔ایشال نے مسکرا کر اپنے آنسو صاف کیے تھے۔زارون پہلے بھی بہت بار ڈھکے چھپے الفاظ میں اسے مدد کا کہہ چکا تھا،مگر اس کے لیے ہمت ایشال کو ہی دکھانی تھی اور وہ چاہ کر بھی ہمت نہیں دکھا پا رہی تھی۔

"ایشال آپی کتنی پیاری لگ رہی تھیں نا...؟میں نے شاید انہیں پہلی بار اتنا تیار دیکھا ہے مگر خیر جو بھی تھا وہ لگ بہت پیاری رہی تھیں۔"زارون اپنی سمجھدار بیوی کو

سراہے بنا نا رہ سکا تھا۔

"اور سچی بتاؤں میں تو اتنی خوش ہوں نا کہ تمہارے اور انارا آپی کے درمیان سب ٹھیک ہو گیا ہے۔"وہ ایسے آکسائیٹڈ ہو رہی تھی جیسے اس کی کوئی بہت بڑی لاٹری لگ رہی ہو۔

"تم دونوں کے درمیان کی محبت دیکھ میرا شدت سے دل چاہا کہ میرا بھی کوئی بھائی ہوتا۔"زارون نے افسوس سے اس معصوم سی گڑیا کی طرف دیکھا تھا۔کتنا آسان تھا نا اسے بیواقوف بنانا...

"چلو اب بند کرو اپنا یہ میکہ نامہ۔"زارون نے اسے اپنی طرف کھینچتے کہا تھا۔

"مجھے بہت ضروری بات کرنی ہے تم سے۔"اس کے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں تھامتے وہ بے حد سنجیدگی سے گویا ہوا تھا۔

"سب ٹھیک تو ہے؟"اس کے چہرے پر اس قدر سنجیدگی دیکھ داریاء کو تشویش ہوئی تھی۔

"میری کانچ کی گڑیا بہت بہادر ہے نا...!"زارون نے اپنا ماتھا اس کے ماتھے سے مس کرتے کہا تھا۔

"زارون کیا ہوا ہے؟"وہ اس کے اس انداز پر بہت گھبرا گئی تھی۔

"کچھ دنوں سے میری طبیعت کچھ خراب تھی پھر میں نے سوچا کہ ٹیسٹ کروا لوں۔کل میں نے کچھ ٹیسٹ کروائے تھے اور آج صبح ہی رپورٹس آئی ہیں،مجھے ایک بیماری

ہو گئی ہے جس کا علاج ممکن نہیں ہے۔"اس نے نہایت دھیمے لہجے میں ٹھہر ٹھہر کر کہا تھا۔

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو زارون؟"وہ رو دی تھی۔

"داریاء تمہیں بہادر بننا ہو گا،دنیا کا مقابلہ کرنا سیکھو تمہیں میرے بغیر رہنا سیکھنا ہو گا۔"

"میں نہیں رہ سکتی تمہارے بغیر..."اس کے سینے سے لگی وہ ہچکیوں سمیت رو دی تھی۔

"کوئی تو علاج ہو گا نا اس بیماری کا؟"فورا ہی داریاء نے سر اٹھائے ایک آس سے زارون کی جانب دیکھا تھا۔

"ہاں ایک علاج ہے تو سہی!"زارون نے ایک سرد آہ بھری تھی۔

"کیا...؟"وہ فورا بولی تھی۔

"میں جب رپورٹ ڈاکٹر کے پاس لے کر گیا نا تو..."لب دبائے وہ ایک لمحے کے لیے رکا تھا۔

"تو کیا زارون...؟"داریاء کی تو سانس ہی رکی ہوئی تھی۔

"تو ڈاکٹر نے کہا کہ اگر میری بیوی دن میں دس دفعہ مجھ سے محبت کا اظہار کرے اور میری خدمت کرے تو پھر میں ٹھیک ہو سکتا ہوں۔"ہونٹوں پر مسکراہٹ در آئی تھی۔کچھ دیر بے یقینی سے اسے دیکھنے کے بعد داریاء نے ایک زور دار پنچ اس کے پیٹ میں مارا تھا۔

"جھمکے چور،رشوت خور...!"وہ غصے سے پیر پٹختی کمرے میں گئی تھی۔

"ہائے...!"وہ تو جیسے اس کی ہر ادا پر ہی فدا تھا۔

"زری یہ ٹھیک نہیں ہے۔"داریاء اور زری کی بہت گہری دوستی ہو چکی تھی اور وہ دونوں ہی ہر دوسرے دن ایک دوسرے سے ملنے جاتیں تھیں۔آج داریاء اس سے ملنے

اس کے فلیٹ پر گئی تھی تب ہی اس کی نظر ایک ڈریس پر پڑی وہ ڈریس کافی بولڈ تھا مگر داریاء کو کافی پسند آیا تھا اور اس نے تعریف بھی کی تھی۔اب زری اسے بار بار وہ ڈریس پہننے پر مجبور کر رہی تھی۔

"ایک بار پہن کر دیکھنے میں کیا حرج ہے۔"وہ بضد تھی۔

"میں اس قسم کے کپڑے نہیں پہنتی۔اور اگر زارون کو پتا چل گیا نا تو وہ تو میری جان ہی لے لے گا"وہ ایک نہایت ہی چست قسم کی میکسی تھی۔جس سے جسم صاف واضح ہوتا تھا اور گلا بھی بہت ڈیپ تھا جس وجہ سے داریاء مسلسل انکار کر رہی تر تھی۔

"اتنا ڈرتی ہو اس سے؟"وہ اس کا مذاق اڑا رہی تھی۔

"شوہر ہے میرا!میں اس کی بات کیوں نہیں مانوں گی۔"داریاء نے برا منایا تھا۔

"جو بھی ہے تمہیں ایک بار تو یہ ڈریس پہننا ہی پڑے گا ورنہ میں ناراض ہو جاؤں گی۔"مزید چند منٹوں کی محنت کے بعد زری نے داریاء کو راضی کر ہی لیا تھا۔

"یہ بہت عجیب لگ رہا ہے۔"وہ کبھی اپنے برہنہ بازوں کو ڈھانپنے کی کوشش کر رہی تھی تو کبھی اس ڈیپ گلے کو چھپانے کی۔

"بالکل بھی عجیب نہیں لگ رہا،ایسا لگ رہا ہے جیسے یہ بنا ہی تمہارے لیے ہے۔"اس کے بال کرل کرنے کے بعد اب وہ اس کا میک اپ کر رہی تھی۔

"یہ سب کرنا ضروری ہے؟"داریاء نے معصومیت سے زری کی طرف دیکھا تھا۔وہ زری کو ناراض نہیں کرنا چاہتی رھی۔

"بہت ضروری ہے۔"اسے تیار کرتے زری نے اپنا موبائل اٹھایا تھا۔

"ایک تصویر تو بنتی ہے۔"موبائل اٹھائے وہ داریاء کی جانب بڑھی تھی۔

"نہیں مجھے کوئی تصویر نہیں بنوانی۔"وہ بالکل بھی اچھا محسوس نہیں کر رہی تھی۔

"میں تمہیں اپنی دوست کم اور بہن زیادہ مانتی ہوں لیکن شاید تم تو مجھے غیر سمجھتی ہو۔"زری نے روہانسی آواز میں کہا تھا۔

"نہیں نہیں!ایسی بات نہیں ہے۔تم بنا لو تصویر مگر پلیز اسے ڈیلیٹ کر دینا۔"اس نے بالکل سادہ زندگی گزاری تھی،وہ لوگوں کی فطرت نہیں سمجھ سکتی تھی۔

"ہاں ہاں میں ڈیلیٹ کر دوں گی۔"زری نے مسکراتے ہوئے مختلف اینگلز سے اس کی کچھ تصاویر بنائی تھیں۔

داریاء کے جانے کے بعد اس نے کسی کو فون ملایا تھا۔

"آپ کا کام ہو گیا ہے۔"اس نے فون پر کسی سے کہا تھا۔

"شک...؟نہایت بیوقوف عورت ہے۔اسے کبھی سمجھ نہیں آئے گی کہ اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔"دوسری طرف موجود شخص کی بات کے جواب نے زری نے طنزاً کہا تھا۔

"مجھے اے۔ایس۔پی کی بربادی چاہیے۔"غصے سے بھری ہوئی آواز سپیکر سے گونجی تھی۔

"فکر مت کیجیں جناب!اسے برباد کیے بغیر میں یہاں سے کہیں نہیں جاؤں گی۔"

"وہ تصویر تو اس بیوقوف نے وہاں سے اتار دی تھی مگر اب میں اس گھر تک اتنی سرایت حاصل کر چکی ہوں کہ دوبارہ ایسی کوئی ڈیوائس لگانے کی ضرورت نہیں ہے۔"اس نے مقابل کی ایک اور بات کا جواب دیا تھا۔کچھ دیر بات چیت کے بعد زری نے فون بند کیا تھا۔اب وہ داریاء کی تصویریں دیکھ رہی تھی۔

"Poor Girl"

وہ ہنسی تھی۔

"جتنی محبت زارون تم سے کرتا ہے نا اب اتنی ہی نفرت کرے گا۔"اس نے حقارت سے اس کی تصویریں دیکھے فون بند کیا تھا۔

انارا اور ہادی کی ایک چھوٹی سی رسم کی گئی تھی۔جس کے دوسرے دن وہ ہادی کے بے حد اصرار پر اس سے ملنے آئی تھی۔وہ ایک مڈل کلاس فیملی سے تعلق رکھتا تھا اور انارا کی بھی کوئی خاص ڈیمانڈ نہیں تھی۔

اس کا بائیک راستے میں ہی پنچر ہو گیا تھا اور وہ اسے اب دکان پر بنوانے آیا تھا۔ساتھ ہی موجود ایک ڈھابے پر وہ دونوں بیٹھ گئے تھے۔انارا نہایت خطرناک تاثرات سے اسے گھور رہی تھی۔

"انارا جی!کسی کی بھی قسم اٹھوا لیں میں نے جان بوجھ کر بائیک پنچر نہیں کیا۔"ہادی کی اس قدر معصومیت پر ناچاہتے ہوئے بھی وہ ہنس دی تھی۔

"آپ بہت عجیب ہیں۔"ہنسنے کی وجہ سے اس کے دائیں گال پر گڑھا ابھرا تھا۔ہادی کے دل نے فورا ایک بیٹ مس کی تھی۔

"جو بھی ہوں اب آپ کا ہوں۔"اس کی ہنسی کو فورا بریک لگی تھی۔اس نے نظر اٹھا کر ہادی کی جانب دیکھا تھا۔اس کے چہرے کی وجاہت اور کشش نے اسے نظریں چرانے پر

مجبور کر دیا تھا۔

"چور کہیں کے۔بتا کہاں ہیں میرے پیسے؟"ایک آواز نے ان دونوں کی توجہ اپنی جانب مبذول کی تھی۔

پنچر کی دکان پر ایک شخص نو سے دس سال کے بچے کو ایک ڈنڈے سے بری طرح مار رہا تھا۔یقینا وہ شخص وہاں کا مالک تھا اور وہ بچہ اس جگہ کام کرتا تھا۔وہ بچہ مسلسل روتے ہوئے اپنی بے گناہی کا یقین دلا رہی تھا مگر وہ ظالم شخص اس پر ڈنڈے برساتا ہوا بار بار اسے چور کہہ کر

پکار رہا تھا اور ساتھ ہی ساتھ پیسوں کا تقاضہ بھی کر رہا تھا۔

"چور کہیں کی بتا میرے پیسے کہاں ہیں؟"انارا کو ٹھنڈے پسینے آنے لگے تھے۔

"بول کہاں ہیں میرے پیسے؟"وہ گہری گہری سانسیں لینے لگی تھی۔

"دادی اسے نا مارے اس کا کوئی قصور نہیں ہے۔"ایشال نے روتے ہوئے منت کی تھی۔

"پیچھے ہٹ...!"ایک زوردار ڈنڈا ایشال کو لگا تھا۔وہ دبک کر پیچھے ہٹی تھی جبکہ انارا نے سرخ آنکھوں نے اپنی دادی کی طرف دیکھا تھا۔

"میری بہن کو ہاتھ مت لگانا!"ان کے ہاتھ سے ڈنڈا لیتے اس نے ایک ہی بار میں اسے توڑ دیا تھا۔وہ بچپن سے ہی عام لڑکیوں جیسی نہیں تھی۔

"تیری تو..."پروین بیگم نے بستر کے نیچے سے ایک اور ڈنڈا نکال انارا کو مارا تھا۔وہ ڈنڈا پہلے سے بھی زیادہ بڑا اور بھاری تھا۔وہ ایک کے بعد ایک ضرب اس پر لگا رہی تھیں اور وہ خاموشی سے ہاتھ باندھے کھڑی مار کھا رہی تھی۔ایشال روتے ہوئے اپنی ماں کو بلانے گئی تھی۔

"میں کہتی ہوں رو..."وہ پروین بیگم کی آنکھوں میں اپنی سرخ آنکھیں ڈالے چپ چاپ مار کھا رہی تھی۔ذکیہ بیگم اور ایشال نے پروین بیگم کی بہت منتیں کی تھیں مگر آج وہ

انارا کی آنکھوں میں خوف کے ساتھ ساتھ آنسو بھی دیکھنا چاہتی تھیں۔

"روتی کیوں نہیں ہے ڈھیٹ!"مارتے مارتے وہ تھک چکی تھیں اور اب بری طرح ہانپ رہی تھیں۔تھک ہار کر انہوں نے ایک آخری ضرب لگائی تھی۔ڈنڈا ٹوٹ کر دو حصوں میں تقسیم ہو چکا تھا۔لال آنکھوں سے ایک مسکراہٹ ان کی جانب اچھالے وہ سر جھٹکتی وہاں سے گئی تھی۔پروین بیگم،ذکیہ بیگم یہاں تک کہ ایشال بھی اس کے انداز پر دنگ رہ گئے تھے۔

اپنا بچپن یاد کرتے وہ ایکدم اٹھی تھی۔وہ تیز تیز قدم اٹھاتی غصے سے اس شخص کے پاس پہنچی تھی۔ہادی بھی اس کے پیچھے آیا تھا۔ایکدم سے اس کے ہاتھ سے ڈنڈا جھپٹتے انارا نے اندھا دھند اس شخص کی پٹائی شروع

کی تھی۔

"شرم نہیں آتی بچے پر ہاتھ اٹھاتے ہوئے..."ہادی اس کی اس حرکت پر بوکھلا گیا تھا۔اس نے آگے بڑھ کر اسے روکنے کی کوشش کی تھی مگر انارا صاحبہ کے تو سر پر اس وقت خون سوار تھا۔

وہ جسمانی طور پر اس ہٹے کٹے شخص سے کمزور تھی مگر اپنے رعب اور دبدبے کی وجہ سے وہ اس پر ھاوی ہو گئی تھی۔

"جب وہ کہہ رہا ہے کہ اس نے چوری نہیں کی تو نہیں کی۔"ہادی نے بہت مشکل سے انارا کو سنبھالا تھا۔اب وہ انارا کو لے کر وہاں سے گیا تھا۔

"آپ کا دماغ ٹھیک ہے؟"اسے غصہ آیا تھا۔

"نہیں خراب ہے بہت زیادہ خراب ہے۔ابھی بھی وقت ہے بھاگ جاؤ چلے جاؤ۔"وہ اس وقت شدید غصے میں تھی۔

"میں کہیں نہیں جا رہا اور آپ کو چھوڑ کر میں کبھی کہیں نہیں جاؤں گا۔"اسے شانوں سے تھامتے ہادی نے اسے یقین دلایا تھا۔

"بے وفائی تو نہیں کرو گے؟"وہ اس کی محبت کے آگے ہار گئی تھی۔

"کبھی نہیں...!"ایک لمحے کے لیے وہ دونوں ہی ایک دوسرے میں کھو گئے تھے۔

"چلیں...؟"تھوڑا سنبھلتے ہادی نے بائیک سٹارٹ کی تھی۔انارا مسکراتے ہوئے اس کے پیچھے بیٹھی تھی۔

"اماں اماں جلدی سے منہ کھول..."گھر میں داخل ہوتے ہی انارا بھاگتی ہوئی اندر گئی تھی اور اس نے خوشی خوشی ذکیہ بیگم کا منہ میٹھا کروایا تھا۔

"ارے پر ہوا کیا ہے؟"اپنی بیٹی کی خوشی دیکھ وہ حیران ہوئی تھیں۔

"ایک بہت بڑی کمپنی میں نوکری لگ گئی ہے تیری بیٹی کی،اب یہ ٹکے ٹکے کی نوکری نہیں کرنی پڑے گی مجھے!"وہ خوشی سے ان کے گلے لگی تھی۔

"ماشاءاللہ!"خوشی کی وجہ سے ذکیہ بیگم کی آنکھیں نم ہوئیں تھیں۔

"دن پھر گئے ہمارے اماں۔"انارا کے پیر آج زمین پر نہیں ٹک رہے تھے۔وہ نجانے کتنے عرصے سے ایک اچھی نوکری تلاش کر رہی تھی اور آج بالآخر اسے ایک ملٹی نیشنل کمپنی میں

جاب مل ہی گئی تھی۔

"تنخواہ کتنی ہو گی؟"ذکیہ بیگم نے آنکھیں پھیلائے پوچھا تھا۔

"پہلے سے تین گنا زیادہ!"ذکیہ بیگم نے اس کی بلائیں لیں تھیں۔

"بس اب اپنی تنخواہ سے نا تو اپنا جہیز بنانا۔ویسے تو میں نے تیرے لیے بہت کچھ بنایا ہے مگر پھر بھی کم ہے۔"ذکیہ بیگم کی بات پر انارا نے کڑوے بادام جیسا منہ بنایا تھا۔

"پہلی تنخواہ پر میں سکوٹی لوں گی اور پھر ان شاء اللہ ہیوی بائیک..."ذکیہ بیگم نے ایک زوردار مکہ اس کی کمر میں جڑا تھا۔

"کتنی دفعہ کہا ہے میں نے تجھ سے کہ یہ لڑکوں والے شوق اپنے دماغ سے نکال دے۔"

"اماں!آج کل نا لڑکیاں بھی وہ سارے کام کرتی ہیں جو لڑکے کرتے ہیں۔"اسے لگا تھا کہ کم از کم آج تو اس کی ماں اس سے خوش ہو گی، مگر نہیں اسے تو آج بھی مار ہی پڑی تھی۔

"وہ تو ہوتی ہی بے حیا لڑکیاں ہیں۔اب کیا تو بھی مرد کی برابری کرے گی؟"

"اماں بات برابری کی نہیں ہے۔بات مجبور کی ہے۔میں مانتی ہوں کہ کچھ لڑکیاں شوق کے طور پر وہ سارے کام کرتی ہیں جو لڑکے کرتے ہیں مگر اکثریت کی مجبوری ہوتی ہے۔

میں روز بسوں میں دھکے کھاتی ہوں اور روز نجانے کتنی نگاہوں کا سامنا کرتی ہوں۔اب اگر اپنی سواری ہو گی تو کم از کم کچھ تو آسانی ہو گی نا..."

"جب تو آوارہ لڑکیوں کی طرح بائیک چلائے گی تو لوگ تجھے نہیں دیکھیں گے کیا؟"وہ اپنی بات پر ڈٹی ہوئیں تھیں۔

"اُف اماں!جب پیسے آئیں گے تو گاڑی بھی لے لیں گے فلحال جو لے سکتے ہیں وہ تو لے لے نا!"ہاتھ جھلاتے وہ تیزی سے اپنے کمرے کی جانب بڑھی تھی۔مزید کوئی بھی طعنہ سننے کی اس میں سکت نا تھی۔

رات گیارہ بجے کے قریب ایشال کی طبیعت خراب ہوئی تھی۔جافر اور ساجدہ بیگم اسے فوراً ہسپتال لے کر گئے تھے۔ساجدہ بیگم اپنے پوتے کی سلامتی کے لیے مسلسل تسبیح کر رہی تھی۔ڈاکٹر کے آتے ہی دونوں ماں بیٹا اس طرف متوجہ ہوئے تھے۔

"آپ کی وائف کی حالت بہت کریٹیکل ہے،ہم ماں اور بچے میں سے کسی ایک کو ہی بچا سکتے ہیں۔آپ فیصلہ کر لیں کہ آپ کس کو بچانا چاہتے ہیں۔پیپرز جافر کو تھمائے ڈاکٹر

وہاں سے چلی گئی تھی۔

"ایشال...!"جافر نے ایشال کو بچانے کا فیصلہ کیا تھا۔اس سے پہلے کہ وہ سائن کرتا ساجدہ بیگم نے اسے روکا تھا۔

"پاگل مت بن!ہمیں اپنی نسل کو آگے بڑھانے کے لیے وارث چاہیے۔بیویاں تو اور بھی آ سکتی ہیں۔"انہوں نے سفاکی سے کہا تھا۔

"لیکن اماں..."اس کے کچھ کہنے سے پہلے ہی ساجدہ بیگم نے اسے خاموش کروا دیا تھا۔کچھ دیر بعد ڈاکٹر پھر ان کی طرف آئی تھی۔

"تو کیا فیصلہ کیا آپ نے...؟"

"آپ بچے کو بچائیں گا۔"جافر کی بات پر ڈاکٹر نے ایک افسوس بھری نگاہ ان دونوں پر ڈالی تھی اور آگے بڑھ گئی تھی۔

انارا اور ذکیہ بیگم کو بہت دیر سے اطلاع دی گئی تھی۔اطلاع ملتے ہی وہ دونوں فورا ہسپتال پہنچی تھی۔ابھی وہ

آپریشن تھیٹر کے باہر ہی پہنچی تھیں کہ ڈاکٹر اندر سے باہر آئی تھی۔

"آپ کے ہاں بیٹا ہوا ہے مگر آئی ایم سوری ہم آپ کی وائف کو نہیں بچا سکے۔"انارا اور ذکیہ بیگم کے تو جیسے پیروں تلے زمین ہی نکل گئی تھی۔ذکیہ بیگم اپنی جوان بیٹی کی موت پر غم سے نڈھال تھیں اور انارا بھی بالکل ٹوٹ چکی تھی۔ایشال نے ایک جنگ تو جیت ہی لی تھی۔وہ ایک بیٹے کی ماں بن گئی تھی مگر اس سب میں وہ اپنی زندگی کی بازی ہار گئی تھی۔

جنازہ سامنے پڑا تھا۔سارا گھر لوگوں کے ہجوم سے بھرا ہوا تھا۔ذکیہ بیگم کی حالت بہت خراب تھی۔انارا اپنی بہن کی میت کے پاس خاموش سر جھکائے بیٹھی تھی۔

"میری بچی...!"ذکیہ بیگم ڈھاریں مار مار کر رو رہیں تھیں۔داریاء نے بہت مشکل سے انہیں سنبھالا ہوا تھا۔

"بس کر دے اماں!چپ ہو جا...!"وہ جو کب سے خاموش بیٹھی تھی ایکدم ہی اپنا ضبط کھوئے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

"کیوں رو رہی ہے تو...؟تجھے تو خوش ہونا چاہیے بلکہ مٹھائیاں بانٹنی چاہیے۔"سب ہی اس کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔

"مبارک ہو اماں!بہت بہت مبارک ہو۔تیری بیٹی نے اپنا گھر بسا لیا۔وہ قبر تک پہنچ گئی مگر اس نے طلاق نہیں لی۔"شکست خور حالت میں وہ واپس ایشال کے پاس بیٹھ گئی تھی۔ذکیہ بیگم پہلے ہی غم سے نڈھال تھیں اور انارا

کی باتوں نے ان کا کلیجہ چھلنی کر دیا تھا۔

"اٹھو ایشال!دیکھو تمہارا بیٹا ہوا ہے۔مبارک ہو تمہیں تم ایک بیٹے کی ماں بن گئی ہو۔"اس کی میت کے پاس بیٹھے وہ رو دی تھی۔وہ آج تک کبھی نہیں روئی تھی مگر ایشال

کی موت نے انارا ملک کو توڑ کر رکھ دیا تھا۔

"خود کو سنبھالیں انارا آپی!"داریاء نے اسے سنبھالا تھا اور وہ بھی اس کے گلے لگ کر ہچکیوں سمیت رو دی تھی۔

جنازے کے بعد انارا ذکیہ بیگم منال اور ایشال بیٹے کو لیے اپنے گھر گئی تھی۔وہ کہیں نا کہیں ایشال کی موت کا ذمہ دار جافر اور ساجدہ بیگم کو ٹھہرا رہی تھی۔داریاء کچھ دن ذکیہ بیگم کے گھر میں ہی ٹھہری تھی۔اس نے ہی ہمت کر

کے سارے گھر اور گھر والوں کو سنبھالا تھا۔منال کا اپنی ماں کی جدائی پر بہت برا حال تھا۔داریاء نے ہی اسے بھی سنبھالا تھا۔

"یہ سب اس جافر کی وجہ سے ہوا ہے۔"انارا کی ایک ہی رٹ تھی۔

"ڈیلوری کے وقت اکثر عورتیں اپنی جان سے جاتی ہیں اس میں ان کا کیا قصور...؟"ایشال کی وفات کو کچھ دن گزر چکے تھے اور انارا بار بار جافر کو ہی قصوروار ٹھہرا رہی تھی مگر ذکیہ بیگم کو اپنی بیٹی کی اس بات کی بالکل سمجھ نا آئی تھی۔

"ایشال کو یہاں تک پہنچانے میں تو ان ہی لوگوں کا ہاتھ ہے نا!بار بار بیٹے کا تقاضہ کرنا اس کو ذلیل کرنا،اسے مارنا...ان ہی لوگوں نے اسے قبر تک پہنچایا ہے۔"

"جافر بھائی ایشال آپی پر ہاتھ اٹھاتے تھے؟"حیرت کے مارے داریاء کا منہ کھل گیا تھا۔انارا اور ذکیہ بیگم دونوں نے ہی نظریں چرائی تھیں۔

"مجھے تو یقین ہی نہیں آ رہا کہ جافر بھائی ایشال آپی کو مارتے تھے۔"وہ جب سے گھر واپس آئی تھی اس کی ایک ہی

رٹ تھی۔

"مجھے پہلے ہی اندازہ تھا۔"زارون نے افسوس سے سر ہلایا تھا۔

"تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا اور تم نے جافر بھائی کے خلاف کیوں کچھ نہیں کیا؟"وہ شکوہ کر رہی تھی۔

"میں تمہیں کیا بتاتا جب مجھے خود سہی سے کچھ نہیں پتا تھا اور ایکشن تو میں تب لیتا نا جب ایشال مجھے کچھ کہتی۔"اس نے ڈھکے چھپے الفاظ میں کئی بار ایشال سے پوچھنے کی کوشش کی تھی مگر اس نے زارون کو کچھ نہیں بتایا تھا۔

"زارون تم تو مجھ پر کبھی ہاتھ نہیں اٹھاؤ گے نا...؟"داریاء نے معصومیت سے پوچھا تھا۔

"میں ایسا سوچ بھی نہیں سکتا۔"وہ مسکرا دیا تھا۔

"عورت پر ہاتھ اٹھانا مردانگی نہیں بزدلی ہے۔اچھا چلو یہ بتاؤ کہ اسلام میں مرد کو عورت پر فضیلت کیوں حاصل ہے؟"اسے پلنگ پر اپنے پاس بٹھاتے زارون نے اس کا ہاتھ تھامے پوچھا تھا۔

"مطلب...؟"دارياء کو اس کی بات کی سمجھ نہیں آئی تھی۔

"تم نے کبھی یہ سوچا ہے کہ آخر کس بنیاد پر مرد کو عورت پر فضیلت حاصل ہے؟"زارون نے مسکرا کر ایک بار پھر پوچھا تھا۔اس کا کنفیوژ چہرہ دیکھ زارون نے خود ہی جواب دیا تھا۔

"Physical Power...!"

"مرد کو عورت پر فضیلت صرف جسمانی طاقت کی وجہ سے حاصل ہے۔اسے جسمانی طور پر عورت سے مضبوط بنایا گیا ہے تا کہ وہ اس کی حفاظت کر سکے۔اسے سربراہ بنایا

گیا ہے تا کہ وہ انصاف کر سکے۔اسے اتنا مضبوط بنایا گیا ہے کہ وہ دنیا فتح کر سکے۔لیکن اکثر مرد اپنی طاقت کے نشے میں اتنے دھت ہو جاتے ہیں کہ وہ اس طاقت کا نا جائز فائدہ اٹھاتے ہیں اور اپنی بیوی،ماں،بہن،بیٹی کو ذلیل کرتے

ہیں۔اور کچھ حضرات تو اپنے خاندان کی عورتوں کی تو عزت کرتے ہیں مگر دوسری عورتوں کی ان کی نظر میں کوئی وقت نہیں ہوتی اور میری نظر میں ایسے مرد مرد کہلانے کے قابل ہی نہیں ہیں۔"اس کی بات سمجھتے داریاء نے مسکرا کر اس کے کندھے پر سر رکھا تھا۔

"تو اس کا مطلب کہ تم اصلی مرد ہو؟"زارون نے مسکرا کر اس کے گرد بازو پھیلایا تھا۔

"یہ تو تم بتاؤ نا کہ میں اصلی مرد ہوں یا نہیں!ایک شخص کیسا ہے یہ تو صرف اس کی بیوی ہی بتا سکتی ہے۔"اس کے سر پر بوسہ دیے زارون نے اس کی ٹھوڑی اوپر کیے مسکرا کر پوچھا تھا۔

"تم ایک اچھے شوہر ہو۔"داریاء نے نظریں جھکائے اعتراف کیا تھا۔

"بس اچھا...؟"وہ شکوہ کر رہا تھا۔

"تم بہت زیادہ اچھے ہو۔میں کیسی ہوں؟"اس نے جھٹ سے پوچھا تھا۔

"تم...!"اس کے چہرے کو بغور دیکھتے وہ ایک لمحے کے لیے سوچ میں پڑ گیا تھا۔

"تم بھی اچھی ہی ہو۔"زارون نے جیسے اس پر احسان کرتے ہوئے کہا تھا۔

"زارون...!" داریاء نے منہ بسورے شکوہ کیا تھا۔

"دیکھو اگر تم چاہتی ہو کہ میں تمہاری تعریفوں کے پل باندھو تو یہ ناممکن ہے مجھے بس تمہاری آنکھیں پسند ہیں۔" اس نے شرارت سے کہا تھا۔

"میری آنکھوں میں ایسا کیا خاص ہے؟" اس کی باقی تمام فضول باتوں کو نظرانداز کرتے داریاء نے اپنے مطلب کا سوال پوچھا تھا۔شاید اسی بہانے وہ اس کی کچھ تعریف کر دے۔

"تمہاری آنکھوں میں میں بآسانی اپنا عکس دیکھ سکتا ہوں۔میں بآسانی دیکھ سکتا ہوں کہ میں کتنا ہینڈسم دکھ رہا ہوں۔مجھے آئینہ دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

"جھمکے چور،رشوت خور...!" اسے پیچھے دھکیلتے وہ غصے سے اٹھی ہی تھی کہ زارون نے اس کا ہاتھ تھاما تھا۔

"ایک شعر لکھا ہے میں نے تمہارے لیے۔" داریاء نے بےزاریت سے آنکھیں گھمائی تھیں۔وہ اس کی اس بے تکی شاعری سے بہت تنگ تھی اور تو اور وہ اسے منع بھی نہیں کر سکتی تھی وہ اپنے شوہر کی فطرت سے اچھی طرح واقف تھی

وہ شعر سنا کر ہی دم لیتا تھا۔

"تو عرض کیا ہے۔"زارون بھی کھڑا ہوا تھا۔

"ارشاد..."اس نے بہت بے دلی سے کہا تھا۔

"آگ تھے ابتدائے عشق میں ہم

اب جو ہیں خاک انتہا ہے یہ"

زارون نے سوالیہ نظروں سے داریاء کی جانب دیکھا تھا۔اب وہ تعریف سننا چاہتا تھا۔

"یہ شعر میر تقی میر کا ہے۔"داریاء نے دانت پیستے ہوئے کہا تھا۔

"جس کا بھی ہے تم جذبات دیکھو نا!اور ایک بات بتاؤ تم نے کیا ساری شاعری کی کتابیں پڑھ رکھی ہیں؟"زارون نے سوچ لیا تھا وہ اگلی بار ایسا شعر ڈھونڈ کر لائے گا کہ داریاء نا صرف خوش ہو گی بلکہ اسے پتا بھی نہیں چلے گا کہ شعر کس کا ہے۔

"ارے اسے کیوں اٹھا لایا ہے اسے وہی چھوڑ دیتا نا!"جافر کی گود میں رافع کو دیکھ ساجدہ بیگم نے ناگواری سے کہا تھا۔

"اماں! تجھے ہی شوق تھا پوتے کا... اب سنبھال اسے۔" رافع انارا کے پاس ہی رہتا تھا۔ ساجدہ بیگم اور ان کی دونوں بیٹیوں نے اس کی دیکھ بھال کرنے سے صاف انکار کر دیا تھا۔

"ہاں میرا پوتا ہے، میری جان ہے مگر ابھی بہت چھوٹا ہے۔ میری بوڑھی ہڈیوں میں اتنا دم نہیں کہ میں اسے سنبھال سکوں۔ اسے انارا کے پاس ہی چھوڑ آ۔" انہوں نے صاف

لفظوں میں انکار کر دیا تھا۔

"اچھا کچھ کھانے کے لیے ہی دے دے۔"

"بازار سے لے آ کچھ، میں نے کچھ نہیں بنایا۔"

"اماں میں روز روز بازار کا کھانا کھا کر تھک چکا ہوں۔ اور تجھے تو پتا ہے کمپنی کے حالات کا... دیوالیہ ہوا ہے۔ پچھلے مہینے تو آدھی تنخواہ ملی تھی اور اس مہینے تو تنخواہ ملنے کے کوئی آثار نظر ہی نہیں آ رہے۔"

"یہ سب کچھ اس منحوس کی وجہ سے ہوا ہے۔ خود تو مر گئی مگر اپنی منحوسیت چھوڑ گئی۔" وہ ابھی بھی ایشال کو ہی قصوروار ٹھہرا رہی تھیں۔

"بس کر دے اماں! اب تو بخش دے اسے، جو بھی تھا کم از کم مجھے کھانا وقت تو ملتا تھا اور گھر کی حالت دیکھ۔ ایشال کے ہوتے ہوئے کیا یہ گھر ایسا تھا؟" انسان بہت بے قدرا ہوتا ہے جب اس کے پاس قیمتی چیز ہوتی ہے تو وہ اس کی قدر نہیں کرتا اور جب اس سے وہ چیز چھن جائے تو اسے شدت سے اس کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

"بس میں نے سوچ لیا ہے چالیسویں کے دوسرے دن ہی میں تیری دوسری شادی کروا دوں گی۔"

"کیا...؟" جافر کو اپنی ماں کی دماغی حالت پر شبہ ہوا۔

"ہاں تو اور نہیں تو کیا، یہ گھر کے کام مجھ سے نہیں ہوتے اور تیرے بچے ابھی چھوٹے ہیں انہیں کون سنبھالے گا؟"

"مگر اماں...!"

"اگر مگر کچھ نہیں! میں نے تو تیرے لیے لڑکی بھی ڈھونڈ لی ہے۔ خوبصورت بھی ہے اور کنواری بھی!"

"کون...؟"وہ جاننا چاہتا تھا کہ آخر اس کی ماں نے کون سی لڑکی ڈھونڈھی تھی تو کنواری ہوتے ہوئے بھی دو بچوں کے باپ سے شادی پر رضامند تھی۔

"انارا...!"گھر کی چھت جیسے جافر پر گری تھی۔

"اماں تم کیا ایشال کی طرح مجھے بھی قبر میں اتارنا چاہتی ہو؟"

"ارے کم بخت آہستہ بول!"ساجدہ بیگم نے اسے ڈپٹا تھا۔

"اماں میں اس آفت سے شادی ہرگز نہیں کروں گا۔"جافر نے فورا ہاتھ کھڑے کیے تھے۔

"ایک بار میری بات تو سن...!"انہوں نے جافر کو اپنے پاس بٹھاتے کہا تھا۔

"تیری نوکری کا کوئی پتا نہیں ہے۔آج ہے اور کل نہیں...انارا کی بہت اچھی جگہ نوکری ہوئی ہے۔وہ گھر چلائے گی اور ہم دونوں ماں بیٹے عیش کریں گے۔اور تو اور کسی باہر

والی کو لے کر آئیں گے نا تو نجانے تیرے بچوں کے ساتھ کیسا سلوک کرے۔یہ تو خالہ ہے ان کی سنبھال لے گی۔"ساجدہ بیگم نے بہت سمجھداری سے اپنا موقف بیان کیا تھا۔

"اماں وہ مجھے کچا چبا جائے گی۔وہ ایشال نہیں ہے وہ انارا ہے انارا...اور ویسے بھی وہ مجھ سے شادی کیوں کرے گی اس کا رشتہ تو ہو چکا ہے۔"وہ انارا سے خوفزدہ تھا۔اور

یہ کوئی نئی بات نا تھی انارا سے تو سب ہی خوفزدہ تھے سوائے زارون کے...

"رشتے کا کیا ہے وہ تو ٹوٹ ہی جانا ہے۔ذکیہ اپنے نواسے اور نواسی کے لیے ہر حد پار کر جائے گی۔"ساجدہ بیگم کو یقین تھا کہ ذکیہ بیگم منال اور رافع کی وجہ سے مان جائے

گی۔

"اور اگر انہیں پتا چل گیا کہ ایشال کی موت کیسے ہوئی ہے پھر...؟"وہ ایشال کے سامنے شیر تھا مگر انارا کے سامنے بھیگی بلی۔وہ اچھے سے جانتا تھا کہ جو سلوک وہ اتنے سالوں سے ایشال کے ساتھ کرتا رہا ہے اس سب کا حساب انارا ایک ہی دن میں وصول کر لے گی۔

"اگر تو اپنی زبان بند رکھے گا تو کسی کو کچھ پتا نہیں چلے گا۔"

"لیکن اماں انارا..."جافر نے بے چارگی سے کہا تھا۔

"اس کی تو فکر مت کر!ایک دفعہ بہو بن کر اس گھر میں آنے دے میں اس کا وہ حال کروں گی کہ ہمارے سامنے سر اٹھانے کی بھی جرات نہیں کرے گی۔"جافر نے افسوس سے اپنی ماں کی جانب دیکھا تھا۔وہ جانتا تھا کہ یہ ناممکن ہے۔اب فیصلہ وقت نے کرنا تھا کہ کون کس کا کیا حال کرے گا۔

آج زارون کے گھر کافی رونق لگی ہوئی تھی۔گاؤں سے اس کی بہنیں اور بہنوئی آئے تھے۔کھانے کے بعد سب لوگ لاؤنج میں بیٹھے چائے پی رہے تھے۔

"ایک بات بتاؤ زارون شادی کے بعد کی زندگی زیادہ اچھی ہے یا پہلے کی...؟"زارون کے بڑے بہنوئی موسی نے شرارت سے پوچھا تھا۔

"شادی سے پہلے کی زندگی بھی اچھی تھی اور اب کی بھی اچھی ہی ہے۔"وہ سب کے سامنے کوئی غلط بات کر کے داریاء کو ناراض نہیں کر سکتا تھا۔

"الحمداللہ!شادی کے پانچ سال بہت سکون سے گزرے ہیں۔"

زارون نے کافی کا سپ لیتے لاپروائی سے کہا تھا۔

"مگر تمہاری شادی کو تو تین سال نہیں ہوئے؟"دعا جو کہ زارون کی بڑی بہن تھی اس نے فورا کہا تھا۔بے اختیار ہی اسے اچھوتا لگا تھا۔اس نے ایک نظر سامنے بیٹھی داریاء کی طرف دیکھا تھا جو کہ اسے ہی گھور رہی تھی۔یعنی آج اس

کی شامت پکی تھی۔

"ویسے زارون تمہاری شادی کس تاریخ کو ہوئی تھی؟"اب کی بار مقدس نے لب دبائے پوچھا تھا۔اس نے لاچاری سے اپنی چھوٹی بہن کی طرف دیکھا تھا۔وہ بہت برا پھنسا

تھا۔

"مجھے پتا ہے۔بھلا یہ بھی کوئی بھولنے کی بات ہے۔"زارون نے لاپروائی سے کہا تھا۔

"اچھا تو پھر بتاؤ کون سے مہینے میں اور کون سی تاریخ کو تمہاری شادی ہوئی تھی؟"دعا نے مقدس کا پورا پورا ساتھ دیا تھا۔

"وہ...وہ... آٹھ تاریخ کو..."اس نے چور نگاہوں سے داریاء کے چہرے کے تاثرات جانچنے کی کوشش کی تھی۔اس کا چہرہ غصے سے لال تھا۔

"نن... نہیں!سات تاریخ کو..."داریاء کے چہرے پر غصہ دیکھ زارون نے فورا اپنا موقف تبدیل کیا تھا۔

"کون سے مہینے میں...؟"دعا کے ایک اور سوال پر زارون نے آنکھوں ہی آنکھوں میں التجا کی تھی۔بہنیں اپنے بھائیوں کے کان بھرتی ہیں تا کہ ان کے گھر لڑائی ہو مگر یہاں تو الٹا ہی ہو رہا تھا۔اس کی دونوں بہنیں مل کر داریاء کو زارون کے خلاف لڑائی پر اکسا رہی تھیں۔

"آ... آگست...!"اس نے اٹکتے ہوئے جواب دیا تھا۔

"اب کون مہینہ چل رہا ہے؟"مقدس نے بہت مشکل سے ہنسی کنٹرول کی تھی۔

"دسمبر..."زارون نے بلاتوقف جواب دیا تھا۔

"اور آج کون سی تاریخ ہے؟"

"پندرہ..."بلاتوقف ایک اور جواب دیا گیا تھا۔

"آج کے دن تمہاری شادی ہوئی تھی۔"زارون اپنی جگہ سے اچھلا تھا۔اب وہ سب سمجھ چکا تھا کہ اسی وجہ سے داریاء کا موڈ صبح سے آف تھا۔

"میں ذرا کچن میں برتن سمیٹ کر آتی ہوں۔"وہ مسکرا کر کہتی اٹھی تھی۔جاتے جاتے اس نے زارون پر ایک سخت نگاہ ضرور ڈالی تھی۔

"آپی آپ یہاں ملنے آئی ہیں یا میرا گھر توڑوانے...؟"زارون نے منہ بسورے شکوہ کیا تھا۔

"کتنی غلط بات ہے زارون!اتنی پیاری اور چھوٹی سی بھابھی ہے ہماری،اور تم اسے بھی خوش نہیں رکھ سکتے۔"

دعا نے الٹا اسے ہی ڈپٹا تھا۔

"آپی میں اسے بہت خوش رکھتا ہوں۔اور مجھے ایک بات بتائیں آپ میری سائیڈ ہیں یا اس کی...؟"

"ہم سب داریاء کی طرف ہیں۔"مقدس کی بات کی سب نے تائید کی تھی۔

"ہاں میں تو ہوں ہی سوتیلا ایک وہی تو سگی ہے نا...!"وہ کلس کر رہ گیا تھا۔

"لاؤ میں مدد کر دیتی ہوں۔"دعا نے کچن میں داخل ہوتے مسکرا کر کہا تھا۔

"نہیں آپی میں کر لوں گی۔"وہ بھی جواباً مسکرائی تھی۔

"زارون خوش تو رکھتا ہے نا تمہیں؟زیادہ تنگ تو نہیں کرتا؟"

"نہیں آپی...!"وہ ہنس دی تھی۔

"ویسے تم اسے اتنی آسانی سے معاف مت کرنا خوب نخرے اٹھوانا اور پھر معاف کرنا"اپنی نند کی بات پر وہ حیران ہوئی تھی۔

"کبھی کبھی تو مجھے یقین ہی آتا کہ آپ واقعی میری نند ہیں۔"

"پاگل...!"دعا نے اس کے سر پر ہلکی سی چپت لگائی تھی۔

یہ بات سچ ہے کہ ساس کبھی ماں اور نند کبھی بہن نہیں بن سکتی۔اور انہیں بننا بھی نہیں چاہیے۔ایک ساس کو ساس اور نند کو نند ہی رہنا چاہیے۔اگر ایک ماں اپنی بیٹی کو ڈانٹے تو اسے برا نہیں لگتا مگر اگر ایک ساس اسے اس طرح سے ڈانٹے تو اسے ضرور محسوس ہوتا ہے بالکل اسی طرح جیسے ایک بیٹی اپنی ماں کو کام سے منع کر سکتی ہے مگر ایک بہو اپنی

ساس کو نہیں... ایسی چیزیں محض لڑائی کا سبب بنتی ہیں۔اس لیے بہتر ہے کہ ہر رشتہ کے تقدس کا خیال رکھا جائے۔ایک ساس کو ساس کی ہی حیثیت سے تسلیم کیا جائے اور اسے عزت دی جائے بالکل اسی طرح ایک بہو کی بھی حیثیت کو تسلیم کر کے اسے مان دیا جائے۔

"آپ کو پتا ہے آپی میں واقعی خود کو بہت خوش قسمت سمجھتی ہوں۔اگر آپ لوگوں کی جگہ کوئی اور ہوتا تو مجھے تو بے اولادی کے طعنے دے دے کر ہی مار دیتا۔"اس کی آواز میں نمی گھلی تھی۔

"داریاء میں نے تمہیں کتنی دفعہ سمجھایا ہے کہ ایسی باتیں مت کیا کرو۔اولاد ہونا یا نا ہونا یہ تمہارے بس میں نہیں ہے۔اور زارون کے سامنے بھی بار بار اولاد کا ذکر مت کیا کرو۔وہ تمہیں بہت چاہتا ہے اس کے دماغ میں یہ سب مت ڈالو،اسے اولاد کی کمی مت محسوس کرواؤ ورنہ چاہے وہ کتنا ہی اچھا کیوں نا ہو ہے تو ایک مرد ہی نا..."اس کا ننھا سا دل ایک لمحے کے لیے کانپ گیا تھا۔وہ دعا کی باتوں میں چھپے ہوئے مفہوم کو اچھی طرح سمجھ چکی تھی۔

"اماں زرا رافع کو دیکھ لے میں تھوڑی دیر تک آتی ہوں۔"

"کہاں جا رہی ہے؟"

"وہ ایک کولیگ تھی سکول میں اس کے ہاں بیٹی ہوئی ہے میں نے سوچا خیر خیریت ہی پوچھ لوں اور مبارک باد بھی دے آؤں۔"اس نے جب سے اپنی نئی جاب شروع کی تھی وہ اپنے پرانے کولیگز سے نہیں ملی تھی۔

"اچھا ٹھیک ہے۔"ذکیہ بیگم مطمئن ہوئی تھیں۔

ابھی وہ گھر سے نکل کر گلی کے نکڑ تک ہی پہنچی تھی کہ ماجد ایک بار پھر دیوار بنے اس کے سامنے کھڑا تھا۔

"تیری بہن کا سن کر بہت افسوس ہوا۔"انارا نے صبر کے گھونٹ بھرے تھے۔ماجد کو دیکھتے اس کا دماغ شاٹ ہو جاتا تھا۔

"دیکھ تو فکر مت کر میں تیرے ساتھ ہوں اور اب تو بہت جلد ہماری شادی بھی ہونے والی ہے۔"انارا چونکی تھی۔

"کس خوش فہمی میں ہے تو...؟تو نے سوچا بھی کیسے کہ مجھ جیسی پڑھی لکھی اور تعلیم یافتہ لڑکی تجھ جیسے آوارہ اور مجرم سے شادی کرے گی؟"ماجد کا اٹھنا بیٹھنا

بڑے بڑے مجرموں کے درمیان تھا۔بڑے بڑے لوگوں حتی کہ سیاستدانوں تک اس کا اثر رسوخ تھا۔محلے کے سب ہی لوگ اس سے ڈرتے تھے۔

آدھے پولیس والے اس کی جیب میں تھے اور آدھے اس کے خلاف ثبوت ڈھونڈتے ڈھونڈتے تھک چکے تھے۔وہ چھوٹے موٹے جرم میں جیل جا چکا تھا مگر وہ فورا ہی رہا کر دیا

جاتا تھا۔وجہ اس کے تعلقات تھے۔وہ یہاں نہیں رہتا تھا۔بس کبھی کبھی دو تین مہینے میں ایک چکر لگا لیتا تھا۔اور یہاں آنے کا مقصد محض انارا تھی۔

"اب تو میری محبت کی توہین کر رہی ہے۔میں چاہوں تو ایک سے ایک حسین لڑکی کو نا صرف خرید سکتا ہوں بلکہ اس کے ساتھ وقت بھی گزار سکتا ہوں مگر میرا دل تو

تجھ پر ہی رک گیا ہے۔میں اپنی ساری زندگی تیرے ساتھ گزارنا چاہتا ہوں۔ایک بار شادی کر لے مجھ سے!ساری زندگی عیش کرے گی۔"

"اپنی حرام کی کمائی اپنے پاس رکھ، مجھے نہیں چاہیے۔"

اسے پرے دھکیلتے وہ آگے بڑھی تھی۔

"پٹاخہ...!"وہ خباثت سے ہنسا تھا۔

لائبہ ابھی ہسپتال میں ہی تھی۔اس سے مل کر انارا کے دل کی عجیب کیفیت تھی۔اسے بار بار ایشال یاد آ رہی تھی۔

تھوڑی دیر وہاں بیٹھنے کے بعد وہ ابھی کمرے سے باہر ہی نکلی تھی کہ سامنے سے آتی نرس سے وہ ٹکراتے ٹکراتے بچی تھی۔دونوں نے مسکرا کر ایک دوسرے سے معذرت کی تھی۔ابھی وہ دو قدم ہی آگے بڑھی تھی کہ نرس نے اسے

پکارا تھا۔

"آپ تو وہی ہیں نا جن کی بہن کی ڈیلوری کے دوران ڈیتھ ہو گئی تھی؟"انارا فورا ہی واپس پلٹی تھی اور اس نے بےبسی سے سر ہلایا تھا۔

"بیچاری بہت کمزور تھی مگر اس کا شوہر اور ساس تو بہت سفاک تھے۔"انارا نے حیرانگی سے نرس کی طرف دیکھا تھا۔اس کے ماتھے پر بل پڑ گئے تھے۔

"کیا مطلب...؟"

"ایسے کیسز میں زیادہ تر فیملیز ماں کو ہی بچانے کا کہتی ہیں مگر ان لوگوں نے بچے کو چنا تھا۔"نرس نے افسوس سے کہا تھا۔انارا کے تو پیروں تلے زمین ہی کھسک گئی تھی۔

"انہوں نے کہا اور آپ نے مان لیا؟"وہ بے بسی اور غصے سے چیخ اٹھی تھی۔

"تو کیا آپ اس بارے میں کچھ نہیں جانتیں؟"نرس کو اب اپنی غلطی کا شدت سے احساس ہوا تھا۔

"آپ لوگ ایسا کیسے کر سکتے ہیں...؟ڈاکٹر کہاں ہیں مجھے ڈاکٹر سے بات کرنی ہے۔"اسے پرے دھکیلتے وہ آگے بڑھی تھی۔نرس بھی اس کے پیچھے بھاگی تھی۔تھوڑی دیر میں وہ پورا ہسپتال سر پر اٹھا چکی تھی۔آخرکار اسے مجبورا اس ڈاکٹر کے پاس لے جانا ہی پڑا تھا جس نے ایشال کا آپریٹ کیا تھا۔

"میں کیس کروں گی آپ کے خلاف...؟"وہ کسی صورت پرسکون نہیں ہو رہی تھی۔

"دیکھیں مس!اس کنڈیشن میں ہماری پہلی پرائیورٹی ماں ہی ہوتی ہے مگر آپ کی سسٹر کی کنڈیشن کافی کریٹیکل تھی۔ان کا بچنا ناممکن تھا اور تو اور ان کے ہسبنڈ نے بھی

اپنے وائف کے بجائے بچے کو ہی چنا تھا۔ہم اس بارے میں کچھ نہیں کر سکتے۔"وہ غصے سے وہاں سے اٹھی تھی۔کس قدر سفاک تھے وہ لوگ...

ہسپتال کے کاریڈور سے گزرتے انارا نے بےدردی سے اپنے آنسو صاف کیے تھے۔اس کی آنکھوں میں لال خراشیں تھیں۔

ساجدہ بیگم اور جافر ذکیہ بیگم کے گھر انارا کا رشتہ مانگنے آئے تھے۔ذکیہ بیگم نے صاف انکار کر دیا تھا۔وہ ایک بیٹی کو تو جہنم میں جھونک چکی تھی اب دوسری

بیٹی کو اس آگ میں نہیں ڈال سکتی تھیں مگر ساجدہ بیگم نے جذباتی پن کا ایسا ڈارمہ رچایا تھا کہ ذکیہ بیگم کو ناچاہتے ہوئے بھی ہاں کرنی ہی پڑی تھی۔اپنے نواسے

اور نواسی کے لیے وہ اپنی بیٹی قربان کرنے کے لیے تیار ہو گئیں تھیں۔انہیں اس بات کا اطمینان تھا کہ انارا مار کھانے والوں میں سے نہیں ہے۔وہ جافر اور ساجدہ بیگم کو ناکوں چنے چبوا دے گی۔

"بس اب چالیسواں ہو چکا ہے اب میں چاہتی ہوں کہ جلد از جلد جافر اور انارا کی شادی ہو جائے۔"اندر داخل ہوتے انارا کے قدم وہیں رکے تھے۔

ہسپتال سے سیدھا وہ جافر کے گھر گئی تھی۔وہاں تالا لگا دیکھ اس کے غصے میں اضافہ ہوا تھا اور اب اس رشتے کی

بات پر اس کا دماغ مزید گھوما تھا۔

"ارے آ نا میری بچی!میرے پاس بیٹھ...!"انارا کو دیکھ ساجدہ بیگم نے اپنے لہجے میں مٹھاس گھولے کہا تھا۔

وہ سپاٹ لہجے میں ان کے پاس صحن میں چارپائی پر بیٹھ گئی تھی۔

"میں شادی کے لیے تیار ہوں۔"ذکیہ بیگم،ساجدہ بیگم اور جافر کو زبردست جھٹکا لگا تھا۔آخر انارا کیسے کسی ہنگامے کے بغیر ہاں کر سکتی تھی...؟

"لیکن میری ایک شرط ہے۔نکاح آج ہی ہو گا بلکہ ابھی ہو گا۔"وہ وہاں موجود تمام لوگوں کو جھٹکے پہ جھٹکا دے رہی تھی۔

"ٹھیک ہے بیٹا جیسے تمہاری مرضی!"ساجدہ بیگم نے موقع کا بھرپور فائدہ اٹھایا تھا۔

"نکاح سے پہلے مجھے جافر سے کچھ بات کرنی ہے۔"اس کے چہرے پر کوئی تاثر نا دیکھ جافر کے گلے میں گلٹی ابھری تھی۔

"ہاں ہاں کیوں نہیں...!"ساجدہ بیگم نے خوشدلی سے اجازت دی تھی جبکہ ذکیہ بیگم کو ٹھنڈے پسینے آنے لگے تھے۔انارا کی یہ خاموشی کسی بڑے طوفان کا پیش خیمہ تھی۔

"چلیں جافر...!"اس نے اس کے نام کو لمبا کرتے کہا تھا۔

وہ اسے کمرے میں لے کر گئی تھی۔وہ کمرہ اس کا اور ایشال کا تھا اور ایشال کی شادی کے بعد وہ انارا کے زیر استعمال تھا۔

"آپ بیٹھیے میں ابھی آتی ہوں۔"اسے وہی چھوڑے وہ باہر گئی تھی۔وہ سپاٹ لہجے میں قدم قدم چلتی صحن کے پچھلے حصے میں گئی تھی۔اس کے جانے کا انداز کچھ اس طرح تھا کہ ذکیہ بیگم اور ساجدہ بیگم اسے نہیں دیکھ پائی تھیں۔صحن کے پچھلے حصے میں کچھ کاٹ کباڑ

پڑا تھا۔

انارا لال آنکھوں سے آگے بڑھ رہی تھی۔ایک جگہ جا کر وہ رکی تھی۔اس کی نظر سامنے موجود ڈنڈے پر پڑی تھی۔اس نے وہ ڈنڈا اٹھایا تھا۔اب اس کی نظر ڈنڈے کی سیدھ میں موجود رسی پر پڑی تھی۔اس نے وہ رسی اپنے ہاتھ سے اٹھائی تھی۔ایک زہریلی مسکراہٹ کے ساتھ اس نے وہ رسی اپنے ہاتھ کے اردگرد لپیٹی تھی۔

تیز تیز قدم اٹھاتی وہ اندر لاؤنج سے ہوتے ہوئے اپنی ماں کے کمرے میں گئ تھی۔کمرے میں جاتے ہی اس نے ایک دراز سے بہت سارے کیل نکالے تھے۔بستر کے نیچے جھکتے اس نے ہتھوڑی اٹھائی تھی۔اس نے آج ہی وہ ہتھوڑی

اپنی ماں کے کمرے ایک موجود تصویر کو لگانے کے لیے اٹھائی تھی۔اب وہ بستر پر بیٹھی مسلسل گنگناتے ہوئے بہت نفاست سے جگہ جگہ ڈنڈے میں وہ کیل ٹھوک رہی تھی۔

اپنا کام کیے وہ ہاتھ جھاڑے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

"نکاح سے پہلے بات چیت تو بہت زیادہ ضروری ہے مگر انارا ملک کے بات کرنے کا انداز تھوڑا مختلف ہے۔"وہ ہنس دی تھی۔

داریاء کچن میں کام کر رہی تھی اور زارون اس کے ساتھ کھڑا تھا۔

"کچھ ہیلپ کروا دوں؟"زارون نے نہایت دھیمے لہجے میں پوچھا تھا جس پر داریاء نے محض نفی میں سر ہلانے پر ہی اتفاقا کیا تھا۔

"اچھا نا اب موڈ ٹھیک کرو یار!"وہ چپ چاپ اپنا کام کرتی رہی تھی۔

"تمہیں پتا تو ہے مجھے یہ چونچلے بالکل نہیں پسند۔"صلح جوئی کی ایک اور کوشش...

"اب تم ہی بتاؤ شادی کی تاریخ بھی بھلا کوئی یاد رکھنے کی چیز ہے؟لیکن پھر بھی میں اپنے فون میں ایک نوٹ بنا کر رکھ لیتا ہوں تا کہ مجھے دوبارہ نا بھولے۔"زارون نے

فون اٹھاتے کہا تھا۔

"میں نے کب کہا کہ مجھے شادی کی سالگرہ منانی ہے مگر کم از کم تمہیں اتنا تو یاد ہونا چاہیے نا کہ ہماری شادی کب ہوئی تھی۔تمہیں تو یہ بھی نہیں یاد کہ ہماری شادی کو کتنے سال ہوئے ہیں؟"اس کے لہجے میں محض شکوہ تھا۔

"یار مجھے اچھے سے یاد ہے کہ ہماری شادی کو چار سال ہوئے ہیں بس غلطی سے منہ سے پانچ نکل گیا۔"زارون نے معذرت خوانہ نظروں سے داریاء کی طرف دیکھا تھا۔داریاء کا چہرہ ایکدم ہی غصے سے دہکنے لگا تھا۔

"کیا ہوا...؟"زارون کو کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا۔

"ہماری شادی کو تین سال ہوئے ہیں۔"گلاس زور سے سلیب پر پٹختی وہ باہر گئی تھی۔

"یار...!"زارون نے بے اختیار اپنی پیشانی مسلی تھی۔

"اچھا سنو تو سہی...!"اس کے پیچھے جاتے زارون نے اسکی کلائی پکڑی تھی۔

"میں نے نا تمہارے لیے ایک شعر لکھا ہے۔"

"اپنے فضول شعر اپنے پاس رکھو۔"اپنا ہاتھ چھڑواتی وہ کمرے کی جانب بڑھی تھی۔

"یہ تم ٹھیک نہیں کر رہی داریاء!میری توہین تو چلو قبول ہے مگر میری شاعری کی توہین کر کے تم نے اچھا نہیں کیا۔"وہ اسے منانا چاہتا تھا مگر اب وہ اس سے مزید ناراض ہو چکی تھی۔

وہ اپنے بستر پر چادر بچھا رہی تھی جب زارون نے اسے شانوں سے تھامے اس کا رخ اپنی جانب کیا تھا۔

"یہ تمہارے لیے۔"زارون نے ایک باکس داریاء کی جانب بڑھایا تھا۔

"یہ کیا ہے؟"اس نے سوالیہ انداز سے زارون سے پوچھا تھا۔

"میں مانتا ہوں کہ مجھے ہماری اینیورسری یاد نہیں تھی مگر اس کے باوجود بھی مجھے لگا کہ یہ ضروری ہے۔"زارون نے ڈرتے ڈرتے کہا تھا۔وہ داریاء کو مزید ناراض نہیں کر

سکتا تھا۔داریاء نے ایک شکایتی نظر اس پر ڈالی تھی اور اگلے ہی لمحے وہ مسکرا دی تھی۔وہ ایک منٹ میں موم ہوئی تھی۔

وہ اب مسکراتے ہوئے اس باکس پر سے گفٹ پیپر ہٹا رہی تھی۔اسے اپنے کام میں مصروف دیکھ زارون نے آہستگی سے قدم پیچھے اٹھائے تھے۔پیچھے قدم اٹھاتے اٹھاتے وہ کمرے سے باہر گیا تھا۔بہت آرام سے دروازہ بند کیے وہ لاؤنج میں آیا تھا۔

"تین...دو...ایک...!"اس نے مسکراتے ہوئے گنتی گنی تھی اور اگلے ہی لمحے پورے گھر میں داریاء کی چیخوں کی آواز گونجی تھی۔

"زارون ن ن...!"وہ چیختے ہوئے رو دی تھی۔وہ ہنستا ہوا اندر کمرے میں گیا تھا۔وہ بستر پر کھڑی مسلسل چیختے ہوئے اس کا نام پکار رہی تھی۔

"کک...کاکروچ...!"داریاء نے روتے ہوئے نیچے فرش پر پڑے ہوئے کاکروچ کی طرف اشارہ کیا تھا۔

"نقلی ہے۔"زارون نے اسے اپنی بتیسی دکھائی تھی۔

"تمہارا قتل آج مجھ پر فرض ہے۔"داریاء نے وہی کھڑے اسے دھمکی دی تھی۔

"پہلے نیچے تو اترو۔"زارون نے وہ کاکروچ ہاتھ میں اٹھاتے کہا تھا۔

"اسے دور رکھو مجھ سے...!"وہ ڈرتے ہوئے پیچھے ہٹی تھی۔

"ایک پولیس آفیسر کی بیوی ہوتے ایسی چیزوں سے ڈرتے تمہیں شرم نہیں آتی؟"اس نے جان بوجھ کر باکس میں نقلی کاکروچ رکھا تھا۔

"زارون اسے دور رکھو مجھ سے۔"اسے اپنی طرف بڑھتے داریاء نے ڈرتے ہوئے کہا تھا۔

"یار یہ اصلی تھوڑی ہے۔"زارون نے وہ کاکروچ داریاء کی جانب اچھالا تھا۔اور ایک بار پھر اس کی چیخیں آسمان کو چھو رہی تھیں۔

"تم رکو ذرا...!"اپنے آنسو صاف کرتے وہ بستر سے اتر کے زارون کی طرف بڑھی تھی۔اسے اپنی طرف بڑھتے دیکھ زارون باہر کی جانب بھاگا تھا۔

وہ بھاگتا ہوا ابھی لاؤنج تک ہی پہنچا تھا کہ سامنے سے آتی ہوئی لڑکی سے وہ بری طرح ٹکرایا تھا۔

"آئی ایم سو سوری!"زارون نے اسے خود سے الگ کیا تھا۔

"اٹس اوکے!"وہ بدقت مسکرائی تھی جبکہ دل زور و شور سے دھڑک رہا تھا۔وہ اس رف ٹف سے حلیے میں بھی بہت ہینڈسم دکھتا تھا۔

"زری آؤ نا...!"داریاء نے مسکراتے ہوئے اپنی جھجک ختم کی تھی۔

"زارون یہ زری ہے اور زری یہ زارون ہیں میرے شوہر!"داریاء نے مسکرا کر تعارف کروایا تھا۔

"اوو!تو آپ ہیں زری...!"زارون واقعی حیران تھا۔اسے ہر گز توقع نہیں تھی کہ داریاء کی دوستی اتنی بولڈ لڑکی سے ہو گی۔

زارون کی خود پر پڑتی ایک نظر پر زری کا دل ڈوبا تھا۔یہی وہ لمحہ تھا جب وہ اپنا مقصد بھلائے زارون سکندر کی محبت میں گرفتار ہوئی تھی۔اس نے اسے بہت بار تصویروں میں دیکھا تھا۔اور ہر بار ہی اسے زارون کی شخصیت میں عجیب سی کشش محسوس ہوتی تھی مگر آج اسے یوں اپنے سامنے دیکھ زری کے دل نے سارے ہتھیار پھینک دیے تھے۔

داریاء کے بےحد اصرار پر زری آج کھانا ان ہی کے گھر کھا رہی تھی۔

"ویسے داریاء ہمیشہ آپ کے بارے میں ہی باتیں کرتی رہتی ہے۔"کھانا کھاتے زری نے گفتگو کا آغاز کیا تھا۔

"ہاں ہمارے گھر میں بھی ہر وقت زری نامہ ہی کھلا رہتا ہے۔"زارون نے لاپروائی سے کہا تھا جس پر داریاء نے اسے گھور کر دیکھا تھا۔

"داریاء نے بتایا تھا کہ آپ کے ہسبنڈ دبئی میں۔ہوتے ہیں۔"

"جی!وہ دبئی میں ہوتے ہیں۔"

"دبئی میں وہ کہاں رہتے ہیں؟"

"جدہ میں...!"زری نے بہت محتاط انداز میں جواب دیا تھا۔

"کیا کرتے ہیں؟"ایک کے بعد اس نے دوسرا سوال پوچھا تھا۔

"بینک میں جاب کرتے ہیں۔"اسی محتاط انداز میں ایک اور جواب کیا گیا تھا۔

"Strange!"

زارون نے کندھے اچکائے تھے۔

"آپ کے حلیے سے لگتا تو نہیں ہے کہ وہ محض ایک جاب کرتے ہیں؟"زارون کا اشارہ اس کی مہنگی ترین ڈریسنگ پر تھا۔

"نہیں وہ جاب کے ساتھ ایک چھوٹا سا بزنس بھی ہے ان کا!"وہ پزل ہوئی تھی۔

"حیرت کی بات ہے۔جس شخص کا بزنس ہو اور وہ بھی دبئ میں اسے کیا ضرورت ہے نوکری کرنے کی...؟"زری کی پیشانی پر پسینے کی ننھی ننھی بوندیں ابھری تھیں۔

"افف زارون!اب بس بھی کر دو۔اسے ٹھیک سے کھانا تو کھانے دو۔"داریاء کو زارون کی یہ تفتیش سخت زہر لگی تھی۔وہ زری کو نا صرف ایڈمائیر کرتی تھی بلکہ اس کے خلاف کچھ سننا بھی پسند نہیں کرتی تھی۔

"وہ کھا تو رہی ہیں۔اور ویسے بھی زری میری کمپنی بہت انجوائے کر رہی ہے۔ہے نا زری...؟"زارون کے کہنے پر وہ بامشکل مسکرائی تھی۔اسے ہر گز توقع نا تھی کہ آج زارون سے ملاقات ہو جائے گی ورنہ وہ یقینا تیاری کے ساتھ آتی۔

"ویسے آپ یہاں کیوں رہتی ہیں؟اپنے شوہر کے ساتھ کیوں نہیں رہتی...؟"ایک اور سوال...

"وہ مجھ سے ملنے آتے ہیں میں بھی بہت جلد وہاں شفٹ ہو جاؤں گی۔"اس نے ایک ایک لفظ بہت سوچ سوچ کر اور تحمل سے کہا تھا۔

"Good!"

زارون کہہ کر خاموش ہوا تھا۔وہ اس کی طرف سے اگلے سوال کا انتظار کر رہی تھی مگر زارون نے کوئی سوال نا کیا تھا۔

"میں چلتی ہوں۔"اب مزید یہاں رکنا اس کے لیے بہت مشکل تھا۔

"تم نے تو ٹھیک سے کچھ کھایا ہی نہیں!"داریاء کو لگا کہ وہ ناراض ہو کر جا رہی ہے۔

"نہیں میں اتنا ہی کھاتی ہوں۔ابھی مجھے کچھ ضروری کام ہے پھر کسی دن آؤں گی۔"مسکرا کر کہتی وہ فورا آگے بڑھی تھی۔فلٹ سے باہر آ کر ہی اس نے سکھ کا سانس لیا تھا۔

"زارون ناراض کر دیا نا تم نے اسے..."

"میں نے کچھ نہیں کیا اور تم نا دور رہو اس سے۔مینرز نام کی چیز نہیں ہے اس لڑکی میں۔اگر دروازہ کھلا ہوا ہے تو اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ ایسے منہ اٹھا کر کسی کے بھی گھر میں آ جاؤ۔اوپر سے ڈریسنگ دیکھی تھی تم نے اس کی،آخر کیسے تم اس قسم کی لڑکی سے دوستی کر سکتی ہو؟"زارون کو زری ایک آنکھ نا بھائی تھی۔

"زارون وہ بہت اچھی ہے۔"داریاء نے منہ بسورے کہا تھا۔

"اچھا ٹھیک ہے! تم بیٹھو کھانا کھاؤ۔" داریاء نے دوپہر میں بھی کھانا ٹھیک سے نہیں کھایا تھا۔

"زارون وہ کوئی مجرم نہیں ہے جس سے تم اس طرح تفتیش کر رہے تھے۔" داریاء نے اسے یاد دلانا ضروری سمجھا۔

"کیا پتا ہو؟"

"زارون...!" داریاء نے دانت پیسے تھے جس پر اس نے ہاتھ کھڑے کرتے معذرت کی تھی۔ اب وہ دوبارہ اس کی ناراضگی افورڈ نہیں کر سکتا تھا۔

کمرے کے باہر پہنچتے انارا نے وہ ڈنڈا اور رسی سائیڈ پر رکھی تھی۔ اپنے آپ کو کمپوز کرتے وہ مسکرا کر اندر

داخل ہوئی تھی۔ گنگناتے ہوئے وہ جافر کے بالکل قریب بیٹھ گئی تھی۔ وہ دبک کر تھوڑا پیچھا ہٹا تھا۔

"کیا ہوا جافر...؟" وہ ہقا بکا رہ گیا تھا۔ یہ انداز، یہ مٹھاس اور انارا... ناممکن!

"آپ کو میرا بات کرنے کا انداز تھوڑا عجیب لگ رہا ہو گا۔ہے نا...؟"افف!کیا چاشنی بھرا انداز تھا۔جافر نے فورا اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"ایشال جا چکی ہے۔اب ہم دونوں کو ہی مل کر گھر کا اور بچوں کا خیال رکھنا ہے۔آپ میرا ساتھ دیں گے نا...؟"وہ اس کے مزید قریب ہوئی تھی۔اور جافر نے پہلی بار اسے غور سے دیکھا تھا۔جوان،خوبصورت،کانفیڈینٹ،پڑھی لکھی...آخر اسے اور کیا چاہیے تھا؟

"ہاں...!"وہ مسکرایا تھا۔

"آپ کے لیے میرے پاس ایک سرپرائز ہے۔"وہ مسکرا کر کہتی اٹھی تھی اور ایک کرسی کے پاس جا کر کھڑی ہوئی تھی۔

"یہاں بیٹھیں۔"وہ تھوڑا تذبذب کا شکار ہوا تھا مگر اگلے ہی لمحے اس نے انارا کی بات مان لی تھی۔

"آنکھیں بند کریں۔"مسکرا کر ایک اور فرمائش کی گئی تھی۔

"پلیز نا...!"انارا نے بہت لاڈ سے کہا تھا جس پر جافر نے مسکرا کر آنکھیں بند کیں تھیں۔غصے سے سرخ آنکھوں سے وہ باہر سے ڈنڈا اور رسی اندر لائی تھی۔جافر کو سمجھنے کا موقع دیے بغیر ہی انارا نے اس کے ہاتھ اور پھر پیر باندھے تھے۔یہ سارا کام اس نے بہت پھرتی سے کیا تھا۔

"یہ کیا کر رہی ہو تم...؟"اس کے سمجھنے تک بہت دیر ہو چکی تھی۔اپنا کام کیے انارا نے دروازے کی چٹخنی لگائی

تھی۔اب وہ اپنے ہاتھ جھاڑے بالکل اس کے پاس کھڑی ہوئی تھی۔

"کھولو مجھے...!"وہ اپنا آپ چھڑوانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"شش...!"اپنے منہ پہ انگلی رکھے انارا نے اسے خاموش رہنے کا کہا تھا۔

"آج تم کچھ نہیں بولو گے۔صرف چیخو گے اور کراہو گے بالکل اسی طرح جس طرح میری بہن چیختی تھی۔"انارا نے ڈنڈا اٹھاتے کہا تھا۔جافر کی سانس ایک لمحے کے لیے رکی تھی۔

"روز بند دروازے کے پیچھے سے میری بہن کے کرہانے کی آواز آتی تھیں نا!آج تمہاری آئے گی۔"اس نے بہت زور سے اسے ایک ضرب لگائی تھی۔

"آہہہ...!"وہ کراہ اٹھا تھا۔انارا نے ڈنڈے میں کیل گاڑھے ہوئے تھے۔وہ کیل دونوں طرف سے نوکیلے تھے۔ان کا ایک حصہ ڈنڈے کے اندر گاڑھا گیا تھا جبکہ دوسرا حصہ ڈنڈے کے باہر تھا۔

"ایسے ہی مارتے تھے نا میری بہن کو...؟اب اسے قبر میں پہنچا کر مجھ سے شادی کرنا چاہتے ہو۔ٹھیک ہے!چلو پھر کھیلتے ہیں شادی شادی!"وہ بغیر دیکھے اسے پیٹ رہی تھی۔ڈنڈے میں موجود کیل جافر کو بہت بری طرح زخمی

کر رہے تھے۔

"لیکن شادی کے لیے تو تمہارا زندہ رہنا ضروری ہے۔لیکن میں تو تمہیں آج قبر میں پہنچا کر ہی دم لوں گی۔"اس نے جافر کے پیر پر بہت زور سے ڈنڈا مارا تھا۔اس کے پیر سے خون بہنا شروع ہو چکا تھا۔

"مم...میں تو تمہیں اپنی بہن سمجھتا ہوں۔اماں ہی زبردستی مجھے یہاں لائی ہیں۔"رسیوں میں جکڑا وہ بے بسی سے کراہ رہا تھا۔اس کے چیخنے چلانے کی آوازیں سنتے ذکیہ بیگم اور ساجدہ بیگم بھاگتی ہوئی اندر داخل

ہوئی تھیں۔

"اماں...!ممانی...!مجھے اس پاگل سے بچالو۔"وہ اس وقت بے بسی کی انتہا پر تھا۔

"ہائے میرا بچہ!"ساجدہ بیگم کا کلیجہ تو تقریبا منہ کو آیا تھا۔

"پھوپھو!جس طرح میری بہن کی مار کو انجوائے کرتی تھی نا بالکل اسی طرح آج اپنے بیٹے کی مار کو بھی انجوائے کرو۔"اس کی آنکھوں میں آج خون اترا ہوا تھا۔

"انارا کیا کر رہی ہے تو...؟دروازہ کھول!"ذکیہ بیگم بھی زور زور سے دروازہ پیٹ رہی تھیں۔مگر انارا صاحبہ آج کسی صورت جافر کو بخشنے کے موڈ میں نہیں تھیں۔اگلے دس منٹ تک کمرے سے جافر کی چیخ و پکار کی آوازیں آتی رہی تھیں۔ساجدہ بیگم کا رو رو کر برا حال تھا۔وہ دروازہ پیٹتے پیٹتے تھک چکی تھیں۔ٹھیک دس منٹ بعد دروازہ کھلا تھا۔وہ دونوں بھاگتی ہوئی اندر داخل ہوئیں تھیں۔

"میرا بچہ...!"ساجدہ بیگم کرسی پر نڈھال اپنے اکلوتے بیٹے کو دیکھ تڑپ اٹھی تھیں۔

"فکر مت کریں دو چار ضربوں کے بعد کیل نکال دیے تھے میں نے...صرف ڈنڈا ہی مارا ہے۔"ہاتھ جھاڑتے انارا نے ہانپتے ہوئے کہا تھا۔

"ارے بد بخت پاگل کہیں کی!شادی نہیں کرنی تھی تو صاف صاف کہہ دیتی میرے معصوم سے بچے کا یہ حال کیوں کیا؟"مسلسل روتے ہوئے انہوں نے جافر کو رسیوں سے آزاد کروایا

تھا۔

"پہلی بات تو آپ کا بچہ بالکل معصوم نہیں ہے اور دوسری بات میں نکاح کے لیے راضی ہوں۔آپ بلائیں قاضی کو میں تیار ہوں۔"اس نے لاپروائی سے کندھے اچکائے تھے۔

"جافر میں کون سے رنگ کا سوٹ پہنوں؟"انارا نے لاڈ سے پوچھا تھا۔

"یہ پاگل ہے۔مم...میں اس سے شادی نہیں کروں گا۔"جافر نے جیسے توبہ کی تھی۔وہ اب بھی کرسی پر نڈھال پڑا تھا۔اٹھنے کی ہمت اب اس میں کہاں تھی۔

"دیکھ اماں! میں نے شادی سے انکار نہیں کیا۔" انارا نے اپنی ماں کو بتانا ضروری سمجھا تھا۔

"کرم جلی...!" ذکیہ بیگم نے غصے سے آگے بڑھ کر انارا کی کمر میں دو چار تھپڑ جڑے تھے۔

"یہ کیا کیا تو نے...؟" انہیں اپنی بیٹی پر شدید غصہ آیا تھا۔

"اب بڑی تکلیف ہو رہی ہے تجھے... جب بالکل اسی طرح تیری بیٹی پٹ کر آتی تھی تو تو اسے صبر کی اور گھر بسانے کی تلقین کرتی تھی۔ اب کہہ نا اسے بھی کہ بسائے میرے ساتھ گھر... میں تو روز اس کا یہی حال کروں گی۔ پہلے اسے ذہنی مریض بناؤں گی اس کے بعد اسے قبر میں اتاروں گی۔" اس نے ایک حقارت بھری نظر جافر پر ڈالی تھی۔

"اماں چل یہاں سے... یہ پاگل ہے۔" جافر نے اپنی ماں سے کہا تھا۔ اپنی ماں کے سہارے وہ بامشکل اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"اپنے وارث کو ساتھ لیتے جانا۔" انارا نے نہایت تحمل سے کہا تھا۔ جس پر سب نے ہی اس کی طرف دیکھا تھا۔

"جس وارث کے لیے تم لوگوں نے میری بہن کو قبر میں اتارا ہے نا اب خود پالو اسے..."

"یہ کیا کہہ رہی ہے تو...؟"ذکیہ بیگم کو انارا کی دماغی حالت پر شبہ ہوا۔

"وہی جو سچ ہے۔ان درندوں نے پہنچایا ہے ایشال کو قبر میں۔ایشال کو چھوڑ انہوں نے اپنا وارث چنا تھا۔"جافر اور ساجدہ بیگم دونوں نے نظریں چرائی تھیں۔ذکیہ بیگم نے خود کو سنبھالنے کے لیے دیوار کا سہارا لیا تھا۔

"آپ مردوں کو کیا لگتا ہے کہ اپنی ماں کی خدمت کر کے آپ لوگ سیدھا جنت میں چلے جائے گے؟"وہ تیزی سے جافر کی جانب بڑھی تھی جس پر وہ دو قدم پیچھے ہٹا تھا۔

"چلیں مان لیتے ہیں کہ آپ جنت تک پہنچ بھی جاتے ہیں پھر...؟اگر جنت کے دروازے پر میری بہن اور آپ کی تین بیٹیاں جن کا قتل آپ کر چکے ہیں انہوں نے آپ کا گریبان پکڑ لیا پھر...؟کیا مل جائے گی جنت...؟"وہ ہنسی تھی۔

"تت...تم جہنمی ہو۔ صحیح کہتے ہیں جہنم میں عورتوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے۔اور وہ تم جیسی عورتیں ہی ہوتی ہیں۔"جافر نے اپنے آپ کو صحیح ثابت کرنے کے لیے انارا پر

جہنمی ہونے کا فتویٰ لگایا تھا۔اس کے اس فتوے پر وہ مسکرا دی تھی۔

"جہنم میں عورتوں کی تعداد زیادہ ہو گی،بالکل صحیح بات ہے۔مگر بے فکر رہیں جناب!ہم عورتیں جہنم میں اکیلے نہیں جائیں گی بلکہ آپ جیسے بہتر حوروں کے خواب دیکھنے والے اور بیوی کو پیر کی جوتی سمجھنے والے باعزت مرد حضرات کو ساتھ لے کر جائیں گی۔"وہ سانس لینے کو رکی تھی۔

"آپ کو کیا لگتا ہے کہ یہ عورتیں جو باہر بے پردہ پھرتی ہیں اور چست اور بےباک قسم کے لباس پہن کر گھومتی ہیں۔صرف یہی آپ کے جہنم میں جانے کا سبب بنے گی؟جی نہیں جناب!آپ کو جہنم میں لے جانے والی آپ کے گھر کی خواتین بھی ہو سکتی ہیں۔آپ کی ماں،بیوی،بہن اور بیٹی... کبھی کبھی نا مجھے ترس آتا ہے آپ مردوں پر اور اپنے عورت ہونے پر فخر محسوس ہوتا ہے۔بحیثیت عورت میں صرف اپنے گناہوں کی جوابدہ ہوں اور شادی کے بعد زیادہ سے زیادہ اپنی اولاد کی تربیت کی جوابدہ... مگر آپ مرد تو نا صرف اپنے گناہوں کا بوجھ اٹھائیں گے بلکہ اپنے گھر میں موجود ہر عورت کے گناہوں کا بوجھ بھی آپ ہی کے کندھے پر ہو گا۔ذرا سوچیں اگر قیامت کے روز آپ سے پوچھا گیا کہ ایک مرد ہو کر با اختیار ہو کر،سربراہ ہو کر کیوں انصاف نہیں کیا پھر...؟"انداز چیلنجنگ تھا۔

"تم...!"جافر نے بہت مشکل سے خود پر قابو پایا تھا۔

"چل اماں!"وہ اپنی ماں کے سہارے آگے بڑھا تھا۔

"ممانی!میں چاہتا تو میں بھی اس کے ساتھ وہی سب کرتا جو اس نے میرے ساتھ کیا ہے مگر میں صرف اس کے عورت ہونے کا لحاظ کر رہا ہوں۔"جاتے جاتے جافر نے بتانا ضروری سمجھا تھا۔

"کاش کہ یہی لحاظ تم میری بہن کا بھی کر لیتے۔"وہ استہزایہ ہنسی تھی۔

"آج سے منال میری ذمہ داری ہے۔وہ میرے پاس رہے تھے۔بیٹی بوجھ لگتی ہے نا تم لوگوں کو...؟آج سے تمہارے گھر کا بوجھ میرے گھر کی رحمت بنے گا۔"جافر اور ساجدہ بیگم اسے ملامت کرتے جا چکے تھے۔

"ایشال میری بچی...!"ان کے جانے کے بعد ذکیہ بیگم کو کچھ ہوش نا تھا انہیں اس وقت صرف ایشال کا ہی خیال آ رہا تھا۔وہ بہت بری طرح رو رہی تھیں۔

"خبردار اماں!جو تو نے اب ایک آنسو بھی بہایا تو...تجھے یہ حق نہیں ہے۔زیادہ سے زیادہ کیا ہو جاتا طلاق ہی ہو جانی تھی نا،اس کی دو روٹیاں ہم پر بھاری تھوڑی پڑنی تھیں۔"

افسوس سے سر ہلاتی وہ وہاں سے گئی تھی۔ذکیہ بیگم بہت بری طرح پچھتا رہی تھیں۔ محض جہیز دے کر ماں باپ کا فرض پورا نہیں ہو جاتا۔یہ دنیا جانوروں اور وحشیوں سے بھری پڑی ہے۔اپنی بیٹی کو یہ ضرور بتائیں کہ اگر کبھی کسی وحشی سے پالا پڑ جائے تو واپسی کے دروازے اس پر کھلے ہیں۔آخر کب تک ہم معاشرے کی فرسودہ روایات کو تھام کر رکھے گے؟معاشرہ لوگوں سے بنتا ہے۔اس معاشرے کو بدلنے کا اختیار عورت کے پاس ہے۔ایک عورت نسلوں کی امین ہوتی ہے۔اگر آج تمام مائیں یہ

عہد کر لیں کہ وہ اپنی اولاد کی اچھی تربیت کریں گئی تو معاشرے میں بہت حد تک بدلاؤ لایا جا سکتا ہے۔آخر کب تک ایشال اور ایشال جیسی اور بہت سی مظلوم خواتین اس طرح اپنی جان کی بازی ہارتی رہیں گئی...؟آخر کب تک...؟

ہادی اور انارا آج بہت دنوں بعد ایک ریسٹورنٹ میں ملے تھے۔

"تو یہ آپ کا آخری فیصلہ ہے؟"وہ کوئی سو بار ایک ہی بات پوچھ چکا تھا۔

"ہاں...!"انارا نے گہری سانس خارج کرتے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"آخر کیوں انارا...؟"اس کے لہجے میں بے بسی تھی۔

"بس میں آپ سے شادی نہیں کرنا چاہتی۔" آواز میں نمی گھلی تھی۔

"آپ اب ایک ملٹی نیشنل کمپنی میں جاب کرتی ہیں اور میں ایک معمولی سے سکول کا ایک معمولی سا ٹیچر...!"وہ ہنسا تھا۔

"آپ نے ایسا سوچا بھی کیسے...؟"وہ تڑپی تھی۔

"انکار کی وجہ کچھ اور ہے۔" انارا نے نظریں جھکائی تھیں۔

"کیا...؟"

"میرے اوپر بہت ذمہ داریاں ہیں ہادی!اماں کے ساتھ ساتھ اب منال بھی میری ذمہ داری ہے۔"ہادی کو اب کہیں جا کر سانس آئی تھی۔

"بس یہی وجہ ہے؟"انارا کے اثبات میں سر ہلانے کی دیر تھی ہادی کے تو جیسے کندھوں سے ڈھیروں بوجھ اترا تھا۔

"آپ نے تو مجھے ڈرا ہی دیا تھا۔"وہ اچھا خاصا ریلیکس ہوا تھا۔

"انارا!میں آپ کو آپ کی تمام تر ذمہ داریوں سمیت قبول کرنا چاہتا ہوں۔"

"میں آپ پر بوجھ نہیں ڈالنا چاہتی۔"

"بیٹیاں بوجھ نہیں رحمت ہوتی ہیں۔اور اگر اللہ مجھے یہ رحمت دے رہا ہے تو آپ کو کوئی حق نہیں کہ مجھے اس رحمت سے دور رکھیں۔"آنکھ سے ایک آنسو پھسل کر ٹھوڑی سے نیچے ٹپکا تھا۔کیا مرد کا یہ روپ بھی ہوتا ہے...؟اس کے رب نے اسے کس نعمت سے نوازا تھا؟

"بہت جلد میرے گھر والے شادی کی ڈیٹ فکس کرنے آئیں گے۔"انارا نم آنکھوں سے مسکرائی تھی۔

"ویسے جب آپ نے انکار کیا نا تو میں ایک لمحے کے لیے ڈر گیا تھا کہ کہیں آپ کی زندگی میں کوئی اور تو نہیں!"ٹیبل پر رکھا ہاتھ ایک لمحے کے لیے کانپا تھا۔اس نے فورا نظریں چرائی تھیں۔

"زندگی میں نہیں مگر دل میں کوئی ضرور ہے۔"دل کے کسی کونے سے ایک آواز آئی تھی جسے اس نے فورا دبایا تھا۔کسی کا ہیولہ آنکھوں کے سامنے لہرایا تھا۔ماضی کی

ایک بھولی بسری یاد اسے اچانک ہی ستانے لگی تھی۔کچی عمر کی پہلی محبت...یک طرفہ اور اذیت ناک محبت...

وہ اپنی دوستوں کے ساتھ شاپنگ کرنے شاپنگ مال آئی تھی۔وہ لوگ پورا مہینہ پیسے اکھٹے کرنے کے بعد گھومنے پھرنے اور شاپنگ کرنے جاتے تھے۔

اس کی دوستیں ابھی مال میں ہی موجود تھیں وہ اکیلی ابھی ابھی شاپنگ مال کے باہر آئی تھی کہ ایک شخص بھاگتا ہوا اس تک آیا تھا۔

"سنو!مجھے مدد چاہیے۔"وہ مسلسل ہانپ رہا تھا۔

"کیسی مدد...؟"وہ گھبرا گئی تھی۔

"کیا تم تھوڑی دیر کے لیے میرے ساتھ چل سکتی ہو؟"انارا کے چہرے کے تاثرات فورا بگڑے تھے۔

"مجھے غلط مت سمجھو!یہ سامنے والے ریسٹورنٹ میں چلنا ہے صرف پانچ منٹ کے لیے...پلیز!"اس نے گویا منت کی تھی۔

"وجہ...؟"انارا نے اپنی آنکھیں چھوٹی کیے اسے گھورا تھا۔وہ بہت بری طرح اس سے پٹنے والا تھا۔

"کسی کی زندگی اور موت کا سوال ہے۔پلیز!"وہ مان گئی تھی۔کیوں...؟یہ سوال اس نے بہت بار اپنے دل سے پوچھا تھا مگر جواب نہیں آیا تھا۔

"ایسے شو کروانا ہے جیسے ہم میاں بیوی ہیں۔"ریسٹورنٹ میں آتے ایک ٹیبل پر بیٹھتے اس کی بات پر انارا کو ایکدم ہی تپ چڑھی تھی۔

"تم...!"وہ غصے سے کھڑی ہوئی تھی۔

"ڈارلنگ!چھوٹی موٹی باتیں تو ہوتی رہتی ہیں اس میں ناراض ہونے والی کون سی بات ہے؟"کھڑے ہوتے اس نے انارا کو خود کے قریب کیا تھا۔ساتھ ہی ساتھ ایک طائرانہ نظر پورے ریسٹورنٹ پر ڈالی تھی۔

"صرف پانچ منٹ پلیز...!"نجانے اس شخص کی باتوں اور شخصیت میں کیسا سحر تھا جو وہ اس کی ہر بات ماننے پر مجبور ہو رہی تھی۔اسے اپنے اتنا قریب دیکھ انارا کے دل نے بغاوت کی

تھی۔وہ پہلی بار کسی مرد کے ہاتھوں شکست کھا گئی تھی۔تھوڑی دیر بعد وہ شخص وہاں سے اٹھا تھا۔

وہ کچھ دیر تک اس کا انتظار کرتی رہی تھی مگر وہ نہیں آیا تھا۔کچھ دیر مزید وہاں بیٹھنے کے بعد ایک ویٹر نے اسے ایک چٹ لا کر دی تھی۔

“Thanks for helping me Angry lady”

نجانے کیوں وہ ہنس دی تھی۔اسے غصہ نہیں آیا تھا۔وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ شخص کون تھا،کہاں تھا اور اس کا کیا مقصد تھا۔وہ بس اتنا جانتی تھی کہ وہ واپس اکیلا نہیں گیا تھا وہ انارا ملک کا دل اپنے ساتھ لے کر گیا تھا۔

"انارا جی..!"ہادی کی آواز پر وہ چونکی تھی۔

"کس کے بارے میں سوچ رہی ہیں؟"اس نے آبرو ریز کرتے مسکرا کر پوچھا تھا۔

"آپ کے بارے میں!اب میری سوچوں کا واحد مرکز محض آپ ہیں۔"انارا نے اس کی طرف دیکھے ایک مدھم مسکراہٹ کے ساتھ اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا تھا جسے ہادی نے

فورا تھاما تھا۔دونوں نے ایک دوسرے کو خوشدلی سے قبول کیا تھا۔ایک نئ زندگی کے آغاز پر وہ دونوں ہی بے حد خوش تھے۔

"داریاء کہہ دو کہ یہ جھوٹ ہے۔"جب سے داریاء نے زارون کو انارا کی شادی کی تاریخ پکی ہونے کا بتایا تھا۔اس کا یہی حال تھا۔

"زارون...!"داریاء دبی دبی سی غرائی تھی۔

"یار مطلب کون ہے وہ عقل کا اندھا...؟"اس کی تو ہنسی ہی نہیں رک رہی تھی۔

"میں نے تمہیں پہلے ہی بتایا تھا کہ انارا آپی کی بات پکی ہو چکی ہے۔"اسے ہمیشہ سے ہی زارون کا انارا کے خلاف بولنا بہت برا لگتا تھا۔

"ہاں بتایا تو تھا۔مگر مجھے لگا تھا کہ وہ خود ہی اسے بھگا دے گی بالکل ویسے جیسے اس سے پہلے والوں کو بھگایا تھا۔"انارا کی شادی کی بات ہضم کرنا زارون کے لیے بے حد مشکل تھا۔

"اُفف زارون!اب اگر آپی کی شادی ہو رہی ہے تو تمہیں کیا مسئلہ ہے؟"وہ اس پر برسی تھی۔

"بھلا مجھے کیا مسئلہ ہو سکتا ہے؟میں تو بس یہ کہہ رہا ہوں کہ اس مرد مجاہد کو ایک سلیوٹ تو بنتا ہے۔"اس کا قہقہہ چھت پھاڑ تھا جس پر داریاء کلس کر رہ گئی تھی۔

"ہادی بھائی بہت اچھے ہیں اور تم سے تو بہت زیادہ بہتر ہیں۔"زارون کے ماتھے پر فورا شکنیں ابھری تھیں۔صوفے سے اٹھتے وہ داریاء کے پاس گیا تھا اور اس نے ایک جھٹکے سے اسے کھینچ کر خود کے بے حد نزدیک کیا تھا۔

"کون اچھا ہے؟"لہجہ بے حد سرد تھا۔

"تم یہ....!"

"شش...!"اس کے لبوں پر انگلی رکھے زارون نے اسے خاموش کروایا تھا۔

"کون اچھا ہے؟"اسی انداز میں ایک بار پھر پوچھا تھا۔وہ گھبرا گئی تھی۔

"صرف میں اچھا ہوں۔زارون سکندر!"اس کے کچھ بولنے سے پہلے ہی زارون نے اس کے گال پر ہاتھ رکھے کہا تھا۔دارياء نے زور زور سے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"زارون...!"دارياء نے آہستگی سے اپنا سر اس کے سینے پر رکھا تھا۔

"ہمم...!"اس کے گرد حصار قائم کرتے زارون نے اپنے لب اس کے سر پر رکھے تھے۔

"وہ میں ایک بات سوچ رہی تھی۔"اپنا سر اٹھاتے دارياء تھوڑی نروس ہوئی تھی۔

"کیا...؟"زارون نے اپنا سر اس کے سر سے مس کیا تھا۔اب وہ آنکھیں بند کیے اسے محسوس کر رہا تھا۔

"پہلے تم وعدہ کرو کہ غصہ نہیں کرو گے۔"زارون نے فورا آنکھیں کھولی تھیں۔

"ٹھیک ہے نہیں کرو گا۔"اس سے تھوڑا فاصلہ رکھے زارون نے اس کا گال کھینچا تھا۔

"انارا آپی کی شادی ہو رہی ہے۔میں سوچ رہی تھی کہ...!"وہ لمحے بھر کو رکی تھی۔انارا کا نام سنتے زارون کا حلق تک کڑوا ہوا تھا۔

"کیوں نا ہم منال کو گود لے لیں۔"اس نے ڈرتے ڈرتے آخرکار اپنے دل کی بات کہہ ہی ڈالی تھی۔

"کیا...؟"زارون نے ایک جھٹکے سے اس کے گرد اپنا حصار توڑا تھا۔

"تم ہوش میں ہو؟"اسے داریاء سے اس بےوقوفانہ گفتگو کی توقع ہرگز نہیں تھی۔

"زارون ایک بار ٹھنڈے دماغ سے میری بات سن تو لو!جافر بھائی منال کو اپنے پاس نہیں رکھنا چاہتے۔انارا آپی کی شادی ہو جائے گی تو ہم اگر...!"

"سوچنا بھی مت...!"شدید غصے کی حالت میں وہ اندر کمرے کی جانب بڑھا تھا۔داریاء نے پہلے رافع کو گود لینے کا سوچا تھا مگر وہ اچھی طرح جانتی تھی کہ جافر اور اس کے گھر والے اپنے وارث کو اس کے حوالے نہیں کریں گے۔مگر منال کو وہ گود لے سکتی تھی۔اب بس اسے کسی بھی طرح زارون کو راضی کرنا تھا۔

"زارون ایک بار سوچو تو سہی!"وہ بھی اس کے پیچھے گئی تھی۔

"داریاء تم میری ایک بات کان کھول کر سن لو۔اگر اللہ نے ہمیں اولاد دینی ہو گی تو وہ دے دے گا۔میں اس طرح دوسروں کے بچے نہیں پال سکتا۔"

"تم تو منال کو بہت پیار کرتے ہو نا...؟"زارون کی صاف گوئی سے داریاء کے دل کو ٹھیس پہنچی تھی۔

"ہاں لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ میں اسے اپنی بیٹی ہی بنا لوں۔"

"زارون وہ ابھی چھوٹی ہے اسے ماں باپ کے پیار کی ضرورت ہے۔"وہ رو دی تھی۔

"یہی تو میں کہہ رہا ہوں داریاء کہ وہ ابھی چھوٹی ہے مگر ایک دن بڑی بھی ہو جائے گی تب کیا کرے گئے ہم؟دیکھو داریاء ایسے بہت سارے مسئلے کھڑے ہو جائیں گے۔اور میرا

نہیں خیال کہ جافر اپنی بیٹی مجھے دے گا۔اور فرض کرو کہ وہ مان بھی جاتا ہے تو تمہیں کیا لگتا ہے کہ انارا مان جائے گی...کیا وہ منال کو مجھے دے گی۔میں وہ شخص ہوں جس سے وہ بے حد نفرت کرتی ہے۔"وہ کسی صورت کسی دوسرے کی اولاد کو نہیں پال سکتا تھا۔لیکن وہ داریاء کو دکھی بھی نہیں دیکھنا چاہتا تھا اس لیے اس نے وضاحت دینا ضروری سمجھا تھا۔

"لیکن انارا آپی اور تمہارے درمیان تو سب ٹھیک ہو گیا ہے نا...؟"زارون نے افسوس سے اپنی معصوم بیوی کی طرف دیکھا تھا۔

"اپنے دماغ سے یہ سب نکال دو۔اور ہم دوبارہ اس بارے میں بات نہیں کریں گے۔"اس نے اپنا لہجہ جان بوجھ کر تھوڑا سخت رکھا تھا۔داریاء کو ناچاہتے ہوئے بھی زارون کی بات ماننا پڑی تھی۔

داریاء کی ضد پر زارون کو مجبورا اسے ذکیہ بیگم کے گھر لانا ہی پڑا تھا۔وہ انارا کا چہرہ نہیں دیکھنا چاہتا تھا اسی وجہ سے وہ کسی ضروری کال کا بہانا کر کے کب سے باہر صحن میں ہی ٹہل رہا تھا۔وہ اپنی ہی دھن میں آگے بڑھ رہی تھی۔تیز تیز چلتی وہ زارون سے ٹکرائی تھی۔

"تم ٹھیک ہو؟"زارون نے فکرمندی سے پوچھا تھا۔

"جب تک تمہارا یہ مکروہ چہرہ نہیں دیکھا تھا تب تک بالکل ٹھیک تھی۔"اسے اندازہ نہیں تھا کہ زارون باہر صحن میں موجود ہے۔اس کے خیال سے وہ جا چکا تھا۔

"آخر تمہیں مجھ سے مسئلہ کیا ہے؟"زارون نے آج اس نے تفصیل سے بات کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔

"مجھے تم سے نہیں سب سے مسئلہ ہے۔ایسی ہی ہوں میں...!"ایک حقارت بھری نظر اس پر ڈالے وہ آگے بڑھی تھی۔

"تم پہلے ایسی نہیں تھی۔"زارون کی آواز پر وہ ایک لمحے کے لیے ساکت ہو گئی تھی۔اس ایک لمحے میں اسے کیا کیا یاد نہیں آیا تھا۔

"میں پہلے بھی ایسی ہی تھی اور اب بھی ایسی ہی ہوں اور آئندہ بھی ایسی ہی رہوں گی۔"وہ ایڑیوں کے بل واپس گھومی تھی۔آنکھوں میں ہنوز سختی تھی۔

"مجھے نہیں پتا کہ تم پہلے کیسی تھی،اب کیسی ہو اور آگے کیسی ہو گی؟مجھے بس اتنا پتا ہے کہ ہماری پہلی ملاقات کافی اچھی رہی تھی۔"اس کے لبوں پر دلفریب مسکراہٹ تھی۔انارا کے دل کی ڈھرکنیں بے ترتیب ہوئیں

تھیں۔

"ہو سکتا ہے مگر مجھے اب ٹھیک سے یاد نہیں ہے۔مجھے اب بس اتنا پتا ہے کہ مجھے تم سے شدید نفرت ہے۔"آنکھیں بے ثاثر اور سرد تھیں۔

"Me too Angry lady!"

زارون نے مسکرا کر کندھے اچکائے تھے۔اب وہ بالکل اس کے پاس سے گزر گیا تھا۔انارا نے بہت مشکل سے خود کو سنبھالا تھا۔

"داریاء تمہارا اپنے گھر میں دل نہیں لگتا کیا جو تم ہر دوسرے دن یہاں آجاتی ہو؟"اندر آتے وہ خود پر سختی کا خول چڑھا چکی تھی۔اس میں کچھ نیا نہیں تھا وہ ہمیشہ یہی کرتی تھی۔وہ اس فن میں ماہر تھا۔

"آپی میں تو بس ملنے آئی تھی اور مبارک باد دینے!"انارا کا ہمیشہ سے ہی اس کے ساتھ یہی رویہ تھا۔اور زارون سے شادی کے بعد تو اس کا رویہ مزید خراب ہو چکا تھا۔

"ہم جا ہی رہے تھے۔"زارون نے داریاء کو اٹھنے کا اشارہ کیا تھا۔

"نہیں نہیں بیٹا!اس کا وہ مطلب نہیں تھا۔"ذکیہ بیگم نے صفائی دینے کی کوشش کی تھی۔

"میرا یہی مطلب تھا۔"ہاتھ پر ہاتھ باندھے اس نے صاف گوئی سے کام لیا تھا۔اس بے عزتی پر زارون نے غصے سے اپنی مٹھیاں بھینچی تھیں۔انارا کا یہی رویہ تھا جس کی وجہ سے وہ اس سے نفرت کرنے پر مجبور ہو گیا تھا۔

"فکر مت کیجیے انارا صاحبہ!آج کے بعد نا تو داریاء اس گھر میں آئے گی اور نا ہی میں...!"

"کہتے تو آپ ہیں زارون بھائی مگر عمل نہیں کرتے۔"لہجہ طنز سے لبریز تھا۔

"اگر تم میرے سامنے بلک بلک کر مر بھی رہی ہو گی نا میں تب بھی نہیں آؤں گا۔"اس کی آنکھوں میں لہو ڈور آیا تھا۔

داریاء کا ہاتھ تھامے وہ اب آگے بڑھ رہا تھا۔

"میں بھی یہی چاہتی ہوں کہ تم اب یہاں کبھی بھی نا آؤ۔"انارا نے تنفر سے سر جھٹکا تھا۔

"تم پکارو گی نا میں تب بھی نہیں آؤں گا۔"اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ انارا کو قبر میں ہی اتار دے۔

"میں تمہیں پکاروں گی...؟"وہ استہزایہ ہنسی تھی۔

"تمہاری سوچ ہے۔"زارون غصے سے آگے بڑھا تھا جبکہ داریاء کی کلائی ابھی بھی اس کی سخت گرفت میں تھی۔

گاڑی کے پاس پہنچتے اس نے اس کی کلائی چھوڑی تھی۔

وہ بہت غصے سے ڈرائیو کرتا گاڑی اڑا لے گیا تھا۔

ذکیہ بیگم کی جلی کٹی سننے کے بعد وہ مرے مرے قدموں سے کمرے کی جانب بڑھی تھی۔خود کو کمرے میں بند کرتے وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی الماری کی جانب بڑھی تھی۔الماری میں سے اس نے بہت احتیاط سے ایک لفافہ نکالا تھا۔لفافے کے اندر وہ چِٹ موجود تھی۔

"Thanks for helping me Angry lady."

انارا زیر لب بڑبڑائی تھی۔

انارا کی آنکھیں برسنا شروع ہوئی تھیں۔وہ بہت کم روتی تھی مگر زارون کے یہاں آنے کے بعد وہ ضرور اپنے آنسو بہاتی تھی۔روتے روتے وہ زمین پر بیٹھتی چلی گئی تھی۔

ایک دن وہ باہر سے گھر لوٹی تھی تو اسے داریاء کے رشتہ پکا ہونے کی اطلاع ملی تھی۔اسے اس سب میں کوئی خاص دلچسپی نا تھی۔کسی وجہ سے وہ منگنی میں بھی نہیں جا سکی تھی۔

زارون اور داریاء کی مہندی بھی الگ الگ ہوئی تھی جس وجہ سے انارا زارون سے نہیں مل سکی تھی۔بارات والے دن زارون کو داریاء کے قریب بیٹھے دیکھ انارا کا دل ٹوٹ چکا

تھا۔وہ اپنا دل تو پہلے ہی اس پر ہار چکی تھی۔اور آج اس کی یک طرفہ محبت کا انجام بھی ہو چکا تھا۔اپنی یک طرفہ اور پہلی محبت کا ماتم مناتے وہ بیچ فنکشن سے

ہی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔زارون کی نظر انارا پر ولیمے والے دن پڑی تھی۔وہ تو ولیمے پر آنے کے لیے بالکل رضامند نا تھی مگر ذکیہ بیگم۔نے اس کی ایک نا سنی تھی۔

"What a pleasant surprise...?"

اپنے عقب سے ایک وجاہت سے بھرپور مردانہ آواز پر وہ بری طرح چونکی تھی۔

"مجھے نہیں پتا تھا کہ اس طرح پھر ملاقات ہو جائے گی۔"وہ بے تکلفی سے گویا ہوا تھا۔

"لگتا ہے تم نے مجھے پہچانا نہیں...ہم کوئی تقریبا ایک سال پہلے ملے تھے۔مال میں..."زارون نے اسے یاد دلاتے کہا تھا۔

"ہاں یاد آ گیا مجھے۔"وہ اسے بھولی ہی کب تھی۔

"سنو!اس ملاقات کا ذکر کسی سے مت کرنا!"زارون نے التجا کی تھی جس پر انارا نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"ویسے اس دن میں کسی کیس کے سلسلے میں وہاں موجود تھا۔اور تمہاری مدد کا بہت شکریہ!یہ تمہارا احسان ہے مجھ پر،اگر کسی دن تمہیں میری ضرورت ہو تو بس ایک بار پکارنا میں فورا آ جاؤں گا۔"انارا نے بس سر ہلانے پر ہی اتفاقا کیا تھا۔

"ویسے تم...!"

"مجھے کچھ کام ہے پھر بات ہو گی۔اور ویسے بھی میرے خیال سے آپ کو اس وقت داریاء کے ساتھ ہونا چاہیے۔"وہ تیزی سے اس کے پاس سے گزری تھی۔زارون نے مسکرا کر کندھے اچکائے تھے۔

"یہ غلط ہے بہت غلط!"الماری سے ٹیک لگائے زمین پر بیٹھی وہ بری طرح رو رہی تھی۔

"میرے دل میں وہ نہیں ہے۔مجھے اس سے نفرت ہے۔"وہ خود کو سمجھا رہی تھی۔

"محبت کرنا کوئی جرم نہیں ہے۔"انارا نے چونک کر سامنے دیکھا تھا۔اسے اپنا عکس سامنے دکھا تھا۔

"مجھے اس سے محبت نہیں ہے۔اب میری زندگی میں صرف ہادی ہے۔"انارا کے لب اپنے آپ ہی ہلے تھے۔

"دل میں کوئی اور زندگی میں کوئی..."اس نے عکس نے قہقہ لگایا تھا۔

"وہ شادی شدہ ہے۔"انارا نے وہ دلیل پیش کی تھی جس کے آگے ساری محبتیں اور جذبات دم توڑ جائیں۔

"لیکن تمہاری پہلی محبت ہے۔"یہ وہ حقیقت تھی جسے اس نے خود سے بھی چھپا کر رکھا تھا۔خود پر سختی کا خول چڑہانا،زارون سے بدتمیزی،اسے خود سے نفرت پر مجبور کرنا،اسے بار بار بھائی کہہ کر خود کو اس کے اور اپنے رشتے کے تقدس کا احساس دلانا...یہ سب خود کو اس سے دور رکھنے کی کوششیں تھیں۔

"زارون صرف داریاء کا ہے میرا نہیں...!"اس نے خود کو ایک بار پھر باور کروایا تھا۔اب اسے ہادی کے ساتھ ایک نئی زندگی کا آغاز کرنا تھا اور اس کے لیے اسے اپنے دل و دماغ سے زارون سکندر کو نکالنا تھا۔اس نے اپنے دل کو سمجھا

لیا تھا کہ زارون اس کا نصیب نہیں ہے اور نا ہو سکتا ہے۔

کون کس کا نصیب ہے اب یہ فیصلہ تو قسمت نے ہی کرنا تھا۔

زری آج پھر داریاء سے ملنے اس کے فلیٹ آئی تھی اور اس نے اس بات کو یقینی بنایا تھا کہ زارون گھر پر موجود نا ہو۔

"ویسے زارون کہیں جا رہا ہے کیا...؟"سامنے لاؤنج میں موجود سوٹ کیس کو دیکھ زری نے پوچھا تھا۔جبکہ وہ اچھی طرح جانتی تھی کہ لاہور جا رہا ہے۔

"ہاں جا تو رہا ہے۔"داریاء نے لاپروائی سے کہا تھا۔

"کہاں لاہور...؟"زری نے اسے کریدنے کی کوشش کی تھی۔

"ہاں جا رہا ہے مگر پہلے شہر کے پاس کوئی گاؤں ہے وہاں جائے گا۔"زری فورا الرٹ ہوئی تھی۔وہ اب سب سمجھ چکی تھی۔

"مجھے ایک امپورٹینٹ کال کرنی ہے میں ابھی آتی ہوں۔"وہ معذرت کرتے اٹھی تھی۔

"اے۔ایس۔پی ریڈ کرنے جا رہا ہے۔"اس نے کسی کو وائس نوٹ بھیجا تھا۔نوٹ بھیجنے کے بعد وہ واپس داریاء کے پاس آ کر بیٹھ گئی تھی۔

"ہائے اللہ! کتنی پیاری بچی ہے نا...؟"فون پر کسی کی تصویر دیکھ داریاء نے زری کو بھی دکھائی تھی۔زری نے بس مسکرانے پر ہی اتفاقا کیا تھا۔

"بس اللہ پاک مجھے بھی جلدی سے اولاد دے دے۔"زری نے بہت غور سے اس کے چہرے کے تاثرات کا جائزہ لیا تھا۔

"زری تم بھی میرے لیے دعا کرنا کہ اللہ پاک جلد میری گود بھی بھر دے۔"

"زارون کو اولاد کی خواہش ہے؟"

"کس کو نہیں ہوتی...؟مگر وہ میرے سامنے کچھ کہتا نہیں ہے۔وہ مجھے تکلیف نہیں دینا چاہتا بس اسی لیے۔"داریاء نے ضرورت سے زیادہ ہی اپنی ذات کو اس پر کھول دیا تھا۔

"ویسے تمہیں کبھی اولاد کی خواہش نہیں ہوئی۔زری تمہارا دل کبھی نہیں کیا کہ تمہاری ایک چھوٹی سی پیاری سی بیٹی ہو جس کے چھوٹے چھوٹے سے ہاتھ ہوں،چھوٹے چھوٹے سے پیر،وہ جب ہنسے تو ایسا گمان ہو جیسے پھول

کھل گئے ہوں اور وہ جب روئے تو ایسا لگے جیسے تمہاری جان ہی نکل گئی ہو۔"وہ اپنی ہی دھن میں بولے چلی جا رہی تھی جبکہ زری کا چہرہ بالکل زرد پڑ چکا تھا۔

"مجھے دیر ہو رہی ہے میں چلتی ہوں۔"داریاء کو کچھ سمجھنے اور کہنے کا موقع دیے بغیر ہی وہ بھاگتی ہوئی وہاں سے گئی تھی۔اپنے فلیٹ کا دروازہ بند کرتے اب وہ گہری گہری سانسیں لے رہی تھی۔کچن میں آتے ہی اس نے

ایک گلاس میں پانی ڈالا تھا۔اپنے بیگ سے دوائی نکالے اب اس نے پانی کے ساتھ دوائی حلق سے نیچے اتاری تھی۔چہرہ پسینے سے شرابور تھا۔لڑکھڑاتے قدموں سے وہ بامشکل اپنے کمرے تک گئی تھی۔بستر پر بیٹھتے اس نے اپنا سر تھاما تھا۔

"تم نے میری بیٹی کو مار دیا میری چھوٹی سی معصوم سی گڑیا۔۔۔!"

"آج میں آپ سب کو گواہ بنا کر اپنے پورے ہوش و ہواس میں اپنی بیوی زرنش کو طلاق دیتا ہوں،طلاق دیتا ہوں۔"

"یہ لو..."

"اس فلیٹ کی چابی،میں سمجھوں گا کہ میں نے اپنی بیٹی کا صدقہ دے دیا ہے۔"

"میں نے نہیں مارا۔وہ میری بھی بیٹی تھی۔مجھے نہیں پتا تھا کہ دوائی ایکسپائر ہے۔"اس کا سر بری چکرانے لگا تھا۔

انارا اور ہادی کی شادی کی تاریخ پکی ہو چکی تھی۔ایک مہینے بعد ان دونوں کی شادی تھی۔شادی کی شاپنگ کرنے آج وہ دونوں باہر آئے تھے۔

"ویسے میں اتنا غریب نہیں ہوں کہ آپ کو برانڈڈ کپڑے نا دلوا سکوں۔"وہ اسے شاپنگ کے لیے کسی بڑے مال لے جانا چاہتا تھا مگر انارا کی ضد کی وجہ سے وہ دونوں آج بازار میں موجود تھے۔

"اماں کہتی ہیں انسان کی جتنی چادر ہو اسے اتنے ہی پیر پھیلانے چاہیئے۔میں جانتی ہوں کہ آپ نے شادی کے لیے کافی رقم جوڑ کر رکھی ہو گی۔مگر میں چاہتی ہوں کہ وہ

رقم ہم شادی کے بعد استعمال کریں۔کیونکہ اپنی کمائی میں سے تو میں ایک ڈھیلا بھی نہیں دوں گی آپ کو۔میری کمائی پر صرف اماں اور منال کا حق ہے۔"وہ مسکرا دیا تھا۔

"مجھے آپ کے پیسے چاہیے بھی نہیں۔ہم کم از کم شادی کا جوڑا تو کسی اچھے برینڈ سے لے ہی سکتے ہیں نا...؟"وہ انارا کے لیے اپنا سب کچھ قربان کرنا چاہتا تھا۔

"برینڈ وریںڈ کچھ نہیں ہوتا۔یہ وہ چیز ہے جو زبردستی خواتین کے ذہن میں ڈالی گئی ہے۔اور نتیجہ ہمارے سامنے ہے۔اگر کسی برینڈ پر سیل لگ جائے تو آدھی سے زیادہ

خواتین وہیں پائی جاتی ہیں۔اور اس چیز کو ہمارے میڈیا نے اتنا پھیلایا ہے کہ مڈل کلاس فیملیز جن کا گھر بھی بامشکل چلتا ہے ان گھرانوں کی خواتین ان برانڈڈ کپڑوں کے لیے اپنے شوہروں سے لڑتی ہیں۔میری نظر میں ان سب چیزوں کی کوئی وقت نہیں ہے۔"ہادی کو آج صحیح معنوع میں اپنے نصیب پر رشک آیا تھا۔

"ویسے میں...!"انارا کو رکتے دیکھ ہادی خاموش ہوا تھا۔اب وہ اس کی نظر کی سیدھ میں دیکھ رہا تھا۔وہ ایک چھوٹی سی دکان کی طرف دیکھ رہی تھی۔اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک تھی۔وہ کاسمیٹک کی دکان تھی۔

وہ لاشعوری طور پر قدم آگے بڑھا گئی تھی۔وہ بھی مسکراتا اس کے پیچھے گیا تھا۔

"یہ دکھاؤ...!"اس نے دکاندار سے کہا تھا۔اگلے دس منٹ میں وہ کافی سارے چھوٹے چھوٹے مختلف سائز کے آئینے دیکھ چکی تھی۔

"یہ سب ہی بہت خوبصورت ہیں۔"وہ فیصلہ نہیں کر پا رہی تھی کہ کون سا خریدے۔

"آپ کو آئینے پسند ہیں؟"ہادی نے سامنے پڑا ایک آئینہ اٹھاتے کہا تھا۔

"بہت... بہت زیادہ! مجھے آئینے میں اپنا آپ دیکھنا بہت پسند ہے۔" ایک چھوٹے سے خوبصورت طرز کے بنے آئینے میں اپنا آپ دیکھتے وہ مسکرائی تھی۔ اس وقت وہ ہادی کو ایک چھوٹی بچی لگی تھی جو کہ آکسائیٹڈ ہو کر اسے اپنی پسند بتا رہی تھی۔ وہ بہادر، جھگڑالو انارا تو اس وقت کہیں غائب ہی ہو چکی تھی۔

"یعنی آپ کو اپنے چہرے سے عشق ہے۔" وہ یہی اخذ کر سکا تھا۔

"ہاں! کہہ سکتے ہیں۔ مجھے اپنے چہرے پر کوئی داغ کوئی مہاسہ قبول نہیں ہے۔ اور میں چاہتی ہوں کہ جس آئینے میں میں اپنا عکس دیکھوں وہ بھی بالکل شفاف ہو۔" ہادی نے سمجھتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا تھا۔ ہادی نے اسے وہ تمام آئینے خرید کر دیے تھے۔ اور انارا نے بھی کوئی اعتراض نہیں کیا تھا۔

"اب کچھ ڈریسز خرید لیتے ہیں۔"

"نہیں! اب گھر چلتے ہیں۔ مجھے جو خریدنا تھا وہ میں خرید چکی ہوں۔" وہ آج خوش تھی، بہت خوش...

"مگر انارا ہم نے تو صرف آئینے ہی خریدے ہیں۔" وہ حیران ہوا تھا۔

"ہاں مجھے بس یہی چاہیے تھا۔باقی شاپنگ ہم پھر کسی دن کر لیں گے۔"وہ گھر جا کر گھنٹوں ان چھوٹے چھوٹے خوبصورت آئینوں میں اپنا عکس دیکھنا چاہتی تھی۔

"ٹھیک ہے۔"وہ مان گیا تھا۔

"شادی کے بعد میں اپنے سارے گھر کو آئینوں سے بھر دوں گا۔"انارا نے چونک کر اس کی طرف دیکھا تھا۔

"ایک تو ڈریسنگ ٹیبل کا آئینہ ہو گا۔پھر ہم دیواروں پر مختلف سائز کے آئینے لگا دیں گے۔ایک آئینہ باتھروم میں،ایک لاؤنج میں،ایک ٹیرس پر،ایک ڈرائینگ روم میں،ایک کچن میں اور ایک...!"وہ ہنس دی تھی۔اور پھر ہنستی ہی چلی گئی تھی۔

"بس بس اب مجھے اتنا بھی کوئی کریز نہیں ہے۔"اس کے گال سرخ ہوئے تھے۔ہادی اس کی مسکراہٹ پر اپنا دل بری طرح ہار بیٹھا تھا۔

"آپ کے لبوں کی ایک مسکراہٹ میری جان لینے کے لیے کافی ہے۔"اس نے سرخ اناری چہرے کے ساتھ ہادی کی طرف دیکھا تھا۔اس کی آنکھوں میں محبت تھی،پاک اور خالص محبت...

انارا نے تقریبا بیس پچیس آئینے خریدے تھے۔جس پر ذکیہ بیگم نے اسے اچھی خاصی صلواتیں سنائیں تھیں۔مگر اسے اس سب کی پرواہ ہی کب تھی۔ذکیہ بیگم کے مطابق انارا صاحبہ میں لڑکیوں جیسی کوئی بات ہی نہیں تھی۔اس کے شوق اس کی طرح نرالے تھے۔وہ دنیا کی واحد لڑکی تھی جس نے اپنی شادی کی شاپنگ میں صرف آئینے خریدے تھے۔

ہر آئینے میں اپنا آپ دیکھنے کے بعد اس نے بہت احتیاط سے انہیں جگہ جگہ سجایا تھا۔

"انارا جی یقین کریں میں آپ سے بہت محبت کرتا ہوں لیکن آپ کی دہشت ہی اتنی ہے کہ میں اقرار نہیں کر سکا۔"ہادی کی بات یاد کرتے وہ مسکرائی تھی۔

"آپ مجھ سے شادی کر لیں میں روز آپ کو نئے جوتے لا کر دوں گا اور آپ روز نئے جوتے سے مجھے ماریں گا۔میں خوشی خوشی آپ کی مار کھا لوں گا۔"

"آپ کے لبوں کی ایک مسکراہٹ میری جان لینے کے لیے کافی ہے۔"انارا نے بےاختیار گہری سانس خارج کی تھی۔

وہ آج سمجھ چکی تھی کہ اسے زارون سے کوئی محبت نہیں ہے۔وہ محض ایک کشش تھی۔ورنہ یہ کیسی محبت تھی جو وہ کبھی اس کے دل سے اتر جاتا تھا اور کبھی اسے یاد آ جاتا تھا۔وہ سمجھ چکی تھی یہ سب محض اس لیے تھا کیونکہ اس نے مرد کو ہمیشہ ظالم اور مغرور ہی دیکھا ہے اور زارون ان مردوں سے مختلف تھا...یہ کشش محض اسی لیے تھی۔

"ہادی...!"اس کے لب دلفریب مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔

"اگر زارون محض کشش تھا تو پھر ہادی کیا ہے؟"اس کے دل نے ایک صدا اٹھائی تھی۔

"محبت..."جواب زبان اور دل دونوں نے بیک وقت دیا تھا۔

"انارا...!"ذکیہ بیگم کی آواز پر وہ چونکی تھی۔

"ہاں اماں...!"ان کی آواز کی پیروی کرتے وہ کچن میں گئی تھی۔

"میری بچی جا جا کر ساتھ والی دکان سے یہ سامان تو لا دے۔"انہوں نے اسے لسٹ تھماتے ہوئے کہا تھا۔

"جب کام یاد آتا ہے تو 'میری بچی' ویسے منہوس ماری، کم بخت ماری...!"اس نے جل کر کہا تھا۔

"کم بخت کہیں کی...!"ذکیہ بیگم اپنا ہاتھ جوتے تک لے گئیں تھیں۔وہ میزائل کی سپیڈ سے وہاں سے بھاگی تھی۔

ابھی وہ سامان لے کر پلٹی ہی تھی کہ ماجد نے اس کا راستہ روکا تھا۔

"کیسی ہو پٹاخہ...؟"اس کی نظروں سے انارا کو ہمیشہ ہی گھن آتی تھی۔

"منہ توڑ دوں گی تمہارا اگر دوبارہ میرے راستے میں آئے تو..."

"تیرے سارے راستے مجھ تک ہی تو آتے ہیں۔آخرکار تیرا ہونے والا شوہر ہوں۔"وہ استہزایہ ہنسا تھا۔

"میری منگنی ہو چکی ہے۔"اپنے ہاتھ کی انگوٹھی اسے دکھاتے وہ مسکرائی تھی۔

"منگنیاں تو ہوتی ہی ٹوٹنے کے لیے ہیں۔"اس نے

خباثت سے اپنا ہاتھ چہرے پر پھیرا تھا۔

"اگلے مہینے کی پہلی تاریخ کو میری شادی ہے۔"ماجد کا چہرہ ایک لمحے میں فق ہوا تھا۔

"تو یہ نہیں کر سکتی۔"اس نے لہو برساتی آنکھوں سے ہاتھ اٹھائے اسے دھمکی دی تھی۔

"میں یہ کر کے دکھاؤں گی۔"لہجہ اطمینان سے بھرپور تھا۔

"تو صرف میری ہے۔"وہ تلملایا تھا۔

" کبھی خود کو دیکھا ہے آئینے میں...؟میں انارا ملک ہوں،

میں اپنے چہرے پر کیا بلکہ جس آئینے میں اپنا عکس دیکھو اس پر بھی کوئی داغ قبول نہیں کرتی۔پھر اپنی زندگی پر کیسے تجھ جیسا داغ قبول کر لوں؟"وہ اس وقت

شدید غصے میں تھی۔

"اپنے حسن پر اتنا غرور نا کر انارا...!"وہ اسے دھمکا رہا تھا۔

"ہٹ سامنے سے..."اسے پیچھے دھکیلتے وہ آگے بڑھی تھی۔اب وہ مزید اس سے بحث کرنے کے موڈ میں نہیں تھی۔

"ایک بات یاد رکھنا انارا! اگر تو میری نہیں تو پھر کسی کی بھی نہیں...!" اس کی پشت کو دیکھتا وہ چلایا تھا۔

وہ ایک لمحے کے لیے رکی تھی مگر اس کی جانب پلٹی نہیں تھی۔ اگلے ہی لمحے وہ سر جھٹکتے آگے بڑھی تھی۔

رات کے وقت سارا علاقہ سنسان تھا۔ وہ لوگ ہاتھوں میں پسٹل پکڑے دبے پاؤں آگے بڑھ رہے تھے۔ یہ شہر کے پاس موجود ایک چھوٹے سے گاؤں کا منظر تھا۔ اطلاع کے مطابق یہاں ایک کھنڈر نما پرانی حویلی میں سمگلنگ کا کام کیا جاتا تھا۔ زارون اپنی نفری سمیت دبے پاؤں آگے بڑھ رہا تھا۔ ابھی وہ باہر دروازے تک ہی پہنچے تھے کہ ان پر فائرنگ سٹارٹ ہو گئی تھی۔ وہ اس سب کے لیے بالکل تیار نا تھا۔ پولیس فوج اور ان ڈاکوؤں کے درمیان زبردست مقابلہ ہوا تھا۔ کچھ دیر بعد فائرنگ تھم چکی تھی۔ ایک دیوار کے پیچھے ہاتھ میں گن تھامے وہ دبے پاؤں آگے بڑھ رہا تھا۔ ایک شخص جس نے اپنا چہرہ رومال سے ڈھکا ہوا تھا۔ زارون نے آہستگی سے آگے بڑھ کر اسے دبوچا تھا۔ اس کی پشت پر کھڑے ہوتے زارون نے گن کو اس کی گردن کے پیچھے سے

لے کر زور سے دبایا تھا۔وہ شخص وہیں دم توڑ گیا تھا۔ایک اور شخص نے آگے بڑھ کر زارون پر حملہ کیا تھا۔وہ بڑی مہارت سے اس سے لڑ رہا تھا۔اتنے میں پیچھے سے اس

پر کسی نے حملہ کیا تھا جسے انسپیکٹر فہد نے بروقت روکا تھا۔دونوں کے درمیان نظروں کا تبادلہ ہوا تھا۔یہ کاروائی اگلے بیس منٹ تک جاری رہی تھی۔وہاں موجود سب افراد کو جہنم واصل کر کے اب وہ لوگ اندر داخل ہوئے تھے۔حویلی کا ایک کونہ چھاننے کے باوجود بھی انہیں وہاں کچھ نہیں ملا تھا۔ایک کمرے سے زارون کو آہٹ محسوس ہوئی تھی۔وہ دبے پاؤں سنبھل کر اس کمرے کی جانب بڑھا تھا۔بہت آہستگی سے اس نے اب ناب گھمایا تھا۔

"آہ...!"ایک گولی اس کے کندھے سے آر پار ہوئی تھی۔گولی کی آواز سنتے سب وہاں پہنچے تھے۔درد کی ایک شدید لہر اس کے جسم سے ٹکرائی تھی۔خون کو روکنے کے لیے اس نے اپنے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔

"سر آپ ٹھیک ہیں؟"فہد نے فکرمندی سے پوچھا تھا۔

"ہمم...!"وہ اتنا کمزور نہیں تھا کہ بس ایک گولی سے شکست کھا جائے۔

"اندر دیکھو کوئی ہے تو نہیں؟"زارون نے حکم دیا تھا۔

"نہیں سر اندر کوئی نہیں ہے۔" گن کو اس طرح سے سیٹ کیا گیا تھا کہ جو بھی دروازہ کھولے تو گولی اس کے سینے سے آر پار ہو جائے۔اور جان بوجھ کر ایسا سسٹم لگایا گیا تھا کہ ایسا گمان ہو کہ اندر کوئی موجود ہے۔اگر زارون

ایک طرف ہو کر دروازہ نا کھولتا تو گولی اس کے دل سے آر پار ہونی تھی۔اسے بروقت ہسپتال لے جایا گیا تھا۔درایاء کو

فہد خود ساتھ لینے گیا تھا۔اس کا رو رو کر برا حال تھا۔

"اب بس بھی کر دو۔مجھے چڑ ہو رہی ہے۔" داریاء کی مسلسل سوں سوں سے وہ سخت بےزار ہوا تھا۔

"تم بہت برے ہو۔" اس سے الفاظ بامشکل ادا ہو پا رہے تھے۔

"ہاں واقعی میں نے خود ہی تو اپنے آپ کو گولی ماری ہے۔"

"مجھے پہلے ہی شک تھا۔" اس کی بات پر زارون تو رشک سے اسے دیکھتا ہی رہ گیا۔

"یار یہ تو تمہیں ایک پولیس والے سے شادی کرنے سے پہلے سوچنا چاہیے تھا۔"

"زیادہ معصوم مت بنو تم نے بندوق کی نوک پر مجھ سے شادی کی تھی اور پورے تیس ہزار کے جھمکے بھی لے لیے تھے مجھ سے...!"زارون نے بےاختیار گہری سانس خارج کی تھی۔اللہ جانے یہ جھمکوں کا قرض کب اترنا تھا؟وہ نا صرف اس کے جھمکے واپس کر چکا تھا بلکہ شادی کے بعد نجانے اسے کتنی جیولیوی بنوا کر بھی دے چکا تھا۔

"گولی لگنے کے بعد تمہارا خون بھی نکلا تھا؟"اب وہ ڈبڈبائی نظروں سے اس کے کندھے کی جانب دیکھ رہی تھی۔

"نہیں خون تھوڑی نکلا تھا جام شیریں نکلا تھا۔"اس کے بےتکے سوال پر وہ اچھا خاصا تپ گیا تھا۔

"زارون ن ن....!"داریاء نے احتجاج کیا تھا۔

"سوری!"زارون نے مسکرا کر معذرت کی تھی۔

"جب سے ہماری شادی ہوئی ہے۔یہ تیسری گولی ہے۔"آنکھیں ایک بار پھر نمکین پانیوں سے بھر گئی تھیں۔

"داریاء...!"زارون نے اسے ہاتھ کے اشارے سے قریب آنے کو کہا تھا۔

"یار تم اب اس طرح سے تو مت رونا!"اس کے ہاتھ پر دباؤ دیتے زارون نے التجا کی تھی۔

"تم یہ نوکری چھوڑ کیوں نہیں دیتے؟"اس کے آنسو تھمنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔زارون نے ایک افسوس بھری نگاہ اس پر ڈالی تھی۔

"ہم گزارا کر لیں گے۔مجھے یہ سب نہیں چاہیے مجھے صرف تمہاری زندگی چاہیے۔"

"ہاں ہم گزارا کر لیں گے۔کسی گاؤں میں جا کر رہ لے گے۔میں محنت مزدوری کر لوں گا اور تم لوگوں کے گھر برتن مانجھ لینا..."اس نے لب دبائے کہا تھا۔

"جھمکے چور..."

"رشوت خور...!"زارون نے فورا اس کے منہ سے الفاظ اچک لیے تھے۔وہ ہنس دی تھی۔

"تم تھوڑی دیر آرام کر لو۔"

"شکر تمہیں مجھ پر ترس تو آیا۔"آنکھوں میں ہنوز شرارت تھی۔

"ہسپتال کے بیڈ تک پہنچ کر بھی تم نہیں سدھرے۔"

"جو کام میری بیوی شادی کے چھے سالوں میں نہیں کر سکی وہ ہسپتال والے کیا خاک کریں گے؟"

"ہماری شادی کو تین سال ہوئے ہیں۔"داریاء نے دانت پر دانت جمائے کہا تھا۔

"مجھے یاد ہے میں تو بس چیک رہا تھا کہ تمہیں یاد ہے کہ نہیں!"وہ ایک بار پھر ہنس دی تھی۔وہ اس کا دھیان بھٹکانے میں کامیاب رہا تھا ورنہ داریاء نے ابھی کوئی سو لیٹر آنسو اور بہانے تھے۔

"ویسے میں نے تمہارے لیے ایک شعر لکھا ہے۔"داریاء نے اس کے لبوں پر اپنا نازک دودھیا ہاتھ رکھا تھا۔

"تم ابھی آرام کرو۔شعر میں گھر جا کر سن لوں گی۔"زارون نے چہرے کے زاویے بگاڑے آنکھیں موند لیں تھیں۔

"یہ والا زیادہ اچھا لگ رہا ہے۔"ہادی اور انارا آج پھر شادی کی شاپنگ کرنے باہر آئے تھے۔وہ اس وقت ایک جیولری شاپ

میں موجود تھے۔ہادی کی ضد یعنی التجا پر انارا ایک سونے کا سیٹ خریدنے پر راضی ہو ہی گئی تھی۔

"افف اماں بھی نا...!"انارا فون سائلنٹ کرتے بڑبڑائی تھی۔

"کیا ہوا...؟"ہادی کو تشویش ہوئی تھی۔

"کب سے فون پر فون کر رہی ہیں۔"وہ جھنجھلائی تھی۔

"تو اٹھا لیں نا!ہو سکتا ہے کوئی ضروری بات ہو۔"

"میں جانتی ہوں کہ کیا ضروری بات ہے۔"ہادی نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا تھا۔

"کم بخت!تیرا ہونے والا شوہر ہے تھوڑی عزت کر لیں اس کی،اور زیادہ خرچہ مت کروائیں اس کا۔"انارا کی اداکاری پر ہادی کا قہقہ چھوٹا تھا۔

"صبح سے بیس بار یہی سن کر آئی ہوں اور اب بھی یقیناً انہوں نے یہی کہنا ہو گا۔"اس نے منہ بسورے کہا تھا۔

"لیکن میرے خیال سے آپ کو ایک دفعہ فون اٹھا لینا چاہیے۔"انارا نے پہلے ہادی کو دیکھا تھا پھر اس نے ناگواری سے اپنی ماں کو کال ملائی تھی۔

"ہاں بولو اماں!"

"کب سے فون کر رہی ہوں کم بخت! کیوں نہیں اٹھا رہی؟"وہ اس سب کے لیے بالکل تیار تھی۔

"کیوں اب کون سی نصیحت رہتی ہے؟"

"میں ہسپتال میں ہوں تو بھی جلدی پہنچ...!"

"ہسپتال...؟تم ٹھیک تو ہو اماں؟"وہ گھبرا گئی تھی۔ہادی بھی فورا الرٹ ہوا تھا۔

"میں ٹھیک ہوں۔زارون کو گولی لگی ہے۔"انارا کی سانس اٹکی تھی۔

"دیکھ یہ رشتے بہت نازک ہوتے ہیں۔میں جانتی ہوں وہ تجھے پسند نہیں ہے مگر اس وقت تجھے یہاں...!"انارا لمبے لمبے سانس لینے لگی تھی۔اس کا سر بری طرح چکرایا تھا۔وہ نہیں جانتی تھی کہ ذکیہ بیگم کیا کہہ رہی ہیں۔اس نے بس اتنا سنا تھا کہ زارون کو گولی لگی ہے۔

"زارون کو گولی...!"وہ بڑبڑائی تھی۔

"کیا ہوا انارا...؟سب ٹھیک تو ہے؟"اس کے گرنے سے پہلے وہ اسے تھام چکا تھا۔دو بار پہلے بھی اسے گولی لگ چکی تھی۔اور انارا کی یہی کیفیت تھی۔

"ہسپتال...ہسپتال جانا ہے۔"وہ بس یہی کہہ سکی تھی۔آواز بھرا گئی تھی۔انکھوں کا بند ٹوٹ چکا تھا۔

"اچھا ٹھیک ہے چلتے ہیں۔"اس نے انارا کو ہمیشہ مضبوط دیکھا تھا۔اس کی یہ حالت دیکھ وہ بہت زیادہ گھبرا گیا تھا۔

"یہ کیا کیا تم نے...؟"وہ اس وقت شدید غصے میں تھی۔

"میں نے کہا بھی تھا کہ اے ایس پی کو کوئی نقصان نہیں پہنچنا چاہیے۔"زرنش تلملائی تھی۔

"خیریت تو ہے نا زرنش بی بی...؟آجکل کچھ زیادہ فکر نہیں ہو رہی تمہیں اے۔ایس۔پی کی؟"لہجہ طنز سے بھرپور تھا۔

"ہاں ہو رہی ہے کیونکہ وہ میرے لیے بہت خاص ہے۔اور ویسے بھی ہمارے درمیان بات صرف اس فائل کو لے کر ہوئی تھی۔جو میں بہت جلد تمہیں لا دوں گی۔"زرنش کا

اٹھنا بیٹھنا بہت امیر اور عیاش قسم کے لوگوں میں تھا۔وہ انہیں اپنے حسن کے جال میں پھنسا کر اچھا خاصا پیسہ بنا چکی تھی۔سیٹھ عبد الرحمان کے خلاف زارون کے پاس

ایک فائل تھی جس میں ان کے تمام کالے چھٹے تھے۔اس فائل کو حاصل کرنے کے لیے انہوں نے زرنش کو وہاں بھیجا تھا۔اس کام کا وہ اسے اچھا خاصا معاوضہ دے رہے تھے۔

"یقین کرو میں نے وہ بندوق اے۔ایس۔پی کے لیے نہیں رکھی تھی بلکہ فہد کے لیے رکھی تھی۔میں جانتا ہوں ان سب کاموں کو وہی لیڈ کرتا ہے۔اور دروازہ بھی اسے ہی کھولنا چاہیے تھا مگر نجانے یہ زارون کہاں سے آ گیا۔

ویسے قسمت بہت اچھی ہے جو بچ گیا۔"اس نے تمسخر اڑاتے کہا تھا۔

"اگر اب زارون کو ایک کھروچ بھی آئی نا تو نا تو میں تمہیں آج کے بعد کسی ریڈ کے بارے میں بتاؤں گی اور نا ہی کوئی فائل

لا کر دوں گی۔"

"مجھے دھمکی مت دو زرنش بی بی!ورنہ بہت پچھتاؤ گی۔"وہ اسے صاف لفظوں میں دھمکا رہے تھے۔

"ٹھیک ہے ٹھیک ہے۔میں جلد وہ فائل ڈھونڈھ کر لا دوں گی۔"اس نے ٹالنے والے انداز میں کہا تھا۔

"فائل سے پہلے مجھے کچھ اور چاہیے۔"

"کیا...؟"وہ جھنجھلائی تھی۔

"اے۔ایس۔پی کی بیوی،صرف ایک رات کے لیے...!"جب سے زرنش نے اسے داریاء کی تصویر بھیجی تھی تب سے وہ بالکل پاگل ہو چکا تھا۔

"تم پاگل ہو...؟اے۔ایس۔پی جان لے لے گا تمہاری!"

"میں کچھ نہیں جانتا مجھے وہ چاہیے۔"زرنش نے اس لمحے کو کوسا تھا جب اس نے داریاء کی تصویر اس خبیث سیٹھ کو بھیجی تھی۔

"دیکھو میں تمہیں ایک سے بڑھ کر ایک حسین لڑکی لا کر دے سکتی ہوں مگر وہ نہیں...!"

"کیوں...؟تم تو اے۔ایس۔پی کو پسند کرتی ہو نا،میں تو تمہاری راہ کا کانٹا ہٹانے کا کہہ رہا ہوں۔"زرنش ایک لمحے کے لیے سوچ میں پڑ گئی تھی۔ایک شوہر کچھ بھی برداشت کر سکتا ہے مگر وہ ایک داغدار بیوی کو وہ کبھی قبول نہیں کرے گا۔اور اس طرح وہ باآسانی زارون تک رسائی حاصل کر سکتی ہے۔

"ٹھیک ہے!میں کوشش کرتی ہوں کہ اسے تم تک پہنچا دوں۔"سیٹھ عبد الرحمان خباثت سے ہنسا تہادی انارا کو لے کر ہسپتال پہنچا تھا۔جس کمرے میں

زارون ایڈمٹ تھا اس کے باہر انارا نے اپنے قدم روکے تھے۔

"چلیں...؟"ہادی نے فکرمندی سے کہا تھا۔اس کے مطابق یقیناً انارا کا کوئی عزیز یہاں داخل تھا تبھی اس کی یہ حالت تھی۔

"آپ جائیں میں یہیں رکوں گی۔"وہ خود کو سنبھال چکی تھی۔

"کیا...؟مگر آپ...!"وہ حیران تھا،شدید حیران...

"اچھا ہوا جو تو آ گئی۔"ذکیہ بیگم کمرے سے باہر آئیں تھیں۔

"آ جاؤ بیٹا اندر آ جاؤ۔"انہوں نے ہادی کو پیار کرتے کہا تھا۔

"ہادی آپ جائیں۔میں یہیں ٹھیک ہوں۔"باہر ایک کرسی پر بیٹھتے اس نے اپنا حتمی فیصلہ سنایا تھا۔کچھ تو تھا جو اسے بے چین کر رہا تھا۔وہ خود ہی اپنے احساس کی ترجمانی

نہیں کر پا رہی تھی۔لیکن جو بھی تھا آج وہ فیصلہ کر چکی تھی کہ اپنے دل و دماغ سے زارون کے لیے ہر احساس کو مٹا دے گی۔چاہے وہ احساس محبت کا ہو،انسیت کا یا

کشش کا...

ذکیہ بیگم ہادی کو اندر لے گئیں تھیں۔انارا کو انہوں نے زارون سے ملنے کے لیے بالکل مجبور نہیں کیا تھا۔وہ نہیں چاہتی تھیں کہ ان کی بیٹی یہاں کوئی تماشہ کھڑا کرے۔

رسمی سی علیک سلیک کے بعد دارِیاء باہر آئی تھی اور ذکیہ بیگم بھی اس کے ساتھ باہر آئیں تھیں۔ہادی اور زارون کے درمیان خوشگوار گفتگو ہوئی تھی۔

"ویسے انارا جی بہت پریشان تھیں آپ کو لے کر...!"زارون کو زبردست کھانسی آئی تھی۔

"آپ ٹھیک تو ہیں؟"ہادی فکرمند ہوا تھا۔

"ہاں!میں ٹھیک ہوں۔"وہ بدقت مسکرایا تھا۔

"آپ کے اور انارا جی کے درمیان کافی اچھی بونڈنگ لگتی ہے۔"زارون تو اس معصوم شخص کو دیکھتا ہی رہ گیا۔جس نے چند ہی دنوں میں پھانسی لگ جانا تھا۔اور حیرت کی بات تو یہ تھی کہ وہ خود ہی خوشی خوشی تختہ دار پر چڑھنے کے لیے تیار تھا۔

"یہ انارا نے کہا ہے؟"

"نہیں!کہنے کی کیا ضرورت ہے۔دیکھ کر ہی پتا چل جاتا ہے۔"جس معصومیت سے ہادی نے کہا تھا۔زارون کا دل چاہا کہ وہ آگے بڑھ کر اسے گلے ہی لگا لے۔

"ویسے کہاں ہیں آپ کی انارا جی...؟"یہ طنز تھا جو ہادی نہیں سمجھ سکا تھا۔

"میرے خیال سے وہ آپ کو اس حالت میں نہیں دیکھ سکتیں اسی وجہ سے باہر بیٹھی ہیں۔"زارون نے بہت مشکل سے اڈتے قہقہے کا گلا گھونٹا تھا۔

"ہاں یقیناوہ بہت دکھی ہو گی کیونکہ میں زندہ جو بچ گیا۔"اس نے سوچتے ہی تنفر سے سر جھٹکا تھا۔

کچھ دیر بات چیت کے بعد ہادی کو ایک کال آئی تھی۔وہ معذرت کرتا اٹھا تھا۔کسی ضروری کام کے سلسلے میں وہ وہاں سے جا چکا تھا۔

انارا تھوڑی دیر باہر بیٹھی رہی تھی۔ذکیہ بیگم داریاء سے بات چیت میں مصروف تھیں۔آج داریاء نے انارا کو مخاطب نہیں کیا تھا۔وہ اسے اب بری لگنے لگی تھی۔انارا اچانک ہی اپنی جگہ سے اٹھی تھی اور پھرتی سے اندر داخل ہوئی تھی۔داریاء اور ذکیہ بیگم بھی اس کے پیچھے گئے تھے۔

"مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔"انارا کی آواز پر وہ چونکا تھا۔

"آپی پلیز!زارون کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔"زارون اس کا شوہر تھا اور اس کے لیے انارا سے کئی زیادہ اہم تھا۔

"داریاء...!"زارون نے اسے ہاتھ کے اشارے سے روکا تھا۔

اب زارون سمیت سب ہی انارا کی جانب متوجہ تھے۔

"آج تک میرا آپ کے ساتھ جو بھی رویہ تھا اس کے لیے میں

معافی مانگتی ہوں۔"کمرے میں ایک سکوت طاری ہو گیا تھا۔سب کی ہی سانسیں رک گئی تھیں۔

"اب جبکہ میری شادی ہونے والی ہے تو میں چاہتی ہوں کہ ہم تمام رنجشیں بھلا دیں۔"زارون کا بے اختیار ہی منہ کھل گیا تھا۔دارياء اور ذکیہ بیگم نے پہلے ایک دوسرے

کی طرف دیکھا تھا پھر ہونقوں کی طرح انارا کی طرف۔وہ سنجیدہ تھی،بے حد سنجیدہ...

"کیا...کیا آپ ایک بھا...!"گلے میں پھانس اٹکا تھا۔مگر اسے آج یہ کرنا ہی تھا۔آج ہر احساس کو اسے یہی دفنا کر ہادی کے ساتھ نئی زندگی شروع کرنی تھی۔

"کیا آپ ایک بھائی کی حیثیت سے مجھے رخصت کریں گے؟"وہ ایک ہی سانس میں کہہ گئی تھی۔

"ابھی ہم چلتے ہیں ہم پھر ملنے آئیں گے۔"ذکیہ بیگم کو ساتھ لے کر اس کے جواب کا انتظار کیے بغیر ہی وہ وہاں سے چلی گئی تھی۔ویسے بھی وہ اچھی طرح جانتی تھی

کہ زارون اس وقت اس حالت میں نہیں ہے کہ جواب دے سکے۔

انہیں گئے پانچ منٹ ہو چکے تھے۔نا تو داریاء اپنی جگہ سے ہلی تھی اور نا ہی زارون ہل سکا تھا۔

"پانی...پانی دو۔"بالآخر زارون نے یہ خاموشی کا سلسلہ توڑا تھا۔اس کی آواز پر ہوش میں آتے داریاء نے فورا پانی کا گلاس اس کے لبوں سے لگایا تھا۔وہ ایک ہی سانس میں سارا پانی اپنے اندر اتار چکا تھا۔

"اور..."وہ چار گلاس پانی اپنے حلق سے اتار چکا تھا۔

"وہ...وہ مجھ سے...معافی...؟"بےیقینی ہی بےیقینی تھی۔

"مجھے سانس نہیں آ رہی۔ڈاکٹر کو بلاؤ۔"زارون کی حالت دیکھ داریاء بہت گھبرا گئی تھی۔وہ فورا سے بھاگتی ہوئی ڈاکٹر کو بلا لائی تھی۔

چیک اپ کے بعد پتا چلا تھا کہ زارون کا بی۔پی کافی ہائی تھا۔وہ ساری زندگی اپنی بے تکی باتوں سے داریاء کا بی۔پی ہائی کرتا آیا تھا مگر آج انارا ملک کی ایک معافی زارون سکندر کی حالت بگاڑ گئی تھی۔

ڈسچارج ہونے کے بعد وہ لوگ گھر آئے تھے۔زارون تو شدید شاک میں تھا۔

"افف زارون اب بس بھی کر دو۔یہ نا انارا آپی کی کوئی نئی پلاننگ ہو گی۔پہلے بھی تو انہوں نے معافی مانگی تھی نا...اس کے بعد بھی انہوں نے تمہارے ساتھ کتنی بدتمیزی کی تھی۔"داریاء نے اپنا اندازہ لگایا تھا۔

"اس معافی میں اور اس معافی میں زمین آسمان کا فرق ہے۔"زارون نے اپنی کنپٹی مسلتے کہا تھا۔سر میں ایک ٹھیس سی اٹھی تھی۔

"تم تھوڑی دیر آرام کرو۔"اسے لیٹنے کا کہتے داریاء نے لائٹ آف کی تھی۔ابھی زارون نے آنکھیں بند ہی کیں تھیں کہ

موبائل کی بیپ کی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔

انارا کا میسیج دیکھ اس نے پٹ سے آنکھیں کھولی تھیں۔

"معافی صرف اماں کے کہنے پر مانگی ہے تو کسی خوش فہمی میں رہنے کی ضرورت نہیں ہے۔اور جہاں تک بات ہے بھائی بنانے کی تو یاد رکھنا انارا ملک اور زارون سکندر کے

درمیان کوئی رشتہ نہیں بن سکتا۔بہن بھائی کا بھی نہیں...!"اس کا میسیج پڑھتے زارون کو صحیح معنوع میں سانس آئی تھی۔

"Thank you!"

وہ لاشعوری طور پر ٹائپ کر چکا تھا اور اس نے سینڈ بھی کر دیا تھا۔اس وقت وہ واقعی انارا کا بے حد مشکور تھا۔

اپنی غلطی کا احساس ہوتے زارون نے فورا میسیج ڈیلیٹ کیا تھا۔اس کے میسیج ڈیلیٹ کرنے سے پہلے ہی وہ پڑھ چکی تھی۔اس کے تشکر پر انارا ہنس دی تھی اور پھر ہنستی ہی چلی گئی تھی۔

اس نے ہسپتال میں جو بھی کہا تھا نہایت دل سے کہا تھا مگر زارون کی حالت دیکھ اسے اس پر بہت ترس آیا تھا لہذا اس نے یہ میسج کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔انارا نے یہ میسج کر کے واقعی زارون پر بہت بڑا احسان کیا تھا ورنہ وہ بیچارا تو اس بارے میں سوچ سوچ کر قبر میں ہی پہنچ جاتا۔

چند دنوں تک وہ کافی حد تک ٹھیک ہو چکا تھا۔داریاء کے لاکھ منع کرنے کے باوجود بھی وہ آج پولیس اسٹیشن گیا تھا۔زارون کے جانے کی دیر تھی زری فورا داریاء کے پاس آئی تھی۔

"تم سارے کام خود کرتی ہو۔تم نے کبھی زارون سے نہیں کہا کہ کوئی ملازمہ رکھ دے۔"

"چھوٹا سا گھر ہے اور ہم دو ہی لوگ ہیں۔ملازمہ کی ضرورت نہیں ہے۔"کافی پھینٹتے وہ مسکرائی تھی۔

"اور زارون نے تم سے کبھی کہا کہ میں تمہیں ملازمہ رکھ دیتا ہوں؟"داریاء نے مسکرا کر نفی میں سر ہلایا تھا۔

"ہمم!یعنی میرا اندازہ بالکل ٹھیک تھا۔"داریاء نے سوالیہ نظروں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"وہ تمہیں ملازمہ بنا کر رکھنا چاہتا ہے۔"اب کی بار وہ دل کھول کر ہنسی تھی۔

"ایسا کچھ نہیں ہے۔اور ویسے بھی اپنے گھر کے کام کرنے سے کوئی ملازمہ نہیں بن جاتا۔"

"تم کوئی جاب کیوں نہیں کرتی؟"اگلا سوال کیا گیا تھا۔

"جاب...؟اس کی ضرورت نہیں ہے۔اور ویسے بھی میں اتنی پڑھی لکھی نہیں ہوں۔"اس کی جانب کافی کا مگ بڑھائے داریاء نے گہری سانس خارج کی تھی۔شادی کی وجہ سے اس کی تعلیم مکمل نہیں ہو سکی تھی۔اور آگے پڑھنے کی اسے خواہش بھی نہیں تھی۔

"تمہیں کس نے کہا کہ جاب کے لیے پڑھائی ضروری ہے؟"

"مطلب...؟"وہ نہیں سمجھی تھی۔

"مطلب یہ کہ تم خود کو انڈر ریسٹیمیٹ کر رہی ہو۔تم اتنی حسین ہو کہ صرف تمہارے لکس پر ہی تمہیں جاب مل جائے۔"زری نے اس کے نقوش کا گہرا جائزہ لیا تھا۔

"لکس پر کون جاب دیتا ہے؟"وہ حیران ہوئی تھی۔

"بہت سی کمپنیز ہیں جنہیں تعلیم یافتہ سے زیادہ حسین لڑکیاں چاہیئے ہوتی ہیں۔"کافی کا ایک سپ لیتے زرنش نے لاپروائی سے کہا تھا۔

"اچھا...!"وہ نہیں سمجھ سکی تھی۔

"تم کسی دن چلنا نا میرے ساتھ میں تمہیں بہت اچھی جگہ جاب دلوا دوں گی۔"

"اس کی ضرورت نہیں ہے۔میں ایسے ہی بہت خوش ہوں۔"

"جاب صرف ضرویات پوری کرنے کے لیے نہیں کی جاتی بلکہ خواہشات پوری کرنے کے لیے کی جاتی ہے۔"

"مجھے نہیں کرنی کوئی جاب...!" کبھی کبھی اسے زری کی باتیں بہت عجیب لگتی تھیں مگر وہ ان کا مفہوم نہیں سمجھ سکتی تھی۔

"سچ سچ کہو کہ زارون تمہیں جاب کرنے نہیں دیتا۔وہ چاہتا ہے کہ تم ہمیشہ اس کی پیر کی جوتی بن کر رہو اور کبھی ترقی نا کرو۔"

"وہ ایسا کبھی سوچ بھی نہیں سکتا۔"داریاء کی کان کی لوئیں تک سرخ ہوئیں تھیں۔

"ٹھیک ہے تو پھر ایک شرط لگاتے ہیں۔"زرنش کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک تھی۔

"کیسی شرط...؟"

"تم زارون سے کہو گی کہ تمہیں جاب کرنی ہے۔تم خود مختیار ہونا چاہتی ہو۔اگر وہ مان جاتا ہے تو یعنی میں غلط اور اگر وہ نہیں مانتا تو پھر تمہیں میری ایک بات ماننی

ہو گی۔"

"کیسی بات...؟"

"کل تمہیں میرے ساتھ کہیں چلنا ہو گا۔اور جس طرح کی ڈریسنگ میں کہوں گی تمہیں بالکل ویسی ڈریسنگ ہی کرنی ہے۔اور یہ سب زارون کے علم میں لائے بغیر کرنا ہو گا۔"داریاء سوچ میں پڑ گئی تھی۔

"تمہاری خاموشی مجھے صرف یہی بتا رہی ہے کہ میں سچ کہہ رہی ہوں۔زارون کو تم سے کوئی محبت نہیں ہے اور نا ہی اس کی نظر میں تمہاری کوئی اوقات ہے۔"

"مجھے منظور ہے۔"وہ فورا بولی تھی جبکہ چہرے پر غصہ تھا۔اس کے چہرے سے اس کے تاثرات کا پتا لگانا بہت آسان تھا۔

“Good!”

زرنش مسکرائی تھی۔

"درد تو نہیں ہوا نا...؟"وہ جب سے آیا تھا داریاء کا یہی سوال تھا۔

"نہیں...!"زارون نے نفی میں سر ہلایا تھا۔

"اگر دو چار دن اور آرام کر لیتے تو کون سی قیامت آ جانی تھی۔"لہجے میں شکوہ تھا۔

"میں ایک پولیس آفیسر ہوں۔"زارون نے اسے یاد دلانا ضروری سمجھا تھا۔

"مجھے پتا ہے۔"داریاء نے آنکھیں گھمائی تھیں۔

"اچھا یہ سب چھوڑو میں نے نا تمہارے لیے ایک شعر لکھا ہے۔"اسے اپنے ساتھ بٹھاتے زارون نے آکسائیڈ ہوتے کہا تھا۔وہ ہنس دی تھی۔

"میرا اپنا شعر ہے۔"زارون نے اسے جتایا تھا۔

"بالکل ویسے جیسے باقی شعر تمہارے اپنے ہوتے ہیں۔"

"داریاء تم میرے اشعار کی توہین نہیں کر سکتی۔"زارون نے اسے گھورا تھا۔

"سوری سوری!"اس نے فورا لب دبائے کہا تھا۔

"تو عرض کیا ہے..."زارون کھنکھارا تھا

"ارشاد ارشاد...!"

"وہ آئے بزم میں اتنا تو میر نے دیکھا"

"واہ واہ واہ واہ...!"زارون کے گھورنے پر داریاء فورا بولی تھی۔

"وہ آئے بزم میں اتنا تو میر نے دیکھا

اس کے بعد چراغوں میں روشنی نا رہی"

"یہ تمہارا شعر ہے؟"داریاء نے طنزاً پوچھا تھا۔

"تمہیں کوئی شک ہے؟"وہ بگڑا تھا۔

"نہیں شک تو نہیں ہے مگر ایک بات سمجھ نہیں آئی کہ شعر تم نے لکھا ہے اور نام 'میر' کا ہے؟"داریاء نے بامشکل ہنسی کنٹرول کی تھی۔

"جس کا بھی نام ہو کیا فرق پڑتا ہے تم جذبات دیکھو نا...!"وہ برہم ہوا تھا۔

"دیکھ دیکھ کر اب تھک چکی ہوں۔"داریاء نے افسوس سے سر جھٹکا تھا۔

"جاؤ ناراض ہوں میں تم سے۔"زارون نے منہ پھلاتے ہوئے کہا تھا

"اچھا نا یہ سب چھوڑو مجھے تم سے ایک اہم بات کرنی ہے۔"وہ سنجیدہ ہوئی تھی۔

"کیسی بات...؟"وہ اس کی طرف متوجہ ہوا تھا۔

"وہ...میں...میں جاب کرنا چاہتی ہوں۔"داریاء نے نظریں جھکائے آہستگی سے کہا تھا۔زارون کو چند لمحے اپنی سماعتوں پر بالکل یقین نا آیا۔اس کی بات سمجھتے زارون نے فلک شگاف قہقہ لگایا تھا۔

"تم بھی نا داریاء... تمہیں کون دے گا جاب؟"اس کی گال تھپتھپاتے وہ اٹھا تھا۔

"میں سیریس ہوں۔"داریاء بھی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

"میری جان تم نا گھر کے کاموں پر توجہ دو۔یہ سب خرافات اپنے دماغ سے نکال دو۔"زارون نے ہنس کر اس کی بات ٹالی تھی۔

"تم مجھے غلام بنا کر رکھنا چاہتے ہو؟تم چاہتے ہو کہ میں کبھی آگے نا بڑھ سکوں۔"زارون نے بے یقینی سے داریاء کی جانب دیکھا تھا۔

"تمہارا دماغ ٹھیک ہے...؟"وہ بس یہی کہہ سکا تھا۔

"بالکل ٹھیک ہے۔لیکن مجھے ایک بات سمجھ آ چکی ہے کہ تم سب مرد ایک جیسے ہوتے ہو۔بیویوں کو اپنی پیر کی جوتی سمجھتے ہو۔"وہ کہہ کر فورا کمرے سے باہر گئی تھی۔زارون ہقا بکا رہ گیا تھا۔ابھی تھوڑی دیر پہلے تو

وہ بالکل ٹھیک تھی اب اچانک اسے کیا ہو گیا تھا؟

کچن میں آتے وہ رو دی تھی۔زارون کی بات نے اسے بہت دکھ دیا تھا۔

"زری بالکل ٹھیک کہتی ہے۔"اس کا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔تھوڑی دیر رونے کے بعد اس نے فورا زری کو کال ملائی تھی۔

"زری...!"وہ بہت بری طرح رو رہی تھی۔

"کیا ہوا داریاء...؟تم اس طرح سے کیوں رو رہی ہو؟"

"تم نے ٹھیک کہا تھا زارون نے انکار کر دیا۔

میں کون سا جاب کر رہی تھی۔کم از کم وہ میرا دل رکھنے کے لیے تو حامی بھر ہی سکتا تھا نا...!"وہ بہت جلدی دل برداشتہ ہو چکی تھی۔

"اُفف داریاء! ایسے تو مت رو اب! میں ہوں نا میں سب ٹھیک کر دوں گی۔ تمہیں بس مجھ پر بھروسہ رکھنا ہے اور دیکھنا میں کیسے سب ٹھیک کرتی ہوں۔"

"تم بہت اچھی ہو زری! تم سے بات کر کے مجھے ہمیشہ ہی اچھا لگتا ہے۔"

"شرط تو یاد ہے نا تمہیں...؟ کل تم میرے گھر آؤ گی اس کے بعد ہم دونوں ایک نہایت ہی خوبصورت جگہ پر جائیں گے۔ اور تم یقین رکھنا میں کل کا دن تمہارے لیے اتنا یادگار بنا دوں گی کہ تم چاہ کر بھی بھول نہیں پاؤ گی۔" اس کے لبوں پر مسکراہٹ تھی۔

"ٹھیک ہے میں کل آ جاؤں گی۔" داریاء نے آنسو صاف کرتے فون رکھا تھا۔

"اماں تو یہاں بیٹھی ہے اور میں تجھے سارے گھر میں تلاش کر رہی ہوں۔" چھت پر آتے دونوں ہاتھ کمر پر رکھتے اس نے منہ بسورے کہا تھا۔

"کیوں...؟ کیا ہوا؟" ذکیہ بیگم نے اپنے آنسو صاف کرتے کہا تھا۔

"کیا ہوا...؟ تیری طبیعت ٹھیک ہے؟" وہ فکرمندی سے ان کی طرف بڑھی تھی۔

"کچھ نہیں بس ایشال یاد آ رہی تھی۔"انارا نے نظریں پھیر لیں تھیں۔ایشال کو وہ بھول بھی کیسے سکتی تھی۔

"کاش کہ تو پہلے اس بارے میں سوچ لیتی تو وہ آج ہمارے درمیان ہوتی۔"

"بیٹی تھی وہ میری،مت کیا کر ایسی باتیں میرا دل پہلے ہی چھلنی ہے۔"

"اچھا اماں چھوڑ یہ سب!چل نیچے چل مجھے تجھے کچھ دکھانا ہے۔"ان کا ہاتھ پکڑتے وہ انہیں نیچے لے جا رہی تھی۔

"انارا رافع کو لے آ۔"ذکیہ بیگم کی آواز پر اس کے قدم رکے تھے۔

"وہ چھوٹا ہے نجانے وہ ظالم اس کا کیا حال کر رہے ہو گے۔"

"اماں!تجھے کیا لگتا ہے کہ مجھے رافع کی فکر نہیں ہے؟میں جو بھی کر رہی ہوں نا بہت سوچ سمجھ کر رہی ہوں۔میں چاہتی ہوں کہ وہ رافع کو سنبھالے اس بیٹے کو جس

کے لیے انہوں نے میری معصوم بہن کی جان لے لی۔"وہ لمحے بھر کو رکی تھی۔

"اماں وہ ان کا وارث ہے چاہے کچھ بھی ہو جائے وہ اسے نقصان نہیں پہنچائیں گے۔"اس نے اپنی ماں کے گرد بازو پھیلائے تھے۔

"میں جانتی ہوں مگر...!"

"اگر مگر کچھ نہیں اماں!تو چھوڑ دے اب یہ سب...!"

"میں کیا کرو ایشال میرے ذہن سے نکلتی ہی نہیں ہے۔کاش کہ یہ میرے اختیار میں ہوتا کہ میں ماضی میں جا کر سب ٹھیک کر سکتی۔کاش جب جافر نے پہلی بار ایشال پر ہاتھ

اٹھایا تھا تو میں نے ایشال کو صبر کرنے کا کہنے کے بجائے جافر کے منہ پر تھپڑ مارا ہوتا۔"یہ انسان کی فطرت ہے وہ جانے انجانے میں غلط فیصلے کر بیٹھتا ہے اور بعد میں پچھتاوا اس کا مقدر بن جاتا ہے۔

"افف اماں اب بس بھی کر دے۔اب تو کیا چاہتی ہے کہ میں بھی رو دوں؟"اس نے ذکیہ بیگم کے آنسو پونچھتے کہا تھا۔

"چل نیچے،چل تجھے کچھ دکھانا ہے۔"انہیں خود سے لگائے وہ سیڑھیاں اتر رہی تھی۔

"یہ کیا ہے؟"حیرت کے مارے ان کی آنکھیں کھول گئی تھیں۔

"کیسا لگا پھر میرا سرپرائز؟"دونوں ہاتھ کمر پر رکھے وہ مسکرائی تھی۔

"اب تو یہ مت کہنا کہ یہ تو چلائے گی؟"ہیوی بائیک کو اپنے سامنے دیکھ ذکیہ بیگم نے حیرت سے پوچھا تھا۔

"ظاہر ہے اور کون چلائے گا۔"انارا نے لاپروائی سے کہا تھا۔

"کم بخت کہیں کی...!"انارا کے کہنے کی دیر تھی۔ذکیہ بیگم نے فورا جوتا اتارا تھا۔

"اماں دیکھ یہ ٹھیک نہیں ہے۔"اس نے فورا دوڑ لگائی تھی۔

"تو لڑکی ہے لڑکا نہیں..."ہاتھ میں جوتا پکڑے ذکیہ بیگم نے اسے یاد کروانا ضروری سمجھا تھا۔

"مجھے پتا ہے۔"

"ارے کم بخت چند دنوں بعد تیری شادی ہے۔تجھے اس وقت کچن میں ہونا چاہیئے اور تو یہ...یہ چلائے گی؟"ذکیہ بیگم نے کھینچ کر اسے جوتا مارا تھا۔

"بچ گئی۔"ان کا نشانہ چوکتے دیکھ وہ مسکرائی تھی۔

"بائیک...!"اس سے پہلے ماں بیٹی میں کوئی اور محبت بھری گفتگو ہوتی منال بھاگتی ہوئی اندر داخل ہوئی تھی۔ہادی بھی اس کے ساتھ تھا۔

"آنی یہ ہماری بائیک ہے؟"وہ حیرت زدہ ہوتے بائیک کے اردگرد گھوم رہی تھی۔

"ہاں!اچھی ہے نا...؟"انارا آکسائیٹڈ ہوئی تھی۔

"بہت... بہت...بہت اچھی ہے۔"

"سپر مین دیکھو اچھی ہے نا...؟"منال نے اچھلتے ہوئے ہادی سے پوچھا تھا۔

"بہت اچھی ہے۔"وہ بھی مسکرا دیا تھا۔

"آؤ بیٹھو بیٹا...!"ذکیہ بیگم نے ہادی کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تھا۔

"میں کھانا لگاتی ہوں۔"انہوں نے آگے بڑھ کر جوتا پہنا تھا۔

"آنی کی پھر سے پٹائی ہوئی ہے۔"انارا اور ذکیہ بیگم دونوں نے ہی منال کو گھورا تھا جس پر وہ اپنی زبان دانتوں تلے دبا گئی تھی۔ہادی نے بامشکل امڈتے قہقے کو روکا تھا۔وہ آج ہر گز انارا سے پٹنا نہیں چاہتا تھا۔

"ہادی آپ بیٹھیں میں آپ کو ایک رائڈ دیتی ہوں۔"ذکیہ بیگم کے اندر جانے کے بعد انارا نے بخوشی ہادی کو آفر کی تھی۔

"آپ کو بائیک چلانی آتی ہے؟"

"ہاں اس میں کون سی بڑی بات ہے۔میں نے یوٹیوب پر چلانا سیکھی تھی۔"ہادی کا رنگ ایک لمحے میں فق پڑا تھا۔

"آئیں بیٹھیں نا!"انارا نے مسکرا کر اصرار کیا تھا۔

"نن... نہیں!ابھی کھانا کھاتے ہیں پھر کسی دن چلیں گے۔"اس نے بہت محتاط انداز میں کہا تھا۔

"نہیں ہم آج ہی جائیں گے۔"وہ ضد پر اڑ گئی تھی۔

"انارا جی پلیز!بات سمجھنے کی کوشش کریں۔"وہ بہت برا پھنسا تھا۔

"میرے پیر میں جوتی نظر آ رہی ہے آپ کو...؟"انارا نے ہادی کو گھورتے ہوئے کہا تھا۔

"تجھے میرے پیر میں جوتی نظر آ رہی ہے؟"ذکیہ بیگم نے اس کا کان مڑورتے ہوئے کہا تھا۔وہ کب کی اس کی پشت پر کھڑی اس کی جارحانہ گفتگو سن رہی تھیں۔

"خبردار جو میرے داماد کے سامنے یہ گنڈہ گردی دکھائی تو...!"ذکیہ بیگم نے اسے وارننگ دیے اس کا کان چھوڑا تھا۔

ہادی اور منال دونوں نے ہی لب دبائے تھے۔

"چلو آ جاؤ سب، کھانا لگ گیا ہے۔"وہ کہتے ساتھ ہی اندر داخل ہوئی تھیں۔ان کے جانے کی دیر تھی انارا ہادی کی جانب لپکی تھی۔

"بہت ہنسی آ رہی ہے؟"

"نن... نہیں میں تو...!"اس بیچارے کا تو رنگ ہی اڑ گیا تھا۔انارا کی اتنی دہشت تھی کہ وہ کانپنے لگتا تھا۔نجانے یہ محبت جیسا معرقہ اس نے کیسے سر انجام دیا تھا۔

"نانو آنی سپر مین کو تنگ کر رہی ہیں۔" منال نے وہیں کھڑے آواز لگائی تھی۔

"انارا..." ذکیہ بیگم کی آواز پر وہ بوکھلا گئی تھی۔

"دیکھ لوں گی میں ایک ایک کو...!" انگلی اٹھائے ان دونوں کو وارننگ دیتے وہ اندر گئی تھی۔اس کے جانے کے بعد ہادی اور منال دونوں نے ایک دوسرے کو تھمز اپ کا اشارہ کیا تھا۔ان دونوں کے درمیان بہت اچھی دوستی ہو چکی تھی۔منال ہادی کو بہت پسند کرنے لگی تھی۔

"میں یہ نہیں پہنوں گی۔" نہایت ہی چست اور بیہودہ لباس اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ داریاء نے فورا انکار کیا تھا۔

"تم بھول رہی ہو کہ ہمارے درمیان کیا طہ ہوا تھا؟" زرنش نے اسے یاد دلایا تھا۔زارون کے جانے کی دیر تھی۔وہ داریاء کو اپنے فلیٹ پر لے آئی تھی۔

"جو بھی ہے میں اس قسم کا لباس پہن کر ہر گز کہیں نہیں جاؤں گی۔"اس کے چہرے پر صرف غصہ تھا۔

"ہا ہا ہا...!"زرنش ہنس دی تھی۔

"میں جانتی ہوں پاگل!میں تو بس مزاق کر رہی تھی۔"داریاء کے بگڑتے تیور دیکھ وہ فورا محتاط ہوئی تھی۔داریاء بےشک وہ ڈریس نا پہنے مگر آج اسے کسی بھی قیمت پر داریاء کو سیٹھ عبد الرحمان کے پاس لے کر جانا ہی تھا۔

"تم نے تو ڈرا ہی دیا تھا۔"داریاء کے تاثرات فورا نارمل ہوئے تھے۔

"چلیں...!"زرنش نے مسکرا کر کہا تھا۔

"ہاں...!"وہ لوگ ابھی دروازے تک ہی پہنچے تھے کہ کسی انجانے احساس کے تحت داریاء رکی تھی۔

"کیا ہوا...؟"اسے رکتے دیکھ زرنش کو تشویش ہوئی تھی۔

"مجھے عجیب لگ رہا ہے۔مجھے لگتا ہے کہ مجھے زارون سے اجازت لے لینی چاہیئے۔وہ انکار نہیں کرے گا۔"زارون نے کل سے کئی بار داریاء کو منانے کی کوشش کی تھی مگر

زری کے کہنے پر داریاء نے اس کی کوئی بات نا سنی تھی اور آج وہ بہت عجیب محسوس کر رہی تھی۔وہ زارون کی اجازت کے بغیر اس طرح باہر نہیں جاتی تھی۔

"افف داریاء ہمارے درمیان یہی طہ ہوا تھا نا کہ تم زارون سے کچھ نہیں کہو گی۔"وہ اس پر بگڑی تھی۔

"ہاں لیکن...!"کچھ تھا جو داریاء کو روک رہا تھا۔

"لیکن ویکن کچھ نہیں...!"زرنش نے اس کا بازو دبوچے دروازے کا ناب گھمایا تھا۔

"ٹھیک ہے مگر میں وضو کرنا بھول گئی ہوں۔تم یہی رکو میں ابھی آتی ہوں۔"اپنا ہاتھ چھڑواتی وہ اندر گئی تھی۔زرنش تلملا کر رہ گئی تھی۔سیٹھ عبد الرحمان نے فون کر کر کے اس کا دماغ خراب کر رکھا تھا اور یہاں داریاء کے ڈرامے ہی ختم نہیں ہو رہے تھے۔

"کیا مصیبت ہے؟"ایک اور بیپ پر اس نے فون اٹھایا تھا۔

"ہاں ہاں لا رہی ہوں۔صبر کرو۔"مقابل کی بات کے جواب میں وہ غصے سے گوئی ہوئی تھی۔

"کیمرے تو لگا دیے نا تم نے...؟"زرنش نے ایک بار پھر پوچھا تھا۔

"اچھا ٹھیک ہے تھوڑا صبر کرو ہم آ رہے ہیں۔"مقابل کے جواب کے بعد فورا کہتے اس نے فون رکھا تھا۔

داریاء نے احتیاط سے چادر پلنگ پر رکھی تھی۔واشروم میں جاتے اب وہ واش بیسن کا نل کھولے وضو کر رہی تھی۔وضو کرنے کے بعد وہ باہر آئی تھی۔پانی کی شفاف بوندیں اس کے چہرے سے ٹپک رہی تھیں۔

"چلیں۔"چادر پہنتے وہ مسکرائی تھی۔اس کے پر شفاف چہرے کو دیکھتے ایک لمحے کے لیے زرنش کے دل کو کچھ ہوا تھا۔وہ معصوم لڑکی آج اپنا سب کچھ گنوانے جا رہی تھی۔

داریاء اور زری گاڑی میں بیٹھے تھے۔زری نے فورا گاڑی سٹارٹ کی تھی۔

"ایک بات پھوچھوں تم سے...؟"ڈرائیو کرتے ہوئے زرنش نے پہلا سوال پوچھا تھا۔

"ہاں پوچھو!" کھلے دل سے اجازت دی گئی تھی۔

"تم نے وضو کیوں کیا...؟میرا مطلب ہے کہ ابھی تو نماز کا وقت نہیں ہے نا...؟" داریاء مسکرا دی تھی۔

"میں گھر سے نکلنے سے پہلے ہمیشہ آیت الکرسی پڑھ کر اور وضو کر کے نکلتی ہوں۔ایسا کرنے سے میں خود کو محفوظ سمجھتی ہوں۔مجھے ایسا لگتا ہے جیسے میرے اردگرد ایک بہت مضبوط حصار قائم ہے اور کوئی چاہ کر بھی مجھے نقصان نہیں پہنچا سکتا۔" زری کی سانس ایک لمحے کے لیے رکی تھی۔اس نے ایک ترس بھری نگاہ داریاء پر ڈالی تھی۔

"تمہیں پتا ہے زری!میں جب بھی باہر جاتی ہوں نا مجھے ایک عجیب سا خوف رہتا ہے کہ کہیں میں مر نا جاؤں۔اسی وجہ سے میں وضو کر کے باہر جاتی ہوں تا کہ چاہے کچھ بھی ہو جائے۔چاہے میں مر ہی کیوں نا جاؤں مگر اس وقت میں بالکل پاک ہوں۔بالکل پاک...!" وہ مدھم سا مسکرائی تھی۔

زرنش کے دل پر ایک زبردست گھونسہ پڑا تھا۔اس کے سوئے ہوئے ضمیر نے آواز اٹھانے کی کوشش کی تھی مگر اس نے فورا اپنے ٹھاٹھیں مارتے ضمیر کو سلا دیا تھا۔اب کچھ نہیں ہو

سکتا تھا۔وہ سیٹھ عبد الرحمان کو دھوکہ نہیں دے سکتی تھی اور زارون کو پانے کے لیے یہ بے حد ضروری تھا۔

ہوٹل کے باہر زرنش نے گاڑی روکی تھی۔

"تم نے بتایا نہیں کہ تم مجھے کس سے ملانا چاہتی ہو؟"

"ایک دوست ہے۔"اس نے سرسری سے انداز میں جواب دیا تھا۔وہ داریاء سے نظریں ملانے سے گریز کر رہی تھی۔

وہ دونوں ہوٹل کے اندر داخل ہوئے تھے۔داریاء تو خوشی خوشی آگے بڑھ رہی تھی مگر زرنش کا ہر قدم من بھر کا تھا۔اسے ایک کمرے میں چھوڑتے وہ تیزی سے وہاں سے بھاگی تھی۔

اپنے منہ پر ہاتھ رکھے زرنش نے اپنی سسکیوں کا گلا گھونٹا تھا۔وہ داریاء کے ساتھ کم از کم یہ نہیں کرنا چاہتی تھی۔اسے شدت سے افسوس ہوا کہ کاش وہ داریاء کی تصویریں اس ہوس پرست شخص کو نا بھیجتی۔

"I am sorry Daria!

I am really sorry."

زرنش نے نفی میں سر ہلاتے کہا تھا۔

اپنے آنسو صاف کرتے اس نے سیٹھ عبد الرحمان کو کال ملائی تھی۔

"وہ اندر کمرے میں ہے۔" سختی سے آنکھیں میچے اس نے کال کاٹی تھی۔داریاء بخوشی پورے کمرے کا جائزہ لے رہی

تھی۔کمرے میں جگہ جگہ کیمرے لگے تھے مگر وہ معصوم اس بات سے انجان تھی۔دروازہ کھلنے کی آواز پر وہ چونک کر پلٹی تھی۔

"زری...!"وہ مسکرائی تھی،مگر سامنے کھڑے شخص کو دیکھ اس کی مسکراہٹ فورا سمٹی تھی۔وہ کوئی اڈھیر عمر شخص تھا جو کہ دروازہ بند کرتے مسکراتا ہوا اس کی

طرف بڑھ رہا تھا۔

"کون ہیں آپ...؟"وہ حیران سے زیادہ پریشان ہوئی تھی۔

"کچھ دیر پاس بیٹھو بتاتا ہوں کون ہوں۔"اس کا ہاتھ پکڑے وہ خباثت سے مسکرایا تھا۔

"مم...مجھے لگتا ہے آپ آپ غلط جگہ پر آئے ہیں۔"اس نے ڈرتے ہوئے اپنا ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کی تھی۔وہ معصوم دنیا کے درندوں سے ناواقف تھی۔اس کی تو کل کائنات صرف زارون تھا۔آج کسی اور کے اس طرح چھونے پر اس کے جسم میں سرایت کرتا خون معنوں جم سا گیا تھا۔چہرہ پل بھر میں زرد ہوا تھا۔آنکھوں میں عجیب سی وحشت اتری تھی

"میں بالکل ٹھیک جگہ پر آیا ہوں۔"اس شخص کی مسلسل چھبتی نگاہوں اور مزید نزدیک آنے پر داریاء بوکھلائی تھی۔

"دور...دور ہٹو مجھ سے...!"وہ دو قدم پیچھے ہٹی تھی۔اس کا تنفس بری طرح پھولنے لگا تھا۔ہاتھ پیر بالکل ٹھنڈے پڑ رہے تھے۔آنکھوں میں خوف کا سایہ مزید بڑھتا ہی جا رہا تھا۔

"مجھے جانا ہے۔"وہ ابھی دو قدم ہی آگے بڑھی تھی کہ

عبد الرحمان اس کے آگے دیوار بن کھڑا ہوا تھا۔

"دو گھڑی مجھ سے بات تو کر لو پھر چلی جانا۔"اس نے داریاء کو اپنی جانب کھینچا تھا۔

"دور ہٹو مجھ سے...!"وہ چلائی تھی۔مگر یہاں اس کی سننے والا یہاں کوئی نا تھا۔یہ ہوٹل عبد الرحمان کے کالے کارناموں کی جگہ تھی۔وہ یہاں پہلے بھی بہت بار یہ سب کر چکا تھا۔ہوٹل کا سارا سٹاف اس کی جیب میں تھا۔

"زری...زری...!"وہ پاگلوں کی طرح زرنش کو آواز دے رہی تھی۔وہ اسے اپنا دوست کم اور مسیحا زیادہ سمجھتی تھی جو اسے آ کر بچا لے گا۔

"زری کہاں ہو تم...؟"اس کے لہجے میں محض بے بسی تھی۔

"زارون...!"اسے آج اپنا سب کچھ جاتا ہوا محسوس ہوا تھا۔

"زارون پلیز مجھے بچا لو۔"اس خبیث شخص کی گرفت میں وہ بری طرح تڑپی تھی۔

"زارون...!"وہ ایک بار پھر اپنی پوری قوت سے چلائی تھی۔

اس سے پہلے کہ وہ شخص مزید کوئی غلط حرکت کرتا۔کسی نے زور سے کوئی بھاری چیز اس کے سر پر دے ماری تھی۔وہ دھڑام سے نیچے گرا تھا۔

"زری...!"دارياء روتے بلکتے اس کے گلے لگی تھی۔

"چلو یہاں سے...!"داریاء کا ہاتھ کھینچتے زری نے تیزی سے دروازہ کھولا تھا۔اچانک کسی سوچ کے تحت وہ پلٹی تھی۔تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے اب وہ تمام کیمرے نکال رہی تھی۔

دو کیمرے وہ توڑ چکی تھی اور باقی کے دو اس نے اپنے بیگ میں رکھے تھے۔داریاء اس وقت بالکل سن تھی۔اس کے اعصاب بالکل شل تھے۔

"بالکل نارمل برتاؤ کرنا۔"اس کے آنسو صاف کرتے وہ اس کا ہاتھ پکڑے اسے باہر لے جا رہی تھی۔وہ پورے کنفیڈینس کے ساتھ چل رہی تھی۔اگر وہاں کسی کو شک ہو جاتا تو آج ان دونوں کی موت پکی تھی۔

ہوٹل سے باہر آتے وہ دونوں فورا سے گاڑی میں بیٹھی تھیں۔

"زری وہ...!"

"شش...!ابھی کچھ مت کہو گھر جا کر بات کریں گے۔"اپنے ہاتھوں میں منہ چھپائے داریاء پھوٹ کر رو دی تھی۔

سیٹھ عبد الرحمان کو داریاء کے پاس بھیجنے کے بعد زری ساتھ والے کمرے میں گئی تھی۔وہاں سے وہ با آسانی داریاء کے چیخنے چلانے کی آواز سن سکتی تھی۔

"تم بہت اچھی ہو زری!تم سے بات کر کے مجھے ہمیشہ ہی اچھا لگتا ہے۔"

"چاہے کچھ بھی ہو جائے چاہے میں مر ہی کیوں نا جاؤں مگر اس وقت میں بالکل پاک ہوں۔بالکل پاک...!"

"کیا اس سب کے بعد وہ کبھی پاک رہ سکے گی؟"زرنش کے دل نے آواز اٹھائی تھی۔مزید وقت برباد کرنے کے بجائے وہ بھاگتی ہوئی اس کمرے تک گئی تھی۔زرنش نے دروازے کا ناب گھمایا تھا۔دروازہ ٹھیک سے لاک نہیں تھا اس وجہ سے وہ فورا کھل گیا تھا۔وہ داریاء کو تو بچا چکی تھی مگر وہ اچھے سے جانتی تھی کہ اب نتائج اسے بھگتنے تھے۔

زرنش اسے اپنے فلیٹ پر لے آئی تھی۔وہ صوفے پر دبکی بیٹھی تھی۔اس کا پورا وجود سسک رہا تھا۔

"داریاء...!"زرنش نے پیار سے اسے پکارا تھا۔

"اچھا ہوا جو تم آ گئی۔تم نا آتی تو...تو پتا نہیں کیا ہو جاتا۔"وہ زرنش کے گلے لگے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔زرنش تو اس کی معصومیت پر حیران تھی۔تو کیا اب بھی وہ کچھ نہیں سمجھ سکی تھی؟

"زری میرا یقین کرو مجھے نہیں پتا وہ کون تھا۔میں تو بس تمہارا انتظار کر رہی تھی اور تمہاری دوست کا...پتا نہیں وہ کیسے...؟"ہچکیاں ایک بار پھر بندھ چکیں تھیں۔

"داریاء بس چپ ہو جاؤ سب ٹھیک ہے۔"زری نے اسے بچوں کی طرح پچکارا تھا۔

"زارون...زارون...!مجھے زارون کے پاس جانا ہے۔"داریاء فورا اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

"کیا...؟کیوں...؟"اس کے ارادے جانتے زری نے کھڑے ہوتے فورا اسے شانوں سے تھاما تھا۔داریاء بیواقوف تھی مگر زارون...وہ سب سمجھ جائے گا اور اس کے بعد زرنش کا جو انجام ہونا تھا۔اسے سوچتے ہی اسے ٹھنڈے پسینے آنے لگے تھے۔

"نہیں داریاء!تم زارون سے کچھ نہیں کہو گی۔"زری بوکھلا گئی تھی۔

"وہ پولیس میں ہے۔وہ اس شخص کو چھوڑے گا نہیں...

ہمیں اسے بتانا چاہیئے۔"

"وہ تمہارا شوہر ہے داریاء!اگر اس نے تم پر شک کیا یا تمہارے کردار پر انگلی اٹھائی پھر...!"

"وہ ایسا نہیں ہے۔"وہ تڑپ اٹھی تھی۔

"ہر مرد ایک ہی جیسا ہوتا ہے۔اگر اس نے تم سے پوچھ لیا کہ تم وہاں کیوں گئی تھی پھر کیا جواب دو گی؟چلو فرض کر لیتے ہیں کہ وہ تمہاری بات مان بھی لیتا ہے مگر میرا کیا...؟"داریاء ایک لمحے کے لیے سوچ میں پڑ گئی تھی۔

"تمہارا زارون مجھے زندہ نہیں چھوڑے گا۔کیا تم اپنی دوست کے لیے اتنا بھی نہیں کر سکتی؟"زرنش نے ایک آس سے کہا تھا جبکہ داریاء شکست خور حالت میں صوفے پر بیٹھی ایک بار پھر رو دی تھی۔

"وہ کون تھا؟"اب جا کر اسے کچھ ہوش آیا تھا۔

"میں ٹھیک سے تو نہیں جانتی مگر کوئی بہت ہی بڑا سیاستدان تھا۔وہ ہوٹل اس کے کالے کارناموں کی جگہ تھی۔ائی۔ایم۔سوری داریاء میں نہیں جانتی تھی۔میں تو باہر

اپنی دوست کا ویٹ کر رہی تھی۔مجھے نہیں پتا کہ وہ کب کمرے میں آ گیا۔"زرنش نے ایک کہانی گھڑی تھی اور داریاء نے اس کہانی کا یقین بھی کر لیا تھا۔وہ لوگوں کا مکروہ چہرہ پہچاننے کی صلاحیت نہیں رکھتی تھی۔

"تم زارون کو کچھ مت بتانا داریاء!"یہ منت تھی۔

"ٹھیک ہے۔"وہ مان گئی تھی۔اپنی دوست کے لیے اس نے یہ کڑوا گھونٹ پی لیا تھا۔اس بات سے انجان کہ یہ سچ چھپا کر اس نے بہت بری غلطی کی تھی جس کا خمیازہ اسے وقت آنے پر بھگتنا تھا۔

زارون آج جلدی گھر آیا تھا۔وہ داریاء کو منانا چاہتا تھا۔

اس نے کئی بار دروازہ ناک کیا تھا اور بیل بھی بجائی تھی مگر داریاء نے دروازہ نہیں کھولا تھا۔اسے کافی تشویش ہوئی تھی وہ ایسا کبھی نہیں کرتی تھی۔زارون نے ڈوبلیکیٹ چابی سے دروازہ کھولا تھا۔وہ مسلسل اسے آوازیں دیتا اندر داخل ہوا تھا مگر داریاء نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔کمرے میں داخل ہوتے ہی اس کی نظر بستر

پر لیٹے وجود پر پڑی تھی۔اتنی گرمی میں بھی وہ کمبل اوڑھے سو رہی تھی۔زارون پریشانی کے عالم میں اس کی طرف بڑھا تھا۔اس نے داریاء کے ماتھے پر ہاتھ رکھا تھا۔وہ بخار سے تپ رہی تھی۔اس کا چہرہ بخار کی وجہ سے سرخ تھا۔

"داریاء!داریاء...!"زارون نے محبت سے اسے پکارا تھا۔داریاء نے آہستگی سے آنکھیں کھولی تھیں۔زارون کے ہونے کا یقین کرتے وہ ایکدم سے اٹھ کر بیٹھی تھی اب اس کے گلے لگے وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔وہ اس کا سائبان تھا،اس کا سب کچھ....وہ زارون کی امانت تھی۔آج اگر اس کے ساتھ کچھ ہو جاتا تو وہ خود کو ختم کر لیتی۔وہ کبھی زارون کے قابل نا رہتی۔

"داریاء!کیا ہوا...؟"اس کے بال سہلاتے وہ فکرمندی سے گویا ہوا تھا۔

"I am sorry Zaroon.I am really sorry!"

وہ بچوں کی طرح بلک بلک کر رو رہی تھی۔

"کیا ہوا ہے یار...؟"اسے اپنے اندر بھینچتے زارون نے اس کے سر پر اپنے لب رکھے تھے۔اس کا اس طرح رونا اسے بہت تکلیف دے رہا تھا۔

"I love you!I really love you!"

اس کی شرٹ کو سختی سے پکڑتے وہ ایک بار گویا ہوئی تھی۔

"اچھا اچھا ٹھیک ہے۔چپ ہو جاؤ پلیز!"زارون نے اس کی کمر سہلاتے ہوئے اسے خاموش کروانا چاہا تھا۔

"داریاء صرف زارون کی ہے۔"اس کے سینے سے سر نکالتے اس نے روہانسی آواز میں کہا تھا۔وہ معنوں خود کو یقین دلا رہی تھی۔اس کا یہ رویہ زارون کی سمجھ سے باہر تھا۔یہ سب بخار کی وجہ سے تھا یا پھر بات کچھ اور تھی؟؟

"ہاں ہاں مجھے پتا ہے۔"جو بھی تھا،مگر اسے اس وقت خاموش کروانا زیادہ ضروری تھا ورنہ اس کی حالت مزید بگڑنے کا خدشہ تھا۔

"میں تمہارے علاوہ اور کسی کی بھی نہیں ہوں۔"وہ خود کو یقین دلا رہی تھی۔

"مجھے پتا ہے۔"وہ مسکرا دیا تھا۔

"مجھے لگ رہا ہے کہ بخار تمہارے سر پر چڑھ گیا ہے۔"زارون نے ہنس کر کہا تھا۔

"ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں۔"زارون نے اس کا گال تھپتھپاتے ہوئے کہا تھا۔

"نہیں مجھے کہیں نہیں جانا! مجھے تمہارے پاس رہنا ہے۔"وہ ایک بار اس کے سینے میں اپنا منہ چھپا گئی تھی۔

"میں یہی پر ہوں تمہارے پاس!"زارون نے اسے یقین دلایا تھا۔

"کم از کم چینج تو کرنے دو مجھے۔"

"نہیں تم ایسے ہی اچھے لگتے ہو۔"اس کے سینے پر سر رکھے وہ آہستگی سے گویا ہوئی تھی۔

"ہاں وہ تو مجھے پتا ہے کہ میں ہوں ہی گڈلکنگ،ہینڈسم۔مجھ پر کوئی بھی فلیٹ ہو جائے۔تم خوش قسمت

ہو جو میں تم پر فلیٹ ہو گیا۔"وہ پھر سے شروع ہو چکا تھا۔

"ہاں میں واقعی بہت خوش قسمت ہوں۔"اس کے سینے پر سر رکھے وہ آنکھیں موند گئی تھی۔

"چلو شکر تمہیں احساس تو ہوا۔اچھا چلو ایک کام کرتے ہیں میں ڈاکٹر کو کال کر کے یہی بلا لیتا ہوں۔"اسے خود سے الگ کرتے زاورن نے اسے بستر پر لٹایا تھا۔

"تم کہیں مت جانا۔"بند آنکھوں کے ساتھ داریاء بڑبڑائی تھی۔

"میں یہی ہوں تمہارے پاس۔"زاورن نے اسے اپنے ہونے کا یقین دلایا تھا۔

ڈاکٹر کے جانے کے بعد زاورن نے داریاء کو کچھ کھلا پلا کر دوائی دے دی تھی۔

"اب سو بھی جاؤ۔"رات کے بارہ بج رہے تھے۔داریاء زاورن کے سینے پر سر رکھے لیٹی ہوئی تھی۔

"مجھے نیند نہیں آ رہی۔"

"میری شرٹ کے بٹن سے کھیلنا بند کرو گی تو خود بخود نیند آ جائے گی۔"داریاء کے لیے نیند بہت ضروری تھی مگر وہ سو ہی نہیں رہی تھی۔

"تمہیں پتا ہے زاورن تمہارا دل دھڑک رہا ہے۔"اس کی بے تکی

بات پر وہ ہنس دیا تھا۔

"کیسے ڈھڑک رہا ہے؟"اس کی بے تکی بات کے جواب میں زارون نے بھی بے تکا سوال کیا تھا۔

"دھک دھک...دھک دھک...!"داریاء نے اس کی معلومات میں اضافہ کیا تھا۔

"واہ کیا بات ہے۔تم نے وہ دریافت کر لیا جو آج تک سائینسدان بھی دریافت نہیں کر سکے۔"زارون کی بات پر داریاء نے ایک مکا اس کے سینے پر جڑا تھا۔

"ویسے میں نے تمہارے لیے ایک شعر لکھا ہے۔"

"مجھے نیند آ رہی ہے۔"داریاء نے جھٹ سے آنکھیں بند کیں تھیں۔

"تم میری شاعری سننے کے قابل ہی نہیں ہوں۔"زارون نے منہ بنائے آنکھیں بند کیں تھیں۔داریاء مدھم سا مسکرا دی تھی۔

صبح تقریبا آٹھ بجے داریاء کی آنکھ کھلی تھی۔فریش ہونے کے بعد وہ باہر لاؤنج میں آئی تھی۔

"گڈ مارننگ!"زارون نے آگے بڑھ کر اسے خود سے لگایا تھا۔

"تم آج گئے نہیں...؟"وہ اب کافی بہتر محسوس کر رہی تھی۔

"نہیں آج میری چھٹی ہے۔آج کا سارا دن میں اپنی بیوی کے ساتھ گزاروں گا۔"اسے کل کی ناراضگی کا ازالہ بھی تو کرنا تھا۔وہ سرشار سا مسکرا دی تھی۔

"میں ناشتہ بنا دیتی ہوں۔"وہ ابھی ایک قدم ہی آگے بڑھی تھی کہ زارون نے اسے روک لیا تھا۔

"ناشتہ تیار ہے۔"داریاء کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھیں۔

"تم نے بنایا ہے؟"

"تم بیٹھو میں لگاتا ہوں۔"وہ مسکرا کر ڈائینگ ٹیبل پر بیٹھی تھی۔تھوڑی دیر میں زارون نے ناشتہ لگایا تھا۔

"یہ سب ہی بہت اچھا ہے۔"داریاء کو پسند آیا تھا۔

"بس اچھا ہے۔"زارون کا منہ کھل گیا تھا۔

"میں نے تمہارے لیے اتنی محبت سے ناشتہ بنایا ہے اور تم کہہ رہی ہو کہ صرف اچھا ہے۔کس قدر ناشکری ہو تم...؟"

زارون نے افسوس سے نفی میں سر ہلایا تھا۔

"نہیں یہ سب بہت بہت اچھا ہے۔"داریاء نے گھبرا کر فورا کہا تھا۔

"تمہیں یہ نہیں کہنا۔"زارون نے دانت پیسے تھے۔

"تو پھر کیا کہنا ہے؟"وہ نہیں سمجھ سکی تھی۔

"تمہیں کہنا ہے افف زارون تم کتنے اچھے ہو نا جو تم نے میرے لیے اتنی محبت سے ناشتہبنایا ہے۔میں کتنی خوش قسمت ہوں نا جو مجھے تمہارا ساتھ ملا۔تم اس دنیا کے بیسٹ ہسبنڈ ہو۔تم نے جو سینڈوچ بنایا ہے نا وہ بےحد لزیز ہے۔ایسا سینڈوچ میں نے آج تک نہیں کھایا۔تمہاری بنائی چائے اس دنیا کی سب سے مزیدار چائے ہے وغیرہ وغیرہ...!"

زارون کی بات ختم ہونے کی دیر تھی،داریاء کا بےساختہ

ہی قہقہ چھوٹا تھا۔

"شوہر اپنی بیویوں کی تعریفوں کے پل باندھتے ہیں اور ایک میرا شوہر ہے جسے اپنی ہی تعریفوں سے فرصت نہیں...!"داریاء نے گویا اپنی قسمت پر ماتم کیا تھا۔

"آج کے بعد میں تمہارے لیے کوئی ناشتہ نہیں بنانے والا۔"زارون کے تیور ایک دم ہی بگڑ گئے تھے۔

"اچھا نا!میں مزاق کر رہی تھی۔یہ سب ہی بہت اچھا ہے۔اتنا اچھا ہے کہ میرا دل کرتا ہے کہ تمہارے ہاتھ چوم لوں۔"داریاء نے شرارت سے کہا تھا جس پر زارون نے فورا اپنا ہاتھ آگے کیا تھا۔وہ ایک بار پھر کھکھلا اٹھی تھی۔

"دل کرتا ہے ہاتھ چومنے کا مگر دماغ نہیں مانتا۔اور عقلمند لوگ ہمیشہ دماغ کی ہی سنتے ہیں۔"زارون نے کلستے ہوئے اپنا ہاتھ پیچھے ہٹایا تھا۔

"میں زرا یہ سب سنبھال لوں۔"وہ مسکرا کر کہتی اٹھی تھی۔

"نہیں اس کی کیا ضرورت ہے۔میں دیکھ لوں گا۔"وہ گڑبڑا گیا تھا۔

"نہیں زارون!میری طبیعت اب ٹھیک ہے۔"داریاء نے برتن سمیٹتے ہوئے کہا تھا۔

"ارے میری بات تو سنو!"زارون کے مزید کچھ کہنے سے پہلے ہی وہ کچن میں جا چکی تھی۔زارون بھی تیزی سے اس کے پیچھے گیا تھا۔کچن کی حالت دیکھ داریاء نے دانت کچلاتے زارون کو گھورا تھا۔اسے گندگی بالکل پسند نا تھی وہ ہر کام بالکل قرینے اور سلیقے سے کرتی تھی۔اور زارون نے اس کے کچن کا نقشہ ہی بدل دیا تھا۔

"یہ سب کیا ہے زارون؟"لب بھینچے داریاء نے کچا چبا جانے والی نگاہوں سے دیکھا تھا۔

"تھوڑا سی تو گندگی ہے تم صاف کر لینا نا!اور ویسے بھی اس سب سے کیا فرق پڑتا ہے تم بس میرے جذبات دیکھو میں نے کتنی محبت سے تمہارے لیے ناشتہ بنایا ہے۔"زارون

نے چہرے پر معصومیت سجائے کہا تھا جس پر داریاء تو اسے دیکھتی ہی رہ گئی تھی۔

"شاید میری طبیعت خراب ہے۔"چند لمحوں بعد داریاء نے اسے یاد دلایا تھا۔

"مجھے پتا ہے۔"زارون نے جوابا اسے بتیسی دکھائی تھی۔"

"چلو پھر شروع ہو جاؤ۔"

"میں تو پہلے ہی کہہ رہا تھا کہ میں کر دیتا ہوں۔"

"ٹھیک ہے تو پھر کرو۔"وہ نروٹھے پن سے کہتی باہر گئی تھی۔زارون نے سر جھٹکتے ہوئے کام شروع کیا تھا۔وہ ایسی عنائتیں بہت کم کرتا تھا۔آج کی عنایت کی واحد وجہ داریاء کی طبیعت خرابی تھی۔

داریاء باہر لاؤنج میں بیٹھی کوئی سیریل دیکھ رہی تھی تبھی ڈور بیل بجی تھی۔داریاء نے دروازہ کھولا تھا۔

زری کو سامنے دیکھ جسم کا سارا خون چہرے پر آیا تھا۔

"کیسی ہو داریاء؟"وہ مسکراتی اندر داخل ہوئی تھی۔

"کیوں آئی ہو یہاں؟"وہ کل کچھ سمجھ نہیں سکی تھی مگر آج وہ بہت کچھ سمجھ چکی تھی۔

"تم سے ملنے آئی ہوں۔"داریاء کا یہ انداز دیکھ اسے حیرت ضرور ہوئی تھی۔

"مجھے اب تم سے نہیں ملنا۔"لہجہ دو ٹوک تھا۔

"میں دوست ہوں تمہاری!"

"میں یہ دوستی ختم کرتی ہوں۔اب جاؤ یہاں سے...!"

"کون ہے داریاء؟"زارون کی آواز پر داریاء

کو کرنٹ لگا تھا۔اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی تھی۔

"میں ہوں۔"زری زارون کو ایپرن پہنے دیکھ شاک میں چلی گئی تھی۔اس کے ہاتھ گیلے تھے
اور وہ کچن سے آ رہا تھا۔

"کیسی ہیں آپ زری؟"دونوں کے درمیان رسمی سی علیک سلیک کا تبادلہ ہوا تھی۔

"داریاء اپنی دوست کو بٹھاؤ۔"زارون کی آواز پر وہ ہوش کی دنیا میں واپس آئی تھی۔

"نہیں پھر کسی دن!میرے خیال سے داریاء کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں ہے۔"

"ہاں داریاء کی طبیعت کل سے ٹھیک نہیں ہے۔"زارون نے فورا تائید کی تھی۔

"داریاء میری جان تم آرام کرو۔ویسے بھی کل کا دن بہت بھاری گزرا ہو گا تم پر۔میں پھر
آؤں گی۔"وہ مسکرا کر کہتی واپس پلٹی تھی۔داریاء کا رنگ بالکل فق پڑا تھا۔اسے یکدم فضا
میں آکسیجن کی کمی محسوس ہوئی تھی۔اب وہ

صیح معنوں میں خوف محسوس کر رہی تھی۔

"کیا اسے زارون کو سب بتا دینا چاہیئے؟ کیا زارون اس کی بات سمجھے گا؟ اگر کہیں اور سے اسے یہ سب پتا چل گیا تو..."داریاء کو ٹھنڈے پسینے آنے لگے تھے۔اپنی ایک بیواقوفی سے وہ اپنا بہت بڑا نقصان کر چکی تھی۔جس کا اندازہ اسے ابھی نہیں تھا۔

داریاء کے فلیٹ سے واپس آ کر زرنش اپنے کمرے میں آئی تھی۔کمرے میں آتے ہی وہ فرش پر ڈھے گئی تھی۔آنکھوں

میں سیلاب امڈ آیا تھا۔روتے روتے ہچکیاں بندھ چکی تھیں۔

"میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی داریاء، کبھی نہیں...!"وہ اپنی پوری قوت سے چلائی تھی۔

"تمہاری وجہ سے میں برباد ہو گئی۔"وہ مسلسل چیخ رہی تھی۔داریاء کو اس کے فلیٹ میں چھوڑنے کے بعد زرنش کو عجیب سا خوف محسوس ہو رہا تھا۔وہ اچھے سے جانتی تھی کہ عبد الرحمان اسے نہیں چھوڑے گا۔رات کے تقریبا دس بجے اس کے فلیٹ کی بیل بجی تھی۔زرنش نے فورا دروازہ کھولا تھا۔دروازہ کھلتے ہی تین لوگ اسے پیچھے

دھکیلتے اندر داخل ہوئے تھے۔

"کون ہو تم لوگ...؟"وہ بہت بری طرح گھبرا گئی تھی۔

"ہمارے ساتھ چلو...!"ایک شخص نے اس کے سر پر بندوق رکھتے کہا تھا۔ایک لمحہ لگا تھا اسے سب سمجھنے میں۔

وہ لوگ اسے عبد الرحمان کی حویلی لے کر آئے تھے۔

"چھوڑو مجھے...!"وہ مسلسل مزاحمت کر رہی تھی۔اس کی تمام مزاحمتوں کو نظرانداز کرتے انہوں نے اسے لاؤنج میں لا کر پٹخا تھا۔

سامنے عبد الرحمان کو کھڑے دیکھ زرنش کا رنگ زرد پڑا تھا۔اس کے سر پر پٹی بندھی تھی۔

"غدار...!"عبد الرحمان نے اسے گردن سے دبوچ کھڑا کیا تھا۔زرنش کی سانسیں اکھڑنے لگی تھیں۔درد کی شدت کی وجہ سے اس کی آواز تک نہیں نکل رہی تھی۔

"سیٹھ عبد الرحمان کے ساتھ غداری تمہیں بہت مہنگی پڑے گی۔"عبد الرحمان نے اسے ایک جھٹکے سے پیچھے دھکیلا تھا۔زرنش کا سر ٹیبل سے ٹکرایا تھا۔ماتھے سے خون رسنے لگا تھا۔وہ بری طرح کھانس رہی تھی۔سیٹھ عبد الرحمان ہوٹل میں موجود کیمروں میں سب دیکھ چکا تھا۔

"دیکھو میری بات...بات سمجھنے کی کوشش کرو۔اا...اس کا شوہر گھر آ گیا تھا۔اگر میں اسے واپس نا لے جاتی تو زارون تمہیں اور مجھے دونوں کو مار دیتا۔"زرنش نے لرزتے وجود کے ساتھ با مشکل کہا تھا۔

"تمہیں کیا لگتا ہے کہ مجھے اس دو ٹکے کے اے۔ایس۔پی کا خوف ہے؟"وہ غرایا تھا۔

"میں تمہیں ایک سے بڑھ کر ایک لڑکی لا کر دے سکتی ہوں۔بس اسے بھول جاؤ۔تمہیں فائل چاہیئے نا،میں تمہیں وہ فائل لا دوں گی۔"

"ایک سے بڑھ کر ایک لڑکی...؟"اسے ہاتھ سے دبوچتے اپنے مقابل کھڑے کرتے وہ اس کا بغور جائزہ لے رہا تھا۔

"ہاں!"زرنش نے نا سمجھی سے کہا تھا۔

"تم بھی...؟"اس کی بات کا مفہوم سمجھتے زرنش کے جسم میں ایک شدید خوف کی لہر دوڑی تھی۔

"مجھے آج کی رات رنگین چاہیئے۔اب اگر وہ نہیں تو تم سہی...!"اسے بالوں سے گھسیٹے وہ اسے کمرے میں لے جا رہا تھا۔وہ مسلسل چیخ اور چلا رہی تھی مگر اس ہوس پرست شخص

نے اس کی ایک نا سنی تھی۔داریاء کی عزت بچاتے بچاتے وہ اپنی عزت گنوا بیٹھی تھی۔زرنش کے امیر لوگوں سے تعلقات ضرور تھے۔وہ ان کے ساتھ گھومتی پھرتی بھی تھی مگر اس نے کبھی کسی کو اپنی حدود کا

تجاوز کرنے نہیں دیا تھا۔

اپنے اوپر بیتا ظلم یاد کرتے وہ بے بسی سے رو رہی تھی۔

"یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔"زرنش نے دراز سے ایک تصویر نکالے کہا تھا۔

"برباد کر دوں گی میں تمہیں...!"اس نے مارکر سے داریاء کی تصویر پر کاٹا لگایا تھا۔

"جس طرح تم نے مجھ سے میرا سب کچھ چھینا ہے نا،میں اب تم سے تمہارا سب کچھ چھین لوں گی۔میں تم سے تمہارا زارون چھین لوں گی داریاء!میں اسے چھین لوں گی۔"اس کی آنکھیں آگ برسا رہیں تھیں۔

داریاء کچن سمیٹ کر باہر لاؤنج میں آئی تھی اور توقع کے عین مطابق زاروں ایل۔ای۔ڈی کی سکرین کے آگے سجا بیٹھا

تھا۔

"یا تو تم اپنے اس کھنڈر نما پولیس اسٹیشن میں ہوتے ہو یا پھر اس کے آگے سجے ہوتے ہو۔"اس حادثے کو اب کافی دن گزر چکے تھے۔داریاء اب سب کچھ بھولا کر نارمل ہو چکی

تھی۔

"تم بیویاں نا کبھی ہم شوہروں کو خوش نہیں دیکھ سکتی۔"زاروں نے کلس کر سر جھٹکا تھا۔

"کیا ملتا ہے تمہیں یہ فضول نیوز دیکھ کر...؟"وہ اس کے ساتھ وقت گزارنا چاہتی تھی مگر زاروں کب سے نیوز دیکھ رہا تھا۔

"انسان کو نا ملک کے حالات سے باخبر رہنا چاہیئے۔تم بھی دیکھ لیا کرو۔"زاروں نے اسے مفید مشورے سے نوازا تھا۔

"پہلے میری زندگی میں کم پریشانیاں ہیں جو یہ خبریں سن کر مزید اپنا بی پی ہائی کر لوں۔" داریاء منہ بنائے اس کے پاس بیٹھی تھی۔

"خبریں سننے سے معلومات میں اضافہ ہوتا ہے۔" زارون نے چینل بدلتے ہوئے کہا تھا۔

"نہیں چاہیئے ایسی معلومات جس سے دماغ مزید خراب ہو۔" داریاء نے اس کے ہاتھ سے ریموٹ جھپٹتے آف کا بٹن دبایا تھا۔

"باتیں کرو مجھ سے...!" یہ حکم تھا۔

"ٹھیک ہے میں تمہیں ایک شعر سناتا ہوں۔"

"مجھے نیند آ رہی ہے میں سونے جا رہی ہوں۔" وہ فورا اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

"ہاں ٹھیک ہے ٹھیک ہے۔جاؤ سو جاؤ جا کر۔تم ویسے بھی میری شاعری سننے کے قابل نہیں ہو۔اب میں مووی دیکھوں گا۔" اس نے دراز سے چند سی-ڈیز داریاء کو دکھاتے کہا تھا۔

"کون سی مووی...؟" داریاء نے دانت کچلاتے اسے گھورا تھا۔

"نہایت ہی رومینٹک مووی..."زارون نے داریاء کو آنکھ ماری تھی۔اس کا چہرہ پل میں سرخ ہوا تھا۔

"اتنی رومینٹک کہ تم شرما جاؤ۔"وہ جان بوجھ کر اسے ستا رہا تھا۔وہ چند لمحے وہاں سن کھڑی رہی تھی۔پھر اچانک ہی وہ بھاگتے ہوئے کمرے میں گئی تھی۔

زارون اس کے اس طرح بھاگنے پر ایک لمحے کے لیے حیران ہوا تھا مگر اگلے ہی لمحے وہ ہنس دیا تھا۔وہ سمجھا تھا کہ داریاء شرما گئی ہے۔اس کا ارادہ ایسی کوئی مووی دیکھنے

کا نہیں تھا اور نا ہی وہ ایسی کوئی سی ڈی لایا تھا۔وہ بس داریاء کو تنگ رہا تھا۔نفی میں سر ہلاتے وہ کمرے کی جانب بڑھا تھا۔

کمرے کا منظر دیکھ ایک لمحے کے لیے زارون کا دل بند ہوا تھا۔بستر کے ساتھ ٹیک لگائے وہ فرش پر بیٹھی ہچکیوں سمیت رو رہی تھی۔

"داریاء...!"وہ بھاگتا ہوا اس تک گیا تھا۔

"کیا ہوا...؟"اسے اس طرح روتا دیکھ وہ بوکھلا گیا تھا۔

"کیوں رو رہی ہو؟"زارون نے اسے شانوں سے تھامتے کہا تھا۔داریاء نے فورا اس کے ہاتھ جھٹک دیے تھے۔

"جس بیوی کا شوہر زنا کرنے جا رہا ہو اسے پھر اور کیا کرنا چاہیئے؟"

"زنا...؟"وہ تڑپ اٹھا تھا۔

"ہاں زنا...!زنا محض جسمانی نہیں ہوتا بلکہ آنکھوں کا بھی زنا ہوتا ہے۔"وہ ایک بار پھر رو دی تھی۔

"داریاء...!"زارون نے آگے بڑھ کر اسے خود سے لگایا تھا۔داریاء کے الفاظ کسی کاری ضرب کی طرح اس کے دل پر لگے تھے۔وہ یہ سب صرف اسے تنگ کرنے کے لیے کہہ رہا تھا مگر پھر بھی اس نے اس طرح سے کبھی نہیں سوچا تھا۔

"تم پلیز مت دیکھنا یہ سب..."اس کے سینے سے لگی وہ بچوں کی طرح بلک رہی تھی۔

"میں نہیں دیکھ رہا۔تم پلیز چپ ہو جاؤ۔"زارون نے اسے خاموش کروانا چاہا تھا۔

"تمہیں پتا ہے زارون! کچھ چیزیں ایسی ہوتی ہیں جنہیں ہم گناہ نہیں سمجھتے مگر وہ گناہ ہوتی ہیں۔ان میں سے ایک 'فحاش مواد' ہے جو ہماری نوجوان نسل میں اتنا پھیل چکا ہے کہ اب وہ لوگ بالکل تباہی کے دہانے پر کھڑے ہیں۔اور جانے انجانے میں اپنی دنیا اور آخرت دونوں تباہ کرنے پر تلے ہیں۔ تمہیں پتا ہے ہم انسان نا بہت عجیب ہوتے ہیں۔خواہش ہم حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دیدار کی کرتے ہیں اور دیکھتے ہم ان آنکھوں سے فحاش چیزیں ہیں۔میرے ذہن میں ہمیشہ یہ سوال اٹھتا ہے کہ جو آنکھ فحاش دیکھنے کی عادی ہو گیا وہ آنکھ اس قابل رہتی ہے کہ وہ اس پاک ہستی کا دیدار کر سکے؟ کیا جو زبان فحاش پڑھنے کی عادی ہو وہ اس قابل رہتی ہے کہ وہ اس پاک ہستی سے کلام کا سوچ بھی...؟ کیا اس سب کے بعد بھی ہمارے دل میں ایمان رہتا ہے؟"زارون نے مسکراتے ہوئے داریاء کی پیشانی پر بوسہ دیا تھا۔اسے آج اپنی قسمت پر رشک آیا تھا۔

"تم ٹھیک کہتی ہو۔"وہ سو فیصد اس کی بات سے متفق تھا۔

فحاشی ایک ایسی چیز ہے جو آج کل ہماری نوجوان نسل میں سرایت کر چکی ہے۔اور اس نے اپنی جڑیں بھی بہت مضبوط کر لی ہیں۔یہ محض ہماری آخرت ہی خراب نہیں کرتی بلکہ ہمیں دنیا میں بھی کہیں کا نہیں چھوڑتی۔

جب ایک انسان پہلی بار ایسا کچھ دیکھتا ہے تو اس پر'Lust' کی کیفیت طاری ہوتی ہے۔کچھ عرصے بعد اسے یہ سب بہت ہی اچھا لگنے لگتا ہے۔پھر ایک وقت ایسا آتا

ہے کہ وہ اس سب کا عادی ہو جاتا ہے اور اس سب کے بغیر وہ نہیں رہ سکتا۔یہ وہ چیز ہے جو انسان میں نفسانی خواہش کو بڑھاتی ہے پھر ایک وقت ایسا آتا ہے جب انسان اپنی نفسانی خواہشات کے آگے ہتھیار ڈال کر کوئی نا کوئی غلط قدم اٹھا لیتا ہے۔اور یہ سب ایکدم سے نہیں ہوتا۔اس سب کے لیے کافی وقت درکار ہوتا ہے۔کبھی چند مہینے تو کبھی چند سال...مگر یہ اپنا اثر ضرور دکھاتی ہے۔اور

بالفرض کہ انسان کوئی غلط قدم نا بھی اٹھائے اور ایک پاک رشتے کے لیے خود کو محفوظ بھی رکھ لے۔مگر فحاشی اپنا اثر ضرور دکھاتی ہے۔انسان کبھی بھی اپنے شریک حیات

سے مطمئن نہیں ہو پاتا۔اور اس کے نتائج صرف جھگڑے،

فساد اور گھروں کی تباہی ہوتی ہے۔

انارا نے بائیک اپنے گھر کے باہر روکی تھی۔تبھی ماجد اس کے سامنے آ کھڑا ہوا تھا۔

"کیا بات ہے پٹاخہ! تیرے تو وارے نیارے ہو گئے ہیں۔" ماجد نے گہری نظروں سے سر تا پیر اس کا جائزہ لیا تھا۔

"دماغ مت چاٹ اور دفع ہو جا یہاں سے...!" انارا نے ہیلمٹ اتارتے ہوئے کہا تھا۔

"کبھی تو پیار سے بات کر لیا کر...!" وہ خباثت سے ہنسا تھا۔

"کسی دن ایسا پیٹوں گی تجھے کہ ساری زندگی یاد رکھے گا۔" بائیک سے اترتے ہوئے انارا نے ایک نفرت بھری نگاہ اس پر ڈالی تھی۔

"ایسے مت دھتکار مجھے...!" نیلے رنگ کے سوٹ میں ڈوپٹہ گلے میں لٹکائے وہ بے حد حسین لگ رہی تھی۔

"دیکھ مجی! یہاں تیری دال نہیں گلنے والی، اس لیے یہاں سے دفع ہو جا۔" اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا تھا۔

"ایسے نا کر انارا! اگر تو مجھے دھتکارے گی تو یہ دنیا تجھے دھتکار دے گی۔" وہ ہنسی تھی۔

"کبھی خود کو دیکھا ہے آئینے میں؟تو ہے ہی دھتکار کے قابل...اور جہاں تک بات ہے میری تو مجھ جیسی حسین اور باوقار لڑکی کو کون دھتکارے گا؟"لہجے میں فخر تھا۔

"اگلے جمعہ شادی ہے میری!کھانا کھانے ضرور آنا...!"اسے پرے دھکیلتی وہ بائیک کو گھسیستی اندر گئی تھی۔

"یہ تو ٹھیک نہیں کر رہی انارا!بالکل ٹھیک نہیں کر رہی۔اگر تو میری نہیں تو پھر کسی کی بھی نہیں...!"اس نے سختی سے لب بھینچے کہا تھا۔

وہ بستر پر نیم دراز لیٹا ہوا تھا جب دارياء کمرے میں داخل ہوئی تھی۔

"زارون!مجھے خالہ کے گھر تو چھوڑ دو۔"دارياء نے نہایت لاڈ سے کہا تھا۔

"وجہ...؟"وہ فورا سیدھا ہو کر بیٹھا تھا۔آنکھوں میں خفگی کا تاثر تھا۔

"انارا آپی کی شادی ہو رہی ہے نا۔آج سے فنکشن شروع ہیں۔خالہ کہہ رہی تھیں کہ میں ان کے پاس آ جاؤں۔"اس کے قریب بیٹھے دارياء نے اس کے کندھے پر سر رکھے آہستگی سے کہا تھا۔

"یہ ساری محبت صرف کام کے وقت ہی یاد آتی ہے؟"یہ شکوہ تھا۔

"زارون پلیز نا...!"سر اٹھائے داریاء نے التجا کی تھی۔

"ٹھیک ہے چھوڑ دوں گا۔"اس نے بے دلی سے ہامی بھر ہی لی تھی۔

"ویسے خالہ سے کہو کہ بلاوجہ کے خرچے نا کرے۔اس لڑکی کا شادی کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔شرط لگوا لو اس نے کوئی نا

کوئی ہنگامہ کھڑا کر ہی دینا ہے۔"زارون کو سو فیصد یقین تھا۔

"اگر تم اپنی زبان سے کچھ اچھا نہیں نکال سکتے تو برا بھی مت کہو۔"وہ خفا ہوئی تھی۔

"میں لکھ کر دینے کو تیار ہوں کہ یہ نا ممکن ہے۔انارا ملک کی شادی بغیر کسی ہنگامے کے ہو ہی نہیں سکتی۔"زارون کا لہجہ چیلنجنگ تھا۔

"تم سے بات کرنا بالکل فضول ہے۔"وہ کہتے ساتھ ہی اٹھی تھی۔

"میں نہیں جاؤں گا شادی میں...!"زارون کی آواز پر وہ پلٹی تھی۔

"تمہارے تو اچھے بھی جائیں گے۔"ماتھے پر تیوری سجائے اس نے زارون کو گھورا تھا۔

"یار سوچ لو! کہیں ایسا نا ہو کہ دولہا بھاگ جائے اور پھر مجھ جیسے ہینڈسم اور گڈ لکنگ شخص کو بلی کا بکرا بنا کر گلے میں پھندا ڈال دیا جائے۔اس صورت میں ایک عدد ہینڈسم شوہر گنوا دو گی تم...!"چہرہ حد سے زیادہ سنجیدہ تھا مگر آنکھوں میں ہنوز شرارت تھی۔

"بات ہی نہیں کرنی مجھے آپ سے...!"وہ پیر پٹختی باہر گئی تھی۔زارون کا قہقہ فلک شگاف تھا۔

"اب منانا پڑے گا۔"زارون نے مسکرا کر سر جھٹکا تھا۔

اب وہ کچن میں مسلسل برتن پٹخ رہی تھی جب زارون نے پیچھے سے اسے اپنے حصار میں قید کیا تھا۔

"کچھ چاہیئے تھا آپ کو...؟"میٹھا چاشنی بھرا لہجہ...

"غلطی سے منہ سے نکل گیا تھا ورنہ میں تو اس بھوتنی سے شادی کا سوچ بھی نہیں سکتا۔تم میری بیوی ہو اور اس رشتے سے وہ میری بہن لگی۔"زارون کا حلق میں کڑواہٹ گھلی تھی۔انارا جیسی مخلوق کو بہن بنانا خاصا ناپسندیدہ عمل تھا۔

"ویسے تو میں اسے اس قابل نہیں سمجھتا مگر پھر بھی تمہارے لیے دی یہ قربانی..."

"یعنی انارا آپی کے علاوہ کسی اور سے شادی کا سوچ سکتے ہو تم؟"داریاء کے 'تم' کہنے کی دیر تھی۔زارون کی اٹکی سانس بحال ہوئی تھی۔

"یار اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے۔تمہارے ہاتھ کی لکیروں میں ایک عدد سوتن لکھ دی گئی ہے۔"زارون نے لب دبائے شرارت سے کہا تھا جس پر داریاء نے زور سے اپنی کہنی اس کے پیٹ میں ماری تھی۔

"آہ...!"وہ کراہ اٹھا تھا۔

"اور تمہیں پتا ہے تمہارے ہاتھ کی لکیروں میں کیا لکھا ہے؟"داریاء نے آنکھوں کی پتلیاں سکیڑے زارون کو دیکھا تھا۔

"کیا...؟"اس نے سوالیہ نظروں سے داریاء کی جانب دیکھا تھا۔

"موت...!اور وہ بھی میرے ہاتھوں۔"دانت پر دانت جمائے نہایت خوں خوار انداز میں کہا گیا تھا۔

"واؤ....!"زارون نے لبوں کو گول کرتے حیرت سے آنکھیں گھمائی تھیں۔

"یعنی میں شہادت کی موت مروں گا۔"داریاء کا منہ ایکدم ہی کھلا تھا۔

"چلو یہ تو بہت اچھی بات ہے۔اب اگر دنیا میں دوسری بیوی نہیں ملے گی تو کم از کم جنت میں تو حوریں ملیں گی ہی نا...!"

"بھاڑ میں جاؤ!جھمکے چور رشوت خور...!"وہ پیر پٹختی وہاں سے گئ تھی۔زارون کی بے ساختہ ہنسی چھوٹی تھی۔

داریاء نے زری سے ملنا بالکل چھوڑ دیا تھا۔وہ اسے کالز اور میسجز کرتی تھی مگر داریاء نا تو اس کی کالز اٹینڈ کرتی تھی اور نا ہی اسکے میسجز کا ریپلائے کرتی تھی۔

آج زارون کے گھر پر نا ہونے کا فائدہ اٹھاتے وہ داریاء کے پاس آئ تھی۔اور اس نے جزباتی پن کا وہ ڈرامہ کیا تھا کہ داریاء فورا پگھل گئ تھی۔

"زری پلیز چپ ہو جاؤ۔"داریاء نے پانی کا گلاس اسے تھماتے کہا تھا۔اس کی حالت اس وقت ایسی تھی کہ وہ خود رو دے۔

"تم میری واحد دوست ہو داریاء اور تم نے ہی مجھے اکیلا چھوڑ دیا۔"اس کی یہ حالت دیکھ داریاء کی آنکھیں برسنے لگیں تھیں۔

"نہیں زری ایسی بات نہیں ہے۔پلیز مجھے معاف کر دو۔میں غصے میں تھی۔تم تو میری محسن ہو اور میں اتنی بےوقوف ہوں کہ اپنی ہی محسن کے ساتھ...!"سختی سے

آنکھیں میچے وہ رو دی تھی۔

"نہیں داریاء مجھے تم سے کوئی شکایت نہیں ہے۔تم پلیز ایسے مت رو۔"زرنش نے داریاء کو گلے لگایا تھا۔اس کے گلے لگے وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔

"چلو اب چھوڑ دیتے ہیں یہ باتیں۔"اس سے الگ ہوتے زری مسکرا دی تھی۔

"ہمم...!"داریاء بھی جوابا مسکرائی تھی۔

"تم آج کھانا کھائے بغیر نہیں جاؤں گی۔"داریاء نے مسکرا کر کہا تھا جس پر زری نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

داریاء کھانا بنانے میں مصروف تھی اور زری اس کے ساتھ کھڑی تھی۔

"تم بہت خوبصورت ہو داریاء!"زری کی بات پر وہ مسکرا دی تھی۔

"تم سراہے جانے کے قابل ہو۔تم یہ گھر کے کام کرنے کے لیے نہیں بنی ہو۔زارون کو تمہاری قدر نہیں ہے۔"داریاء کے ماتھے پر بل پڑے تھے۔

"تم انمول ہو داریاء!بے حد انمول...!"اس کے قریب ہوتے زرنش نے سرگوشی کی تھی۔چند لمحوں کے لیے وہ سوچ میں پڑ گئی تھی۔زرنش پچھلے کئی مہینوں سے داریاء کو زارون کے خلاف بھڑکا رہی تھی۔وہ بار بار اس کے دماغ میں الٹی سیدھی باتیں ڈالتی تھی۔

"لیکن زارون تو کہتا ہے کہ مجھے گھر کے کاموں پر توجہ دینی چاہیئے۔اور یہ بھی کہ میں ٹھیک سے صفائی نہیں کرتی اور اچھا کھانا بھی نہیں بناتی۔"وہ حقیقت اور مذاق میں کہی بات میں فرق نہیں کر پاتی تھی۔

"یہی تو میں کہہ رہی ہوں کہ اسے تمہاری قدر نہیں ہے۔لیکن تمہیں چاہیئے کہ اسے اپنی قدر کرواؤ۔اس کی ہر بات نا مانا کرو۔اس سے لڑا کرو۔اس سے فرمائشیں کیا کرو۔اسے احساس دلاو کہ اسے تمہاری ضرورت ہے۔اسے یہ احساس دلاؤ وہ کتنا خوش قسمت ہے جو اسے تم ملی۔"داریاء ایک بار پھر گہری سوچ میں پڑ گئی تھی۔

"تم ٹھیک کہتی ہو۔اب میں ایسا ہی کروں گی۔"چند لمحوں میں وہ فیصلہ کر چکی تھی۔اس کی بات سن کر زرنش کے لبوں پر زہریلی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔

ذکیہ بیگم نے رافع سے ملنے کی ضد باندھ لی تھی۔ان کی ضد کے آگے ہار مانتے انارا آج انہیں ساجدہ بیگم کے گھر لے ہی آئی تھی۔کافی ہنگامے کے بعد انہیں رافع سے ملنے کی اجازت مل ہی گئی تھی۔جافر نے اپنی باس کی بیٹی سے ضد کر کے شادی کی تھی۔ثناء طلاق یافتہ تھی مگر جافر اس کے عشق میں ڈوب چکا تھا۔اس شادی کے بعد ان کے گھر کے حالات تبدیل ہو چکے تھے مگر ثناء نے ساجدہ بیگم

اور اپنی دونوں نندوں کو ناکوں چنے چبوا دیے تھے۔

ثناء رافع پر بالکل توجہ نا دیتی تھی جبکہ ساجدہ بیگم اور اور جافر کی وہ آنکھ کا تارا تھا۔ثناء نے بہت زور لگایا کہ کسی طرح رافع کو انارا کے پاس بھیج دیا جائے مگر وہ اپنی کوشش میں کامیاب نا ہو سکی تھی۔

"ماشاءاللہ سے ثناء امید سے ہے اور بہت جلد ہمیں پوتے کی خوشی ملنے والی ہے۔"ساجدہ بیگم کے لہجے میں غرور تھا۔

"آپ کو کیسے پتا کہ پوتا ہی ہو گا؟"انارا اور خاموشی...

ناممکن!

"چند مہینوں میں پتا لگ ہی جاتا ہے۔اب تمہاری بہن کی طرح بیٹیوں کی لائن تھوڑی لگا دے گی۔"ثناء تھوڑی ٹھٹکی تھی۔اس کی معلومات کے مطابق ایشال کی تو ایک ہی

بیٹی تھی۔

"ہمم ٹھیک کہہ رہیں ہیں آپ۔"انارا نے سمجھتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"ویسے چلیں فرض کر لیتے ہیں کہ بیٹی ہوئی پھر...؟"

چہرے پر مسکراہٹ سجائے انارا نے طنزاً کہا تھا۔

"ہاں...!پھر تو آپ لوگ بچہ ضائع کروا دیں گے نا...؟جس طرح میری بہن کی تین بیٹیوں کو اس دنیا میں آنے سے پہلے ہی ختم کر دیا تھا۔"انارا نے لاپروائی سے کہا تھا جبکہ

ثناء کی رنگت پل میں فق پڑی تھی۔ساجدہ بیگم کے چہرے کا سارا خون معنوں انارا کے ایک جملے نے نچوڑ لیا تھا۔

"چل اماں!ہم چلتے ہیں۔"چنگاری بھڑکا کر اب اس نے وہاں سے جانے کا فیصلہ کیا تھا۔اپنی ماں کا ہاتھ پکڑے وہ وہاں سے جا چکی تھی۔

"یہ جو کہہ رہی تھی کیا وہ سچ ہے؟"ثناء کی آواز پر دونوں ماں بیٹے کو جیسے سانپ ہی سونگ گیا تھا۔

"شرم نہیں آئی آپ لوگوں کو اس طرح کی گری ہوئی حرکت کرتے ہوئے؟"ان کی خاموشی کے بڑھتے تسلسل سے وہ سب سمجھ چکی تھی۔

"جافر آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں؟"آنکھوں میں بے یقینی ہی بے یقینی تھی۔سارا مان،ساری محبت جیسے ختم ہوئی تھی۔

"ارے بیٹا!جیسا تم سمجھ رہی ہو ویسا کچھ نہیں ہے۔بیٹیوں کے بہت خرچے ہوتے ہیں۔پہلے پڑھاؤ لکھاؤ اور پھر شادی بھی کرو مگر بیٹے تو ماں باپ کا سہارا بنتے ہیں۔وہ

کم بخت تو بیٹیوں پر بیٹیاں پیدا کر رہی تھی۔"ساجدہ بیگم نے اپنی طرف سے اسے سمجھانا چاہا

تھا۔

"میرے لیے بیٹا اور بیٹی دونوں برابر ہیں۔اور ایک بات کان کھول کر سن لیں،چاہے بیٹا ہو یا بیٹی اسے اس گھر میں برابر کا مقام ملے گا۔اور جافر آپ..."وہ چل کر اس تک آئی

تھی۔

"آپ تو پڑھے لکھے ہیں نا...؟اچھے سے جانتے ہیں کہ یہ سب عورت کے اختیار میں نہیں ہوتا۔یہ سب اللہ کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔وہ جسے چاہے بیٹا دے جسے چاہے بیٹی دے اور جسے چاہے دونوں دے یا پھر بےاولاد ہی رکھے۔لیکن چلیں اگر ہم دنیاداری کی بھی بات کرتے ہیں تو سائنس بھی یہ کہتی ہے کہ بیٹا یا بیٹی یہ عورت کے اختیار میں نہیں ہے۔بیٹا ہو گا یا بیٹی...اس کا انحصار مرد پر ہوتا ہے۔"ثناء کی بات پر جہاں جافر نے نظریں چرائی تھیں وہیں ساجدہ بیگم

کا منہ کھل گیا تھا۔

"آنٹی جی اگر میری بات پر اعتبار نہیں ہے تو جائیں کسی ڈاکٹر سے پوچھ لیجیں۔وہ آپ کو بہتر سمجھا دیں گی کہ بیٹیوں کی لائنیں لگانا دراصل عورت کا نہیں بلکہ مرد کا قصور ہے۔"کہتے ساتھ ہی وہ تنفر سے سر جھٹکتی وہاں سے گئی تھی۔

"فریش اورنج جوس بنا کر میرے کمرے میں بجھوا دیں۔"

جاتے جاتے وہ اپنی ساس کو حکم دینا نا بھولی تھی۔ساجدہ بیگم کے چہرے کے تاثرات فورا بگڑے تھے۔

"جافر اپنی ماں سے کہہ دو کہ میرے سامنے اپنے چہرے کے تاثرات پر زرا قابو رکھا کریں ورنہ ایسا نا ہو کہ میں نئے گھر میں انہیں اپنے ساتھ لے جانے کا ارادہ بدل دوں۔"اپنی بات مکمل کیے وہ اپنے کمرے کی جانب بڑھی تھی۔

"پوری دنیا میں تجھے یہی ملی تھی۔"ساجدہ بیگم نے کلس کر کہا تھا۔

"اماں اتنے بڑے گھر کی بیٹی ہے۔تو تھوڑا خیال رکھا کر نا...!"اس نے دبی دبی آواز میں گویا التجا کی تھی۔

"جا بنا دے نا اب جوس..."جافر کے منہ پر لعنت بھیجے وہ کچن کی جانب بڑھی تھیں۔

داریاء نے انارا کے کمرے کا دروازہ ناک کیا تھا۔وہ پچھلے دو دنوں سے یہیں پر تھی مگر انارا سے اس کی کوئی بات نا

ہوئی تھی۔

"آ جاؤ...!"انارا نے مسکرا کر اجازت دی تھی۔داریاء چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اندر داخل ہوئی تھی۔دل زور و شور سے

دھڑک رہا تھا۔

"آؤ بیٹھو...!"نہایت خوشدلی سے آفر کی گئی تھی۔وہ ڈرتے ڈرتے پلنگ پر اس کے پاس بیٹھی تھی۔

"وہ میں...میں پوچھنے آئی تھی کہ آپ کو کسی مدد کی ضرورت تو نہیں ہے؟"انگلیوں کو مڑورتے داریاء منمنائی تھی۔وہ ہمیشہ ہی انارا سے خوف زدہ رہتی تھی۔

"بڑی جلدی خیال آ گیا تمہیں...؟"سپاٹ لہجے میں انارا نے داریاء کی طرف دیکھا تھا۔

"وہ میں...!"

"مدد کی نہیں مجھے بہت زیادہ مدد کی ضرورت ہے۔اتنا سارا کام پڑا ہے اور وہ سارا کا سارا کام تمہیں ہی کرنا ہے۔کر لو گی نا...؟"

"ہاں...!"وہ اچانک ہی خوش ہوئی تھی۔

"کیا مہندی والے دن تم مجھے تیار کرو گی؟"انارا کے پوچھنے کی دیر تھی۔داریاء کی آنکھیں چھلکنے لگیں تھیں۔اس نے آنسو صاف کرتے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا

تھا۔

"بارات والے دن ہم ایک ساتھ پارلر جائیں گے۔"انارا نے مسکرا کر اسے اپنے ایک اور پلین سے آگاہ کیا تھا۔داریاء کے لیے یہ سب ہی خوش آئیند تھا۔اسے ہمیشہ سے ہی ایک

بہن کی کمی محسوس ہوتی تھی۔ایشال کی موت کے بعد تو اسے شدت سے یہ کمی محسوس ہوتی تھی۔

"میں چاہتی ہوں کہ ہم ساری پرانی باتوں کو بھلا دیں۔"

انارا نے نرمی سے اس کے ہاتھ ہر ہاتھ رکھا تھا۔وہ تمام تر ضبط کھوئے اس کے گلے لگی تھی۔

"آپ بہت اچھی ہیں انارا آپی!بہت اچھی..."وہ اس وقت بالکل ایک بچی لگ رہی تھی۔

اس دن انارا اور داریاء گھنٹوں بیٹھ کر باتیں کرتی رہی تھیں۔انارا سب کچھ ٹھیک کرنا چاہتی تھی۔اس نے آج تک جتنی بھی دفعہ داریاء کی دل آزاری کی تھی وہ اس کا

ازالہ کرنا چاہتی تھی۔

"داریاء تم نا بہت بھولی ہو لیکن خوش قسمت بھی ہو کہ زاروں تمہارے نصیب میں ہے۔اس کا خیال رکھا کرو وہ تم سے بہت محبت کرتا ہے۔"

"وہ مجھ سے محبت نہیں کرتا۔"داریاء نے نروٹھے پن سے کہا تھا۔

"اسے تو یہ بھی نہیں یاد کہ ہماری شادی کب ہوئی تھی۔یہاں تک کہ اسے تو یہ بھی یاد نہیں کہ ہماری شادی کو کتنے سال ہوئے ہیں۔"انارا کو تھوڑی حیرت ہوئی تھی۔

"داریاء تم بھی نا...اتنی سی بات سے تم نے یہ اخذ کر لیا کہ وہ تم سے محبت نہیں کرتا؟"انارا نے اس کی عقل پر ماتم کیا تھا۔

"جو بھی ہے تم اس کا خیال رکھا کرو۔اور کبھی بھی کسی تیسرے کو اپنے رشتے کے درمیان مت آنے دینا۔"انارا نے بڑی بہنوں کی طرح داریاء کو سمجھایا تھا۔داریاء نے بات

سمجھتے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

انارا اپنی تنخواہ کا ایک حصہ بچا کر رکھتی تھی۔وہ بہت جلد ایک پلاٹ خریدنے کا ارادہ رکھتی تھی۔اور پھر اس پر گھر تعمیر کرنے کا...وہ ذکیہ بیگم اور منال کو

وہاں لے جانا چاہتی تھی۔ہادی نے انہیں اپنے ساتھ رکھنے کی ہامی تو بھر لی تھی مگر ذکیہ بیگم اس بات پر راضی نہیں

تھیں۔انہیں انارا کے سسرال والوں کے تیور کچھ ٹھیک نہیں لگے تھے۔اور بالآخر انھوں نے انارا کو مختلف دلائل دے کر راضی کر ہی لیا تھا۔لیکن انارا نے بھی شرط رکھی تھی

کہ جب تک گھر تعمیر نہیں ہو جاتا تب تک ذکیہ بیگم اور منال ان کے ساتھ ہی رہیں گئیں۔ذکیہ بیگم کو مجبورا راضی ہونا ہی پڑا تھا۔انارا ایک ملٹی نیشنل کمپنی میں

جاب ضرور کرتی تھی مگر اس کی پوسٹ اور تنخواہ پہلے کی نسبت تو بہت اچھی تھی لیکن بہت زیادہ نا تھی۔مگر آنے والے وقت میں اس کی بہترین کارکردگی پر اس کی

پرموشن ہو سکتی تھی۔

انارا اپنی ایک دوست کے ساتھ پارلر گئی تھی۔آج اس کی شادی تھی۔جمعے کے بعد ہادی اور انارا کا نکاہ تھا اور پھر رخصتی...

زارون مہندی کے فنکشن میں نہیں آیا تھا مگر آج نکاح کے روز اسے ذکیہ بیگم کی ایک فون کال یہاں لے ہی آئی تھی۔ذکیہ بیگم کے کہنے پر وہ انارا کو لینے مجبورا دروازے

سے ہی پلٹا تھا۔اس کی آنکھیں داریاء کے دیدار کے لیے ترس رہیں تھیں۔اور تو اور وہ اس کی کالز بھی ریسیو نہیں کر رہی تھی۔

گاڑی میں بیٹھتے زارون نے بے دلی سے چابی گھمائی تھی۔اچانک ہی اس کے دماغ میں جھماکہ ہوا تھا۔اگر انارا پارلر گئی تھی تو داریاء بھی تو اسی کے ساتھ ہو گی۔سوچتے

ہی وہ ایکدم ہی ریلیکس ہوا تھا۔اس کا سجا سنورا روپ فرض کرتے اس کے دل کی ڈھڑکن تیز ہوئی تھی۔گاڑی میں دھیمے سے میوزک کے ساتھ وہ ڈرائیو کرتا آگے بڑھ رہا تھا۔ہونٹوں پر مدھم سی مسکراہٹ تھی۔

ماجد اپنے اڈے پر بیٹھا سگریٹ پر سگریٹ سلگا رہا تھا۔انارا کی شادی کی خبر اس کے تن بدن میں آگ لگا گئی

تھی۔اس کی آنکھوں میں لال خراشیں واضح تھیں۔وہ وہاں بیٹھا کسی کے آنے کا انتظار کر رہا تھا۔تھوڑی دیر بعد کوئی

شخص آیا تھا۔اس نے ایک درمیانی سائز کی بوتل ماجد کو پکڑائی تھی۔بوتل کو ہاتھ میں پکڑے اس کے چہرے پر زہریلی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔

"کبھی خود کو دیکھا ہے آئینے میں...؟میں انارا ملک ہوں،

میں اپنے چہرے پر کیا بلکہ جس آئینے میں اپنا عکس دیکھو اس پر بھی کوئی داغ قبول نہیں کرتی۔پھر اپنی زندگی پر کیسے تجھ جیسا داغ قبول کر لوں؟"

"بہت غرور ہے نا تجھے اپنے حسن پر...؟آج تیرا یہ حسن، تیرا یہ غرور، تیری یہ جوانی سب ختم... تیزاب کی ایک بوتل اور سب ختم...!"ماجد نے جاندار قہقہہ لگایا تھا۔

"میں تجھے اس قابل نہیں چھوڑوں گا کہ تو دوبارہ کبھی آئینے میں اپنا عکس دیکھ سکے۔"اس کی آنکھوں میں محض سفاکیت تھی۔

"میری نہیں تو پھر کسی کی بھی نہیں...!"اس نے تیزاب کی بوتل سامنے میز پر پٹختے حقارت سے کہا تھا۔

زارون نے پارلر کے باہر گاڑی روکی تھی۔ابھی وہ اندر داخل ہی ہوا تھا کہ اس کی نظر سامنے سے آتی انارا پر پڑی تھی۔

لال رنگ کے جوڑے میں سجی سنوری وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔

"آپ یہاں...؟"اپنے کام دار لہنگے کو سنبھالتی وہ بامشکل اس تک پہنچی تھی۔

"ذکیہ خالہ نے بھیجا تھا تمہیں لینے۔"زارون نے سرسری سے انداز میں جواب دیا تھا۔

"ہمم...!"وہ بس یہی کہہ سکی تھی۔

گھنگرالے بالوں کا جوڑا بنائے،ڈوپٹے کو سر پر ٹکائے اور ماتھے پر ماتھا پٹی سجائے وہ آج بالکل بھی انارا نہیں لگ رہی تھی۔وہ آج بہت مختلف لگ رہی تھی۔کم از کم زارون کو تو وہ اچھی ہی لگی تھی۔

"داریاء کہاں ہے؟"اس نے متلاشی نظروں سے اردگرد دیکھا تھا۔

"گھر پر ہے۔"انارا نے نظریں چرائی تھیں۔

"کیا...؟"زارون کو حیرت کے ساتھ ساتھ مایوسی بھی ہوئی تھی۔

"تم اکیلی آئی ہو؟"

"نہیں!اپنی دوست کے ساتھ مگر اس کے گھر کوئی ایمرجنسی ہو گئی تھی اسی لیے وہ چلی گئی۔"زارون نے سمجھتے ہوئے اسے ساتھ آنے کے لیے کہا تھا۔

"ویسے تم جا کہاں رہی تھی؟"

"گھر...!"یک لفظی جواب آیا تھا۔

"اکیلے...؟"زارون نے تصدیق چاہی تھی۔

"ہاں!"اسی انداز میں ایک اور جواب دیا گیا تھا۔

زارون نے سر تا پیر اس کا جائزہ لیے افسوس سے سر جھٹکا تھا۔باہر آتے زارون ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا تھا۔انارا کو بیک سیٹ کا دروازہ کھولتے دیکھ زارون کے ماتھے پر تیوری چڑھی تھی۔

"آگے بیٹھو!میں تمہارا ملازم نہیں ہوں۔"

"میں یہیں ٹھیک ہوں۔"دروازہ بند کرتے اس نے بامشکل اپنے لہنگے کو سنبھالا تھا۔

"دیکھو مجھے تم سے بحث کرنے کا کوئی شوق نہیں ہے۔چپ چاپ آگے بیٹھو۔"زارون نے لب بھینچے بامشکل اپنے غصے پر قابو پایا تھا۔

"میں آپ کے ساتھ کبھی نہیں بیٹھوں گی۔"فیصلہ حتمی تھا۔

"دیکھو چپ چاپ آگے بیٹھو۔لوگ دیکھیں گے تو کیا سوچیں گے؟اتنا ہینڈسم بندہ ڈرائیو کر رہا ہے اور ایک ڈراؤنی بھوتنی پیچھے بیٹھی ہے۔"انارا کا سارا وجود ہی کلس کر رہ گیا تھا۔

"اب تو میں کبھی بھی آگے نہیں بیٹھوں گی۔"فیصلہ اٹل تھا۔

"ٹھیک ہے تو پھر میں بھی ڈرائیو نہیں کروں گا۔"اس نے ہاتھ باندھے ڈرائیونگ سیٹ کی پشت سے ٹیک لگائے کہا تھا۔

اگلے پندرہ منٹ تک گاڑی میں ہنوز خاموشی رہی تھی۔نا تو زارون نے اپنا فیصلہ تبدیل کیا تھا اور نا ہی انارا صاحبہ اپنی جگہ سے انچ برابر بھی ہلی تھیں۔

"اگر تم ایسے ہی ضد پر آڑی رہو گی تو تمہارا دولہا بھاگ جائے گا۔"بالآخر زارون نے اس خاموشی کے تسلسل کو توڑا تھا۔

"بھاگ جائے۔"سپاٹ لہجے میں اس نے اپنا جواب زارون کے منہ پر دے مارا تھا۔

"کسی غلط فہمی میں مت رہنا کہ میں تمہاری ضد کے آگے ہتھیار ڈال دوں گا۔میں ہادی نہیں ہوں۔"

"اور میں بھی داریاء نہیں ہوں۔"اسی انداز میں ایک اور جواب...

"ٹھیک ہے تو پھر آج تو تمہاری بارات واپس جائے گی۔"زارون نے طنزاً کہا تھا۔

"آپ ساری زندگی بھی لگا دیں گے نا تو بھی انارا ملک سے نہیں جیت سکتے اے۔ایس۔پی صاحب...!مگر فلحال میں آپ کی بے جا ضد کی وجہ سے اپنی ماں کو تکلیف نہیں دے سکتی۔"ایک ایک لفظ چبا چبا کر ادا کرتے اس نے غصے سے گاڑی کا پچھلا دروازہ کھولا تھا۔زارون کے لبوں پر فاتحانہ مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی جو کہ اگلے ہی لمحے سمٹی تھی۔

"کہاں جا رہی ہو؟"انارا کو کہیں اور جاتے دیکھ زارون فورا گاڑی سے باہر نکلا تھا۔

"گھر..."یک لفظی جواب آیا تھا۔

"پیدل جاؤ گی؟"انداز تمسخرانہ تھا۔

"نہیں ٹیکسی میں...!"اب وہ سڑک کے کنارے کھڑی متلاشی نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھ رہی تھی۔

"چھوڑ دیتا ہوں تمہیں اگر میری بات مان لو تو..."وہ بھی اس کے ساتھ آ کھڑا ہوا تھا۔لبوں پر معنی خیز مسکراہٹ تھی۔

"مجھے آپ کے ساتھ نہیں جانا۔" نظریں اب بھی سڑک پر ہی مرکوز تھیں۔

"مرضی ہے تمہاری۔"زارون نے جا کر ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی تھی۔

"آخری بار پوچھ رہا ہوں چلنا ہے کہ نہیں...؟"اس نے وہیں سے بیٹھے بیٹھے پوچھا تھا۔انارا نے کوئی جواب نا دیا تھا۔

"ڈھیٹ، مغرور، نک چڑی نا ہو تو...!"زارون نے سر جھٹکتے گاڑی سٹارٹ کی تھی۔

"آ جاؤ...!"وہ گاڑی اس تک لے گیا تھا۔

"میں نہیں آ رہی۔"

"دیکھو یہ ادائیں نا اپنے اس ہادی کو جا کر دکھانا میں ان سب سے متاثر نہیں ہوتا۔بیٹھ جاؤ پیچھے۔"وہ ہار مان چکا تھا۔

"نہیں جانا آپ جیسے گھٹیا شخص کے ساتھ مجھے۔"وہ پوری قوت سے چلائی تھی۔زارون کی بات اور اس کا انداز انارا کو طیش دلا گیا تھا۔

"ٹھیک ہے تو پھر کھڑی رہو یہی پر...!"وہ غصے سے گاڑی آگے بڑھا گیا تھا۔

"خود کو پتا نہیں کیا سمجھتی ہے؟" گاڑی چلاتے وہ مسلسل انارا کو کوس رہا تھا۔

"اف...!" زارون نے گاڑی ایک سائیڈ پر روکی تھی۔کچھ دیر بعد خود کو نارمل کرتے زارون نے گاڑی واپس موڑی تھی۔اسے جاتے اور واپس آتے دس منٹ سے زیادہ وقت لگا تھا۔

پارلر کے باہر زارون نے گاڑی روکی تھی۔انارا وہاں نہیں تھی۔زارون کا دل پل میں دھڑکنا بھولا تھا۔وہ بھاگتے ہوئے پارلر کے اندر گیا تھا۔پتا کرنے پر اسے معلوم ہوا تھا کہ انارا

یہاں پر موجود نہیں ہے۔اس سب میں مزید دس منٹ ضائع ہوئے تھے۔زارون کے ماتھے پر اب پسینے کی بوندیں نمودار ہوئی تھیں۔جو بھی تھا وہ تھی تو ایک لڑکی ہی اور اوپر سے اتنا سجی سنوری...

انارا اس وقت زارون کی ذمہ داری تھی۔اسے اس طرح اکیلے چھوڑ دینے پر وہ پچھتا رہا تھا۔

وہ بھاگتا ہوا گاڑی میں بیٹھا تھا۔انارا بہادر تھی وہ جانتا تھا مگر نجانے کیوں اس کا دل گھبرا رہا تھا۔

"وہ ٹھیک ہو گی۔اس نے ٹیکسی لے لی ہو گی اور گھر بھی پہنچنے والی ہو گی۔" زارون مسلسل خود کو تسلیاں دیتے گاڑی آگے بڑھا رہا تھا۔

"شٹ...!" آگے ٹریفک جام تھا۔وہ اس وقت پولیس کی وردی میں موجود نہیں تھا اور ویسے بھی وہ اس وقت بہت پیچھے تھا۔زارون نے گاڑی موڑے دوسرا راستہ لیا تھا۔

وہ راستہ قدرے خراب اور لمبا تھا مگر زارون کو اس وقت صرف انارا کی خیریت جاننی تھی۔

محلے کے اندر داخل ہوتے زارون نے ٹیکسی کو وہاں سے جاتے دیکھا تھا۔اس کی سانس میں سانس آئی تھی۔

اب اس نے گاڑی کی سپیڈ کم کر دی تھی۔وہ علاقہ ہی ایسا تھا کہ وہاں سے گاڑیاں گزارنا کافی دشوار تھا۔

اس کے گھر سے تھوڑا دور زارون نے گاڑی روکی تھی۔انارا اسے گھر کے باہر ہی دکھی تھی۔وہ اپنے گھر کے دروازے پر کھڑی کسی سے بات کر رہی تھی۔بے ساختہ ہی زارون کے ہونٹوں پر مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔

وہ ٹھیک تھی،بالکل ٹھیک۔

اس سے پہلے کہ وہ گاڑی سے باہر آتا،اس کا فون بجا تھا۔زارون نے فورا فون اٹھایا تھا۔اب وہ فون پر بات کرتے نظریں انارا کی جانب سے ہٹا گیا تھا۔

مولوی صاحب انارا سے بات کرنے کے بعد ابھی ابھی گھر

کے اندر داخل ہوئے تھے۔وہ ان سے نکاح نامے پر کسی شرط پر بات کر رہی تھی۔

مولوی صاحب کے اندر جاتے ہی انارا نے ابھی ایک قدم ہی آگے اٹھایا تھا کہ اسے کسی نے پیچھے سے پکارا تھا۔

"انارا...!"وہ فورا پلٹی تھی۔دو آدمی بائیک پر بیٹھے اس کے قریب رکے تھے۔چہرے رومال سے ڈھکے ہوئے تھے۔

"آج میں تجھے کسی کے قابل نہیں چھوڑوں گا۔"ایک شخص بائیک سے اتر کر اس کے قریب آ کھڑا ہوا تھا۔

"ماجد...!"وہ اس آواز کو بخوبی پہچانتی تھی۔

"ہاں ماجد...!"ماجد نے تیزاب کی بوتل اس کے سامنے کرتے کہا تھا۔انارا کا سانس سوکھ گیا تھا۔

"کیا ہو رہا ہے یہاں...؟"ماجد کے کسی بھی عمل سے پہلے مولوی صاحب کی گرجدار آواز گونجی تھی۔ماجد اور اس کا دوست فورا گھبرا گئے تھے۔مولوی صاحب نے آگے بڑھ کر ماجد کو دبوچا تھا۔اس نے گھبرا کر انہیں پیچھے دکھیلا

تھا۔وہ کافی عمر رسیدہ ہونے کی وجہ سے لڑکھڑا کر دروازے کے پاس گرے تھے۔وہ فورا سے بائیک پر بیٹھا تھا۔انارا شاک کی حالت میں وہیں کھڑی رہی تھی۔یہ حالات

بالکل غیر متوقع تھے۔اس کی سمجھ بوجھ نے کام کرنا چھوڑ دیا تھا۔اس سے پہلے کہ وہ کچھ سوچتی یا سمجھتی...بائیک پر بیٹھتے ہی ماجد نے بوتل کا ڈھکن کھولا تھا۔

"میری نہیں تو پھر کسی کی بھی نہیں...!"اس نے تیزاب کو انارا کے چہرے کی جانب اچھالا تھا۔

پورا محلہ انارا کے چیخوں کی آواز سے گونجا تھا۔اس کی دردناک چیخ پر زارون بھاگتا ہوا اس تک آیا تھا۔مگر اس نے دیر کر دی تھی۔انارا ملک برباد ہو چکی تھی۔

شادی سے تقریبا دو گھنٹے پہلے ہی وہ اپنا سب کچھ کھو چکی تھی۔انارا ملک کا تماشہ سارے محلے نے دیکھا تھا۔

اسے فورا ہسپتال لے جایا گیا تھا۔ذکیہ بیگم،داریاء،زارون سب پر ہی قیامت ٹوٹی تھی۔

"ہادی میں صرف تمہاری وجہ سے راضی ہوئی ہوں ورنہ سچ پوچھو تو مجھے وہ لڑکی ایک آنکھ نہیں بھاتی۔"صابرہ بیگم نے منہ بنائے کہا تھا۔

"امی!آپ بے فکر رہے۔انارا جی بہت اچھی ہیں۔"ہادی نے اپنی ماں کو یقین دلایا تھا جس پر انہوں نے مسکرا کر سر ہلایا تھا۔

کسی قریبی رشتہ دار کی طبیعت خرابی کی وجہ سے بارات لیٹ ہو چکی تھی مگر اس کی اطلاع وہ ذکیہ بیگم کو پہلے ہی دے چکے تھے۔

ہادی نے مسکرا کر آئینے میں خود کو دیکھا تھا۔اب وہ ستائشی نگاہوں سے اپنے کمرے کا جائزہ لے رہا تھا۔اس نے ہر چیز بہت محبت سے سجائی تھی۔تھوڑا آگے چلتے اس نے

دیوار پر مختلف پیچ و خم سے بنے آئینوں پر اپنا ہاتھ پھیرا تھا۔

"مجھے اپنے چہرے پر کوئی داغ کوئی مہاسہ قبول نہیں ہے۔اور میں چاہتی ہوں کہ جس آئینے میں میں اپنا عکس دیکھوں وہ بھی بالکل شفاف ہو۔"

"اوہ...!"انارا کی بات یاد کرتے اس نے فورا سے اپنا ہاتھ ہٹایا تھا۔اب وہ پچھلے پانچ منٹ سے آئینے کو ٹشو سے رگڑ رگڑ کر صاف کر رہا تھا۔حالانکہ وہاں کوئی داغ نا تھا۔

"Perfect!"

آئینے کے صاف ہونے کا یقین کرتے ہادی کے لب دل فریب مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔

تھوڑی دیر بعد وہ بارات لے کر انارا کے گھر روانہ ہو چکا تھا۔ہادی کو یہ سب ایک خواب لگ رہا تھا۔ایک حسین خواب... آج انارا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس کی ہونے جا رہی تھی۔

ان کے علاقے کے باہر گاڑیاں رکی تھیں۔اب باقی کا سفر وہ لوگ پیدل طے کر رہے تھے۔ڈھول کی تال پر وہ ناچتا ہوا بارات سمیت آگے بڑھ رہا تھا۔انارا کے گھر کے باہر بارات

رکی تھی۔تمام محلے والوں نے حیرت سے اس بارات کو دیکھا تھا جو آج خالی جانی تھی۔

گھر کے باہر کسی نے انہیں اس سانحے کی اطلاع دی تھی۔ہادی کے پیروں تلے تو معنوں زمین ہی کھسک گئی تھی۔اس نے لڑکھڑاتے ہوئے اپنے قدم پیچھے اٹھائے تھے۔وہ زمین پر گرتا چلا گیا تھا۔آنکھیں اشکوں سے بھر چکی تھیں۔اس کا سہرا گر گیا تھا۔

"انارا جی...!"وہ نفی میں سر ہلاتا فورا اٹھا تھا۔اب وہ گرتے پڑتے وہاں سے بھاگا تھا۔اس دیوانے کی حالت وہاں موجود سب نے دیکھی تھی۔ایک گاڑی تک پہنچتے وہ گاڑی اڑا لے گیا تھا۔

ذکیہ بیگم کو داریاء نے بامشکل سنبھالا ہوا تھا۔زارون اس وقت شدید صدمے کی حالت میں تھا۔

"آگے بیٹھو!میں تمہارا ملازم نہیں ہوں۔"

"چھوڑ دیتا ہوں تمہیں اگر میری بات مان لو تو..."

"ٹھیک ہے تو پھر کھڑی رہو یہی پر...!"

"یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے۔"اپنے بال نوچتے وہ اس وقت اپنے ہوش و حواس میں نہیں تھا۔

"مجھے اسے اکیلا نہیں چھوڑنا چاہیئے تھا۔"وہ مسلسل نفی میں سر ہلا رہا تھا۔

زارون کی بات سنتے ذکیہ بیگم لڑکھڑاتے قدموں کے ساتھ اس تک آئی تھیں۔

"چٹاخ...!"انہوں نے ایک زبردست تمانچہ اس کے منہ پر دے مارا تھا۔

"تمہاری وجہ سے میری بیٹی...!"وہ پہ در پہ اس کے منہ پر تمانچے برسا رہی تھیں۔وہ چپ چاپ سر جھکائے مجرموں کی طرح کھڑا ان کی مار کھا رہا تھا۔داریاء نے آگے بڑھ کر انہیں روکنے کی کوشش کی تھی مگر زارون نے اسے ہاتھ کے اشارے سے روک دیا تھا۔وہ خود کو مجرم سمجھ رہا تھا۔انارا کے ساتھ ہوئی زیادتی کا ذمہ دار وہ خود کو سمجھ رہا تھا۔

ذکیہ بیگم کچھ دیر زارون کو کوسنے کے بعد تھک ہار کر پاس پڑی کرسی پر بیٹھی تھیں۔وہ مسلسل روتے ہوئے اپنا سر پیٹ رہی تھیں۔

"انارا...انارا کہاں ہے؟"ہادی دیوانہ وار بھاگتا ہوا ان تک آیا تھا۔وہ اس وقت کسی مجنوں سے کم نہیں لگ رہا تھا۔

"کہاں ہیں میری انارا جی...؟"وہ پوری قوت سے چلایا تھا۔

وہ کسی صورت قابو میں نہیں آ رہا تھا۔زارون نے اسے بامشکل روکا تھا۔زارون کی گرفت میں وہ بری طرح تڑپ رہا تھا۔زبان پر صرف ایک ورد تھا اور وہ تھا 'انارا'

(کچھ عرصے بعد)

انارا کے چہرے کے نچلے حصے پر تیزاب گرا تھا۔جو کہ گردن تک جاتا تھا۔اس کے دائیں گال کے آخر سے لے کر گردن کے شروع تک کا حصہ بری طرح جھلس چکا تھا۔ماجد ڈر کے مارے وہاں سے بھاگا تھا جس وجہ سے انارا کا چہرہ زیادہ نہیں جلا تھا۔وہ اس وقت شدید صدمے کی کیفیت سے گزر

رہی تھی۔اسے گھر آئے تین دن ہو چکے تھے۔مگر اس نے بولنا اور کھانا پینا بالکل چھوڑ دیا تھا۔

زارون ہر روز ہسپتال میں اس سے ملنے آتا تھا اور گھر پر بھی...انارا کے علاج کا سارا خرچہ اسی نے اٹھایا تھا۔

اس حادثے کے بعد ہادی کے گھر والوں نے ان سے کوئی رابطہ نہیں کیا تھا۔شروع شروع میں ہادی انارا سے ملنے ہسپتال آتا تھا مگر ڈاکٹرز اس سے ملنے کی اجازت کسی کو

نا دیتے تھے۔جس دن ہادی انارا سے ملا تھا اس دن سے اس نے واپس ہسپتال کا رخ نہیں کیا تھا۔

آج اتنے دنوں بعد ہادی انارا سے ملنے آیا تھا۔اس نے اس کے کمرے کی جانب قدم بڑھائے تھے۔انارا بستر پر چت لیٹی مسلسل چھت کو گھور رہی تھی۔اس کی آنکھیں بنجر اور ویران تھیں۔ان میں کوئی تاثر نا تھا۔

"انارا جی...!"کمرے کے اندر داخل ہوتے ہادی نے آہستگی سے اسے پکارا تھا۔وہ اس کے قریب نہیں آیا تھا بلکہ دروازے کے پاس ہی ٹھہر گیا تھا۔

ہادی کی آواز پر ان بنجر آنکھوں میں ہلکی سی زندگی کی رمق دوڑ آئی تھی۔اس نے اب چھت سے اپنی نظریں ہٹا کر سامنے دیکھا تھا۔

"کیسی ہیں آپ...؟"اس کے لہجے میں ہمدردی تھی۔انارا اس کے لہجے پر حیران ہوئی تھی۔اس کے لہجے میں تو محبت ہونی چاہیئے تھی مگر پھر وہ ہمدردی کیوں کر رہا تھا؟

انارا نے آنکھوں کے اشارے سے اسے اپنی خیریت بتائی تھی۔وہ اب بہت کم بولتی تھی۔

"مجھے بات کرنی ہے آپ سے...؟"وہ اس کے چہرے کی طرف دیکھنے سے گریز کر رہا تھا۔

"میں جانتا ہوں کہ یہ وقت مناسب نہیں ہے مگر...!"ہادی نے لب کاٹے تھے۔سامنے موجود شخصیت کوئی عام شخصیت نہیں تھی بلکہ وہ اس کی محبت تھی۔

"کہیں...!"انارا اٹھ کر بیٹھی تھی۔اس کا چہرہ بالکل سپاٹ تھا۔

"کچھ پوچھنا تھا آپ سے...؟"وہ اضطراب کا شکار ہوا تھا۔

"وہ کون تھا جس نے یہ سب کیا...؟اور کیوں...؟آپ کا اس سے کیا تعلق تھا؟"ہادی نے ایک ہی سانس میں سب کہہ دیا تھا۔ہادی کے الفاظ کسی کاری ضرب کی طرح انارا کے دل پر

لگے تھے۔

اس سانحہ کے بعد نجانے کتنے لوگوں نے اس کی کردار کشی کی تھی مگر ہادی...؟انارا نے کبھی ایسا سوچا بھی نہیں تھا۔

"میرا آپ سے نکاح ضرور ہونے والا تھا مگر ہوا نہیں،لہذا آپ کو مجھ سے کچھ بھی پوچھنے کا کوئی حق نہیں ہے۔"ہادی کا دل پل میں کرچی کرچی ہوا تھا۔اس کی ماں اور خاندان والوں نے انارا کے کردار کو تار تار کر دیا تھا۔ہادی نے بھرپور مخالفت کی تھی مگر آج انارا کے اس شخص کا نام نا بتانے پر اسے اس پر لگے سارے الزامات سچ لگے تھے۔

"آپ اس شخص کو کیوں بچانا چاہتی ہیں؟"وہ اپنے الفاظ کے چابک سے بار بار انارا کا دل چھلنی کر رہا تھا۔

"میں آپ کو جوابدہ نہیں ہوں۔"سپاٹ لہجے میں ایک اور جواب دیا گیا تھا جبکہ دل کی کیفیت سے صرف وہی واقف تھی۔

انارا اچھے سے جانتی تھی کہ وہ اب ہادی تو کیا بلکہ کسی کے قابل بھی نہیں رہی ہے۔وہ ہادی کو خود سے دور کرنا چاہتی تھی مگر ہادی تو خود ہی اس سے دور جا چکا تھا۔

"ٹھیک ہے تو پھر بات کرنے کو بچا ہی کیا ہے؟"وہ استہزائیہ ہنسا تھا۔اس سے پہلے کہ وہ پلٹتا انارا کی آواز پر اس کے قدم رکے تھے۔

"ہادی...!"وہ بوجھل قدموں سے چلتی اس تک آئی تھی۔

"میں...!"گلے میں آنسوؤں کا پھندا اٹکا تھا۔اسے خاموش ہوتے دیکھ ہادی کی آنکھوں سے پانی رواں ہو چکا تھا۔

"انارا جی...!"وہ تڑپ پر واپس پلٹا تھا۔وہ بہت کچھ کہنا چاہتا تھا مگر انارا کے چہرے کا داغ اسے ایک بار پھر نظریں پھیرنے پر مجبور کر گیا تھا۔

"اگر مجھے چھوڑنا ہی ہے تو ڈنکے کی چوٹ پر چھوڑیں۔یوں اس طرح میرے کردار کو مشکوک بنا کر نہیں...!"انارا نے نظریں جھکائے بامشکل کہا تھا جبکہ اشق مسلسل اس کا چہرہ بھگو رہے تھے۔

"I am sorry Inara G!"

نظریں جھکائے اس نے ہتھیار ڈال دیے تھے۔

"میں ساری زندگی آپ کے ساتھ نہیں گزار سکتا۔"

"مجھے معاف کر دیں مگر یہ مجھ سے نہیں ہو گا۔"انارا کے لبوں پر مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ تلخ،اذیت ناک مسکراہٹ...

"مجھے...!"گلے میں کچھ اٹکا تھا۔

"مجھے آپ سے گھن آتی ہے۔"انارا نے فورا نظریں اٹھائی تھیں۔کم از کم اسے ہادی سے اس قدر سفاکیت کی امید نا تھی۔

"میں...!"

"بس...!"اس کی سکت اب یہیں تک تھی۔

"اب آگے کچھ مت کہیں گا ورنہ انارا ملک مر جائے گی۔جائیں ہادی!آج میں آپ کو آزاد کرتی ہوں۔ہر رشتے ہر تعلق سے..."وہ دل پر پتھر رکھ چکی تھی۔

"بعض رشتوں کا بھرم رکھنا ضروری ہوتا ہے۔میں چاہتی تھی کہ ہمارے درمیان یہ بھرم قائم رہے۔آپ کے مجھے چھوڑنے سے پہلے میں خود آپ کو چھوڑ دوں۔یہ میرے زندہ رہنے کے لیے بے حد ضروری تھا۔یہ خوش فہمی کہ آپ نے مجھے نہیں بلکہ میں نے آپ کو چھوڑا ہے مگر آپ نے تو آج مجھ سے میرے زندہ رہنے کا حق بھی چھین لیا۔"وہ ایک بار پھر استہزائیہ ہنسی تھی۔

ہادی نے قدم پیچھے اٹھائے تھے۔وہ دروازے سے باہر نکلا تھا جب ایک بار پھر انارا کی آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔

"منگنی مبارک ہو۔"وہ ایک جھٹکے سے واپس مڑا تھا۔ہاتھ پر ہاتھ باندھے کھڑی وہ مسکرا رہی تھی یعنی وہ اس سب سے بے خبر نہیں تھی۔

زارون ابھی ابھی سو کر اٹھا تھا۔اٹھتے ساتھ ہی وہ باہر لاؤنج میں آیا تھا۔داریاء کوئی سیریل دیکھنے میں مصروف تھی۔

"ایک کپ کافی بنا دو۔"صوفے پر تقریباً ڈھتے زارون نے مندھی مندھی سی آواز میں کہا تھا۔اس کے سر میں درد کی وجہ سے ٹھیس اٹھ رہی تھی۔

"کیوں خود پر ظلم کر رہے ہو تم؟"داریاء نے آف کا بٹن دباتے کہا تھا۔

"یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے۔"اس حادثے کے بعد سے اس کی یہی حالت تھی۔وہ مسلسل خود کو قصوروار ٹھہرا رہا تھا۔

"زارون جو ہونا تھا وہ ہو چکا ہے۔اور اس میں تمہارا کوئی قصور نہیں ہے جس کا قصور تھا وہ بھگت رہا ہے۔تم بلاوجہ خود کو الزام مت دو۔"داریاء لاپروائی سے کہتی اٹھی تھی۔

"جس نے یہ ظلم کیا ہے وہ فرار ہے۔اس کا کوئی اتا پتا نہیں ہے۔تو پھر تم کس کی بات کر رہی ہو؟"اس حادثے کے فوراً بعد ہی پولیس ہسپتال پہنچ چکی تھی۔کافی وقت یہ کیس

چلتا رہا تھا۔محلے والوں سے بھی پوچھ گچھ کی گئی تھی۔مگر کوئی بھی حادثے کے وقت وہاں موجود نہیں تھا۔زارون وہاں موجود تھا مگر اس نے یہ حادثہ ہوتے نہیں دیکھا

تھا اور نا ہی وہ ان لوگوں کے چہرے دیکھ پایا تھا۔ان کے چہروں پر نقاب تھا۔احساس ندامت تھا یا پھر کچھ اور...وہ انارا کے مجرموں کو سزا دلوانا چاہتا تھا اور اس کے لیے اس نے اپنا بھرپور زور لگایا تھا مگر ذکیہ بیگم نے پولیس اسٹیشن جاکر کسی بھی کاروائی سے انکار کر دیا تھا۔زارون نے مزاحمت کی تھی مگر ذکیہ بیگم نے اس کے سامنے ہاتھ جوڑے تھے کہ وہ اب مزید کوئی نقصان اٹھانے کی سکت نہیں رکھتیں۔مجبورا اسے پیچھے ہٹنا پڑا تھا۔اور انارا بھی اس کیس میں کوئی دلچسپی نہیں لے رہی تھی۔شاید وہ اپنی زندگی سے ہار چکی تھی۔

"انارا کی...!"داریاء کے لہجے میں ہتک تھی۔اس نے آج انارا کو 'آپی' نہیں کہا تھا۔

"تم ہوش میں ہو؟"وہ ایک جھٹکے سے کھڑا ہوا تھا۔آنکھوں میں بے یقینی ہی بے یقینی تھی۔

"بالکل ہوش میں ہوں۔اور سب سمجھ بھی چکی ہوں۔وہ بھی جو تم نہیں سمجھنا چاہتے۔"

"کیا...؟بتانا پسند کرو گی کہ کیا سمجھ چکی ہو تم...؟اور میں کیا نہیں سمجھ رہا؟"اس کے لہجے میں طنز تھا۔

"یہی کہ وہ تو ہے ہی بدکردار!اب ایسے ہی تو کوئی کسی کے منہ پر تیزاب نہیں پھینکتا نا...یقینا ان دونوں کے درمیان کچھ ہو گا تبھی تو نوبت یہاں تک پہنچی۔"زارون شاکڈ تھا۔کیا

سامنے کھڑی عورت اس کی بیوی تھی؟کیا وہ داریاء تھی؟اس کی معصوم کانچ کی گڑیا...؟آخر یہ داریاء کا کون سا روپ تھا جس سے وہ انجان تھا۔

"داریاء یہ تم کہہ رہی ہو؟"وہ بس یہی کہہ سکا تھا جبکہ آنکھوں میں بے یقینی کا تاثر واضح تھا۔

"ہاں میں ہی کہہ رہی ہو اور کچھ غلط تو نہیں کہہ رہی۔"

"داریاء وہ تمہاری بہن ہے۔"زارون بے بسی سے چیخا تھا۔

"سگی بہن نہیں ہے وہ میری۔"داریاء نے سر جھٹکے کہا تھا۔

"تم پاگل ہو چکی ہو۔"زارون کہتے ساتھ ہی وہاں سے گیا تھا۔داریاء کا رویہ اس کی سمجھ سے باہر تھا۔

"تمہارا اس سے کوئی رشتہ نہیں ہے۔جو بھی ہے سب میری وجہ سے ہے۔اب جب میں خود ہی ان سے کوئی رشتہ نہیں رکھنا چاہتی تو تمہیں کیوں اتنی فکر ہو رہی ہے؟"زارون کے قدم رکے تھے۔

"مجھے فکر ہو رہی ہے کیونکہ اس سب کا ذمہ دار میں ہوں۔اور اگر نا بھی ہوتا تو بھی میں اس کی اتنی ہی فکر کرتا۔وہ اس وقت جس کیفیت سے گزر رہی ہے تمہیں احساس بھی ہے؟"داریاء کی جانب مڑے زارون نے بےبسی سے کہا تھا۔

"تمہیں تو اس سے نفرت تھی نا؟کیا وہ نفرت ختم ہو گئی ہے؟"داریاء نے دانت کچلاتے پوچھا تھا۔

"ہاں ختم ہو گئی ہے۔"وہ سچ کہہ رہا تھا۔اسے اب انارا سے نفرت نہیں تھی یا پھر شاید کبھی نہیں تھی۔

"تم بدل گئے ہو زارون۔"داریاء کی آنکھیں اشق بار ہوئی تھیں۔اس حادثے کو کافی وقت گزر چکا تھا۔زارون سارا سارا دن پولیس اسٹیشن میں ہوتا تھا اور اس کے بعد وہ گھنٹوں

انارا کے گھر گزارتا تھا۔داریاء کو وقت دینا تو وہ جیسے بھول ہی گیا تھا۔دن با دن وہ چڑ چڑی ہوتی جا رہی تھی۔

"میں نہیں تم بدل گئی ہو۔تم انارا..."

"بس کر دو اب۔"وہ ایکدم ہی تمام تر ضبط کھو بیٹھی تھی۔

"انارا... انارا... انارا... !میں تھک گئی ہوں یہ نام سنتے سنتے۔مجھے ایسا لگتا ہے وہ کوئی آسیب ہے جس نے بری طرح سے تمہیں اپنے سحر میں جکڑا ہوا ہے۔"روتے روتے

ہچکیاں بندھ چکیں تھیں۔

"تم سے بات کرنا بالکل فضول ہے۔"وہ افسوس سے نفی میں سر ہلاتے گھر سے باہر گیا تھا۔آج زارون نے دارياء کے آنسوؤں کی پرواہ بھی نہیں کی تھی۔

اس حادثے کے فورا بعد جافر لڑ جھگڑ کر منال کو اپنے پاس لے آیا تھا۔اب وہ لوگ ایک بنگلے میں شفٹ ہو چکے تھے جو کہ ثناء کی مرہون منت تھا۔

"ایسی لڑکیوں کا ایسا ہی انجام ہوتا ہے۔میرے ہیرے جیسے بیٹے کو ٹھکرا رہی تھی نا... دیکھ اب زمانے کی ٹھوکروں پر پڑی ہے۔"ساجدہ بیگم نے اپنے منہ سے زہر اگلا تھا۔

"یقین کر اماں!میرے تو کلیجے کو ٹھنڈ ہی پڑ گئی۔چہرہ دیکھا تھا اس کا...!"جافر نے جھرجھری لی تھی۔

"تو دفع کر اسے،ایسے لوگوں کا یہی انجام ہوتا ہے۔اسے ہی تو کہتے ہیں مکافات عمل!"ان کی بات سمجھتے جافر نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"دادی مجھے بھوک لگی ہے۔"منال نے ان کے کمرے کا دروازہ ناک کرتے کہا تھا۔

"ایک تو تیری یہ دوزخ کبھی نہیں بھرے گی۔"وہ منال کو یہاں لانے کے فیصلے پر راضی نہیں تھیں۔

"آخر کیوں اٹھا لایا اس بوجھ کو یہاں پر؟"ساجدہ بیگم نے ہاتھ اٹھائے دہائی دی تھی۔

"خون ہے میرا!ایسے کیسے اس بےحیا اور آوارہ کے پاس چھوڑ آتا۔"

"میں بوجھ نہیں ہوں اور نا ہی میری آنی بےحیا اور آوارہ ہیں۔"وہ ان الفاظ کے معنی سے ناواقف تھی مگر جس انداز سے جافر نے وہ الفاظ ادا کیے تھے۔وہ سمجھ چکی تھی کہ یقیناً ان کا مفہوم اچھا نہیں ہے۔

"لو جی!بس اسی کی کمی رہ گئی تھی۔"ساجدہ بیگم نے اپنا ماتھا پیٹا تھا۔

"منال!بڑوں کی باتوں میں نہیں بولتے۔"جافر

نے اسے آنکھیں دکھائی تھیں۔

"اگر بڑے غلط بات کریں تب بھی نہیں...؟"یہ سب انارا کی سنگت کا اثر تھا ورنہ ایشال نے تو ہمیشہ اسے چپ رہنا ہی سکھایا تھا۔

"بابا میں بوجھ نہیں ہوں۔مجھے پتا ہے کہ میں بوجھ نہیں ہوں۔بیٹیاں بوجھ نہیں ہوتی بلکہ ماں باپ کا سہارا ہوتی ہیں۔اور میں آپ کا سہارا بنوں گی۔"وہ ننھے ننھے قدم اٹھاتی جافر کے پاس آئی تھی۔اس نے اپنے دونوں ہاتھ جافر کی گالوں پر رکھے تھے۔

"میں بڑی ہو کر پولیس آفیسر بنوں گی مگر آپ فکر نا کریں میں آپ کو جیل میں نہیں ڈالوں گی۔"منال کے اس طرح پاس آنے پر وہ شاکڈ ہو گیا تھا۔وہ تو ہمیشہ اس سے ڈرتی

تھی اور کبھی اس کے پاس نہیں آتی تھی اور جافر نے بھی کبھی اسے اپنے قریب نہیں کیا تھا۔

"آپ تو میرے بابا ہو نا...!"وہ پلنگ پر بیٹھا ابھی اپنی سوچوں میں ہی گم تھا جب منال اس کے گلے لگی تھی۔اس ننھے لمس کو محسوس کرتے ایک لمحے کے لیے اس کے دل کو کچھ ہوا

تھا۔اس نے پیدائش کے دن سے آج تک منال کو کبھی پیار نہیں کیا تھا یہاں تک کہ اس نے کبھی اسے گود میں بھی نہیں اٹھایا تھا۔

"چل پیچھے ہٹ!"ساجدہ بیگم نے ایک جھٹکے سے اسے اپنی جانب کھینچا تھا۔

"تو بوجھ تھی،ہے اور رہے گی۔"ان کے لہجے میں ہتک تھی۔

"پھر تو فرخندہ پھوپھو اور شاکرہ پھوپھو بھی بوجھ ہوئی نا...؟اور آپ بھی تو پھر بوجھ ہی ہوئی نا دادی...؟"

"کم بخت ماری...!"ساجدہ بیگم نے ہڑبڑا کر اسے جھنجھوڑ رہی تھیں۔

"چھٹانک بھر کی لڑکی اور گز بھر کی زبان...!"انہوں نے ایک تھپڑ منال کی گال پر جڑا تھا۔

"اماں...!"جافر نے منال کو اپنی طرف کھینچا تھا۔ساجدہ بیگم پہلے بھی کئی بار اسے ایسے ہی مارتی رہیں تھیں مگر جافر نے کبھی کوئی پرواہ نہیں کی تھی۔

"اس پر ہاتھ مت اٹھایا کر۔"

"کیوں تجھے کیوں اتنی فکر ہو رہی ہے؟"وہ اچھا خاصا بھرم ہوئی تھیں۔

"بیٹی ہے میری،میرا خون ہے۔"اس کے انداز پر ساجدہ بیگم ایک لمحے کے لیے دہل گئیں تھیں۔

زارون ذکیہ بیگم کے گھر گیا تھا وہاں جا کر اسے معلوم ہوا تھا کہ کس طرح ہادی نے انارا کو دھتکارا تھا۔اس کے کندھوں کا بوجھ مزید بڑھ چکا تھا۔اس کے پچھتاوؤں

میں مزید اضافہ ہو چکا تھا۔اپنے کندھوں کے اس بوجھ کو کم کرنے وہ ہادی کے گھر گیا تھا۔زارون کا وہاں آنا ہادی کی

ماں کو سخت ناگوار گزرا تھا۔اتنی مشکل سے تو انہوں نے ہادی کے سر سے انارا کا بھوت اتارا تھا۔

"آنٹی جی پلیز انارا کے ساتھ یہ مت کریں۔وہ بے گناہ ہے۔"زارون کا لہجہ التجائی تھا۔

"دیکھو بیٹا!اگر میں مان بھی لوں کہ وہ بے گناہ ہے تب بھی میں اپنے بیٹے کی شادی اس سے نہیں کر سکتی۔وہ اب ادھوری ہے۔تم ہی بتاؤ آخر میں کیسے اپنے بیٹے کی شادی ایسی لڑکی سے کر دوں جس کا چہرہ بری طرح جھلس چکا ہے۔"

"نہیں ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔اس کے چہرے پر داغ ہے مگر بہت کم حصے پر...اور آپ بالکل فکر مت کریں وہ ٹھیک ہو جائے گی۔بالکل ٹھیک ہو جائے گی۔"وہ جیسے انہیں یقین دلانا چاہتا تھا۔

"کیسے ٹھیک ہو جائے گی؟"لہجہ تمسخرانہ تھا۔

"میں...میں اس کی سرجری کرواؤں گا۔وہ بالکل ٹھیک ہو جائے گی۔"

"ہادی...!"ہادی کو سامنے سے آتا دیکھ وہ اٹھ کر اس تک گیا تھا۔

"تم تو اس سے محبت کے دعویدار تھے نا...؟اسے ایسے مت چھوڑو۔وہ بالکل ٹوٹ چکی ہے۔اسے سمیٹ لو ہادی...!میں وعدہ کرتا ہوں وہ بالکل ٹھیک ہو جائے گی۔میں اس کی سرجری کرواؤں گا۔اس کا داغ ختم ہو جائے گا۔پلیز!میں ہاتھ جوڑتا ہوں تمہارے آگے...!"زارون نے بے بسی سے ہاتھ جوڑے تھے۔ہادی نظریں جھکا گیا تھا۔

"سرجری میں کتنے پیسے لگتے ہیں پتا بھی ہے تمہیں؟"

صابرہ بیگم کی آواز پر وہ پلٹا تھا۔

"اس کی آپ فکر مت کریں۔مجھے اپنا سب کچھ بھی بیچنا پڑا تو میں انارا کے لیے یہ بھی کروں گا۔"وہ واقعی اب انارا کے لیے ہر حد پار کر سکتا تھا۔

"بیٹا!جب اتنا سب کر ہی رہے ہو تو پھر ایک اور احسان کر دو اس پر۔"زارون نے سوالیہ نظروں سے ان کی طرف دیکھا

تھا۔

"تم کیوں نہیں تھام لیتے اس کا ہاتھ...؟تم کیوں نہیں سمیت لیتے اسے...؟ہمارے پاس تو اتنا ظرف نہیں ہے۔کیا تمہارے پاس ہے؟"یہ سوال نہیں تھا اور نا ہی یہ مشورہ تھا۔یہ طنز تھا جس پر زارون کے قدم لڑکھڑائے تھے۔وہ تو کبھی ایسا سوچ ہی نہیں سکتا تھا۔

"کیا ہوا...؟بس ختم ہو گئی ہمدردی؟"اس کو خاموش اور شاکڈ دیکھے وہ طنزاً مسکرائی تھیں۔

"میں یہ ضرور کرتا اگر داریاء صرف میری محبت ہوتی مگر وہ میری بیوی ہے۔میرے اچھے برے کی ساتھی ہے۔میں اسے دھوکہ نہیں دے سکتا۔"کچھ لمحوں بعد اس کے لب

آہستگی سے ہلے تھے۔

"کیسا دھوکہ...؟مرد کو تو چار شادیوں کی اجازت ہے۔تم بھی کر لو دوسری شادی انارا سے...!"وہ مسلسل طنز کے تیر برسا رہی تھیں۔

"اچھا ہی ہوا جو انارا کی شادی آپ کے بیٹے سے نہیں ہوئی۔آپ کا بیٹا انارا کے قابل ہی نہیں ہے۔"وہ ان کی سوچ پر افسوس کرتا وہاں سے گیا تھا۔

رات کو داریاء نے خاموشی سے ڈائینگ ٹیبل پر کھانا لگایا تھا۔وہ زارون سے بات کرنے سے گریز کر رہی تھی۔زارون اسے

ہادی کے رشتے سے انکار کے بارے میں بتا چکا تھا۔داریاء نے خاموشی سے اس کی ساری بات سنی تھی۔

"مجھے یقین نہیں ہو رہا آخر ہادی ایسا کیسے کر سکتا ہے؟"وہ ابھی بھی شاکڈ تھا۔

"انہوں نے کچھ غلط نہیں کیا۔"بالآخر داریاء نے یہ خاموشی توڑ ہی دی تھی۔

"کیا مطلب...؟"وہ جھنجھلایا تھا۔

"مطلب یہ کہ آخر کون اس لڑکی کو قبول کرے گا جس کے چہرے کی طرف دیکھنے سے ہی دل خراب ہو جائے۔"

"داریاء تمہیں آخر ہو کیا گیا ہے؟"وہ اس کے اس رویہ سے بری طرح اکتا چکا تھا۔

"مجھے کچھ نہیں ہوا زارون!میں بس تمہیں حقیقت بتا رہی ہوں۔تم خود بتاؤ اگر کل کو مجھ پر کوئی داغ لگ گیا تو کیا قبول کر پاؤ گے مجھے...؟"کرسی پر بیٹھے داریاء

نے اس کی آنکھوں میں دیکھے سوال کیا تھا۔

وہ چند لمحوں کے لیے بالکل ساکت ہو گیا تھا۔کچھ دیر بعد اس نے مسکرا کر داریاء کا ہاتھ تھاما تھا۔

"اللہ نا کرے کہ ایسا ظلم کبھی کسی کے ساتھ بھی ہو۔اور جب تک میں تمہارے ساتھ ہوں تب تو ایسا کچھ نہیں ہو سکتا۔میں تم پر کبھی کوئی داغ نہیں لگنے دوں گا۔"زارون

نے مسکرا کر اس کا گال تھپتھپایا تھا۔اب اس نے ہاتھ بڑھا کر چپاتی اپنی پلیٹ میں رکھی تھی۔

"فرض کرو اگر مجھ پر داغ لگ چکا ہو پھر...؟کیا قبول کر لو گے مجھے...؟"منہ میں لقمہ ڈالتے ڈالتے اس کے ہاتھ رکے تھے۔زارون نے گہری سانس خارج کیے لقمہ واپس پلیٹ میں رکھا تھا۔اب وہ پوری طرح سے داریاء کی جانب متوجہ تھا۔وہ بھی اس کے جواب کی منتظر تھی۔

"مجھے تم ہر حال میں قبول ہو۔"زارون کے الفاظ ایک ٹھنڈی پھوار کی مانند داریاء کے پورے وجود کو سرشار کر گئے تھے۔

"یہ سب کہنے کی باتیں ہیں۔حقیقت اس سے بالکل برعکس ہے۔"چند ثانیوں بعد وہ اپنی ہی کہی بات پر ہنس دی تھی۔اس کی ہنسی میں کچھ عجیب تھا۔کم از کم زارون کو تو ایسا ہی محسوس ہوا تھا۔

وہ سونے کے لیے ابھی بستر پر لیٹا ہی تھا کہ داریاء نے اسے پکارا تھا۔

"زارون...!"وہ اس کے قریب آ کر بیٹھی تھی۔

"ہمم...!"زارون نے آنکھیں کھولی تھیں۔

"تم ناراض ہو مجھ سے...؟"

"نہیں...!"یک لفظی جواب آیا تھا۔

"میں اپنے رویے پر شرمندہ ہوں۔"آنکھوں سے ٹپ ٹپ پانی بہنا شروع ہو چکا تھا۔

"مجھے انارا آپی کے بارے میں ایسے الفاظ استعمال نہیں کرنے چاہیئے تھے۔"گلے میں آنسوؤں کا پھندا اٹکا تھا۔

"داریاء...!"زارون نے بیٹھتے ساتھ ہی اسے خود سے لگایا تھا۔

"اگر میں وہ سب نا کہتی تو تم مجھے وہاں جانے کے لیے کہتے اور رہنے کے لیے بھی...میں وہاں نہیں جانا چاہتی زارون۔میں انارا آپی کو اس حالت میں نہیں دیکھ سکتی۔"داریاء کے آنسو زارون کی شرٹ بھگو رہے تھے۔

"مجھے معاف کر دو۔مجھے وہ سب نہیں کہنا چاہیئے تھا۔"

" تمہیں معافی مانگنے کی ضرورت نہیں ہے۔میں اچھے سے جانتا ہوں اپنی داریاء کو۔"زارون نے مسکرا کر اس کے سر پر بوسہ دیا تھا۔

"تم بہت اچھے ہو زارون۔"داریاء نے اعتراف کیا تھا۔

"اور تم بہت خوش قسمت ہو جو تمہیں میں مل گیا۔"اسے اب شرارت سوجھی تھی۔

"تم کبھی نہیں سدھرو گے۔"وہ نم آنکھوں سے مسکرائی تھی۔

"مجھے سدھارنا تمہارے بس کی بات نہیں ہے۔شادی کے چار سال بعد بھی تم مجھے نہیں سدھار سکی۔"زارون نے افسوس سے کہا تھا۔

"تین سال پانچ مہینے...!"داریا نے فوراً تصحیح کی تھی۔

"اوہ ہاں...!"زارون نے سمجھتے ہوئے کہا تھا۔

"ایک منٹ...!"اسے خود سے الگ کرتے زارون نے اپنا فون اٹھایا تھا۔

"میں لکھ لیتا ہوں۔"اسے باقاعدہ ٹائپ کرتے دیکھ وہ ہنس دی تھی۔یہ کام نجانے وہ کتنی دفعہ کر چکا تھا۔

"تین سال پانچ مہینے،تین سال پانچ مہینے،تین سال پانچ مہینے...!"اب وہ مسلسل دہراتا ہوا یاد کر رہا تھا۔

"اب نہیں بھولے گا مجھے۔"زارون نے موبائل سائیڈ پر رکھے فخریہ انداز سے داریاء کو بتایا تھا۔

"چلو سو جاتے ہیں اب۔ صبح جلدی جانا ہے مجھے۔"زارون نے لائٹ آف کی تھی۔داریاء اپنی سائیڈ پر جا کر لیٹی تھی۔

"زارون...!"کچھ دیر بعد اس نے ایک بار پھر اسے پکارا تھا۔

"ہاں...؟"اس نے آنکھیں بند کیے ہی پوچھا تھا۔

"ہماری شادی کو کتنا وقت ہوا ہے؟"داریاء نے لب دبائے پوچھا تھا۔

"پانچ سال تین مہینے...!"زارون نے بڑے کانفیڈنس سے جواب دیا تھا۔

"زارون...!"وہ ناراض ہوئی تھی۔

"اوہ سوری!پانچ سال پانچ مہینے...!"زارون نے فورا جملہ تبدیل کیا تھا۔

"نیند آ رہی ہے مجھے۔میں سو رہی ہوں۔"داریاء نے غصے سے کروٹ بدلی تھی۔زارون کے ہونٹوں پر بے ساختہ ہی مسکراہٹ دور آئی تھی۔

داریاء ڈائیننگ ٹیبل پر ناشتہ لگانے میں مصروف تھی جب زارون نے دبے پاؤں وہاں آ کر پیچھے سے اسے ڈرایا تھا۔وہ بری طرح ڈر گئی تھی۔

"میں اب ناراض ہوں تم سے۔"وہ منہ بنائے غصے سے کچن میں گئی تھی۔زارون ہنس دیا تھا۔اسے احساس ہو چکا تھا کہ وہ انارا کی وجہ سے مسلسل داریاء کو نظرانداز کر

رہا ہے جس وجہ سے وہ چڑچڑی ہوتی جا رہی تھی۔

"داریاء ایک ریکویسٹ کروں تم سے...؟"کھانا کھاتے زارون نے نہایت آہستگی سے کہا تھا۔

"کیسی ریکویسٹ....؟"وہ حیران ہوئی تھی۔

"آج خالہ کے گھر چلی جاؤ۔انہیں اس وقت تمہاری ضرورت ہے اور انارا کو بھی..."یہ التجا تھی۔

"ٹھیک ہے۔"وہ مان گئی تھی۔

"میں چاہتا ہوں کہ انارا کی سرجری ہو جائے۔"چند لمحوں کی خاموشی کے بعد زارون نے ایک بار پھر نہایت آہستگی سے کہا تھا۔

"سرجری...؟مگر کیسے...؟میرا مطلب ہے وہ یہ سب آفورڈ نہیں کر سکتے۔"وہ حیران تھی شدید حیران...

"مگر ہم تو افورڈ کر سکتے ہیں نا...!"زارون نے عام سے لہجے میں کہا تھا۔داریاء کے گلے میں کانٹے چھبنے لگے تھے۔

"ہم کیسے...؟ہمارے پاس اتنے پیسے کہاں ہیں؟"

"کہیں نا کہیں سے کر لیں گے۔"زارون نے نہایت پرسکون انداز میں کہا تھا جبکہ داریاء اچھی خاصی بےچین ہوئی تھی۔

"کیسے...؟تم پہلے ہی انارا آپی کے لیے اتنا کچھ کر چکے ہو۔اور تو اور تم ان کے گھر کا خرچہ بھی اٹھا رہے ہو۔اب یہ سرجری کیسے کرواؤ گے؟"وہ جھنجھلائی تھی۔

"ہو جائے گا سب۔"انداز اب بھی لاپرواہ تھا۔

"کیسے...؟"وہ اصرار کر رہی تھی۔

"ہمارے پاس پلاٹس ہیں نا...میرا پلاٹ تو شہر سے بہت دور ہے اور اسے بکنے میں اچھا خاصا وقت لگے گا۔مگر جو پلاٹ تمہارے نام ہے وہ نا صرف شہر کے اندر ہے بلکہ اس کی قیمت بھی اچھی خاصی ہو گی۔"

"تم انارا کے لیے میرا پلاٹ بیچ دو گے؟"آنکھوں میں بے یقینی تھی۔

"ہاں...!"اس کا یک لفظی جواب داریاء کو اندر تک ہلا کر رکھ گیا تھا۔

"زارون وہ میرا پلاٹ ہے۔"شاید یہ یاد دہانی تھی۔

"مجھے پتا ہے میں نے ہی تمہیں دیا تھا مگر اب ضرورت ہے اسی لیے بیچنے کا کہہ رہا ہوں۔ میں تمہیں اور پلاٹ خرید دوں گا۔"

"آج کل کے دور میں پراپرٹی بنانا اتنا آسان نہیں ہے۔"

"داریاء آخر تمہیں ہو کیا گیا ہے؟تمہیں تو کبھی بھی پیسے میں اتنی دلچسبی نہیں تھی۔"وہ کبھی کبھی اس کے رویے کی وجہ نہیں سمجھ پاتا تھا۔

"میں پیسوں سے زیادہ رشتوں کو اہمیت دیتی ہوں مگر مجھے یقین نہیں آ رہا کہ تم میرے سے جڑے رشتوں کا اتنا خیال کیسے رکھ سکتے ہو؟"وہ رو دی تھی۔

"میں واقعی بہت خوش قسمت ہوں۔"داریاء نم آنکھوں سے مسکرائی تھی۔

"ایک تو تمہارے یہ آنسو بھی نا کبھی بھی بہنا شروع ہو جاتے ہیں۔"زارون نے اس کے آنسو صاف کرتے کہا تھا۔

"یہ آنسو سچے بھی ہیں یا پھر مگر مچھ کے آنسو ہیں؟"لب دبائے اس نے شرارت سے پوچھا تھا۔

"مگر مچھ کے...!"اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے وہ مسکرائی تھی۔

"لیکن افسوس تم کبھی نہیں سمجھ سکے۔"وہ ہنس دی تھی۔

"مجھ سے زیادہ تمہیں کوئی نہیں سمجھ سکتا۔"لہجہ چیلنجنگ تھا۔

"کل صبح مجھے پلاٹ کے پیپرز دے دینا۔"زارون نے اٹھتے ساتھ کہا تھا۔

"ہمم...!"وہ بس اتنا ہی کہہ سکی تھی۔

انارا بستر پر چت لیٹی تھی۔اور مسلسل چھت کو گھور رہی تھی۔یہ اس کا روز کا معمول تھا۔اچانک کسی سوچ کے تحت وہ اٹھی تھی۔ننگے پیر چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی وہ ڈریسنگ ٹیبل تک گئی تھی۔اپنی ویران آنکھوں سے اس نے اپنا عکس دیکھا تھا۔

"کاش کہ میں اندھی ہوتی۔کاش کہ میں اس آئینے میں اپنا عکس نا دیکھ سکتی۔"انارا دل ہی دل میں مخاطب ہوئی تھی۔اب وہ اپنی انگلیوں کے پوروں سے اس جگہ کو چھو رہی تھی جہاں وہ داغ تھا۔اچانک ہی اسے غصہ آیا تھا۔اس نے ڈریسنگ ٹیبل پر پڑی ہر چیز کو نیچے پھینک دیا تھا۔

چند قدم پیچھے ہوتے اس نے ایک بار پھر آئینے میں اپنا عکس دیکھا تھا۔

"یہ میں نہیں ہوں۔یہ میں نہیں ہو سکتی۔"انارا نے پرفیوم کی بوتل اٹھائے بہت زور سے آئینے پر ماری تھی۔آئینے میں دراڑ پڑ گئی تھی۔

"مجھے اپنے اردگرد ایسی کوئی چیز نہیں چاہیئے جس میں میں اپنا عکس دیکھ سکوں۔"وہ مختلف چیزیں اٹھا اٹھا کر آئینے پر مار رہی تھی۔کانچ کے کچھ ٹکڑے زمین پر گرے

تھے۔

"یہ میں نہیں ہوں۔"وہ چیختے چلاتے زمین پر بیٹھ گئی تھی۔

"کیا قصور تھا میرا...؟صرف یہی کہ میں نے انکار کیا تھا۔آخر کیوں یہ معاشرہ اقرار اور انکار کا حق صرف مرد کو دیتا ہے؟آخر کیوں عورت اپنی مرضی کے ساتھی کا انتخاب نہیں کر سکتی؟"وہ مسلسل چلا رہی تھی۔

ذکیہ بیگم اس کی چیخ و پکار سنتے بھاگتی ہوئی اس کے کمرے میں داخل ہوئی تھیں۔

"انارا...!"اپنی بیٹی کو اس طرح روتے دیکھ اس کا دل تو جیسے کٹ کر ہی رہ گیا تھا۔

"اماں!میں برباد ہو گئی۔تیری بیٹی داغدار ہو گئی۔"ذکیہ بیگم نے اسے گلے لگایا تھا۔وہ آج کہیں جا کر ہوش میں آئی تھی تبھی ایسے واویلا مچا رہی تھی ورنہ انارا نے تو اس حادثے کے بعد ایک آنسو بھی نہیں بہایا تھا۔

"مجھے تو آئینے پر بھی داغ قبول نہیں تھا اب اپنے چہرے پر یہ داغ کیسے قبول کر لوں؟"وہ بہت بری طرح رو رہی تھی۔

"اماں مجھے تیری بددعا لگ گئی ہے۔میں نے ہمیشہ تیری نافرمانی کی ہے نا...بس اسی لیے مجھے سزا مل گئی۔"

"میں نے تجھے کبھی بددعا نہیں دی۔بھلا ماں اپنی اولاد کو بددعا دے سکتی ہے؟تو تو میری بہادر بیٹی ہے۔"ذکیہ بیگم بھی رو دی تھیں۔

"میں بہادر نہیں ہوں اماں!میں نہیں ہوں۔مجھے تکلیف ہو رہی ہے۔بہت تکلیف ہو رہی ہے۔"ان کے سینے سے لگے وہ ہچکیوں سمیت رو دی تھی۔

انارا کی یہ حالت دیکھ دروازے پر کھڑے زارون کے پچھتاوؤں میں مزید اضافہ ہوا تھا۔دروازہ کھلا دیکھ وہ اندر داخل ہوا تھا۔اندر آتے ہی اس کی سماعتوں سے انارا کے چیخنے چلانے کی آواز ٹکرائی تھی۔وہ بھاگتے ہوئے اس کے کمرے کی جانب گیا تھا۔اندر جانے کی ہمت اس میں نہیں تھی۔وہ وہی سے الٹے پاؤں واپس لوٹ آیا تھا۔کہیں نا کہیں وہ خوشی بھی محسوس کر رہا تھا کہ انارا زندگی کی طرف واپس لوٹ رہی ہے۔

وہ بستر پر بیٹھی موبائل استعمال کر رہی تھی جب زارون نے اندر داخل ہوتے بہت زور سے دروازہ بند کیا تھا۔

"کیا ہوا..؟"اس کے چہرے سے غصہ صاف عیاں تھا۔

"دماغ خراب ہو گیا ہے ان لوگوں کا...؟ہمیشہ غلط جگہ پر غلط چیز ڈیلیور کرنی ہوتی ہے۔"

"ہوا کیا ہے؟"اسے اتنے غصے میں دیکھ وہ پریشان ہوئی تھی۔

"کچھ نہیں!"زارون نے بستر پر بیٹھتے کہا تھا۔

"زارون بتاؤ تو سہی آخر اتنے غصے میں کیوں ہو؟"

"ایک لڑکا آیا تھا ایک پارسل لے کر۔"غصے سے ان کی رگیں تن گئی تھیں۔

"کیسا پارسل...؟"وہ الجھی تھی۔

"کچھ دوائیاں تھیں۔کہتا ہے سامنے والے سٹور سے آیا ہوں۔آپ کی وائف نے کچھ دوائیاں منگوائی ہیں۔"داریاء کا رنگ پل میں فق ہوا تھا۔

"تمہیں پتا ہے وہ کس چیز کی دوائیاں تھیں؟"زارون کے اپنی طرف دیکھنے پر داریاء نے فورا نفی میں سر ہلایا تھا۔

"پریگنینسی روکنے کی دوائیاں۔"داریاء کا سانس رک گیا تھا۔

"اوپر سے کہتا ہے یہ دوائیاں تو میں نجانے کتنے عرصے سے یہاں ڈلیور کر رہا ہوں۔میں نے تو پھر اسے وہ سنائی ہے کہ ساری زندگی یاد رکھے گا۔نجانے کس قسم کی عورتیں ہوتی ہیں جو یہ بیچ حرکتیں کرتی ہیں۔"اس کے لہجے میں حقارت تھی۔

"تم کہاں کھوئی ہوئی ہو؟"داریاء کو سوچوں میں گم دیکھ زارون نے اس کے چہرے کے آگے ہاتھ ہلایا تھا۔

"کہاں ہے وہ...؟"وہ غصے سے بستر سے اٹھی تھی۔

"کون...؟"اسے اس طرح اٹھتے دیکھ زارون بھی اٹھا تھا۔

"وہی لڑکا اور کون؟مجھے بتاؤ میں اس کا دماغ درست کرتی ہوں۔ہم یہاں اولاد کے لیے ترس رہے ہیں اور وہ...!"آنسو ایک بار پھر رواں ہوئے تھے۔روتے روتے ہچکیاں بندھ چکی تھیں۔

"داریاء...!"زارون نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگایا تھا۔

"تمہیں لگتا ہے کہ میں ایسا کچھ کر سکتی ہوں؟"اس نے نم آنکھوں سے سر اٹھا کر کہا تھا۔

"نہیں میری گڑیا!میں ایسا سوچ بھی نہیں سکتا۔"وہ مسکرا دی تھی۔

"میں چاہتی ہوں کہ تم ساری زندگی مجھ پر ایسے ہی بھروسہ کرتے رہو اور کبھی مجھ سے بدگمان مت ہو۔"

"لوگوں کو پہچاننے کی صلاحیت ہے میرے پاس۔اور اپنی معصوم اور پاک بیوی کو تو میں اچھے سے جانتا ہوں۔"اس کے الفاظ کی نوعیت کو سمجھتے ایک لمحے کے لیے داریاء

کے دل کو کچھ ہوا تھا۔کچھ تھا جو اسے نظریں چرانے پر مجبور کر گیا تھا۔

"میں چینج کر کے آتا ہوں۔تم مجھے وہ فائل نکال دو۔"داریاء نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

زارون کو آج ہی وہ پراپرٹی سیل کرنی تھی۔جس کے لیے وہ پارٹی ڈھونڈھ چکا تھا۔وہ ذکیہ بیگم کو سب بتا چکا تھا مگر انارا ابھی اس سب سے لاعلم تھی۔

"داریاء اب لے بھی آؤ۔"وہ کب سے لاؤنج میں کھڑا داریاء کا انتظار کر رہا تھا جو کہ آ ہی نہیں رہی تھی۔اسے فون پہ فون آ رہے تھے۔

"زارون...!"داریاء اضطراب کی حالت میں باہر آئی تھی جبکہ آنکھیں اشک بار تھیں۔

"کیا ہوا...؟"وہ پریشان ہوا تھا۔

"زارون وہ..."ہچکیاں ایک بار پھر بندھ چکی تھیں۔

"کیا وہ...؟"وہ بے حد فکرمند ہوا تھا۔

"وہ فائل میں نے لاکر میں رکھی تھی۔اب چابی نہیں مل رہی۔پتا نہیں کہاں رکھ دی میں نے۔"چہرے کو ہاتھوں میں چھپائے وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔

"داریاء یہی کہیں ہو گی ڈھونڈو نا...!"

"کہیں نہیں مل رہی زارون!میں نے ہر جگہ دیکھ لیا ہے۔"وہ بلک بلک کر رو دی تھی۔

"داریاء تم...!"زارون کو غصہ تو بہت آیا تھا مگر داریاء کو اس طرح روتے دیکھ وہ اسے کچھ نہیں کہہ سکا تھا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔تم ایک کام کرو ڈھونڈو۔یہی کہیں ہو گی۔مجھے ویسے بھی ایک کام ہے میں تھوڑی دیر تک آتا ہوں۔"وہ کہتے ساتھ ہی باہر گیا تھا۔

ٹھیک بیس منٹ بعد زارون نے داریاء کو کال کی تھی۔

"داریاء چابی ملی؟"وہ فکرمندی سے گویا ہوا تھا۔

"نہیں زارون!نہیں مل رہی۔"داریاء نے بھرائی آواز کے ساتھ کہا تھا۔

"اچھا ٹھیک ہے تم فکر مت کرو۔فلحال ایسا کرتے ہیں میں اپنا پلاٹ انہیں دکھا دیتا ہوں اور وہی سیل کر دیتے ہیں۔اس کی فائل تو ہے میرے پاس۔"

"مگر زارون..."

"مگر اگر کچھ نہیں!تم پریشان مت ہونا۔چابی مل جائے گی نہیں تو ہم لاک تڑوا لیں گے۔تم بالکل پریشان مت ہونا اور اپنا خیال رکھنا۔مجھے رات میں دیر ہو جائے گی۔"اسے تسلی دیے زارون نے فون رکھا تھا۔

وہ کچھ دیر فون کی تاریک سکرین کو گھورتی رہی تھی۔پھر اس نے ایکدم ہی فون خود سے دور بستر پر اچھالا تھا۔اس کی ایک ہاتھ کی مٹھی بند تھی۔اب داریاء نے وہ ہاتھ

سامنے کیے مٹھی کھولی تھی۔ مٹھی میں چابی تھی۔لاکر کی چابی......

"داریاء...!داریاء...!"وہ مسلسل اسے پکارتا ہوا کچن کی طرف آ رہا تھا۔زارون کے کچن میں داخل ہونے پر کافی میں چمچ ہلاتے اس کے ہاتھ رکے تھے۔وہ بری طرح گھبرا گئی تھی۔

"کیا ملا رہی تھی؟"زارون نے آبرو اچکاتے پوچھا تھا۔داریاء کے چہرے کا رنگ زرد پڑا تھا۔

"کچھ نہیں!"الفاظ با مشکل ادا ہوئے تھے۔اس کی فق پڑتی رنگت دیکھ زارون ہنس دیا تھا۔

"تم بھی نا...!"زارون نے آگے بڑھ کر کپ اٹھایا تھا۔داریاء کی جان میں جان آئی تھی۔

"ایک بات پوچھوں تم سے...؟"داریاء نے خود کو ریلیکس کرتے کہا تھا۔

"ہاں پوچھو!"نہایت خوشدلی سے اجازت دی گئی تھی۔

"انارا آپی کو پتا ہے کہ تم ان کی سرجری کروانا چاہتے ہو؟"

"نہیں ابھی تو نہیں بتایا اسے۔"اس نے عام سے لہجے میں جواب دیا تھا۔

"اور ذکیہ خالہ مان گئیں تم سے پیسے لینے کے لیے؟"

"نہیں!بہت مشکل سے منایا ہے میں نے انہیں اور وہ بھی اس شرط پر کہ وہ میری خرچ کی گئی ساری رقم مجھے واپس لوٹا دیں گی۔"زارون نے مسکرا کر کپ لبوں سے لگایا

تھا۔

"لوٹا ہی نا دیں۔"وہ بڑبڑائی تھی۔وہ واضح طور پر اس کی بڑبڑاہٹ سن چکا تھا لیکن وہ خاموش رہا تھا۔آجکل دارياء کا رویہ کچھ عجیب تھا۔وہ پہلے ایسے نہیں تھی مگر اب نجانے اسے کیا ہو گیا تھا۔

وہ انارا کی وجہ سے کافی ڈسٹرب رہتا تھا۔آج اتنے دنوں بعد وہ اپنے پرانے دوستوں سے ملا تھا۔وہ لوگ زبردستی اسے ڈنر پر لے گئے تھے۔وہ کافی دیر باتیں کرتے رہے تھے۔

"ویسے یار مجھے ایک بات سمجھ نہیں آتی۔"ارسلان نے سامنے والی ٹیبل کی طرف دیکھتے کہا تھا۔جہاں پر تین ماڈرن قسم کی لڑکیاں بیٹھی تھیں۔

"کیا...؟"کامل نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا تھا۔

"آخر ان لڑکیوں کو کس چیز کا غرور ہے؟میرا مطلب ہے اگر دیکھا جائے تو اس دنیا کی ساری ایجادات تو مرد نے کی ہیں اور سارے بڑے بڑے کام بھی۔ان عورتوں نے کیا کیا ہے جس بنا پر یہ اتنا اتراتی پھرتی ہیں؟"آج صبح ہی آفس میں اپنی ایک کولیگ کے ساتھ اس کی اسی موضوع پر بحث ہوئی تھی۔

"بات تو ٹھیک ہے ویسے،نجانے کس بات کا غرور ہے انہیں؟"

"مرد کو کس بات کا غرور ہے؟"زارون خاموش نا رہ سکا تھا۔

"کیا مطلب...؟مرد نے ہی اس دنیا کو فتح کیا ہے۔ساری ایجادات مرد کی ہی تو ہیں۔"ارسلان کو اس کی بات ناگوار گزری تھی۔

"تو اس میں غرور والی کیا بات ہے؟یہ سب مرد نے ہی کرنا تھا۔یہ اسی کی ذمہ داری ہے۔"زارون نے عام سے لہجے میں کہا تھا۔

"اچھا تو پھر عورت کی کیا ذمہ داری ہے؟گھر کے کام کرنا...؟"ارسلان نے طنزاً کہا تھا۔

"ہاں یہی کام ہے ان کا مگر پھر بھی بلاوجہ مردوں سے برابری کرتی ہیں۔"کامل نے ارسلان کا بھرپور ساتھ دیا تھا۔

"اور مرد کیا کرتے ہیں...؟عورتوں کو بےعزت کرتے ہیں،ان کا مذاق اڑاتے ہیں۔کیا یہی ہے مردانگی...؟"وہ سانس لینے کو رکا تھا۔

"مرد اور عورت کو اللہ تعالیٰ نے مختلف ذمہ داریاں دی ہیں۔مرد کا کام ہے کہ وہ معاش کے لیے مختلف حلال زرائع اختیار کرے۔اور مرد نے اپنی سمجھ بوجھ سے اگر مختلف چیزیں ایجاد بھی کر لیں ہیں تو اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ وہ عورت کو کم تر سمجھے۔اور جہاں تک بات ہے عورت

کے ایجادات کرنے کی...1848 میں پہلی دفعہ Elizabeth Cady Stanton نے خواتین کے حقوق کے لیے آواز اٹھائی تھی۔اس وقت پہلی بار خواتین کو احساس ہوا تھا کہ انہیں

ووٹ دینے کا حق حاصل ہونا چاہیئے۔انہیں اپنے نام پر جائیداد خریدنے کا حق حاصل ہونا چاہیئے۔سوچنے والی بات

ہے جس وقت خواتین کو یہی شعور نہیں تھا کہ انہیں بھی ووٹ دینے کا حق ہونا چاہیئے اس وقت وہ کیسے ایجادات کرنے کے بارے میں سوچ سکتی تھیں؟زیادہ تر ایجادات تو اٹھارویں اور انیسویں صدی میں ہی ہوئی ہیں نا...ویسے اگر دیکھا جائے تو یہاں غلطی مرد کی بھی ہوتی ہے۔اس نے کبھی عورت کو یہ کانفیڈنس دیا ہی نہیں کہ وہ آگے بڑھ سکے۔اور جہاں تک بات ہے مرد کے ایجادات کرنے کی...تو میرا نوجوان نسل سے یہ سوال ہے کہ انہوں نے کونسی

ایجادات کی ہیں؟آجکل تو سوشل میڈیا پر مرد اور عورت ایک دوسرے کو نیچا دکھانے میں لگے ہوئے ہیں۔مختلف قسم کی میمز بنا کر بس کسی بھی طرح خود کو برتر ثابت کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔جس طرح ایک پائلٹ اور ایک بنک منیجر کی ذمہ داریاں مختلف ہوتی ہیں بالکل اسی طرح مرد اور عورت کی زمہ داریاں بھی مختلف ہوتی ہیں۔مرد کا کام معاش کے لیے محنت کرنا اور عورت کا گھر سنبھالنا۔گھرداری کرنا کوئی چھوٹا کام نہیں ہے۔یہ

ایک عظیم کام ہے۔نسل سنوارنا اور گھر کو جنت بنانا...یہ صرف ایک عورت ہی کر سکتی ہے۔میں مانتا ہوں کہ بہت سی عورتیں معاش کے حصول کے لیے گھر سے باہر نکلتی ہیں۔

ہر کسی کی اپنی مجبوریاں ہوتی ہیں میں ان خواتین کی ہمت کو داد دیتا ہوں۔"زارون کی بات ختم ہونے پر وہاں ایک سکوت طاری ہوا تھا۔اس کی سوچ عام مردوں سے مختلف تھی اور یہی چیز اسے خاص بناتی تھی۔

رات کے تقریبا ساڑھے نو بجے وہ گھر میں داخل ہوا تھا۔دروازہ کھلا دیکھ اسے حیرت ہوئی تھی۔سر جھٹکتے وہ مسکراتا ہوا کمرے کی جانب بڑھا تھا۔اس سے پہلے کہ وہ

کمرے میں داخل ہوتا داریاء کی آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔

"زارون کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔وہ اپنی ساری دولت اس انارا پر لٹا رہا ہے۔ایسے تو سب برباد ہو جائے گا۔آخر اس دن کے لیے تھوڑی اسے ٹریپ کیا تھا؟اس کا مشن خراب کرنا،

ٹریفک سگنل توڑنا سب ایک ٹریپ ہی تو تھا۔"وہ کسی سے فون پر بات کر رہی تھی۔داریاء کی بات سنتے رواز ے پر کھڑے زارون کے قدم لڑکھڑائے تھے۔کیا یہ اس کی داریاء تھی؟اس کی معصوم کانچ کی گڑیا...؟

"میں تنگ آگئی تھی اس مڈل کلاس زندگی سے۔میں نے سوچا تھا کہ زارون سے شادی کر کے میری تمام حسرتیں پوری ہو جائیں گی۔یہ سب اتنا آسان تھوڑی تھا...نجانے کیا

کچھ نہیں کرنا پڑا مجھے۔لیکن اب میں تھک گئی ہوں۔روز روز یہ معصومیت کا ڈھونگ کرتے کرتے تھک چکی ہوں۔"

زارون کی آنکھ سے آنسو گرا تھا۔اسے سانس لینے میں دشواری ہوئی تھی۔

"پورے نوے لاکھ کا پلاٹ ہے جسے بیچنے کا کہہ رہا تھا وہ مجھے۔ایسے کیسے بیچنے دیتی؟وہ میرا پلاٹ ہے۔اس لیے تو چابی گمنے کا ڈرامہ کیا تھا۔اور تو اور مجھے لگتا ہے آج کل تعویز بھی اثر نہیں کر رہے اس پر...میرا نام پکارنے کی جگہ ہر وقت انارا انارا کرتا رہتا ہے۔"فضا میں آکسیجن ختم ہوئی تھی۔زارون کا چہرہ سفید پڑنے لگا تھا۔آج نجانے کون کون سے انکشاف ہونے تھے اس پر...

"اصل غصہ تو مجھے اس سٹور والے لڑکے پر آ رہا ہے۔کتنی دفعہ سمجھایا ہے کہ زارون کی غیر موجودگی میں آیا کرے۔شکر ہے کہ اسے مجھ پر شک نہیں ہوا۔"آنسو اس کے گال بھگو رہے تھے۔وہ گرتے گرتے بچا تھا۔

"مجھے ایک سکون بھری زندگی چاہیئے۔اس لیے تو وہ دوائیاں کھا رہی ہوں کہ بچہ نا ہو۔یہ بچوں کا جھنجھٹ...!"دروازہ زور سے کھلنے کی آواز پر داریاء کی زبان کو بریک لگی تھی۔سامنے زارون کو دیکھ اس کے ہاتھ سے فون گرا تھا۔اسے معنوں سکتہ ہی ہو گیا تھا۔

"کیا ہے یہ سب...؟"تیزی سے داریاء کی طرف آتے زارون نے اسے بازو سے دبوچا تھا۔داریاء کا سانس سوکھ گیا تھا۔

"زارون...!"

"خاموش!خبردار جو اپنی زبان سے میرا نام بھی لیا تو...!"اس کی آنکھوں میں سرخی تھی۔

"تم غلط سمجھ رہے ہو۔میں...میں تمہیں سمجھاتی ہوں۔"داریاء نے اس کے قریب آنے کی کوشش کی تھی۔زارون نے ایک جھٹکے سے اسے دور دھکیلا تھا۔

"ٹریپ کیا تم نے مجھے...؟"وہ چیخا تھا۔

"دوائیاں کھاتی ہو تم...؟"وہ اب بے بسی سے چلا رہا تھا۔

"کب سے...کب سے داریاء...؟"آگے بڑھ کر اس نے داریاء کو جھنجھوڑا تھا۔وہ رو دی تھی۔اس کا جھوٹ اس طرح سے پکڑا جائے گا،یہ اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔

"زارون میں...!"

"کب سے کھا رہی ہو یہ دوائیاں؟"اس نے ایک بار پھر اسے جھنجھوڑا تھا۔اس کے لہجے میں بے حد سختی تھی۔

"بتاؤ کب سے...؟"اس کی ایک اور دھاڑ پر داریاء بری طرح سہم گئی تھی۔

"شادی کے تین مہینے بعد سے...!"داریاء نے نظریں جھکائے اعتراف کیا تھا۔آنکھوں میں آنسوؤں کا سیلاب تھا۔زارون کی گرفت ایکدم ہی ڈھیلی تھی۔اس نے مسلسل نفی میں

سر ہلاتے قدم پیچھے اٹھائے تھے۔وہ چند لمحے شاک کی کیفیت میں رہا تھا۔داریاء میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ نظریں اٹھا کر اس کی طرف دیکھ سکے۔

"مبارک ہو!"اس نے آگے بڑھ کر ایک بار پھر اس کا بازو دبوچا تھا۔

"بہت بہت مبارک ہو۔اب تمہیں یہ دوائیاں کھانے کی ضرورت نہیں ہے۔اب تک تو تم ماں بننے کی صلاحیت سے محروم ہو چکی ہو گی۔"اس نے ایک جھٹکے سے اسے بستر پر دھکہ دیا تھا۔

"تم جانتی ہو مجھے اولاد کی کتنی خواہش ہے؟میں تمہارے سامنے ذکر نہیں کرتا تا کہ تمہیں تکلیف نا ہو اور تم نے مجھ سے باپ بننے کا حق ہی چھین لیا۔"وہ کچھ دیر بے بسی سے وہی کھڑا آنسو بہاتا رہا تھا۔پھر اچانک ہی بے دردی سے اپنے آنسو صاف کرتے وہ تیز تیز قدم اٹھاتا وہاں سے گیا تھا۔داریاء میں اتنی سکت نہیں تھی کہ وہ اٹھ کر اسے روک سکے،اسے پکار سکے۔آج سب ختم ہو گیا تھا۔داریاء اپنا سب کچھ ہار گئی تھی۔وہ زارون کو ہار گئی تھی۔وہ اس کی نظروں میں گر چکی تھی۔

وہ پچھلے دو گھنٹوں سے پاگلوں کی طرح سڑکوں پر گھوم رہا تھا۔اس کے دماغ نے کام کرنا بالکل چھوڑ دیا تھا۔

"اس کا مشن خراب کرنا،ٹریفک سگنل توڑنا سب ایک ٹریپ ہی تو تھا۔"

"مجھے ایک سکون بھری زندگی چاہیئے۔اس لیے تو وہ دوائیاں کھا رہی ہوں کہ بچہ نا ہو۔"وہ شکست خور حالت میں فٹ پاتھ پر بیٹھ گیا تھا۔

"اس نے مجھے ٹریپ کیا۔"یقین کرنا مشکل تھا۔بے حد مشکل...!

"آخر کوئی کیسے اتنے سالوں تک کسی کو بےوقوف بنا سکتا ہے؟"زارون نے بےبسی سے اپنا سر تھاما تھا۔

"وہ معصوم نہیں ہے۔"وہ چیخا تھا۔

"وہ دھوکہ باز ہے۔"وہ بچوں کی طرح بلک بلک کر رو دیا تھا۔

"سر!پلیز مجھے جیل میں مت ڈالیں،میرے ابا کو اگر پتا چل گیا نا تو وہ تو جیتے جی ہی مر جائیں گئے۔"

"مجھے آپ بہت اچھے لگتے ہیں۔"

"اگر میں آپ کو تم کہوں گی تو آپ مجھے جیل میں تو نہیں ڈال دیں گے نا؟"اس کے کہے جملے یاد کرتے زارون کا سر چکرانے لگا تھا۔وہ جھوٹی تھی۔اس کی معصومیت بھی

جھوٹی تھی۔سب جھوٹ تھا۔

"کیوں کیا تم نے یہ سب داریاء...کیوں...؟"زارون نے باقاعدہ اپنے بال نوچے تھے۔آج ایک بار پھر ایک عورت نے ایک مرد کو بالکل توڑ کر رکھ دیا تھا۔

وہ ابھی اپنی ناکام محبت کا ماتم ہی منا رہا تھا کہ اس کا فون بجا تھا۔زارون نے فون آف کرنے کی نیت سے جیب سے نکالا تھا مگر ذکیہ بیگم کی کال پر وہ فون اٹھانے پر

مجبور ہو گیا تھا۔

"زارون...!"وہ رو رہی تھیں

"کیا ہوا خالہ...؟"وہ اچھا خاصا پریشان ہوا تھا۔

"انارا...!"سپیکر سے ان کی سسکیوں کی آواز گونجی تھی۔

"کیا ہوا انارا کو...؟"وہ فورا کھڑا ہوا تھا۔

"پتا نہیں کہاں چلی گئی ہے۔آج محلے کی کچھ عورتیں آئیں تھیں۔اس نے کچھ الٹا سیدھا بول دیا اور اس نے سن لیا۔اب نجانے کہاں چلی گئی ہے۔مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آ رہا۔"

"خالہ آپ فکر نا کریں۔میں آ رہا ہوں۔"زارون نے کال کاٹتے اپنے آنسو صاف کیے تھے۔

اب وہ تقریبا بھاگتا ہوا وہاں سے گیا تھا۔اس وقت حواسوں پر صرف انارا چھائی ہوئی تھی۔داریاء اب کہیں نہیں تھی۔وہ اپنی اور اس کی محبت کو دفنا چکا تھا۔

وہ پاگلوں کی طرح اپنی گاڑی سڑک پر دوڑا رہا تھا۔اپنی گاڑی میں بیٹھتے وہ ذکیہ بیگم کے گھر گیا تھا۔وہاں ان کی

حالت دیکھ زارون نے بھاگتے ہوئے واپس گاڑی سٹارٹ کی تھی۔اب وہ پچھلے ایک گھنٹے سے مسلسل انارا کو ڈھونڈھ رہا تھا۔

"انارا...!"سڑک کے پار کھڑی لڑکی کو دیکھ زارون نے فورا گاڑی کو بریک لگائی تھی۔

"تمہاری بیٹی کو دیکھ کر تو مجھے ترس آتا ہے۔ہائے بیچاری...!"

"بیٹا!ذرا چہرہ اچھے سے چھپاؤ۔مجھ سے تو دیکھا بھی نہیں جا رہا۔"

"کون تھا وہ...؟بتایا نہیں انارا نے۔"

"یقینا کوئی چکر چل رہا ہو گا اور لڑکی نے انکار کر دیا ہو گا تبھی تو یہ سب ہوا۔"

"انارا...!"زارون بھاگتا ہوا اس تک آیا تھا۔اس کی آواز پر وہ ہوش کی دنیا میں واپس آئی تھی۔

"تم پاگل ہو؟"اسے صحیح سلامت دیکھ زارون نے شکر ادا کیا تھا۔

"چلو...!"زارون نے اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا تھا۔

"مجھے کہیں نہیں جانا۔"انارا نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا تھا۔

"تمہیں پتا بھی ہے خالہ کتنی پریشان ہیں؟اس طرح سے آدھی رات کو کون گھر چھوڑ کر آتا ہے؟"وہ برہم ہوا تھا۔

"اماں سے کہیں کہ فکرمند نا ہوں۔میں گھر آ جاؤں گی۔"

"تم چلو میرے ساتھ۔"زارون نے ایک بار پھر اس کا ہاتھ تھاما تھا۔

"آپ ہوتے کون ہیں مجھ پر حکم چلانے والے...؟"اس نے اپنی پوری قوت سے اسے پیچھے دھکیلا تھا۔

"تم چلو بتاتا ہوں تمہیں!"وہ زبردستی اسے کھینچتا ہوا گاڑی تک لایا تھا۔اس کے چیخنے چلانے کو نظرانداز کرتے زارون نے گاڑی سٹارٹ کی تھی۔

ایک سنسان سڑک پر اس نے گاڑی روکی تھی۔وجہ انارا کا سپیکر تھا جو کہ بند ہی نہیں ہو رہا تھا۔گاڑی رکنے کی دیر تھی وہ فورا باہر نکلی تھی۔

"کہاں جا رہی ہو؟"زارون بھی فورا باہر آیا تھا۔

"جہاں بھی جاؤں آپ کو کیا؟"زارون نے ایک بار پھر سختی سے اس کی کلائی پکڑی تھی۔

"چھوڑو مجھے...!"وہ کسی صورت قابو میں نہیں آ رہی تھی۔

"انارا میری بات سنو!"وہ جانتا تھا کہ وہ اس وقت ہوش میں نہیں ہے۔

"نہیں سننا مجھے کچھ بھی۔جاؤ چلے جاؤ یہاں سے۔"وہ پوری قوت سے چلائی تھی۔زارون کا دماغ گھوما تھا۔اسے ہوش میں لانے کا اب صرف ایک ہی طریقہ تھا۔

"چٹاخ...!"زارون نے ایک زبردست تھپڑ اس کے منہ پر رسید کیا تھا۔

گال پر ہاتھ رکھے وہ کچھ دیر شاک کی کیفیت میں رہی تھی۔

"جب میں تمہیں کہہ...!"

"چٹاخ...!"اس کے الفاظ ابھی منہ میں ہی تھے جب انارا نے جوابی کاروائی کی تھی۔

زارون کے چاروں طبق روشن ہو گئے تھے۔آخر وہ کیسے بھول گیا کہ سامنے کھڑی لڑکی کوئی اور نہیں بلکہ انارا ہے،انارا ملک...

"ہمت کیسے ہوئی مجھ پر ہاتھ اٹھانے کی...؟"انارا نے آگ برساتی آنکھوں سے زارون کی طرف دیکھا تھا۔

"اس میں ہمت کی کیا بات ہے؟میرا دل کیا میں نے مار دیا تھپڑ..."زارون نے ہاتھ باندھے مسکرا کر کہا تھا۔اس کے اس انداز پر انارا کا خون کھول اٹھا تھا۔

"میں تمہیں کوئی فالتو چیز دکھتی ہوں کہ جب دل کرے گا تھپڑ مار دو گے؟"وہ غرائی تھی۔

"ہاں فالتو تو تم ہو اس لیے تو ایک شخص تمہارے چہرے پر تیزاب پھینک کر چلا گیا اور تم اسے ہی بچا رہی ہو۔"زارون کے الفاظ انارا کا دل چھلنی کر گئے تھے۔تو کیا وہ بھی باقیوں کی طرح اس کی کردار کشی کر رہا تھا؟

"ہاں بچا رہی ہوں کیونکہ میرا تو اس سے چکر چل رہا تھا۔پھر ہماری لڑائی ہو گئی۔میں نے ہادی کو محبت کے جال میں پھنسایا اور اس شخص نے مجھ سے بدلہ لینے کے لیے میرے چہرے کو داغدار کر دیا۔"اس نے آج تک اپنے بارے میں جو کہانی سنی تھی وہ زارون کو سنا دی تھی۔

"انارا...!"وہ بے بسی سے چلایا تھا۔اس کے تو وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ انارا اپنے بارے میں اس قسم کے الفاظ استعمال کرے گی۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی اپنے بارے میں اس قسم کے الفاظ استعمال کرنے کی...؟"زارون کو شدید غصہ آیا تھا جبکہ انارا حیران تھی۔

"تم کیا ہو یہ میں اچھے سے جانتا ہوں۔خبردار جو دوبارہ اپنے بارے میں اس قسم کے الفاظ استعمال کیے تو...!"انارا بے یقینی سے اسے دیکھتی ہی رہ گئی تھی۔یقین کرنا مشکل تھا بے حد مشکل...جب اس سے محبت کے دعویدار شخص نے اس کے کردار کو تار تار کر دیا تو اس سے نفرت کا دعویدار شخص کیسے اس پر اعتبار کر سکتا ہے؟

"مجھے بتاؤ کہ وہ کون تھا؟"زارون نے گہری سانس خارج کرتے کہا تھا۔

"انارا!کون تھا وہ...؟ایک بار بتا دو کہ کس نے تم پر یہ ظلم کیا ہے؟"وہ خاموش رہی تھی جبکہ آنسو چہرہ بھگو رہے تھے۔

"انارا پلیز...!"یہ التجا تھی۔

"کیا فرق پڑتا ہے؟میں تو برباد ہو چکی ہوں۔"چند لمحوں کی خاموشی کے بعد انارا کے لب ہلے تھے۔

"ایک بار بتاؤ تو سہی!میں وعدہ کرتا ہوں تمہارے مجرم کو میں سزا دلواں گا۔"زارون نے نہایت نرمی سے کہا

تھا۔

"اسے سزا دلوانے سے کیا ہو گا؟کیا یہ داغ ہٹ جائے گا...؟"وہ رو دی تھی۔زارون کو اس کی آنکھوں میں آنسو سخت ناگوار گزرے تھے۔اس نے کبھی انارا کو اپنے سامنے

اس طرح ٹوٹتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔وہ تو ایک مضبوط

لڑکی تھی۔

"یہی تو کرتی ہو تم عورتیں،ہمت ہار جاتی ہو۔آخر کیوں انصاف کے لیے آواز نہیں اٹھاتی؟آخر کیوں اپنے مجرم کو سزا نہیں دلواتی؟اس طرح تو تم اس قسم کے نفسیاتی مردوں کو اور شہ دے دیتی ہو۔آج جس نے تمہارے ساتھ یہ ظلم کیا ہے کیا وہ کسی اور کے ساتھ نہیں کر سکتا؟"انارا نے سختی سے آنکھیں میچی تھیں۔زارون دو قدم چلتا ہوا اس کے قریب آیا تھا اور اس نے اسے شانوں سے تھاما تھا۔

"مضبوط بنو انارا!"انارا نے نظر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا تھا۔

"وہ کرو جو آج سے پہلے کبھی کسی نے نہیں کیا۔"وہ اسے تسلی دے رہا تھا۔زارون کے اس اپنائیت بھرے انداز پر وہ اپنا ضبط کھوئے اس کے سینے سے لگی پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔زارون نے اسے رونے دیا تھا۔اس نے اسے خود سے دور نہیں کیا تھا۔

وہ ذکیہ بیگم کو انارا کے ملنے کی اطلاع دے چکا تھا۔وہ لوگ کافی دیر باہر رہے تھے۔دونوں کے درمیان کوئی بات نہیں ہوئی تھی مگر زارون کے پاس ہونے کے احساس سے

انارا بہت اچھا محسوس کر رہی تھی۔انارا کے کافی حد تک ریلیکس ہونے کے بعد وہ اسے گھر لے آیا تھا۔

"اگر انتقام لینے کا ارادہ ہو تو مجھے کال کرنا۔"زارون نے مسکرا کر کہا تھا۔

"شکریہ...!"وہ آج واقعی اس کی مشکور تھی۔

"کیا...؟"اسے جھٹکا لگا تھا۔

"تم میرا شکریہ ادا کر رہی ہو؟کہیں یہ کوئی خواب تو نہیں ہے؟"زارون نے حیرت سے آنکھیں پھیلائی تھیں۔انارا ہنس دی تھی۔

"میں ٹائم نوٹ کر لوں ذرا..."اس نے باقاعدہ موبائل اٹھا کر ٹائپ کیا تھا۔

"آپ کو اب جانا چاہیئے،دارِیاء انتظار کر رہی ہو گی۔"زارون کے چہرے پر کالے سائے لہرائے تھے۔آج جو کچھ بھی ہوا اس کے بعد اس کا گھر جانے کا بالکل دل نہیں چاہ رہا تھا۔

"انارا...!"انارا نے ابھی گاڑی کا دروازہ کھولا ہی تھا کہ زارون نے اسے پکارا تھا۔

"تم تو دارِیاء کو بچپن سے جانتی ہو نا؟"انارا کو یہ سوال عجیب لگا تھا۔

"میرا مطلب ہے تم دونوں کے درمیان کیسے تعلقات رہے ہیں؟"داریاء اس کی محبت تھی۔وہ چاہ کر بھی اس کے اس دھوکے کو قبول نہیں کر پا رہا تھا۔

"بہت برے..."انارا کے جواب پر زارون کے دل کو کچھ ہوا تھا۔

"وہ بہت معصوم ہے، بھولی بھالی سی اور میں..."وہ ہنس دی تھی۔

"بہت ڈرایا میں نے اسے بچپن میں۔بہت تنگ کیا۔"انارا نے مسکرا کر اعتراف کیا تھا۔

"ائی۔ایم۔سوری!"اس نے معذرت کی تھی۔

وہ دروازہ کھول کر باہر گئی تھی۔زارون کا دماغ مزید الجھ گیا تھا۔داریاء تین سال تک تو ڈرامہ کر سکتی تھی مگر ساری زندگی...؟جو کچھ وہ آج سن چکا تھا اگر وہ سچ تھا

تو پھر کیا وہ انارا کو بھی بیواقوف بناتی رہی تھی؟

زارون نے بے اختیار اپنی پیشانی مسلی تھی۔شکست خور حالت میں اس نے اپنا سر سیٹ کی پشت سے ٹکا دیا تھا۔چند لمحوں بعد اچانک ہی اس کے دماغ میں جھماکہ ہوا تھا۔کچھ تھا جو ابھی بھی چھپا ہوا تھا مگر اب وہ جانتا تھا کہ اسے کیا کرنا ہے۔

زارون صبح چھ بجے کے قریب گھر لوٹا تھا۔لاؤنج کی لائٹ آن کیے وہ صوفے پر ڈھے گیا تھا۔کچھ دیر وہاں بیٹھنے کے بعد وہ کمرے کی جانب بڑھا تھا۔کمرے کے اندر داخل ہوتے ہی اس کی نظر بستر پر پڑی تھی۔وہ نہایت سکون سے بلینکیٹ اوڑھے سو رہی تھی۔ایسے جیسے اسے کسی چیز کی کوئی پرواہ ہی نا ہو۔اسنے ایک دفعہ بھی زارون کو کال نہیں کی تھی۔گہری سانس خارج کیے وہ باہر آیا تھا۔

صبح تقریباً نو بجے کے قریب وہ کمرے سے باہر آئی تھی۔کچن سے کھٹ پھٹ کی آواز سنتے وہ فورا وہاں گئی تھی۔زارون ایپرن پہنے ناشتہ بنانے میں مصروف تھا۔

"گڈ مارننگ مائی ڈیئر وائف!"زارون نے مسکرا کر کہا تھا۔دارياء کو شدید جھٹکا لگا تھا۔کیا یہ سب کوئی خواب تھا یا پھر کل رات جو ہوا،وہ؟؟؟؟

"آج دیر سے اٹھی تم،طبیعت تو ٹھیک ہے نا...؟"اس کے لہجے میں فکرمندی تھی۔

"میں نے سوچا کیوں نا تمہیں آج سرپرائز دے دوں۔"دارياء کے پاس آتے اس نے اسے خود کے قریب کیا تھا۔

"زارون...!"

"شش...!کچھ مت کہو۔"زارون نے اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھی تھی۔

"چلو آؤ ناشتہ کرتے ہیں۔"زارون اس کا ہاتھ پکڑتے اسے ڈائیننگ ٹیبل پر لے گیا تھا۔

"میں ناشتہ لگاتا ہوں۔"اس کا گال تھپتھپاتے وہ کچن کی جانب بڑھا تھا۔داریاء کی سمجھ بوجھ نے کام کرنا بالکل چھوڑ دیا تھا۔زارون کا یہ رویہ وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی۔

"چلو کھاؤ شاباش!"زارون نے اس کی پلیٹ سجاتے کہا تھا۔

"زارون میں...!"ناچاہتے ہوئے بھی اس کی آواز میں نمی گھلی تھی۔

"نا نا میری گڑیا!ایسے نہیں روتے۔"زارون نے اس کے آنسو صاف کیے تھے۔

"چلو آج میں تمہیں خود کھلاتا ہوں۔"زارون نے ایک ٹوسٹ پر بٹر لگائے اسکے سامنے کیا تھا۔

"کھاؤ نا...!"وہ اصرار کر رہا تھا جبکہ داریاء خاموش آنسو بہا رہی تھی۔

"کھاؤ..."اب کی بار وہ غرایا تھا۔وہ بری طرح سہم گئی تھی۔

"اوہ سوری!میں تو بھول گیا تھا۔تم اس سب سے خوش تھوڑی ہوتی ہو۔تمہیں تو کچھ اور چاہیئے۔"زارون نے ٹوسٹ واپس پلیٹ میں رکھتے کہا تھا۔

"ایک منٹ...!"ایپرن اتارتے وہ کمرے کی جانب بڑھا تھا۔

چند لمحوں بعد وہ کمرے سے واپس آیا تھا۔اس کے ہاتھ میں بہت سارے کرنسی نوٹ تھے۔

"یہ لو...!"زارون نے ڈائیننگ ٹیبل پر وہ نوٹ پٹخے تھے۔داریاء نظریں جھکا گئی تھی جبکہ آنسو اب بھی مسلسل بہہ رہے تھے۔

"کیا ہوا کم ہیں...؟"وہ کہتے ساتھ ہی ایک بار پھر اندر گیا تھا۔ہاتھوں میں دو چار نوٹوں کی گھٹیاں اٹھائے وہ اس کی طرف آیا تھا۔اب وہ اس میں سے نوٹ نکال کر اس کے اوپر

پھینک رہا تھا۔

"کافی ہیں...؟"زارون نے اس کی ٹھوڑی اوپر کرتے پوچھا تھا۔اس کی آواز بھرا گئی تھی۔

"محبت کرتی ہو مجھ سے...؟"اس کے سوال پر وہ چونکی تھی۔

"ہاں یا نا..."داریاء نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"داریاء...!"زارون نے اس کے دونوں گالوں پر ہاتھ رکھا تھا۔

"میں سب بھولنا چاہتا ہوں۔"زارون نے اپنا سر اس کے سر سے مس کیا تھا۔

"نا تم نے کچھ کہا اور نا میں نے کچھ سنا۔"زارون نے بے اختیار گہری سانس خارج کی تھی۔

"بس ایک آزمائش!"زارون نے اس سے تھوڑا دور ہوتے کہا تھا۔داریاء کی آنکھوں میں سوال ابھرا تھا۔

"ایک چھوٹا سا امتحان پاس کر لو۔میں سب بھول جاؤں گا۔"داریاء کی آنکھوں میں امید جاگی تھی۔

وہ چلتا ہوا ڈرائینگ روم کی طرف گیا تھا۔واپسی پر اس کے ہاتھ میں ایک فائل تھی۔

"سائن کرو۔"زارون نے فائل اور پین اس کے سامنے رکھا تھا۔

"اس میں لکھا ہے کہ تم اپنی مرضی سے وہ پلاٹ،اپنی ساری سیونگ اور جیولری چیریٹی میں دے رہی ہو۔سائن کرو اس پر اور ثابت کرو کہ تمہارے لیے میں زیادہ اہم ہوں۔"داریاء نے فورا پین اٹھایا تھا۔پھر اچانک ہی سائن

کرتے کرتے اس کے ہاتھ رکے تھے۔وہ کافی دیر خالی الذہن اس فائل کو گھورتی رہی تھی۔

"سائن کرو داریاء اور اپنے زارون کو واپس جیت لو۔"وہ ایک آس سے کہہ رہا تھا۔

"زارون!دیکھو میری بات سنو!یہ سب تم نے اتنی محنت سے بنایا ہے۔ہم ایسے کیسے سب کچھ دے سکتے ہیں۔"اس نے بہت سوچ سمجھ کر کہا تھا۔

"کوئی بات نہیں داریاء!یہ سب چلا جائے گا تو بھی مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔کیا تمہیں فرق پڑتا ہے؟"

"ہاں پڑتا ہے۔میں اتنی بیوقوف نہیں ہوں جو سب کچھ ایسے ہی کسی کو بھی دے دوں۔"اس کی زبان پھسلی تھی۔زارون کے ہونٹوں پر ایک تلخ مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔اس نے وہ فائل اٹھاتے پین اس کے ہاتھ سے لیا تھا۔ساری پہلیاں اب سلجھ چکی تھیں۔وہ اب سب سمجھ چکا تھا۔

"تم فیل ہو گئی داریاء!"زارون نے ہنستے ہوئے کہا تھا۔

"Thank you!

Thank you soo much!"

زارون نے اس کا گال تھپتھپا کر کہا تھا۔

"مجھے غلط ثابت کرنے کے لیے بہت بہت شکریہ!"وہ نفی میں سر ہلاتا وہاں سے گیا تھا۔داریاء کو لگا کہ وہ اسے اب

کھو چکی ہے،ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔

وہ پولیس اسٹیشن میں تھا جب اس کا فون بجا تھا۔انارا کی کال دیکھ اس کے لبوں پر مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔

"کیا آپ آ سکتے ہیں؟"بغیر کسی لگی لپٹی کے وہ سیدھا مدعے پر آئی تھی۔

"تھوڑی دیر تک آتا ہوں۔"زارون کو خوشی ہوئی تھی۔وہ چاہتا تھا کہ انارا اپنے مجرموں کو انجام تک پہنچائے۔

تمام ضروری کام نپٹا کر وہ انارا کے گھر گیا تھا۔

وہ باہر لاؤنج میں ذکیہ بیگم کے ساتھ بیٹھا باتیں کر رہا تھا جب وہ لاؤنج میں داخل ہوئی تھی۔ہرے رنگ کے سوٹ میں ملبوس،اس نے ڈوپٹہ اچھے سے سر پر ٹکایا ہوا تھا۔ڈوپٹے کے ایک کونے سے اس نے اپنے چہرے کا وہ حصہ چھپایا ہوا تھا جہاں داغ تھا۔زارون کو اسے اس طرح دیکھ افسوس

ہوا تھا۔

ذکیہ بیگم چائے بنانے کے لیے کچن میں چلی گئی تھیں۔لاؤنج میں اب صرف انارا اور زارون موجود تھے۔وہ دونوں آمنے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔کافی دیر وہاں سکوت رہا تھا۔

"ماجد نے کیا یہ سب۔"انارا نے یہ خاموشی

توڑی تھی۔زارون فورا الرٹ ہوا تھا۔

"وہ نجانے کتنے عرصے تک تنگ کرتا رہا ہے مجھے۔شادی کا کہا اس نے مجھ سے،میں نے انکار کر دیا اسی لیے یہ سب...!"الفاظ ٹوٹ گئے تھے۔آنکھیں بھر آئیں تھیں۔

"جو بھی ہوا افسوس ہے مجھے،لیکن اب کیا کر سکتے ہیں؟جو ہونا تھا وہ ہو گیا۔اب تو بس صبر ہی کر سکتے ہیں۔" نفی میں سر ہلاتے وہ کھڑا ہوا تھا۔

"مجھے انصاف چاہیئے۔میں انتقام لوں گی۔"وہ بھی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

"تمہارے بس کی بات نہیں ہے۔بہتر ہے کسی کونے میں چپ چاپ پڑی رہو۔"زارون کے الفاظ تیر کی طرح سیدھا انارا کے دل میں پیوست ہوئے تھے۔غصے کی ایک شدید لہر اس کے جسم میں ڈوری تھی۔

"اور جو کل رات کہا آپ نے...؟"اب کی بار اس کی آواز تھوڑی سخت تھی۔

"وہ تو ایسے ہی کہہ دیا تھا میں نے۔بھلا کبھی کوئی لڑکی بھی انتقام لے سکتی ہے کیا...؟"لہجہ تمسخرانہ تھا۔

"سمجھتے کیا ہیں آپ خود کو...؟"اس نے غصے سے آگے بڑھ کر زارون کا گریبان پکڑا تھا۔

"میں کمزور نہیں ہوں۔میں اپنے مجرم کو سزا دلوا کر رہوں گی۔"وہ چیخی تھی۔

"اچھا بابا ٹھیک ہے،مدد کروں گا تمہاری۔"زارون کے لبوں پر مسکراہٹ در تھی۔ماتھے پر بل ڈالے انارا فورا ہی اس سے دور ہوئی تھی۔

اب وہ آنکھوں میں حیرانگی کا تاثر لیے اسے دیکھ رہی تھی۔اس کی آنکھوں میں حیرانگی کا تاثر دیکھ وہ دو قدم چلتا اس کے قریب آیا تھا۔اب اس نے آہستگی سے اس کے چہرے پر سے ڈوپٹہ ہٹایا تھا۔

"اسے چھپانے کی ضرورت نہیں ہے۔اس داغ کو اپنی کمزوری نہیں طاقت بناؤ۔"انارا نے بہت غور سے زارون کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔وہاں ہمدردی نہیں تھی۔ہادی کے لہجے میں اس کی آنکھوں میں ہمدردی تھی مگر یہاں ایسا کچھ نہیں تھا۔زارون نے ایک بار بھی اسے حقارت کی نگاہ سے نہیں دیکھا تھا۔وہ لا شعوری طور پر زارون اور ہادی کا موازنہ کر رہی تھی۔

"اور لوگ...؟"چند لمحوں بعد اس کے لب آہستگی سے ہلے تھے۔

"لوگ مجھے اس داغ کے ساتھ قبول نہیں کریں گے۔اور مجھے خود بھی اپنے آپ سے گھن آتی ہے۔میں داغدار ہوں۔"وہ اپنی ذات کو اس پر کھول رہی تھی۔

"داغ کے بغیر چاند ادھورا ہے۔"انارا نے چونک کر زارون کی طرف دیکھا تھا۔ایک لمحے کے لیے انارا ملک کی دنیا رک گئی تھی۔

"وہ چاند بنو انارا!جو اپنے داغ سمیت بھی ہر دل عزیز ہے۔بہادر بنو انارا!وہ کرو جو آج سے پہلے کبھی کسی نے نہیں کیا۔"وہ اپنی طرف سے اسے موٹیویٹ کر رہا تھا مگر وہ

اس بات سے انجان تھا کہ وہ ایک سوئی ہوئی شیرنی کو جگا رہا ہے۔اگر زارون کو علم ہوتا کہ اس کی یہ موٹیویشن بہت بری طرح سے اس کے گلے پڑنے والی ہے تو وہ کبھی خواب میں بھی یہ سب نا کہتا۔

چائے پینے کے بعد وہ دونوں اوپر چھت پر آئے تھے۔

"اگر کوئی کسی پر تیزاب پھینکے تو اس کی کیا سزا ہوتی ہے؟"خاموشی کے تسلسل کو انارا نے توڑا تھا۔

"سیکشن B336 کے تحت عمر بھر کی قید بھی ہو سکتی ہے یا پھر کم از کم چودہ سال کی...پانچ سے دس لاکھ جرمانے کے ساتھ۔"

"بس...؟"انارا کو مایوسی ہوئی تھی۔

"انارا یہ جنگ بہت مشکل ہے۔بہتر ہے کہ تم پہلے خود کو ہر قسم کے حالات کے لیے تیار کر لو۔"

"میں تیار ہوں۔"

"تم ابھی تیار نہیں ہو۔"وہ بس اسے گھور ہی سکی تھی۔شاید وہ ٹھیک کہہ رہا تھا۔

"آپ میری سرجری کروانا چاہتے ہیں؟"اچانک ہی اسے یاد آیا تھا۔

"کیا تم ایسا نہیں چاہتی؟"اس نے الٹا سوال کیا تھا۔

"نہیں!میں جب تک اپنے مجرم کو سلاخوں کے پیچھے نہیں پہنچا دیتی تب تک تو ہر گز نہیں...!"زارون مسکرا دیا تھا۔

"خالہ نے کچھ گروسری لانے کا کہا ہے۔ساتھ چلو گی؟"اس کے پوچھنے پر وہ حیران ہوئی تھی۔

"ہاں چلوں گی۔مجھے بھی کچھ خریدنا ہے۔"کچھ لمحے سوچنے کے بعد اس نے ایک عزم سے کہا تھا۔

"چلو...!"وہ مسکراتے ہوئے آگے بڑھا تھا۔انہوں نے ساتھ میں کچھ گروسری کی تھی۔تقریبا سب نے ہی اسے عجیب نظروں سے دیکھا تھا۔کچھ نگاہیں حقارت کی تھیں تو کچھ

ہمدردی کی... مگر آج اسے کسی بھی چیز کی کوئی پرواہ نہیں تھی۔آج زارون اس کے ساتھ تھا۔

"تمہیں یہ خریدنا تھا؟"وہ حیران ہوا تھا۔انارا نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"اس کے لیے تو ایک عدد ٹرک کی ضرورت پڑے گی۔"اس نے اس بڑے سائز کے آئینے کو دیکھ کر تبصرہ کیا تھا۔

"پولیس کی جیپ بھی چلے گی۔"انارا نے لب دبائے کہا تھا۔

"میں پولیس میں بھرتی ہی اس لیے ہوا ہوں تا کہ لوگوں کے گھروں میں ڈیلیوریاں کر سکوں۔"زارون نے منہ بنائے کہا تھا۔اس کے اس طرح منہ بنانے پر وہ ہنس دی تھی۔

گھر میں آتے ہی اب اس نے آئینہ سیٹ کیا تھا۔اب وہ ایک سٹول پر کھڑے دیوار پر فریم لگا رہی تھی۔اس نے ایک بار بھی زارون کو مدد کے لیے نہیں پکارا تھا۔

وہ چپ چاپ ایک سائیڈ پر کھڑے مسکرا کر اس کی کاروائیاں دیکھ رہا تھا۔

"زارون!زارون...!"وہ مسلسل اسے آوازیں دے رہی تھی۔

"کیا ہے یار...؟"وہ بےزاری سے کچن میں داخل ہوا تھا۔

"یہ ڈبہ تو اتار دو۔"داریاء نے معصوم شکل بنائے کہا تھا۔وہ نفی میں سر ہلاتا آگے بڑھا تھا۔

"اتنا سا کام نہیں ہوتا تم سے۔"آٹے کا ڈبہ نیچے اتارے اس نے شکوہ کیا تھا۔

"میرا قد نہیں پہنچتا نا...!"داریاء نے منہ پھلائے کہا تھا۔

"تو کسی چیز پر چڑھ کر اتار لو۔"زارون نے اسے مسئلے کا حل بتایا تھا۔

"مجھے ڈر لگتا ہے۔اگر گر گئی تو...؟"داریاء نے اسے اپنی منطق بتائی تھی۔

"یعنی میرے بغیر تم کچھ نہیں کر سکتی؟"

"نہیں!زارون کے بغیر داریاء کچھ نہیں کر سکتی۔"داریاء نے اس کے قریب آتے مسکرا کر کہا تھا۔

ہتھوڑے کی آواز سے وہ ہوش کی دنیا میں واپس آیا تھا۔اپنا کام مکمل کیے وہ نیچے اتری تھی۔اپنے ہاتھ جھاڑتے اب وہ اپنے کمرے کا جائزہ لے رہی تھی۔

"تم مجھے بھی تو مدد کا بول سکتی تھی؟"

"مجھے اپنے کام خود کرنے کی عادت ہے۔"انارا نے لاپروائی سے جواب دیا تھا۔

"ابھی داریاء یہاں ہوتی تو وہ تو سارے کام مجھ ہی سے کرواتی۔"وہ لاشعوری طور پر اس کا ذکر چھیڑ بیٹھا تھا۔

"وہ نازک ہے۔میں نہیں ہوں۔"

"وہ آئی نہیں مجھ سے ملنے...؟"

"آئے گی۔"وہ نظریں چرا گیا تھا۔

"ویسے تم دونوں کی صلح ہو گئی؟"

"صلح...؟"وہ حیران ہوا تھا۔

"ہاں شاید لڑائی ہوئی تھی تم دونوں کے درمیان،کافی ڈسٹرب تھی وہ۔"زارون کو کچھ کھٹکا تھا۔

"ڈسٹرب...؟کب...؟میرا مطلب ہے اسنے کچھ کہا تم سے؟"

"ہاں وہ...!"وہ کہتے کہتے رکی تھی۔

"نہیں کچھ کہا تو نہیں مجھے بس لگا کہ شاید تم دونوں کے درمیان کوئی لڑائی ہوئی ہے۔"اس نے بھی نظریں چرائی تھیں۔

"کیا مجھے زارون کو داریاء کے رویے کے بارے میں بتانا چاہیئے؟"

"نہیں!جو بھی مسئلہ تھا ہم دونوں کے درمیان تھا اور ویسے بھی زارون کون سا داریاء کے خلاف کچھ سنے گا۔"انارا نے سر جھٹکا تھا۔

داریاء نے کافی کا کپ سامنے ٹیبل پر رکھا تھا۔وہ موبائل استعمال کرنے میں مصروف تھا۔اس نے چپ چاپ کپ اٹھا

کر لبوں سے لگایا تھا۔

"اس میں کچھ کم ہے۔"زارون کی آواز پر داریاء کے قدم رکے تھے۔

" تعویز کی مقدار کافی کم ہے۔اثر نہیں ہو رہا آج کل مجھ پر۔"وہ چل کر اس تک آیا تھا۔داریاء نے سختی سے آنکھیں میچی تھیں۔

"زارون...!"وہ بھرائی آواز کے ساتھ اس کی جانب پلٹی تھی۔

"اتنی مٹھاس سے کیوں بات کر رہی ہو؟ویسے بات کرو نا جیسے فون پر بات کر رہی تھی۔اسی لہجے میں، اسی انداز میں...!"وہ اس پر طنز کے تیر برسا رہا تھا۔وہ چپ چاپ سر جھکائے مجرموں کی طرح سب سن رہی تھی۔

"اب کھل کر سامنے آ جاؤ داریاء!میں تمہارا اصل روپ دیکھنا چاہتا ہوں۔"زارون نے اسے بازو سے کھینچتے خود کے قریب کیا تھا۔نظریں اب بھی جھکی ہوئی تھیں۔آنسو مسلسل بہہ رہے تھے۔

"داریاء...!"زارون نے اپنا ماتھا اس کے ماتھے سے ٹکایا تھا۔

"کیا اب بھی کچھ ایسا ہے جو میں نہیں جانتا۔"اس نے بہت نرمی سے اس کے گرد حصار قائم کیا تھا۔وہ اس کی قربت میں بےبس ہو رہی تھی۔

"داریاء میرے اندر اب مزید کوئی بھی جھوٹ سننے کی سکت نہیں ہے جو بھی ہے مجھے پلیز ابھی بتا دو۔اپنی ذات کو مجھ پر کھول دو داریاء!میں تمہارا اصل جاننا چاہتا ہوں۔"اس کے پاس ہونے کے احساس سے وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔

"زارون میں...!"گلے میں آنسوؤں کا گولا اٹکا تھا۔

"میں کیا...؟"زارون نے اپنا سر ہٹاتے اس کی آنکھوں میں جھانکتے کہا تھا۔

"مم...مجھے تمہیں..."الفاظ ایک بار پھر ٹوٹے تھے۔

"کیا...؟"زارون نے اسے خود سے مزید قریب کرتے کہا تھا۔

"مجھے تمہیں کچھ بتانا ہے۔"بالآخر اس نے فیصلہ کر ہی لیا تھا۔

"وہ میں..."اس سے پہلے وہ کچھ کہتی گھنٹی بجی تھی۔گھنٹی کی آواز پر وہ دونوں ہی ہوش میں آئے تھے۔داریاء فورا بھاگتی ہوئی اندر کمرے میں گئی تھی۔زارون نے آگے جا کر دروازہ کھولا تھا۔

"ہائے!"زری نے مسکرا کر کہا تھا۔زارون کو اسے اس وقت یہاں دیکھ سخت چڑ چڑی تھی۔وہ بدقت مسکرایا تھا۔ہیل کی ٹک ٹک کی آواز کے ساتھ وہ اندر داخل ہوئی تھی۔

زارون اس کے پیچھے آیا تھا۔

لاؤنج میں آتے اس کا پیر پھسلا تھا۔خود کو بچانے کے لیے اس نے زارون کو تھاما تھا۔داریاء ابھی ابھی باہر آئی تھی۔زری کو اس کے اتنے قریب دیکھے اسے شدید غصہ آیا تھا۔تیز تیز قدم اٹھاتے اس نے زرنش کو زارون سے دور دھکیلا تھا۔

"چٹاخ...!"ایک زبردست تمانچہ زرنش کے منہ پر پڑا تھا۔

"میرے شوہر سے دور رہو۔"داریاء کا یہ انداز دیکھ زارون اور زرنش دونوں ہی حیران رہ گئے تھے۔

"نکلو میرے گھر سے۔"وہ چیخی تھی۔

"تم نے سنا نہیں میں نے کیا کہا؟"وہ ایک بار پھر چلائی تھی۔ساتھ ہی ساتھ اس نے زرنش کو دھکہ بھی دیا تھا۔

"تم ایسے نہیں مانو گی۔"اس نے اردگرد نظر گھمائی تھی۔اچانک ہی ٹیبل پر پڑے ہوئے گلاس کو اٹھاتے اس نے بہت زور سے زمین پر پٹخا تھا۔گلاس ٹوٹ چکا تھا۔کانچ کا

ایک ٹکڑا اٹھائے اس نے زرنش کے گلے پر رکھا تھا۔اس کی تو سانس ہی رک گئی تھی۔زارون کو اب کہیں جا کر ہوش آیا تھا۔

"داریاء تم پاگل ہو گئی ہو؟"اس نے آگے بڑھ کر داریاء کو پیچھے دھکیلا تھا۔

"ہاں ہو گئی ہوں میں پاگل!تم صرف میرے ہو زارون صرف میرے!"زارون شاکڈ تھا۔

"ہمارے درمیان کوئی تیسرا نہیں آ سکتا۔"اس کی آنکھیں لہو برسا رہیں تھیں۔

"داریاء!تم یہ کیا کہہ رہی ہو؟"وہ واقعی کچھ نہیں سمجھ سکا تھا۔

"وہی جو مجھے کہنا چاہیئے۔تم نے ہی تو کہا کہ داریاء میں تمہارا اصلی روپ دیکھنا چاہتا ہوں۔یہ ہے میرا اصل!"کسی کو بغیر کچھ سوچنے سمجھنے کا موقع دیے اس نے زرنش کی کلائی پر وار کیا تھا۔

"آہ...!"وہ کراہ اٹھی تھی۔دیکھتے ہی دیکھتے اس کی کلائی خونم خون ہو چکی تھی۔

"داریاء!"زارون نے اسے بازو سے دبوچے صوفے پر دھکہ دیا تھا۔

"تم پاگل ہو۔"زرنش کی کلائی تھامے اس نے بے بسی سے داریاء سے کہا تھا۔

"آہ...!زارون مجھے بہت درد ہو رہا ہے۔"اس سے پہلے کہ ان دونوں کے درمیان مزید کوئی گفتگو ہوتی،زرنش کراہی تھی۔وہ اسے لیے فورا فلیٹ سے باہر گیا تھا۔

ان کے جانے کے بعد وہ کافی دیر شاک کی کیفیت میں صوفے پر بیٹھی رہی تھی۔پھر وہ ہمت جمع کرتے بہت مشکل سے وہاں سے اٹھی تھی۔

کمرے میں آتے وہ بیڈ سے ٹیک

لگائے زمین پر بیٹھی تھی۔کانچ کا ٹکڑا ابھی بھی اس کے ہاتھ میں تھا۔اس نے بہت زور سے ہاتھ کی مٹھی بنائے بند کی تھی۔کانچ بری طرح ہاتھ میں پیوست ہوا تھا۔

خون پانی کی طرح بہتے فرش پر گر رہا تھا مگر اسے کسی چیز کی پرواہ ہی کہاں تھی۔

"تم مجھے ایک کانچ کی گڑیا لگتی ہو داریاء۔"

"کانچ ٹوٹ جاتا ہے زارون۔۔۔!"

"میں اپنی اس کانچ کی گڑیا کو کبھی ٹوٹنے نہیں دوں گا۔"

"اگر یہ کانچ کی گڑیا ٹوٹی تو اس کی کرچیاں سمیٹتے سمیٹتے آپ کے ہاتھ بھی زخمی ہو جائیں گئے اے۔ایس۔پی صاحب!"

"یقین کرو ایسا کبھی نہیں ہو گا۔"

"تمہاری کانچ کی گڑیا ٹوٹ گئی زارون!مگر افسوس تمہیں خبر ہی نہیں!"داریاء نے اپنے خون میں لت پت ہاتھ کی طرف دیکھ کر کہا تھا۔

اب اس نے فرش پر بیٹھے بیٹھے اپنی سرخ انگلی سے دل بنایا تھا۔دل میں اس نے Z اور D لکھا تھا۔اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی مگر اگلے ہی لمحے اس کی یہ مسکراہٹ سمٹی تھی۔اب اس نے اپنے خون میں لت پر ہاتھ سے D کو مٹایا تھا۔اپنے نام کے پہلے حرف کو مٹانے کے بعد اب اس نے Z کے ساتھ ایک بار پھر Z لکھا تھا۔

"I am sorry Zari!

"I am really sorry!

اس کی مرہم پٹی کروا کر وہ اسے اس کے فلیٹ لے آیا تھا۔

"زارون پلیز!اس طرح بار بار معافی مانگ کر مجھے شرمندہ مت کریں۔"زرنش نے مسکرا کر کہا تھا۔

"مجھے سمجھ نہیں آ رہا کہ آخر داریاء ایسے کیسے کر سکتی ہے؟"وہ واقعی شاکڈ تھا۔

"میں کیا کہہ سکتی ہوں۔"زرنش نے کندھے اچکائے تھے۔وہ کچھ دیر اس کے پاس بیٹھا تھا۔دونوں کے درمیان تھوڑی بات چیت ہوئی تھی۔پھر اسے آرام کا کہتے وہ وہاں سے گیا تھا۔اس کے جانے کے بعد وہ دل کھول کر ہنسی تھی۔

Well done Dariya!

"Well done!

تم نے تو میرا کام ہی آسان کر دیا۔مجھے تو بالکل بھی محنت نہیں کرنی پڑی۔تم نے تو اپنا پتہ خود ہی صاف کر دیا۔"وہ آج خوش تھی،بے حد خوش...

"اب زارون صرف اور صرف میرا ہے۔"

وہ صبح ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھا ناشتہ کر رہا تھا جب اس کی نظر سامنے کرسی پر بیٹھی داریاء کے ہاتھ پر پڑی تھی۔

"یہ کیا ہوا ہے تمہارے ہاتھ پر؟"وہ فکرمند ہوا تھا۔داریاء نے خاموشی سے چائے کے کپ کو لبوں سے لگایا تھا۔

"کچھ پوچھ رہا ہوں میں تم سے؟"اب کی بار اس کا لہجہ کافی سخت تھا۔

"داریاء...!"وہ چلایا تھا۔

"کیا داریاء داریاء لگائی ہوئی ہے تم نے؟"داریاء نے زور سے اپنا ہاتھ ٹیبل پر مارا تھا۔زارون کو اس کے انداز پر شدید دھچکا لگا تھا۔

"سبزی کاٹتے لگ گئی تھی ہاتھ پر۔"اس کا

لہجہ بے حد روکھا تھا۔

"میں اب مزید گھر کے کام نہیں کر سکتی۔مجھے ملازمہ رکھ کر دو۔"کہتے ساتھ ہی وہ وہاں سے اٹھی تھی۔زارون نے گہری سانس خارج کی تھی

"تو کیا یہی تمہارا اصل ہے؟"وہ اس کے پیچھے کچن میں گیا تھا۔

"ہاں یہی ہے۔"اس نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا تھا۔

"گھر کے کام نہیں کرو گی تو پھر کیا کرو گی؟"لہجہ طنزیہ تھا۔

"وہی کروں گی جو میں ہمیشہ سے کرنا چاہتی تھی۔"

"اور تم ہمیشہ سے کیا کرنا چاہتی تھی؟"وہی طنزیہ انداز...

"ایک سکون بھری زندگی گزارنا چاہتی تھی۔مجھے بولڈ ڈریسنگ کرنی ہے،گھومنا ہے پھرنا ہے،باہر دوستیں بنانی ہیں۔پارٹیز اٹینڈ کرنی ہے۔"وہ ایک ایک لفظ بہت سوچ سوچ کر بول رہی تھی۔

زارون نے ایک جھٹکے سے اسے اپنی طرف کھینچا تھا۔

"کیا کرنا ہے تمہیں؟"اسے زور سے دیوار سے پن کیے وہ غرایا تھا۔داریاء کے پورے وجود پر لرزا طاری ہوا تھا۔وہ کہاں ایسے رویے کی عادی تھی؟

"بولو...؟"وہ ایک بار پھر دھاڑا تھا۔

"تم...مم...مجھے اس طرح ڈرا نہیں سکتے۔میں تمہارے خلاف پولیس میں رپورٹ کر دوں گی۔"وہ غیر ارادی طور پر بول گئی تھی۔زارون کے لبوں پر بے ساختہ ہی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔اس کے چہرے پر مسکراہٹ دیکھ داریاء کو اپنی بے وقوفی کا احساس ہوا تھا۔

"تو کیا ہوا اگر تم پولیس میں ہو تو...؟میں تم پر ہریس مینٹ کا کیس کر دوں گی۔"

"کیا...؟"آنکھوں میں بے یقینی در آئی تھی۔

"میں تمہارا شوہر ہوں داریاء!"زارون نے اسے یاد دہانی کروائی تھی۔

"تو کیا ہوا...؟میں...میں خود کو جھوٹی موٹی چوٹ لگا کر تمہیں جیل میں بند کروا دوں گی۔"اس نے خود کو مضبوط کرتے کہا تھا۔وہ نفی میں سر ہلاتا پیچھے ہٹا تھا۔زارون نے زبان سے کچھ نہیں کہا تھا مگر اس کی آنکھیں بہت کچھ کہہ گئی تھیں۔

"میں اس دن کو پچھتاتا ہوں جب میں نے تمہیں پہلی بار دیکھا تھا۔"چند لمحوں بعد اس نے بھرائی آواز کے ساتھ کہا تھا۔

"اور میں اس دن کو،جب میں نے تم سے شادی کی تھی۔"زارون کا دل کرچی کرچی ہوا تھا۔

"تم سب مرد ایک جیسے ہوتے ہو۔عورت کو اپنے پیر کی جوتی سمجھتے ہو۔تم لوگ چاہتے ہو کہ بیوی گھر میں قید رہے اور ہم باہر عیاشی کریں۔نجانے کہاں کہاں اپنی ہوس پوری..."

"بس...!"زارون نے اسے اپنی جانب کھینچے اس کی کلائی موڑے اس کی پیٹھ کو خود سے مس کیا تھا۔

"آہ...!"وہ کراہی تھی۔گرم پانی چہرہ بھگونے لگا تھا۔

"اتنا سب ہو جانے کے بعد بھی اگر میں تمہیں اس گھر میں برداشت کر رہا ہوں تو اس کا ہر گز یہ مطلب نہیں کہ تمہارے دل میں جو آئے گا وہ بولو گی۔"وہ اس کے کان کے پاس غرایا تھا۔

"تم نے وہ دوائیاں کیوں کھائیں؟"زارون نے اسے ایک جھٹکے سے چھوڑا تھا۔وہ خاموش آنسو بہاتی رہی تھی۔

"کچھ پوچھ رہا ہوں میں تم سے؟"اس کے چلانے پر وہ بری طرح سہمی تھی۔

"مجھے بچہ نہیں چاہیئے تھا۔"

"اور میں...؟میرا کیا...؟"وہ بے بسی سے دھاڑا تھا۔

"مجھے بچہ چاہیئے تھا بلکہ مجھے بچہ چاہیئے۔"داریاء نے نظر اٹھا کر زارون کی طرف دیکھا تھا۔

"تمہیں پتا ہے میں تم سے کتنی محبت کرتا ہوں؟"زارون نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگایا تھا۔

"بے انتہا...!"اس کی گرفت بہت سخت تھی۔داریاء نے فرار کی کوئی کوشش نا کی تھی۔

"میں سب معاف کر دیتا سب کچھ...!"زارون نے اس سے الگ ہوتے اس کے گالوں کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرا تھا۔آنکھیں دونوں کی ہی اشقبار تھیں۔

"اگر تم مجھ سے باپ بننے کا حق نا چھینتی تو..."زارون نے اسے پرے دھکیلا تھا۔

"اگر بچے کی اتنی ہی خواہش ہے تو جاؤ کر لو دوسری شادی۔مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔بس شرط یہ ہے کہ تمہیں میری ساری آسائشوں کا خیال رکھنا پڑے گا۔"زارون

نے بے یقینی سے اسے دیکھا تھا۔دارياء کی آنکھوں میں کوئی تاثر نہیں تھا۔اگر تھا بھی تو زارون نہیں سمجھ سکا تھا۔

"ٹھیک ہے۔اگر ایسا ہے تو پھر ایسا ہی سہی!"اس نے سمجھتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"میں اب تمہیں دوسری شادی کر کے دکھاؤں گا۔تمہاری آنکھوں کے سامنے اسے اس گھر میں لاؤں گا پھر تم بتانا زارون زیادہ اہم ہے یا آسائشیں۔"اس کی طرف ایک حقارت

بھری نگاہ ڈالتے وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے گیا تھا۔دارياء زمین پر بیٹھتی چلی گئی تھی۔اس کا سر بری طرح سے چکرانے لگا تھا۔

"آہ...!"پیٹ میں شدید درد اٹھا تھا۔انکھوں کے سامنے جیسے اندھیرا چھا گیا تھا۔اس کا سارا وجود کپکپا رہا تھا۔چہرہ پسینے سے تر تھا۔وہ گہری گہری سانسیں لینے لگی تھی۔

"زا...زارون...!"اس نے اسے پکارا تھا مگر وہ وہاں نہیں تھا۔وہ تو شاید اب کہیں بھی نہیں تھا۔

ہمت جمع کرتے وہ بامشکل اٹھی تھی۔اٹھتے ساتھ ہی اس کا سر ایک بار پھر چکرایا تھا۔وہ گرتے پڑتے بامشکل کمرے تک گئی تھی۔دراز سے دوائی نکالے اس نے پانی کے ساتھ اسے گلے سے اتارا تھا۔اب وہ نیم بیہوشی کی حالت میں بستر پر ڈھے گئی تھی۔

تقریبا اگلے ایک گھنٹے تک وہ ایسے ہی پڑی رہی تھی۔پھر بامشکل ہمت جمع کر کے وہ اٹھی تھی۔

بوجھل قدموں سے وہ الماری کی جانب بڑھی تھی۔اب اس نے کپڑوں کے نیچے موجود ایک فائل اٹھائی تھی۔فائل کھولے وہ اپنا ضبط کھوئے ایک بار پھر رو دی تھی۔وہ اس کی رپورٹس تھیں۔

“I am sorry Zaroon!

I am really sorry!”

اس نے فائل کو واپس بہت احتیاط سے چھپا کر رکھ دیا تھا۔

وہ کب سے آئینے کے سامنے کھڑی تھی۔اب اس نے آہستگی سے اپنا ہاتھ چہرے کے اس حصے پر پھیرا تھا جہاں نشان

تھا۔

"اگر تو مجھے دھتکارے گی تو یہ دنیا تجھے دھتکار دے گی۔"

"اپنے حسن پر اتنا غرور نا کر انارا...!"

"ایک بات یاد رکھنا انارا!اگر تو میری نہیں تو پھر کسی کی بھی نہیں...!"

"میں تجھے نہیں چھوڑوں گی ماجد!ہر گز نہیں...!"س کی آنکھوں میں لہو اترا تھا۔

"میں آج قسم کھاتی ہوں میں تجھے اس دنیا کے لیے عبرت کا نشان بنا دوں گی۔"انارا کے ماتھے کی رگیں تن گئی تھیں۔

"میرا یہ داغ اب میری طاقت بنے گا۔"انارا نے ایک عزم سے کہا تھا۔

گھنٹی کی آواز پر وہ پلٹی تھی۔ہونٹوں پر مسکراہٹ در آئی تھی۔

"زارون...!"لب اپنے آپ ہلے تھے۔اب وہ بھاگتے ہوئے باہر گئی تھی۔

اس نے فورا دروازہ کھولا تھا۔سامنے محلے کے ایک بچے کو دیکھ اسے مایوسی ہوئی تھی۔وہ اپنی گیند لینے آیا تھا۔

"زارون آج کیوں نہیں آیا؟"وہ بوجھل قدموں سے صحن میں موجود ایک چارپائی پر بیٹھی تھی۔

"اماں!اماں...!"اب وہ ذکیہ بیگم کو پکارتے ان کے کمرے میں گئی تھی۔

"ہاں بول...!"انہوں نے سلائی مشین چلاتے مصروف سے انداز میں جواب دیا تھا۔

"زارون آیا نہیں ابھی تک۔"وہ بہت بے چین تھی۔

"مصروف ہو گا نا!پولیس والوں کو بہت کام ہوتے ہیں،اور ویسے بھی اس کا ایک گھر ہے،بیوی ہے۔"انارا ایک لمحے کے لیے چونکی تھی۔

"ہاں اس کی ایک بیوی ہے جس سے وہ بے انتہا محبت کرتا ہے۔"جواب زبان نے نہیں دل نے دیا تھا۔

"تو کیا کر رہی ہے؟"وہ ان کے پاس آ کر بیٹھی تھی۔

"میں نے سلائی شروع کی ہے۔کچھ نا کچھ تو گھر آئے گا نا۔اب وہ بیچارا بچہ کب تک ہمارے اخراجات اٹھائے گا۔"انارا کو شرمندگی ہوئی تھی۔وہ اس قدر ٹراما میں تھی کہ اسے تو کسی چیز کی خبر ہی نہیں تھی۔یقیناً اتنے عرصے سے سارے گھر کا خرچ زارون ہی اٹھا رہا ہو گا۔

وہ فوراً وہاں سے اٹھ کر اپنے کمرے میں گئی تھی۔چینج کیے اس نے چادر اوڑھی تھی۔اب اپنا پرس اٹھائے وہ کمرے سے باہر آئی تھی۔

"کہاں جا رہی ہے؟"ذکیہ بیگم ابھی ابھی ہانڈی پکانے کے ارادے سے کمرے سے باہر آئی تھیں۔انارا کو اس طرح دیکھ وہ ٹھٹکی تھیں۔

"نوکری ڈھونڈنے۔"عام سے لہجے میں جواب دیے اس نے اپنے قدم آگے بڑھائے تھے۔

"کوئی ضرورت نہیں ہے۔چپ چاپ گھر بیٹھ!"ذکیہ بیگم نے اس کے ارادے جانتے فوراً اسے ڈپٹا تھا۔ان کی ڈانٹ سنتے وہ مسکرا دی تھی۔

"تیری بیٹی بہت نافرمان ہے اماں!تیری تو کبھی نہیں سنے گی۔"تیز تیز قدم اٹھاتے وہ گھر سے باہر گئی تھی۔ذکیہ بیگم اسے آوازیں ہی دیتی رہ گئیں تھی مگر اس نے ہمیشہ کی طرح کوئی پرواہ نا کی تھی۔

کچھ دیر بعد گھنٹی ایک بار پھر بجی تھی۔ذکیہ بیگم نے فورا دروازہ کھولا تھا۔زارون کو دیکھ انہیں مایوسی ہوئی تھی۔

"کیا ہوا خالہ...؟"وہ مسکرا کر اندر داخل ہوا تھا۔

"مجھے لگا شاید انارا ہے۔"اس کے چہرے پر اضطراب تھا۔

"انارا کہیں گئی ہے؟"

"ہاں...!"انہوں نے گہری سانس خارج کی تھی۔

"کہاں...؟"اس حادثے کے بعد سے وہ گھر سے باہر اکیلے نہیں جاتی تھی۔

"نوکری ڈھونڈنے...!"انہوں نے افسوس سے کہا تھا جبکہ زارون کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔وہ اس حادثے کی وجہ سے اپنی نوکری گنوا بیٹھی تھی۔

"یہ تو اچھی بات ہے خالہ!آپ پریشان مت ہوں۔اسے وہ کرنے دیں جو وہ کرنا چاہتی ہے۔"زارون نے انہیں تسلی دی تھی۔

وہ کچھ دیر ان کے پاس بیٹھا باتیں کرتا رہا تھا پھر وہ اٹھ کر وہاں سے گیا تھا۔

داریاء کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی اسی وجہ سے لیٹتے ساتھ ہی اس کی آنکھ لگ گئی تھی۔نیند سے اٹھنے کے بعد وہ کافی اچھا محسوس کر رہی تھی۔اچانک ہی اسے بھوک کا احساس ہوا تھا۔وہ اٹھ کر کمرے سے باہر آئی تھی۔لاؤنج میں آتے اس کے تو ہوش ہی اڑ گئے تھے۔زارون شاہانہ انداز

میں صوفے پر بیٹھا تھا۔اس نے سامنے پڑی میز پر اپنی ٹانگیں رکھی ہوئی تھیں۔اس کے پیروں میں جوتے تھے جو کہ نہایت گندے تھے۔سارا لاؤنج پھیلا ہوا تھا۔اور اصل دھچکا تو اسے تب لگا جب اس نے شراب کی بوتل کو سامنے پڑا دیکھا تھا جو کہ آدھی خالی تھی۔زارون نے ایک گلاس میں بوتل سے شراب نکالی تھی۔ایل۔ای۔ڈی کی سکرین پر

نظریں مرکوز کیے وہ بہت مزے سے گلاس کو لبوں سے لگا رہا تھا۔داریاء بھاگتی ہوئی اس تک آئی تھی۔اس نے فورا زارون کے ہاتھ سے گلاس چھینتے زمین پر پھینکا تھا۔زارون

نے مدہوش آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا تھا۔

"یہ کیا کر رہے ہو تم؟"وہ چلائی تھی۔

"داریاء...!"اسے پکارتا وہ اٹھا تھا۔

"داریاء...!"اس کے قدم لڑکھڑائے تھے۔داریاء نے آگے بڑھ کر اسے سنبھالا تھا۔

"داریاء...!"اسے اپنی طرف کھینچتے وہ مدہوشی سے گویا ہوا تھا۔

"تم شراب پی رہے ہو؟"آنسو پھسل کر گال بھگو رہے تھے۔

"نہیں!میں تو مووی بھی دیکھ رہا ہوں۔"اس نے سامنے ایل۔ای۔ڈی کی سکرین کی طرف اشارہ کرتے کہا تھا۔

سامنے سکرین پر بےہودہ منظر دیکھتے داریاء نے سختی سے آنکھیں میچی تھیں۔

"یہ سب کیوں کر رہے ہو زارون؟"اس نے بےبسی سے پوچھا تھا۔

"تم آؤ بیٹھو میرے پاس!ہم مووی دیکھتے ہیں بلکہ ایک منٹ!ایک منٹ...!"زارون نے اسے نرمی سے چھوڑتے بوتل اٹھائی تھی۔

"یہ...یہ...چلو پیتے ہیں۔"وہ مکمل طور پر نشے میں دھت تھا۔

"زارون...!"اسے یوں برباد ہوتا دیکھ وہ بری طرح پچھتائی تھی۔

"رکو...!ایک منٹ...!"وہ گرتے پڑتے کچن کی طرف گیا تھا۔کچن سے گلاس اٹھاتے وہ باہر لاؤنج میں آیا تھا۔

باہر آتے ساتھ ہی اس نے گلاس میں شراب انڈیلی تھی۔

"پیو...!"اس نے گلاس داریاء کی جانب بڑھایا تھا۔وہ نفی میں سر ہلاتی دو قدم پیچھے ہٹی تھی۔

"بہت اچھی ہے۔سچ میں بہت اچھی ہے۔اسے پی کر نا سب بالکل ٹھیک ہو جائے گا۔ساری تھکان اتر جائے گی۔"اس نے آگے بڑھتے داریاء کے سامنے گلاس کیا تھا۔

"یہ جو بولڈ عورتیں ہوتی ہیں نا وہ زیادہ تر ایسی چیزیں...!"اس کے قدم ایک بار پھر لڑکھڑائے تھے۔

"زارون!مجھے نہیں بننا بولڈ!مجھے بس تمہاری کانچ کی گڑیا بننا ہے۔مجھے معاف کر دو پلیز!"داریاء اس کے سینے سے لگی پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔

"مجھ سے غلطی ہو گئی۔مجھ سے بہت بڑی غلطی ہو گئی۔بیوقوف ہوں میں!بہت بڑی بیوقوف ہوں۔"وہ ہچکیوں سمیت رو دی تھی۔زارون نے اسے پرے دھکیلا تھا۔

"تم اچھی نہیں ہو داریاء!تم جیسی دکھتی ہو ویسی نہیں ہو۔"وہ مدہوشی کی حالت میں بڑبڑا رہا تھا۔

"تم پیو اسے!"وہ پھر دو قدم چلتا اس کے قریب گیا تھا۔

"زارون نہیں!"وہ مسلسل نفی میں سر ہلا رہی تھی۔

"تھوڑی سی...!"اس نے اسے بچوں کی طرح پچکارا تھا۔

"زارون پلیز!"وہ پیچھے کی جانب قدم بڑھا رہی تھی۔

"یہ بری چیز نہیں ہے داریاء!تھوڑی سی پی لو۔"اسے اپنی جانب کھینچے زارون نے اس کا منہ دبوچے گلاس اس کے لبوں سے لگایا تھا۔اسے پرے دکھیلتے داریاء وہاں سے بھاگی تھی۔

کمرے میں آتے ہی اس نے فورا دروازہ لاک کیا تھا۔اسے ابکائی آئی تھی۔وہ تیزی سے واشروم کی جانب بھاگی تھی۔اب وہ بار بار کلیاں کر رہی تھی۔اس نے شراب کا ایک بوند بھی اپنے حلق سے نہیں اتارا تھا مگر وہ اپنے وجود سے عجیب قسم کی گھن محسوس کر رہی تھی۔

"یہ بری چیز نہیں ہے داریاء!"صوفے پر ڈھتے وہ آنکھیں بند کیے بڑبڑایا تھا۔

وہ صبح ڈائینگ ٹیبل پر بیٹھا ناشتہ کر رہا تھا جب اس کی نظر سامنے کرسی پر بیٹھی داریاء کے ہاتھ پر پڑی تھی۔

"یہ کیا ہوا ہے تمہارے ہاتھ پر؟"وہ فکرمند ہوا تھا۔داریاء نے خاموشی سے چائے کے کپ کو لبوں سے لگایا تھا۔

"کچھ پوچھ رہا ہوں میں تم سے؟"اب کی بار اس کا لہجہ کافی سخت تھا۔

"داریاء...!"وہ چلایا تھا۔

"کیا داریاء داریاء لگائی ہوئی ہے تم نے؟"داریاء نے زور سے اپنا ہاتھ ٹیبل پر مارا تھا۔زارون کو اس کے انداز پر شدید دھچکا لگا تھا۔

"سبزی کاٹتے لگ گئی تھی ہاتھ پر۔"اس کا

لہجہ بے حد روکھا تھا۔

"میں اب مزید گھر کے کام نہیں کر سکتی۔مجھے ملازمہ رکھ کر دو۔"کہتے ساتھ ہی وہ وہاں سے اٹھی تھی۔زاروں نے گہری سانس خارج کی تھی

"تو کیا یہی تمہارا اصل ہے؟"وہ اس کے پیچھے کچن میں گیا تھا۔

"ہاں یہی ہے۔"اس نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا تھا۔

"گھر کے کام نہیں کرو گی تو پھر کیا کرو گی؟"لہجہ طنزیہ تھا۔

"وہی کروں گی جو میں ہمیشہ سے کرنا چاہتی تھی۔"

"اور تم ہمیشہ سے کیا کرنا چاہتی تھی؟"وہی طنزیہ انداز...

"ایک سکون بھری زندگی گزارنا چاہتی تھی۔مجھے بولڈ ڈریسنگ کرنی ہے،گھومنا ہے پھرنا ہے،باہر دوستیں بنانی ہیں۔پارٹیز اٹینڈ کرنی ہے۔"وہ ایک ایک لفظ بہت سوچ سوچ کر بول رہی تھی۔

زاروں نے ایک جھٹکے سے اسے اپنی طرف کھینچا تھا۔

"کیا کرنا ہے تمہیں؟" اسے زور سے دیوار سے پن کیے وہ غرایا تھا۔داریاء کے پورے وجود پر لرزا طاری ہوا تھا۔وہ کہاں ایسے رویے کی عادی تھی؟

"بولو...؟" وہ ایک بار پھر دھاڑا تھا۔

"تم...مم...مجھے اس طرح ڈرا نہیں سکتے۔میں تمہارے خلاف پولیس میں رپورٹ کر دوں گی۔" وہ غیر ارادی طور پر بول گئی تھی۔زارون کے لبوں پر بےساختہ ہی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔اس کے چہرے پر مسکراہٹ دیکھ داریاء کو اپنی بےوقوفی کا احساس ہوا تھا۔

"تو کیا ہوا اگر تم پولیس میں ہو تو...؟میں تم پر ہریس مینٹ کا کیس کر دوں گی۔"

"کیا...؟" آنکھوں میں بےیقینی در آئی تھی۔

"میں تمہارا شوہر ہوں داریاء!" زارون نے اسے یاد دہانی کروائی تھی۔

"تو کیا ہوا...؟میں...میں خود کو جھوٹی موٹی چوٹ لگا کر تمہیں جیل میں بند کروا دوں گی۔" اس نے خود کو مضبوط کرتے کہا تھا۔وہ نفی میں سر ہلاتا پیچھے ہٹا تھا۔زارون نے زبان سے کچھ نہیں کہا تھا مگر اس کی آنکھیں بہت کچھ کہہ گئی تھیں۔

"میں اس دن کو پچھتاتا ہوں جب میں نے تمہیں پہلی بار دیکھا تھا۔"چند لمحوں بعد اس نے بھرائی آواز کے ساتھ کہا تھا۔

"اور میں اس دن کو،جب میں نے تم سے شادی کی تھی۔"زارون کا دل کرچی کرچی ہوا تھا۔

"تم سب مرد ایک جیسے ہوتے ہو۔عورت کو اپنے پیر کی جوتی سمجھتے ہو۔تم لوگ چاہتے ہو کہ بیوی گھر میں قید رہے اور ہم باہر عیاشی کریں۔نجانے کہاں کہاں اپنی ہوس پوری..."

"بس...!"زارون نے اسے اپنی جانب کھینچے اس کی کلائی موڑے اس کی پیٹ کو خود سے مس کیا تھا۔

"آہ...!"وہ کراہی تھی۔گرم پانی چہرہ بھگونے لگا تھا۔

"اتنا سب ہو جانے کے بعد بھی اگر میں تمہیں اس گھر میں برداشت کر رہا ہوں تو اس کا ہر گز یہ مطلب نہیں کہ تمہارے دل میں جو آئے گا وہ بولو گی۔"وہ اس کے کان کے پاس غرایا تھا۔

"تم نے وہ دوائیاں کیوں کھائیں؟"زارون نے اسے ایک جھٹکے سے چھوڑا تھا۔وہ خاموش آنسو بہاتی رہی تھی۔

"کچھ پوچھ رہا ہوں میں تم سے؟"اس کے چلانے پر وہ بری طرح سہمی تھی۔

"مجھے بچہ نہیں چاہیئے تھا۔"

"اور میں...؟میرا کیا...؟"وہ بے بسی سے دھاڑا تھا۔

"مجھے بچہ چاہیئے تھا بلکہ مجھے بچہ چاہیئے۔"داریاء نے نظر اٹھا کر زارون کی طرف دیکھا تھا۔

"تمہیں پتا ہے میں تم سے کتنی محبت کرتا ہوں؟"زارون نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگایا تھا۔

"بے انتہا...!"اس کی گرفت بہت سخت تھی۔داریاء نے فرار کی کوئی کوشش نا کی تھی۔

"میں سب معاف کر دیتا سب کچھ...!"زارون نے اس سے الگ ہوتے اس کے گالوں کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرا تھا۔آنکھیں دونوں کی ہی اشقبار تھیں۔

"اگر تم مجھ سے باپ بننے کا حق نا چھینتی تو..."زارون نے اسے پرے دکھیلا تھا۔

"اگر بچے کی اتنی ہی خواہش ہے تو جاؤ کر لو دوسری شادی۔مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔بس شرط یہ ہے کہ تمہیں میری ساری آسائشوں کا خیال رکھنا پڑے گا۔"زارون

نے بے یقینی سے اسے دیکھا تھا۔دارياء کی آنکھوں میں کوئی تاثر نہیں تھا۔اگر تھا بھی تو زارون نہیں سمجھ سکا تھا۔

"ٹھیک ہے۔اگر ایسا ہے تو پھر ایسا ہی سہی!"اس نے سمجھتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"میں اب تمہیں دوسری شادی کر کے دکھاؤں گا۔تمہاری آنکھوں کے سامنے اسے اس گھر میں لاؤں گا پھر تم بتانا زارون زیادہ اہم ہے یا آسائشیں۔"اس کی طرف ایک حقارت

بھری نگاہ ڈالتے وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے گیا تھا۔دارياء زمین پر بیٹھتی چلی گئی تھی۔اس کا سر بری طرح سے چکرانے لگا تھا۔

"آہ...!"پیٹ میں شدید درد اٹھا تھا۔انکھوں کے سامنے جیسے اندھیرا چھا گیا تھا۔اس کا سارا وجود کپکپا رہا تھا۔چہرہ پسینے سے تر تھا۔وہ گہری گہری سانسیں لینے لگی تھی۔

"زا...زارون...!"اس نے اسے پکارا تھا مگر وہ وہاں نہیں تھا۔وہ تو شاید اب کہیں بھی نہیں تھا۔

ہمت جمع کرتے وہ بامشکل اٹھی تھی۔اٹھتے ساتھ ہی اس کا سر ایک بار پھر چکرایا تھا۔وہ گرتے پڑتے بامشکل کمرے تک گئی تھی۔دراز سے دوائی نکالے اس نے پانی کے ساتھ اسے گلے سے اتارا تھا۔اب وہ نیم بیہوشی کی حالت میں بستر پر ڈھے گئی تھی۔

تقریبا اگلے ایک گھنٹے تک وہ ایسے ہی پڑی رہی تھی۔پھر بامشکل ہمت جمع کر کے وہ اٹھی تھی۔

بوجھل قدموں سے وہ الماری کی جانب بڑھی تھی۔اب اس نے کپڑوں کے نیچے موجود ایک فائل اٹھائی تھی۔فائل کھولے وہ اپنا ضبط کھوئے ایک بار پھر رو دی تھی۔وہ اس کی رپورٹس تھیں۔

“I am sorry Zaroon!

I am really sorry!”

اس نے فائل کو واپس بہت احتیاط سے چھپا کر رکھ دیا تھا۔

وہ کب سے آئینے کے سامنے کھڑی تھی۔اب اس نے آہستگی سے اپنا ہاتھ چہرے کے اس حصے پر پھیرا تھا جہاں نشان

تھا۔

"اگر تو مجھے دھتکارے گی تو یہ دنیا تجھے دھتکار دے گی۔"

"اپنے حسن پر اتنا غرور نا کر انارا...!"

"ایک بات یاد رکھنا انارا!اگر تو میری نہیں تو پھر کسی کی بھی نہیں...!"

"میں تجھے نہیں چھوڑوں گی ماجد!ہر گز نہیں...!"س کی آنکھوں میں لہو اترا تھا۔

"میں آج قسم کھاتی ہوں میں تجھے اس دنیا کے لیے عبرت کا نشان بنا دوں گی۔"انارا کے ماتھے کی رگیں تن گئی تھیں۔

"میرا یہ داغ اب میری طاقت بنے گا۔"انارا نے ایک عزم سے کہا تھا۔

گھنٹی کی آواز پر وہ پلٹی تھی۔ہونٹوں پر مسکراہٹ در آئی تھی۔

"زارون...!"لب اپنے آپ ہلے تھے۔اب وہ بھاگتے ہوئے باہر گئی تھی۔

اس نے فورا دروازہ کھولا تھا۔سامنے محلے کے ایک بچے کو دیکھ اسے مایوسی ہوئی تھی۔وہ اپنی گیند لینے آیا تھا۔

"زارون آج کیوں نہیں آیا؟"وہ بوجھل قدموں سے صحن میں موجود ایک چارپائی پر بیٹھی تھی۔

"اماں!اماں...!"اب وہ ذکیہ بیگم کو پکارتے ان کے کمرے میں گئی تھی۔

"ہاں بول...!"انہوں نے سلائی مشین چلاتے مصروف سے انداز میں جواب دیا تھا۔

"زارون آیا نہیں ابھی تک۔"وہ بہت بے چین تھی۔

"مصروف ہو گا نا!پولیس والوں کو بہت کام ہوتے ہیں،اور ویسے بھی اس کا ایک گھر ہے،بیوی ہے۔"انارا ایک لمحے کے لیے چونکی تھی۔

"ہاں اس کی ایک بیوی ہے جس سے وہ بے انتہا محبت کرتا ہے۔"جواب زبان نے نہیں دل نے دیا تھا۔

"تو کیا کر رہی ہے؟"وہ ان کے پاس آ کر بیٹھی تھی۔

"میں نے سلائی شروع کی ہے۔کچھ نا کچھ تو گھر آئے گا نا۔اب وہ بیچارا بچہ کب تک ہمارے اخراجات اٹھائے گا۔"انارا کو شرمندگی ہوئی تھی۔وہ اس قدر ٹراما میں تھی کہ اسے تو کسی چیز کی خبر ہی نہیں تھی۔یقینا اتنے عرصے سے سارے گھر کا خرچ زارون ہی اٹھا رہا ہو گا۔

وہ فورا وہاں سے اٹھ کر اپنے کمرے میں گئی تھی۔چینج کیے اس نے چادر اوڑھی تھی۔اب اپنا پرس اٹھائے وہ کمرے سے باہر آئی تھی۔

"کہاں جا رہی ہے؟"ذکیہ بیگم ابھی ابھی ہانڈی پکانے کے ارادے سے کمرے سے باہر آئی تھیں۔انارا کو اس طرح دیکھ وہ ٹھٹکی تھیں۔

"نوکری ڈھونڈنے۔"عام سے لہجے میں جواب دیے اس نے اپنے قدم آگے بڑھائے تھے۔

"کوئی ضرورت نہیں ہے۔چپ چاپ گھر بیٹھ!"ذکیہ بیگم نے اس کے ارادے جانتے فورا اسے ڈپٹا تھا۔ان کی ڈانٹ سنتے وہ مسکرا دی تھی۔

"تیری بیٹی بہت نافرمان ہے اماں!تیری تو کبھی نہیں سنے گی۔"تیز تیز قدم اٹھاتے وہ گھر سے باہر گئی تھی۔ذکیہ بیگم اسے آوازیں ہی دیتی رہ گئیں تھی مگر اس نے ہمیشہ کی طرح کوئی پرواہ نا کی تھی۔

کچھ دیر بعد گھنٹی ایک بار پھر بجی تھی۔ذکیہ بیگم نے فورا دروازہ کھولا تھا۔زارون کو دیکھ انہیں مایوسی ہوئی تھی۔

"کیا ہوا خالہ...؟"وہ مسکرا کر اندر داخل ہوا تھا۔

"مجھے لگا شاید انارا ہے۔"اس کے چہرے پر اضطراب تھا۔

"انارا کہیں گئی ہے؟"

"ہاں...!"انہوں نے گہری سانس خارج کی تھی۔

"کہاں...؟"اس حادثے کے بعد سے وہ گھر سے باہر اکیلے نہیں جاتی تھی۔

"نوکری ڈھونڈنے...!"انہوں نے افسوس سے کہا تھا جبکہ زارون کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔وہ اس حادثے کی وجہ سے اپنی نوکری گنوا بیٹھی تھی۔

"یہ تو اچھی بات ہے خالہ!آپ پریشان مت ہوں۔اسے وہ کرنے دیں جو وہ کرنا چاہتی ہے۔"زارون نے انہیں تسلی دی تھی۔

وہ کچھ دیر ان کے پاس بیٹھا باتیں کرتا رہا تھا پھر وہ اٹھ کر وہاں سے گیا تھا۔

داریاء کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی اسی وجہ سے لیٹتے ساتھ ہی اس کی آنکھ لگ گئی تھی۔نیند سے اٹھنے کے بعد وہ کافی اچھا محسوس کر رہی تھی۔اچانک ہی اسے بھوک کا احساس ہوا تھا۔وہ اٹھ کر کمرے سے باہر آئی تھی۔لاؤنج میں آتے اس کے تو ہوش ہی اڑ گئے تھے۔زارون شاہانہ انداز

میں صوفے پر بیٹھا تھا۔اس نے سامنے پڑی میز پر اپنی ٹانگیں رکھی ہوئی تھیں۔اس کے پیروں میں جوتے تھے جو کہ نہایت گندے تھے۔سارا لاؤنج پھیلا ہوا تھا۔اور اصل دھچکا تو اسے تب لگا جب اس نے شراب کی بوتل کو سامنے پڑا دیکھا تھا جو کہ آدھی خالی تھی۔زارون نے ایک گلاس میں بوتل سے شراب نکالی تھی۔ایل۔ای۔ڈی کی سکرین پر

نظریں مرکوز کیے وہ بہت مزے سے گلاس کو لبوں سے لگا رہا تھا۔داریاء بھاگتی ہوئی اس تک آئی تھی۔اس نے فورا زارون کے ہاتھ سے گلاس چھینتے زمین پر پھینکا تھا۔زارون

نے مدہوش آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا تھا۔

"یہ کیا کر رہے ہو تم؟"وہ چلائی تھی۔

"داریاء...!"اسے پکارتا وہ اٹھا تھا۔

"داریاء...!"اس کے قدم لڑکھڑائے تھے۔داریاء نے آگے بڑھ کر اسے سنبھالا تھا۔

"داریاء...!"اسے اپنی طرف کھینچتے وہ مدہوشی سے گویا ہوا تھا۔

"تم شراب پی رہے ہو؟"آنسو پھسل کر گال بھگو رہے تھے۔

"نہیں!میں تو مووی بھی دیکھ رہا ہوں۔"اس نے سامنے ایل۔ای۔ڈی کی سکرین کی طرف اشارہ کرتے کہا تھا۔

سامنے سکرین پر بےہودہ منظر دیکھتے داریاء نے سختی سے آنکھیں میچی تھیں۔

"یہ سب کیوں کر رہے ہو زارون؟"اس نے بےبسی سے پوچھا تھا۔

"تم آؤ بیٹھو میرے پاس!ہم مووی دیکھتے ہیں بلکہ ایک منٹ!ایک منٹ...!"زارون نے اسے نرمی سے چھوڑتے بوتل اٹھائی تھی۔

"یہ...یہ...چلو پیتے ہیں۔"وہ مکمل طور پر نشے میں دھت تھا۔

"زارون...!"اسے یوں برباد ہوتا دیکھ وہ بری طرح پچھتائی تھی۔

"رکو...!ایک منٹ...!"وہ گرتے پڑتے کچن کی طرف گیا تھا۔کچن سے گلاس اٹھاتے وہ باہر لاؤنج میں آیا تھا۔

باہر آتے ساتھ ہی اس نے گلاس میں شراب انڈیلی تھی۔

"پیو...!"اس نے گلاس داریاء کی جانب بڑھایا تھا۔وہ نفی میں سر ہلاتی دو قدم پیچھے ہٹی تھی۔

"بہت اچھی ہے۔سچ میں بہت اچھی ہے۔اسے پی کر نا سب بالکل ٹھیک ہو جائے گا۔ساری تھکان اتر جائے گی۔"اس نے آگے بڑھتے داریاء کے سامنے گلاس کیا تھا۔

"یہ جو بولڈ عورتیں ہوتی ہیں نا وہ زیادہ تر ایسی چیزیں...!"اس کے قدم ایک بار پھر لڑکھڑائے تھے۔

"زارون!مجھے نہیں بننا بولڈ!مجھے بس تمہاری کانچ کی گڑیا بننا ہے۔مجھے معاف کر دو پلیز!"داریاء اس کے سینے سے لگی پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔

"مجھ سے غلطی ہو گئی۔مجھ سے بہت بڑی غلطی ہو گئی۔بیوقوف ہوں میں!بہت بڑی بیوقوف ہوں۔"وہ ہچکیوں سمیت رو دی تھی۔زارون نے اسے پرے دکھیلا تھا۔

"تم اچھی نہیں ہو داریاء!تم جیسی دکھتی ہو ویسی نہیں ہو۔"وہ مدہوشی کی حالت میں بڑبڑا رہا تھا۔

"تم پیو اسے!"وہ پھر دو قدم چلتا اس کے قریب گیا تھا۔

"زارون نہیں!"وہ مسلسل نفی میں سر ہلا رہی تھی۔

"تھوڑی سی...!"اس نے اسے بچوں کی طرح پچکارا تھا۔

"زارون پلیز!"وہ پیچھے کی جانب قدم بڑھا رہی تھی۔

"یہ بری چیز نہیں ہے داریاء!تھوڑی سی پی لو۔"اسے اپنی جانب کھینچے زارون نے اس کا منہ دبوچے گلاس اس کے لبوں سے لگایا تھا۔اسے پرے دھکیلتے داریاء وہاں سے بھاگی تھی۔

کمرے میں آتے ہی اس نے فورا دروازہ لاک کیا تھا۔اسے ابکائی آئی تھی۔وہ تیزی سے واشروم کی جانب بھاگی تھی۔اب وہ بار بار کلیاں کر رہی تھی۔اس نے شراب کا ایک بوند بھی اپنے حلق سے نہیں اتارا تھا مگر وہ اپنے وجود سے عجیب قسم کی گھن محسوس کر رہی تھی۔

"یہ بری چیز نہیں ہے داریاء!"صوفے پر ڈھتے وہ آنکھیں بند کیے بڑبڑایا تھا۔

صبح دس بجے تک داریاء نے آہستگی سے کمرے کا دروازہ کھولا تھا۔زارون باہر نہیں تھا۔داریاء کی سانس میں سانس

آئی تھی۔

وہ قدم قدم چلتی لاؤنچ میں آئی تھی۔وہاں سب کچھ بکھرا پڑا تھا مگر شراب کی بوتل غائب تھی۔تین گھنٹے کی انتھک محنت کے بعد اس نے رگڑ رگڑ کر ہر چیز صاف کی تھی۔کچن میں موجود ہر ایک برتن اس نے نجانے کتنی بار دھویا تھا۔جس گلاس میں زارون نے شراب ڈالی تھی وہ وہاں موجود نہیں تھا مگر پھر بھی داریاء نے اس قسم کے گلاس کا سارا سیٹ ہی پھینک دیا تھا۔

سارے کام کرنے کے بعد اس نے ناشتہ بنایا تھا۔وہ ڈر کی وجہ سے کل سارا دن کمرے میں بند رہی تھی۔اب بھوک کی وجہ سے اسے چکر آنے لگے تھے۔

ناشتہ بنائے وہ ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھی تھی۔پہلا لقمہ منہ میں ڈالتے ہی اسے آبکائی آئی تھی۔وہ بھاگتے ہوئے واش روم میں گئی تھی۔ذہن پر اب بھی شراب ہی سوار تھی۔

نڈھال سی حالت میں وہ واپس آ کر بیٹھی تھی۔اس نے پانی کا گلاس اٹھایا تھا۔اسے پھر وہی شراب یاد آئی تھی۔

"یا اللہ!"اس کی طبیعت بالکل بھی ٹھیک نہیں تھی۔اوپر سے زاروں اسے اچھا خاصا پریشان کر رہا تھا۔داریاء کے تو وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ زاروں اس قسم کی کوئی حرکت کرے گا۔اس نے بامشکل ایک ٹوسٹ اور جوس حلق

سے اتارا تھا۔اب وہ برتن سمیٹنے کے لیے اٹھی تھی تبھی وہ گھر میں داخل ہوا تھا۔

"ناشتہ بنا دو۔"صوفے پر ڈھتے اس نے حکم صادر کیا تھا۔داریاء کے تن بدن میں آگ لگ گئی تھی۔

"خود بنا لو۔"وہ غصے سے کہتی اٹھی تھی۔

"چپ چاپ ناشتہ بناؤ۔"اس کے پیچھے کچن میں آتے زاروں نے اس کی کلائی موڑے خود سے لگایا تھا۔

"تم نے شراب کیوں پی؟"وہ سیدھا مدعے پر آئی تھی۔

"مجھے سکون چاہیئے تھا اس لیے۔"زارون نے اسے خود سے دور کیا تھا۔

"اور جو کل رات تم نے میرے ساتھ کیا۔اس کے بعد کیا تمہیں سکون مل گیا؟"یہ شکوہ تھا۔

"میں نے...؟میں نے کیا کیا؟"وہ حیران ہوا تھا۔داریاء نے بےاختیار اپنی پیشانی چھوئی تھی۔یعنی اسے اپنی کل رات کی کارستانی یاد ہی نہیں تھی۔

"غلط میں نے تمہارے ساتھ کیا ہے۔تم خود کو کیوں سزا دے رہے ہو؟"

"کیونکہ میں اسی قابل ہوں۔اتنے عرصے سے غفلت میں رہا۔تمہیں نہیں پہچان سکا۔میں نہیں سمجھ سکا کہ آخر میری بیوی ہے کیا۔میں ہر چیز سے غافل رہا تو سزا تو بنتی ہے نا؟"اس کے لبوں پر تلخ مسکراہٹ تھی اور آنکھوں میں کرب...

"ٹھیک ہے تمہیں جو بھی کرنا ہے پلیز گھر سے باہر رہ کر کیا کرو۔"یہ التجا تھی۔وہ اس کے رویے سے بری طرح اکتا چکی تھی۔

"یہ میرا گھر ہے۔میرا جو دل کرے گا میں وہی کروں گا۔ تمہیں مسئلہ ہے تو چلی جاؤ یہاں سے۔"داریاء نے بے یقینی سے اس کی طرف دیکھا تھا۔وہ اسے جانے کے لیے کہہ رہا تھا۔وہ اپنی کانچ کی گڑیا کو جانے کا کہہ رہا تھا۔یقین کرنا مشکل تھا،بے حد مشکل!

" صحیح وقت آنے پر چلی جاؤں گی۔"داریاء نے بہت آہستگی سے کہا تھا۔

"اللہ کرے وہ صحیح وقت جلد آ جائے۔"زارون نے تنفر سے سر جھٹکا تھا۔داریاء کے لبوں پر تلخ مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔

اسے گھر سے نکلے تقریبا دو گھنٹے ہو چکے تھے۔ان دو گھنٹوں میں اس نے جن نظروں کا سامنا کیا تھا وہ بس

وہی جانتی تھی۔پیدل چلتے نجانے کتنے لوگوں نے اسے دیکھا تھا۔بس میں بھی نجانے کتنی نظریں اس کے چہرے

کا طواف کر رہیں تھیں مگر انارا نے ہمت نہیں ہاری۔

وہ سب سے پہلے اس کمپنی میں گئی تھی جہاں وہ جاب کرتی تھی۔اس کے چہرے کے داغ کی وجہ سے اسے صاف جواب دے دیا گیا تھا۔اس کے بعد وہ لگاتار دو چار مزید کمپنیز میں انٹرویو کے لیے گئی تھی مگر جواب انکار ہی تھا۔

اب اس نے ٹیچنگ کے لیے کافی سارے سکولز میں سی۔وی ڈراپ کی تھی۔وہاں سے بھی اسے کوئی خاص رسپونس نہیں ملا تھا۔تھک ہار کر وہ ایک پارک میں موجود بینچ

پر بیٹھی تھی۔آج جو کچھ بھی ہوا وہ سب اس کے دماغ میں کسی فلم کی طرح چلنے لگا تھا۔

"یہ کیا ہوا ہے اس کے چہرے پر...؟"بس میں موجود ایک عورت نے دوسری عورت کے کان میں سرگوشی کی تھی۔

"یہ تو سارا جھلسا ہوا ہے۔"

"توبہ توبہ!"اس دونوں عورتوں نے اپنے کانوں کو ہاتھ لگایا تھا۔

"ائی۔ایم۔سوری مس انارا!ہمیں اپنی کمپنی کے لیے خوبصورت چہرے چاہیئے۔آپ اس چہرے کے ساتھ کلائنٹس سے کیسے ڈیل کریں گی؟"

"ہم آپ کو یہ جاب نہیں دے سکتے۔"

"میں آپ کو یہ جاب دے تو دوں مگر ہمارے سکول میں چھوٹے بچے ہیں۔آپ کا چہرہ دیکھ کر وہ ڈر جائیں گے۔"

"ہم آپ کو ہائیر کر رہے ہیں مس انارا مگر ایک شرط ہے۔"سکول کی پرنسپل نے ترس بھری نگاہ اس پر ڈالی تھی۔

"کیسی شرط...؟"

"آپ اپنا فیس کور کر لیں۔کوئی نقاب یا پھر کچھ ایسا...!"

انارا نے سختی سے لب بھینچے تھے۔

"مبارک ہو مس انارا!ہماری کمپنی نے آپ کو ہائیر کر لیا ہے۔آپ جیسے مظلوم لوگوں کے لیے تو ہمیشہ ہی ہماری کمپنی میں سیٹس ریزرو ہوتی ہیں۔"

"مجھے یہ جاب نہیں کرنی"وہ کہتے ساتھ ہی اٹھی تھی۔

"کیوں...؟"

"کیونکہ میں مظلوم نہیں ہوں۔مجھے اس جاب کی ضرورت ضرور ہے مگر میں چاہتی ہوں کہ یہ نوکری مجھے میری قابلیت کے بلبوتے پر ملے نا کہ خیرات کے طور پر۔"بغیر وقت ضائع کیے وہ فورا باہر گئی تھی۔

سارے دن کی روداد یاد کرتے انارا کی آنکھیں نمکین پانیوں سے بھر گئی تھیں۔وہ بے اختیار اپنا سر پکڑے رو دی تھی۔

"داغ کے بغیر چاند چاند ادھورا ہے۔"زارون کی بات یاد کرتے اس کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔

"وہ چاند بنو انارا!جو اپنے داغ سمیت بھی ہر دل عزیز ہے۔بہادر بنو انارا!وہ کرو جو آج سے پہلے کبھی کسی نے نہیں کیا۔"

"میں بہادر بنو گی زارون!میں ہار نہیں مانوں گی۔"اس نے ایک عزم سے خود سے کہا تھا۔آج سوئی ہوئی محبت پھر سے جاگی تھی۔اس کے دل نے آج ایک بار پھر زارون کے ساتھ کی تمنا کی تھی۔

"وہ داریاء کا ہے۔"انارا فورا نے خود کو ڈپٹا تھا۔وہ ہمیشہ یہی تو کرتی تھی۔

"وہ میری پہلی محبت ہے اور پہلی محبت بھولی نہیں جاتی۔"اس بار جواب صرف دل نے نہیں دیا تھا بلکہ زبان بھی آج خاموش نا رہ سکی تھی۔

"میں اس کے قابل نہیں ہوں۔وہ مکمل ہے اور میں ادھوری...!"اس نے ایک بار پھر خود کو ڈپٹا تھا۔

"زارون صرف داریاء کا ہے۔"خود کو سختی سے باور کرواتی وہ وہاں سے اٹھی تھی۔

وہ کمرے میں سونے کی نیت سے لیٹی تھی تبھی اچانک تیز میوزک کے چلنے سے وہ ہڑبڑا کر فورا اٹھی تھی۔لاؤنج میں

آنے پر داریاء نے افسوس سے نفی میں سر ہلایا تھا۔زارون تیز میوزک چلائے جھومتا ہوا آج پھر شراب پی رہا تھا۔داریاء نے آگے بڑھ کر میوزک بند کیا تھا اور اس نے اس کے ہاتھ سے گلاس بھی کھینچ لیا تھا۔

"داریاء...!"وہ ہنستا ہوا صوفے پر ڈھے گیا تھا۔داریاء کی آنکھ سے آنسو پھسل کر گال پر گرا تھا۔کہاں اس کا سیدھا سادھا شوہر اور کہاں یہ شرابی...وہ اپنا سب کچھ کھو چکی تھی۔زارون جسمانی طور پر تو اس کے ساتھ تھا مگر وہ اس کے دل سے اتر چکی تھی۔

"زارون!"داریاء نے اس کے پاس بیٹھے نرمی سے اسے پکارا تھا۔

"چلو کمرے میں چلتے ہیں۔"وہ دونوں الگ الگ کمروں میں رہ رہے تھے۔

"ہاں چلو چلتے ہیں۔"اس کا لہجہ خمارآلود تھا۔داریاء نے اسے سہارا دیے اٹھایا تھا۔وہ لڑکھڑاتے قدموں کے ساتھ اس کے سہارے کمرے میں آیا تھا۔کمرے میں آتے ہی وہ اوندھے

منہ بستر پر ڈھے گیا تھا۔داریاء نے اس کے جوتے اتارے اس پر کمبل درست کیا تھا۔وہ مسلسل نیند میں کچھ بڑبڑا رہا تھا۔داریاء اس کے سرہانے آ کر بیٹھی تھی۔اب وہ بہت آہستگی سے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیر رہی تھی۔

"مجھے معاف کر دو زارون!پلیز مجھے معاف کر دو۔"وہ رو دی تھی۔

"میں مجبور ہوں۔میرے پاس اور کوئی راستہ نہیں ہے۔میں اپنا سب کچھ کھو چکی ہوں۔اپنی ایک بیوقوفی کی وجہ سے میں سب ہار گئی۔"وہ ہچکیوں سمیت رو رہی تھی۔

"I am really sorry!"

وہ اس کے قریب ہی لیٹ گئی تھی۔وہ گہری نیند میں تھا۔

صبح آٹھ بجے کے قریب زارون کی آنکھ کھلی تھی۔اپنے عقب میں داریاء کو سویا دیکھ اسے شاک لگا تھا۔اس کا ہاتھ داریاء کے ہاتھ میں تھا۔زارون نے فورا اپنا ہاتھ چھڑوایا تھا۔وہ گھبرا کر اٹھی تھی۔وہ غصے سے وہاں سے اٹھ کر گیا تھا۔داریاء نے اسے نہیں روکا تھا۔

وہ ابھی ناشتہ کر کے اٹھا ہی تھا کہ داریاء دیوار بنے اس کے سامنے کھڑی ہوئی تھی۔

"تم آج کے بعد شراب نہیں پیو گے۔"اس کے حکمیہ انداز پر زارون تو عش عش ہی کر اٹھا تھا۔آخر وہ کس حق سے اسے حکم دے رہی تھی؟

"وجہ...؟"لہجہ سپاٹ تھا۔

"مجھے اچھا نہیں لگتا۔"وہ جھنجھلائی تھی۔

"یہ گھر ہے۔اسے گھر ہی رہنے دو۔"شاید یہ التجا تھی۔

"یہ گھر ہے...؟"وہ استہزایہ ہنسا تھا۔

"کیا واقعی یہ گھر ہے؟"اس نے پورے فلیٹ کی طرف ایک نظر گھمائے طنزا کہا تھا۔

"زارون پلیز!شراب مت پیا کرو۔مجھے تکلیف ہوتی ہے۔"

زارون نے چونک کر اس کی طرف دیکھا تھا۔

"کیا واقعی تمہیں تکلیف ہوتی ہے؟"اس کے قریب آتے زارون نے اس کی کمر کے گرد حصار قائم کیا تھا۔اس کے اس نرم لمس پر داریاء کے دل نے ایک بیٹ مس کی تھی۔

"بولو...؟"زارون نے ایک بار پھر نرمی سے پوچھا تھا۔داریاء نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"ہمم...!"اس نے کچھ سوچتے ہوئے داریاء کو کمر سے چھوڑے شانوں سے تھاما تھا۔

"تو میرے شراب پینے سے میری کانچ کی گڑیا کو تکلیف ہوتی ہے۔ہے نا؟"داریاء نے ایک بار پھر اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"اوہ سوری!میں تو بھول ہی گیا تھا تم کوئی کانچ کی گڑیا تھوڑی ہو۔تم تو اب پتھر کی ہو۔"زارون نے گہری سانس خارج کی تھی۔

"اور جہاں تک بات ہے تکلیف کی... تو میں تو اب روز شراب پیوں گا۔" داریاء نے بے یقینی سے اس کی طرف دیکھا تھا۔

"زارون وہ ہر کام کرے گا جس سے اب داریاء کو تکلیف ہو گی۔" اپنا فیصلہ سنائے وہ اسے پرے دکھیلتے وہاں سے گیا تھا۔وہ ساکت سی وہیں کھڑی رہی تھی۔وہ یہ فیصلہ نہیں کر پا رہی تھی کہ آخر وہ تکلیف دے کسے رہا ہے... داریاء کو یا خود کو...؟وہ ابھی فلیٹ سے باہر ہی نکلا تھا کہ اس کا فون بجا تھا۔فون سنتے ہی اس کے ہونٹوں پر جاندار مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔

ماجد اپنے دوستوں کے ساتھ اپنے اڈے پر بیٹھا تاش کھیل رہا تھا تبھی اچانک فائرنگ کی آواز سے وہ سب ہی گھبرا گئے تھے۔دو چار ہٹے کٹے لوگ جنہوں نے چہرے چھپائے ہوئے تھے ان پر حملہ آور ہوئے تھے۔تھوڑی سی دیر میں وہ سب کو اپنی گرفت میں لے چکے تھے۔

انہوں نے سب کو رسیوں سے باندھ دیا تھا۔اب ان میں سے ایک شخص ماجد کی جانب بڑھا تھا۔

"ہائے ماجد!کیسے ہو تم ؟"انداز نہایت دوستانہ تھا۔

"کک...کون ہو تم...؟"اس کا یہ اڈا خفیہ تھا،اسی وجہ سے اس نے اپنی سکیورٹی کے لیے زیادہ انتظام نہ کیا تھا۔ماجد کو صحیح معنوں میں خوف آیا تھا۔آخر کون تھے یہ لوگ جنہوں نے ان ہی کے اڈے پر انہیں ہی یرغمال بنایا ہوا تھا۔

"موت کا فرشتہ...!"زارون نے اس کے کان کے قریب سرگوشی کی تھی۔ماجد کا جسم ایکدم ہی ٹھنڈا پڑا ات"تم جانتے نہیں ہو میں کون ہوں؟"اپنی گھبراہٹ پر قابو پاتے ماجد نے خود کو مضبوط کیا تھا۔

"تو نہیں جانتا کہ میں کون ہوں؟"زارون نے اسے بالوں سے دبوچ پہ در پہ اس کے منہ پر تین چار مکے جڑے تھے۔وہ

لوگ انہیں تھانے لے گئے تھے۔

"یہ تو نے ٹھیک نہیں کیا اے۔ایس۔پی!"وہ مسلسل جیل میں چیخ چلا رہا تھا۔زارون نے اپنے ایک کانسٹیبل کو اس کا دماغ درست کرنے کا اشارہ کیا تھا۔

"آخر کس جرم میں تم لوگ مجھے یہاں پر لائے ہو؟"وہ بھپڑا تھا۔

"ایک معصوم لڑکی کے منہ پر تیزاب پھینکنے کے جرم میں!"

زارون کے ماتھے کی رگیں تنی ہوئی تھیں۔ماجد کا رنگ پل میں فق پڑا تھا۔

"کیا ثبوت ہے تمہارے پاس؟"ایک منٹ لگا تھا اسے زارون کو پہچاننے میں۔اب وہ سب
سمجھ چکا تھا۔وہ اسے ایک دو بار

انارا کے گھر آتے جاتے دیکھ چکا تھا۔زارون نے ایک بار پھر اپنے کانسٹیبل کو اشارہ کیا تھا
جس پر وہ لاک اپ کھولے

اندر داخل ہوا تھا۔

"بہت پچھتاؤ گے،بہت زیادہ!"وہ مسلسل تلملا رہا تھا۔زارون گنگناتے ہوئے وہاں سے گیا تھا۔

ماجد کی اچھی خاصی دھلائی کے بعد زارون کافی اچھا محسوس کر رہا تھا۔اس نے پہلے یہ خبر
انارا کو فون پر دینے کا سوچا تھا مگر پھر اس نے اپنا ارادہ ترک کر دیا۔

وہ انارا کے گھر گیا تھا۔انارا کو ماجد کے بارے میں بتانے کے بعد وہ کسی شدید ردعمل کا
انتظار کر رہا تھا مگر انارا صاحبہ خاموش تھیں۔زارون حیران ہوا تھا۔انارا کو تو اظہار

تشکر کرنا چاہیئے تھا۔اس کی یہ خاموشی زارون کو کافی عجیب لگی تھی۔اس کے خیال سے انارا کی خاموشی شاک کی وجہ سے تھی مگر وہ بیچارا اس بات سے انجان تھا کہ یہ طوفان آنے سے پہلے کی خاموشی ہے۔

وہ کچھ دیر سکتے کی حالت میں رہی تھی پھر اچانک ہی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا۔وہ لوگ اس وقت صحن میں کھڑے تھے۔زارون اس وقت پولیس کی وردی میں موجود

تھا۔اسے سوچنے سمجھنے کا موقع دیے بغیر ہی وہ اس کی گن پر حملہ آور ہوئی تھی۔اب وہ باہر کی جانب بڑھ رہی تھی۔

"او ہیلو کدھر؟"زارون اس کی اس حرکت پر بوکھلا گیا تھا۔وہ تیز تیز قدم اٹھاتی باہر کی جانب بڑھ رہی تھی۔

"تمہارا دماغ خراب ہے؟"زارون نے ایک جھٹکے سے آگے بڑھ کر اس کی کلائی پکڑے اسے روکا تھا۔

"چھوڑو مجھے...!"وہ غرائی تھی۔

"مار دوں گی میں تمہیں!"انارا نے اسے گن دکھائی تھی۔

"پاگل لڑکی!"اسے سنبھلنے کا موقع دیے بغیر ہی وہ گن اس کے ہاتھ سے لے چکا تھا۔

"اسے مجھے دو۔"وہ اس کے ہاتھ سے مسلسل گن لینے کی کوشش کر رہی تھی۔

"یہ اصلی پسٹل ہے پانی والا نہیں ہے۔"زارون نے اسے یاددہانی کروائی تھی۔

"میں اسے مار دوں گی۔جان سے مار دوں گی۔یہ دو مجھے۔"

غصے کی وجہ سے اس کا پورا وجود ہانپ رہا تھا۔

"اسے جان سے مارنے کے لیے تمہیں میری ہی گن ملی ہے؟مارنا ہے تو کسی اور چیز سے مارو۔کوئی چھری،کوئی چاقو...!"ابھی زارون کا جملہ مکمل بھی نہیں ہوا تھا کہ انارا صاحبہ بھاگتی ہوئی کچن میں گئی تھیں۔

"تم کیا کر رہی ہو؟"وہ بھی اس کے پیچھے گیا تھا۔

"یہ تم...!"اس کے ہاتھ میں تیز دھار چاقو دیکھ زارون کو خود پر ہی غصہ آیا تھا۔آخرکار یہ نایاب مشورہ اسی نے تو دیا تھا۔

"انارا چھوڑو اسے...!"زارون نے اس کے ہاتھ سے چاقو لینے کی کوشش کی تھی۔

"چھوڑو مجھے...!"انارا اس کی گرفت میں مچلی تھی۔

"ہائے اللہ!"مسلسل چیخ و پکار کی آواز سنتے ذکیہ بیگم فورا وہاں آئی تھیں۔

"میں نے کہا چھوڑو مجھے...!"وہ مسلسل مزاحمت کر رہی تھی۔مگر زارون تو پھر زارون تھا۔اس کے ہاتھ سے چاقو کھینچتے زارون نے پرے پھینکا تھا۔

"چٹاخ!"انارا نے زوردار تھپڑ زارون کی گال پر مارا تھا۔

"چٹاخ!"زارون نے فورا اینٹ کا جواب پتھر سے دیا تھا۔بہرحال یہ تھپڑ اسے ہوش میں لانے لے لیے ضروری بھی تھا۔

انارا کا سر سہی میں گھوما تھا۔ایک لمحے کے لیے تو اس کی آنکھوں کے آگے اندھیرا ہی چھا گیا تھا کیونکہ زارون نے کافی زور سے تمانچہ مارا تھا۔

ان دونوں کو اس طرح لڑتے جھگڑتے دیکھ ذکیہ بیگم کا تو بی پی ہی ہائی ہو گیا تھا۔وہ تو انارا سے ہی اتنا تنگ تھیں اور اب زارون بھی...

"اس تھپڑ کا جواب تو میں تمہیں بعد میں دوں گی۔فلحال میں مصروف ہوں۔"اسے وارننگ دیے وہ فورا کچن سے باہر نکلی تھی۔زارون بھی اس کے پیچھے گیا تھا۔

"انارا تم کہیں نہیں جا رہی ہو۔"اس سے پہلے کہ وہ گھر کی دہلیز پار کرتی وہ اس کے سامنے دیوار بن کھڑا ہوا تھا۔

"میں انارا ملک ہوں۔کسی کے باپ کی بھی نہیں سنتی۔تمہیں لگتا ہے کہ تم مجھے روک سکتے ہو؟"یہ کھلا چیلینج تھا۔

"لگتا نہیں ہے یقینا میں یہ کر سکتا ہوں بلکہ کروں گا۔"اس کا ہاتھ پکڑتے وہ اسے گھسیٹتے ہوئے کمرے میں لے گیا تھا۔

اسے ایک کرسی پر پٹختے زارون نے پہلے اس کے ہاتھ باندھے تھے۔رسی ڈھونڈنے کے لیے اسے زیادہ محنت نہیں کرنی پڑی تھی۔

"چھوڑو مجھے کرپٹ کمینے انسان!تم سب بکے ہوئے ہو۔تم چاہتے ہی نہیں ہو کہ میں اپنے مجرم کو سزا دلوا سکوں۔"

رسیوں میں جکڑی وہ مسلسل چلا رہی تھی۔

"یہ تم ٹھیک نہیں کر رہے اے۔ایس۔پی!"زارون نے ایک تیکھی مسکراہٹ اس کی جانب اچھالی تھی۔

"زارون چھوڑو مجھے...!"اس کے لبوں کی مسکراہٹ انارا کو مزید طیش دلوا گئی تھی۔اس کے ہاتھ تو بندھے ہوئے تھے مگر پیر کھلے تھے۔لہٰذا اب وہ مسلسل اپنے پیر چلا رہی تھی۔

"تو پیر بھی بندھوانے ہیں تمہیں؟"اثبات میں سر ہلاتے زارون نے اب اس کے پیر باندھے تھے۔

"تم تو ہو ہی کرپٹ،رشوت خور،ذلیل انسان!اگر اتنی ہی ہمت ہے تو ایک بار کھول دو مجھے...!"

"یہ اپنا منہ بھی بند کروانا چاہتی ہے۔"زارون نے بڑبڑاتے ہوئے اپنے اردگرد دیکھا تھا۔ایک دراز سے ٹیپ نکالے وہ اس کی جانب بڑھا رہا تھا۔

"ماجد کو میں اپنے ہاتھوں سے ماروں گی۔تم مجھے روک نہیں سکت...!"ابھی اس کے الفاظ منہ میں ہی تھے کہ زارون نے اس کے منہ پر ٹیپ لگائی تھی۔

"چوبیس گھنٹے ٹر ٹر ٹر...!اب بول کے دکھاؤ"زارون کے لبوں پر دلفریب مسکراہٹ تھی۔اسکی مسکراہٹ انارا کو جلا کر راکھ کر گئی تھی۔وہ مسلسل بولنے کی کوشش کر رہی تھی مگر سب بے سود...

"چچ...چچ...چچ...!"وہ اس کی حالت سے محظوظ ہوا تھا۔

"ایک دفعہ یہ ہاتھ اور پیر کھلنے دو۔پھر اپنا حشر دیکھنا۔"

وہ دل ہی دل میں پختہ عزم کر چکی تھی۔

"زارون کیا ہے یہ سب...؟"ذکیہ بیگم کا تو کلیجہ منہ کو ہی آ گیا تھا۔

"خالہ آپ چلیں میرے ساتھ میں سمجھاتا ہوں آپ کو۔"وہ انہیں سمجھا بجھا کر باہر لے آیا تھا۔وہ بند منہ کے ساتھ مسلسل اپنی ماں کو پکار رہی تھی۔

"زارون یہ...!"

"خالہ یہ سب بہت ضروری ہے ورنہ آپ کی پاگل بیٹی کچھ ایسا کر گزرے گی کہ ساری زندگی آپ اور میں پچھتاتے ہی رہے گے۔"زارون نے انہیں ماجد کے حوالے سے سب بتا دیا

تھا۔ذکیہ بیگم کو اچھے خاصے چکر آئے تھے۔زارون نے انارا کے کمرے کا دروازہ باہر سے لاک کر دیا تھا۔

"اسے صبح تک ایسے ہی رہنے دیں۔"اس نے ذکیہ بیگم سے التجا کی تھی۔

"اور صبح جو تمہارا اس گھر سے جنازہ اٹھے گا اس کا کیا...؟میاں کیوں خود کو آگ میں جھونک رہے ہو؟داریاء کا کیا ہو گا؟"وہ اچھا خاصا فکر مند تھیں۔ان کی بات پر وہ ناچاہتے ہوئے بھی ہنس دیا تھا۔

"آگ ہو یا پھر پانی... صبح آ کر میں دیکھ لوں گا۔آپ بس اسے مت کھولیے گا۔"انہیں تسلی دیے وہ وہاں سے گیا تھا۔ذکیہ بیگم کی آنکھوں کے سامنے اس دن کا منظر لہرایا تھا جب انارا نے یہ سلوک جافر کے ساتھ کیا تھا۔ایک طرح سے

وہ خوش بھی تھیں کہ آخر کوئی تو ہے جو ان کی سرپھری بیٹی کو قابو میں کر سکتا ہے مگر کل کے بارے میں سوچ کر وہ اچھا خاصا ڈری ہوئی تھیں۔نجانے ان کی یہ بپھری ہوئی بیٹی کل کیا کرے گی؟

وہ آج سارے دن کا تھکا ہارا کمرے میں آتے ہی بستر پر ڈھے گیا تھا۔زاروں کو آج یہ بھی یاد نا رہا تھا کہ وہ دوسرے کمرے میں رہتا ہے۔کمرے میں داخل ہوتے زاروں کو بستر پر لیٹا دیکھ داریاء کے دل میں ایک سکون اترا تھا۔وہ آہستگی سے چل کر اس کے پاس گئی تھی۔وہ جوتے پہنے آنکھیں

موندے سو رہا تھا۔اس نے یونیفارم بھی تبدیل نہیں کیا تھا۔وہ کچھ دیر اسے تکتی ہی رہی تھی پھر اس نے آہستگی سے اس کے جوتے اتارنے کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا تھا۔زاروں نے پٹ سے کھولیں تھیں۔

"یہ کام تمہیں زیب نہیں دیتا۔"وہ فورا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"تو پھر مجھے کیا زیب دیتا ہے؟"وہ چل کر اس کے قریب آئی تھی۔

"گھومنا پھرنا، پارٹیز اٹینڈ کرنا...!"یہ طنز تھا جس پر وہ مسکرا دی تھی۔

"تم بھی مجھ سے محبت کرتے ہو اور میں بھی تم سے...سب بھول جاؤ زارون!"اس کا ہاتھ پکڑے وہ التجا کر رہی تھی۔

"پلیز بھول جاؤ۔"داریاء نے اس کے سینے پر اپنا سر رکھا تھا۔

"مجھے معاف کر دو۔پلیز مجھے معاف کر دو۔"وہ پگھل رہا تھا۔شاید وہ بھی اسے معاف کرنا چاہتا تھا۔زارون نے اس کے گرد حصار قائم کرنے کی کوشش کی تھی مگر وہ یہ نہیں کر سکا تھا۔

"ہم کہیں باہر چلتے ہیں۔"داریاء کی اگلی کہی بات پر وہ ٹھٹکا تھا۔

"کسی ریسٹورنٹ میں کھانا کھانے۔"اس نے ابھی اسے معاف نہیں کیا تھا اور داریاء کا اس طرح فرمائش کرنا...یہ سب اس کی سمجھ سے باہر تھا۔

"تم نے اس مہینے کا خرچہ بھی نہیں دیا۔"زارون نے سختی سے آنکھیں میچی تھیں۔

"مل جائے گا تمہیں خرچہ!"زارون نے اسے خود سے دور کیا تھا۔

"زارون تم ناراض مت ہو مجھ سے پلیز!"داریاء ایک بار پھر اس کے قریب آئی تھی۔

"کچھ اور بھی چاہیئے تمہیں؟"زارون نے تلخ مسکراہٹ کے ساتھ پوچھا تھا۔

"زارون میں..."

"نہیں میری گڑیا!میں سیریس ہوں۔کچھ چاہیئے تو بتاؤ؟"

"وہ میں..."داریاء نے لب کاٹے تھے۔

"جو بھی چاہیئے بتاؤ مجھے۔"اس کا لہجہ بے حد نرم تھا۔

"ایک ڈریس...مگر وہ بہت مہنگا ہے۔"نظریں جھکی ہوئی تھیں۔وہ آج کل اس سے نظریں نہیں ملا پاتی تھی۔

"کتنا مہنگا ہے؟"آنکھوں میں کرب تھا اور آواز میں نمی....

معافی مانگنے کی اصل وجہ وہ سمجھ چکا تھا۔

"دو لاکھ کا ہے۔"داریاء نے بالآخر کہہ ہی دیا تھا۔وہ ہنسا تھا۔اس کی ہنسی میں بہت کچھ چھپا ہوا تھا۔

"ٹھیک ہے!میں لے دوں گا۔"داریاء نے بےیقینی سے اس کی طرف دیکھا تھا۔اگلے لمحے اس کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔

"اور کچھ چاہیئے تمہیں...؟"داریاء نے نفی میں سر ہلایا تھا۔

"اگر کچھ چاہیئے تو بتا دو۔شرماؤ مت!"ناچاہتے ہوئے بھی اس کی آنکھ سے آنسو گرا تھا۔

"مجھے فلحال اور کچھ نہیں چاہیئے۔"داریاء نے آہستگی سے کہا تھا۔

"کچھ اور کہنا ہے تمہیں؟"آنکھوں میں کرب کے ساتھ ساتھ التجا بھی تھی۔

"نہیں!"نفی میں سر ہلائے وہ وہاں سے گئی تھی۔

زارون نے بےاختیار گہری سانس خارج کی تھی۔نہایت بےدلی سے کپڑے چینج کرنے وہ واش روم میں گیا تھا۔وہ ابھی شاور لے کر باہر نکلا ہی تھا کہ اس کی سماعتوں سے داریاء کے چیخ ٹکرائی تھی۔وہ بھاگتا ہوا باہر گیا تھا۔وہ لاؤنچ میں

موجود صوفے پر ڈری سہمی کھڑی تھی۔

"کیا ہوا؟"وہ بہت زیادہ پریشان ہو گیا تھا۔زاروں کو دیکھتے وہ فورا صوفے سے نیچے اترے اس کے چوڑے سینے میں منہ چھپائے

پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔

"داریاء کیا ہوا؟"وہ بے حد پریشان ہوا تھا۔

"وہ...!"داریاء نے ڈرتے ہوئے ایک طرف اشارہ کیا تھا۔

"کیا...؟"وہ نہیں سمجھا تھا۔

"وہ وہاں پر...کک...کاکروچ...!"وہ بری طرح لرز رہی تھی۔

"کاکروچ...؟"زاروں کا دماغ اچھا خاصا گھوما

تھا۔

"تم میرے پاس آنے کے بہانے ڈھونڈھ رہی ہو؟"زاروں نے اسے خود سے دور کیا تھا۔

"نہیں!تمہیں پتا ہے مجھے ڈر لگتا ہے۔"مسلسل آنسو بہاتے داریاء نے اس کے قریب آتے اس کی شرٹ مضبوطی سے پکڑی تھی۔

"او پلیز!"زارون نے اسے ایک بار پھر پرے دھکیلا تھا۔

"تم تو سر سے پیر تک ہو ہی جھوٹ...میں کیسے مان لوں کہ تمہارا یہ ڈر سچا ہے؟"وہ واضح طور پر اس کا مذاق اڑا رہا تھا۔

"تمہارے ان ڈراموں کے لیے میرے پاس وقت نہیں ہے۔"وہ ایک تنفر بھری نگاہ اس پر ڈالے گھر سے باہر گیا تھا۔

"زارون...!"وہ مسلسل اسے پکارتی رہی تھی مگر زارون نے تو جیسے اپنے کان ہی سل لیے تھے۔داریاء ڈرتے ڈرتے ایک بار پیر اوپر کیے صوفے پر بیٹھی تھی۔اب وہ مسلسل ڈرتے ہوئے اپنے اردگرد دیکھ رہی تھی۔

"آہ...!"اسے اچانک ہی واپس کاکروچ دکھا تھا۔وہ مزید سمٹی تھی۔

"تم جھوٹے ہو زارون!تم جھوٹے ہو۔تمہیں مجھ سے کبھی محبت نہیں تھی۔اگر تمہیں مجھ سے محبت ہوتی تو تم اس طرح مجھے کاکروچ کے ساتھ اکیلا چھوڑ کر نا جاتے۔"

وہ اگلے ایک گھنٹے تک صوفے پر بیٹھی سسکتی رہی تھی۔نا تو وہ کاکروچ اپنی جگہ سے ہلا تھا اور نا داریاء...ایک گھنٹے بعد کاکروچ سے نظر بچاتے اور ہمت جمع کرتے وہ بھاگتی ہوئی کمرے میں گئی تھی۔

رات کے تقریبا گیارہ بجے زارون کا فون بجا تھا۔ڈی۔ایس۔پی صاحب کا فون دیکھ وہ ٹھٹکا تھا۔

"زارون یہ کیا حرکت کی ہے تم نے؟"فون اٹھاتے ساتھ ہی وہ اس پر بھڑکے تھے۔

"میں نے...؟"وہ حیران ہوا تھا۔

"آخر کس بنیاد پر تم نے آج ایک بےقصور شخص کو پکڑا ہے؟"ایک لمحے کے لیے وہ سوچ میں پڑ گیا تھا پھر اچانک ہی اسے یاد آیا تھا۔

"ماجد...؟"اس نے تو آج اسے ہی گرفتار کیا تھا۔

"ہاں وہی،فورا چھوڑو اسے۔"اس کا لہجہ بہت سخت تھا۔

"مگر سر...!"

"مگر اگر کچھ نہیں زارون!جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو ورنہ تمہارے ساتھ میری وردی بھی اتر جائے گی۔"زارون کو شاک لگا تھا۔یعنی معاملہ اتنا سیدھا تھا نہیں جتنا

وہ سمجھ رہا تھا۔

"سر میں اسے ایسے نہیں چھوڑ سکتا۔اس پر ایسڈ کیس ہے۔"زارون کو اپنے ملک کے سسٹم پر شدید افسوس ہوا تھا۔

"کیا ثبوت ہے تمہارے پاس؟"وہ ایک لمحے کے لیے لاجواب ہو گیا تھا۔

"اس کے خلاف تھانے میں رپورٹ درج ہے۔اور پولیس کا تو کام ہے مجرم کو پکڑنا۔"

"جو بھی ہے اسے ابھی کے ابھی چھوڑو۔پیچھے سے آرڈرز ہیں۔"سختی سے کہتے انہوں نے فون رکھا تھا۔

غصے کی وجہ سے زارون کے ماتھے کی رگیں تنی تھیں۔یعنی ماجد کوئی معمولی شخص نہیں تھا۔

صبح سات بجے کے قریب وہ ذکیہ بیگم کے گھر گیا تھا۔زارون نے آہستگی سے انارا کے کمرے کا لاک کھولا تھا۔اس کی آنکھیں بند دیکھ زارون کو سانس آئی تھی۔اب وہ

دبے پاؤں اس تک گیا تھا۔اس کا ارادہ اس شیرنی کو کھول کر چپ چاپ یہاں سے رفو چکر ہونے کا تھا۔بعد میں اس کی بلا سے وہ جو مرضی کرے۔زارون نے اب نہایت آرام سے اسے کھولا تھا۔اس کے ہاتھوں پر رسیوں کے نشان دیکھ ایک لمحے کے لیے اسے افسوس ہوا تھا۔

"میری غلطی نہیں ہے۔یہ خود ہی اتنا ہل جل رہی تھی اسی لیے یہ سب ہوا۔"اگلے ہی لمحے وہ خود کو ہر چیز سے بری الزمہ کر چکا تھا۔انارا کے ہاتھ پیر کھولنے کے بعد اب زارون

نے اس کے منہ پر سے ٹیپ ہٹانے کے لیے ہاتھ آگے بڑھائے تھے۔

"ایسے تو بھوتنی اٹھ جائے گی۔"اس نے سوچتے ہوئے اپنا ارادہ ترک کیا تھا۔اب وہ دبے پاؤں واپس جانے کے لیے مڑا ہی تھا کہ انارا نے اس کے کندھے سے اس کی شرٹ کو

دبوچا تھا۔زارون نے گہری سانس خارج کرتے نرمی سے اس کا ہاتھ ہٹایا تھا۔اب وہ مسکراتا ہوا اس کی جانب مڑا تھا۔

"کیسی گزری رات؟"زارون کی آنکھوں میں شرارت تھی۔اس کی بات انارا کو مزید تپا گئی تھی۔

"بہت اچھی!"اس نے لبوں پر دلفریب مسکراہٹ سجائے کہا تھا۔زارون کا تو منہ ہی کھل گیا تھا۔کم از کم اسے اس جواب کی توقع ہرگز نہیں تھی۔

"میں ماجد سے ملنا چاہتی ہوں۔صرف ملنا..."انارا کی وضاحت پر زارون کی رکی ہوئی سانس واپس بحال ہوئی تھی۔

"ممکن نہیں ہے۔"زارون نے افسوس سے سر ہلایا تھا۔

"کیوں...؟"وہ جھنجھلائی تھی۔

"چھوڑ دیا ہے اسے۔"وہ نظریں چرا گیا تھا۔وہ کچھ لمحے ساکت رہی تھی۔پھر اچانک ہی اس کے لبوں پر طنزیہ مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔

"یقیناً آپ کو کال آئی ہو گی۔"وہ پر اعتماد تھی۔

"تمہیں کیسے پتا؟"زارون حیران ہوا تھا۔

"مجھے اندازہ تھا اس لیے تو کل رات میں اس کے پاس جانا چاہتی تھی۔"

"مطلب...؟"وہ واقعی نہیں سمجھا تھا۔

"وہ کوئی عام انسان نہیں ہے زارون!بڑے بڑے سیاست دانوں سے تعلقات ہیں اس کے۔وہ اور اس کا پورا گینگ ان نام نہاد شرفاء کے کالے کارناموں میں ان کی مدد کرتا ہے۔اب وہ نام نہاد شرفاء اتنی آسانی سے تو اپنے رازدار اور وفادار ساتھی کو نہیں چھوڑ سکتے نا...!"زارون کو شاک لگا

تھا۔وہ کچھ دیر سوچتا رہا تھا پھر اس نے گہری سانس خارج کی تھی۔

"سارے مجرموں کا تو تمہیں پتا ہے تو پھر میں پولیس میں کیا کر رہا ہوں؟"اسے واقعی خود پر غصہ آیا تھا۔وہ تو ماجد

کو بس ایک آوارہ شخص ہی سمجھ رہا تھا۔

"میرے خیال سے مکھیاں مار رہے ہیں۔"انارا نے موقع کا بھرپور فائدہ اٹھایا تھا۔زارون بس اسے گھور ہی سکا تھا۔

"ناشتہ مل سکتا ہے کیا؟"زارون کی اس بے تکلفی پر وہ حیران ہوئی تھی۔

"نہیں...!"انارا نے ڈھٹائی سے جواب اس کے منہ پر مارا تھا۔

"بے مروتی کی بھی حد ہوتی ہے۔"زارون نے اسے شکوہ کناں نگاہوں سے دیکھا تھا۔

"میرے ہاتھ پیر باندھتے ہوئے جتنی مروت آپ نے دکھائی ہے نا،اس کے بدلے تو یہ کچھ بھی نہیں ہے۔"وہ صحیح وقت پر اپنے انداز میں بدلہ لینے کا پورا پورا ارادہ رکھتی تھی۔

"ٹھیک ہے تو پھر میں جا رہا ہوں۔"زارون نے منہ بسورے کہا تھا۔

"داریاء نے کھانا پانی بند کر دیا ہے کیا؟"انارا نے طنز کیا تھا۔اس کے اس طنز پر زارون کا رنگ ایک لمحے کے لیے فق پڑا تھا۔داریاء نے تو ناشتہ بنایا تھا مگر صبح ہی صبح کسی بات پر ان کا جھگڑا ہوا تھا جس وجہ سے وہ بغیر ناشتہ کیے ہی گھر سے چلا گیا تھا۔

"کیا یاد کرو گے بنا دیتی ہوں ناشتہ!"یہ انارا ملک کا زارون سکندر پر احسان تھا۔

"بنانا آتا بھی ہے؟"زارون واپس سے موڈ میں آ چکا تھا۔

"یہ کھا کر بتائیں گا اے۔ایس۔پی صاحب!"انارا نے آنکھیں چھوٹی کیے اسے گھوری سے نوازا تھا۔زارون نے مسکرا کر کندھے اچکائے تھے۔

ناشتے کے بعد وہ دونوں لاؤنج میں بیٹھے کافی پی رہے تھے تبھی زارون انارا سے مخاطب ہوا تھا۔

"کیس کرو گی؟"انارا نے چونک کر اس کی طرف دیکھا تھا۔

"ہاں کروں گی۔"لہجہ پر اعتماد تھا۔زارون کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔

"کافی مشکل ہو گا مگر تم ہمت مت..."

"دارياء اور آپ کے درمیان سب ٹھیک ہے؟"زارون کے چہرے کا رنگ پل میں زرد پڑا تھا۔

"ہاں!"اس نے سنبھل کر جواب دیا تھا۔

"وہ آئی نہیں مجھ سے ملنے؟"

"وہ اصل میں وہ...اس کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی۔"

اس وقت اسے یہی بہانہ سوجھا تھا۔

"کیا ہوا اس کی طبیعت کو...؟"اسے اچھی خاصی تشویش ہوئی تھی۔

"ہاں بس موسمی بخار ہے۔"زارون نے سرسری سا جواب دیا تھا۔

"اچھا!"انارا نے سمجھتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"تم بائیک چلاتی تھی؟"زارون کو اچانک ہی یاد آیا تھا۔اس نے انارا کے گھر ہیوی بائیک دیکھی تھی۔وہ سمجھ گیا تھا کہ یقیناً انارا ہی چلاتی ہو گی۔

"ہاں چلاتی تھی۔"وہ مدھم سا مسکرائی تھی۔

"اب کیوں نہیں چلاتی؟"

"دل نہیں کرتا۔"وہ بے بسی سے ہنسی تھی۔

"کیوں نہیں کرتا؟"

"ویسے ہی!"

"خود کو اس طرح اذیت مت دو انارا!وہ سب کرو جس سے تمہیں خوشی ملتی ہے۔لوگوں کی پرواہ کرنا چھوڑ دو۔وہ کرو جو آج سے پہلے کبھی کسی نے نہیں کیا۔"زارون نے ایک

نرم مسکراہٹ اس کی جانب اچھالی تھی۔یہ ہمدردی تھی یا پھر کچھ اور...انارا کے دل نے بیٹ مس کی تھی۔وہ ناچاہتے ہوئے بھی اسے چاہنے پر مجبور ہو جاتی تھی۔

پہلے وہ اس سے دور تھا تب بھی انارا کی محبت میں اتنی شدت تھی۔اب تو وہ ہمیشہ اس کے ساتھ ہوتا تھا تو وہ کیسے خود کو اس سے محبت کرنے سے روک سکتی تھی۔ہر گزرتے دن کے ساتھ ساتھ اس کا دل باغی ہوتا جا رہا تھا۔

"کہاں جا رہی ہے تو...؟"انارا کو تیار کھڑا دیکھ ذکیہ بیگم نے اس سے پوچھا تھا۔

"داریاء سے ملنے!"کہتے ساتھ ہی وہ تیزی سے گھر سے باہر نکلی تھی۔

"کم بخت کہیں کی!مجھے بھی ساتھ لے جاتی۔"وہ پیچھے سے مسلسل اسے صلواتیں سنا رہی تھیں۔

زارون کے فلیٹ کے باہر کھڑے ہوتے انارا نے گھنٹی بجائی تھی۔

"آپی...!"انارا کو سامنے کھڑے دیکھ وہ بہت خوش ہوئی تھی۔

"اندر نہیں بلاؤ گی؟"انارا کے کہنے پر داریاء نے فورا راستہ چھوڑا تھا۔

"کیسی طبیعت ہے اب تمہاری؟"لاؤنج میں بیٹھتے انارا نے بہت اپنائیت سے پوچھا تھا۔

"میری طبیعت؟"وہ حیران ہوئی تھی۔

"زارون نے بتایا تھا کہ تمہیں بخار ہے۔"

"جی اب بہتر ہوں۔"اسے عجیب تو لگا تھا آخر زارون نے کیوں انارا سے جھوٹ بولا تھا۔

"داریاء!"انارا اٹھ کر اس کے پاس آئی تھی۔

"میں چاہتی ہوں کہ ہمارے درمیان سب ٹھیک ہو جائے۔"

انارا نے اس کے ہاتھ پر دباؤ دیے کہا تھا۔

"آپی ہمارے درمیان سب ٹھیک ہے۔آپ بیٹھیں میں آپ کے لیے کچھ لے کر آتی ہوں۔"اتنے دنوں بعد کسی اپنے کو سامنے دیکھ وہ واقعی بے حد خوش تھی۔

"داریاء مہندی والے دن جو بھی ہوا میں چاہتی ہوں کہ تم بھول جاؤ۔"داریاء کا رنگ پل میں فق پڑا تھا۔

"تم میری بہن ہو۔تم نے اس دن جو بھی کیا میں بھول چکی ہو اور چاہتی ہوں کہ تم بھی بھول جاؤ۔"داریاء بدقت مسکرائی تھی۔

"ویسے تمہیں ہوا کیا تھا؟"

"انارا...؟"زارون ابھی کمرے سے باہر نکلا تھا۔انارا کو اپنے گھر میں دیکھ اسے خوشی ہوئی تھی۔

"جی انارا!میں نے سوچا آپ کی بیگم کی خیریت معلوم کر لوں اور کچھ مسائل بھی تھے جنہیں حل کرنا لازمی تھا۔"وہ مسکرا کر اس کے مقابل کھڑی ہوئی تھی۔ان دونوں کے درمیان اتنی بے تکلفی داریاء کو حیرت میں مبتلا کر گئی تھی۔

"کیسے مسائل...؟"زارون بھی جواباً مسکرایا تھا۔

"جب داریاء ہمارے گھر رہنے آئی تھی تب ہماری صلح ہو گئی تھی مگر پھر لڑائی ہو گئی۔"داریاء کی ڈھڑکن معمول سے تیز ہوئی تھی۔ماتھے پر پسینے کی ننھی ننھی بوندیں

نمودار ہوئی تھیں۔

"کیسی لڑائی؟"داریاء کا دل مٹھی میں آیا تھا۔ہر گزرتے سیکنڈ کے ساتھ اسے سب ختم ہوتا دکھائی دیا تھا۔اگر انارا زارون کو اس دن کی روداد سنا دیتی تو سب ختم ہو جانا تھا۔

"کچھ خاص نہیں بس داریاء کی طبیعت شاید کچھ ٹھیک نہیں تھی۔پہلے ڈاکٹر اور شاید اپنی کسی دوست..."انارا کے الفاظ ابھی منہ میں ہی تھے کہ داریاء نے میز پر پڑا گلاس بہت زور سے اٹھا کر زمین پر۔پٹخا تھا۔زارون اور انارا دونوں ہی بری طرح چونکے تھے۔

"نکلو میرے گھر سے!"وہ اس کے مقابل کھڑی ہوئی تھی۔آنکھوں میں خون اترا تھا۔

"کیا کہا تم نے...؟"انارا کو لگا کہ اسے سننے میں غلطی ہوئی ہے۔

"نکلو یہاں سے۔"داریاء نے اسے بازو سے دبوچا تھا۔

"تمہارا دماغ ٹھیک ہے؟"انارا کو اس کی گرفت سے آزاد کرواتے زارون داریاء پر گرجا تھا۔

"دماغ بھی ٹھیک ہے اور آنکھیں بھی،اسی کی وجہ سے...

اسی کی وجہ سے تم میرے ساتھ یہ سب کر رہے ہو نا؟یہی ہے ساری فساد کی جڑ!"انارا کا دماغ ایک لمحے کے لیے سن پڑ گیا تھا۔

"کیا یہ داریاء تھی؟"وہ محض سوچ ہی سکی تھی۔

"داریاء چپ چاپ کمرے میں جاؤ۔بلاوجہ تماشہ کھڑا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔"زارون دبا دبا سا غرایا تھا۔

"میں کیوں کہیں جاؤں۔یہ میرا گھر ہے اور تم میرے شوہر ہو۔اور تم...!"وہ چل کر انارا کے پاس آئی تھی۔

"اپنا گھر تو بسا نہیں سکی اس لیے اب میرے شوہر پر ڈورے ڈال رہی ہو۔"وہ محض الفاظ نہیں تھے وہ چابک تھا وہ سیدھا انارا کے دل پر لگا تھا۔وہاں مزید کھڑے رہنا اس کے لیے اب ناممکن تھا۔وہ بھاگتی ہوئی وہاں سے گئی تھی۔

"تم...!"زارون داریاء کی عقل پر افسوس کرتا انارا کے پیچھے گیا تھا۔وہ مسلسل اسے آوازیں دیتا رہا تھا مگر انارا نہیں رکی تھی۔داریاء نڈھال سی صوفے پر بیٹھی تھی۔آنسو مسلسل بہہ رہے تھے۔

وہ لڑکھڑاتے قدموں کے ساتھ اپنے فلیٹ کا دروازہ کھولنے کی کوشش کر رہا تھا مگر اس سے صحیح طرح سے چابی لگائی ہی نہیں جا رہی تھی۔وہ نشے میں اس قدر دھت تھا کہ اسے گھنٹی بجانے یا دروازہ کھٹکھٹانے کا خیال ہی نہیں آیا تھا۔وہ کب سے اپنے فلیٹ کے دروازے پر کھڑی چھپ کر یہ منظر دیکھ رہی تھی۔اس بات کا یقین کرتے کہ زارون مکمل طور پر نشے میں دھت ہے زرنش قدم قدم چلتی اس

تک آئی تھی۔

"زارون...!"زرنش نے آہستگی سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو چلو گھر چلتے ہیں۔"زرنش نے اس کا ہاتھ تھاما تھا۔

"دد...داریاء..."وہ اس وقت بالکل بھی ہوش میں نہیں تھا۔

"ہاں داریاء!"زرنش مسکراتے ہوئے اس کے قریب ہوئی تھی۔

"چلو گھر چلتے ہیں۔"اب وہ اسے سہارا دیے اپنے فلیٹ پر لے جا رہی تھی۔وہ بھی چپ چاپ گرتے پڑتے اس کے ساتھ جا رہا تھا۔وہ اسے اپنے کمرے میں لے آئی تھی۔بستر کے قریب آتے اس نے زارون کو چھوڑا تھا۔

"تم لیٹو میں ابھی آتی ہوں۔"وہ مسلسل منہ میں کچھ بڑبڑاتے بستر پر ڈھے گیا تھا۔

زرنش نے کچن میں آتے فورا کافی بنائی تھی۔اس نے کافی میں نشہ آور دوا ملائی تھی۔

"زارون یہ پی لو۔"زرنش اس کے قریب بیٹھی تھی۔زارون مسلسل نیند میں کچھ بڑبڑائے جا رہا تھا۔

"زارون اٹھو یہ پی لو۔اپنی داریاء کی بات نہیں مانو گے۔"زارون نے فورا آنکھیں کھولیں تھیں۔

"اٹھو شاباش!"زرنش نے اسے سہارا دیے اٹھایا تھا۔

"داریاء!"اس کی زبان پر ایک ہی ورد تھا۔

"ہاں داریاء ہی ہوں۔"اسے کافی پیتا دیکھ زرنش نے ایک بار پھر اسے یقین دلایا تھا۔

"تم اچھی نہیں ہو داریاء!"وہ ایک بار پھر آنکھیں بند کیے بڑبڑا رہا تھا۔زرنش کے لبوں پر مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی جو کہ زارون کے اگلے کہے جملے پر سمٹی تھی۔

"لیکن مجھے پھر بھی تم سے محبت ہے۔"

“I love you!”

"میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں میری کانچ کی گڑیا!"وہ مسلسل نشے میں داریاء سے اپنی محبت کا اظہار کر رہا تھا۔زرنش کا حلق تک کڑوا ہوا تھا۔

"داریاء کا دیوانہ نا ہو تو!"وہ غصے سے وہاں سے گئی تھی۔

صبح تقریبا نو بجے زارون کی آنکھ کھلی تھی۔اس کے سر میں ایک ٹھیس سی اٹھی تھی۔اپنا سر تھامتے وہ بامشکل اٹھ کر بیٹھا تھا۔اپنے اردگرد دیکھ اسے شدید جھٹکا لگا تھا۔یہ کمرہ...یہ اس کا کمرہ نہیں تھا۔وہ فورا بستر سے نیچے اترا تھا۔کمرے کی حالت دیکھ زارون کو کسی انہونی کا احساس ہوا تھا۔ہر چیز بکھری پڑی تھی۔اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ سوچتا اس کی سماعتوں سے نسوانی سسکیوں کی آواز ٹکرائی تھی۔

وہ قدم آگے بڑھا گیا تھا۔کمرے کے ایک کونے میں زری کو سسکتے دیکھ زارون کے پیروں تلے زمین ہی کھسک گئی تھی۔اس کی حالت دیکھ وہ نظریں چرانے پر مجبور ہو گیا تھا۔

"تم نے مجھے برباد کر دیا زارون!"اسے دیکھ وہ اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔زارون کا دماغ بالکل سن تھا۔وہ اس وقت کچھ بھی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتا تھا۔

"تم نے کل رات میرے ساتھ...!"وہ ہاتھوں میں منہ چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔

"نہیں... نہیں...!"زارون نے بے اختیار قدم پیچھے اٹھائے تھے۔

"تم جھوٹ بول رہی ہو۔تم جھوٹ بول رہی ہو۔"وہ مسلسل نفی میں سر ہلا رہا تھا۔

"تم نے میری عزت لوٹ لی زارون!"وہ چیخی تھی۔

"چپ ہو جاؤ!خاموش ہو جاؤ۔"وہ اپنے بال نوچ رہا تھا۔

"میں...میں یہاں کیسے...؟"بہت یاد کرنے پر بھی اسے کچھ یاد نہیں آ رہا تھا۔

"رات کو گھنٹی بجی تو میں نے دروازہ کھول دیا۔تم فورا سے اندر داخل ہو گے۔"وہ اپنے ہاتھوں سے اپنے برہنہ کندھے کو چھپاتے گویا ہوئی تھی۔

"تم جھوٹ بول رہی ہو۔میں ایسا کچھ نہیں کر سکتا۔"وہ زمین پر بیٹھتا چلا گیا تھا۔

"میں ایسا نہیں کر سکتا۔میں داریاء کے ساتھ یہ خیانت نہیں کر سکتا۔"وہ رو رہا تھا۔

"تم نشے میں تھے زارون!میں نے بہت منت کی تھی لیکن تم نے میری ایک نہیں سنی۔"وہ ہچکیوں سمیت رو رہی تھی۔

"تم جھوٹ بول رہی ہو زری!مجھے ایسا کچھ بھی یاد نہیں ہے۔"وہ بھی ڈھاریں مار کر رو رہا تھا۔

"تم نے میری عزت لوٹ لی زارون!"زری کی بات یاد کرتے زارون نے بےاختیار اپنی پیشانی مسلی تھی۔

"زارون ناشتہ لگا دوں؟"داریا نے بہت نرمی سے کہا تھا۔

"نہیں!"اس کی آواز میں تھکان تھی۔

"کل رات کہاں تھے تم؟"وہ بستر پر چت لیٹا ہوا تھا جب وہ اس کے سرہانے آ کر بیٹھی تھی۔

"پتا نہیں!" آنکھیں بند کیے وہ بڑبڑایا تھا۔

"زارون میں غلط ہوں تو سزا مجھے دو۔یوں خود کو کیوں اذیت پہنچا رہے ہو؟"

"داریاء پلیز مجھے کچھ دیر کے لیے اکیلا چھوڑ دو۔"اس کا سر درد سے پھٹا جا رہا تھا۔وہ اس وقت کچھ بھی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتا تھا۔

"پہلے تم وعدہ کرو کہ آج کے بعد کبھی اس طرح ساری رات گھر سے باہر نہیں رہو گے۔"داریاء نے نرمی سے اپنا ہاتھ اس

کے کندھے پر رکھا تھا۔زارون نے فوراً ہی اس کا ہاتھ جھٹک دیا تھا۔

"ہمارے درمیان کیا ایسا کچھ بچا ہے جس کی بنیاد پر تم مجھ سے یہ سب کہہ سکو؟"وہ اچھا خاصا مشتعل ہوا تھا۔

"زارون میں تو بس...!"

"داریاء پلیز مجھے بخش دو۔چلی جاؤ یہاں سے،میرے گھر سے چلی جاؤ۔"وہ چیخا تھا۔داریاء کا ننھا سا دل بری طرح سہما تھا۔

"تم مجھے گھر سے نکال رہے ہو؟"یقین کرنا بے حد مشکل تھا۔

"ہاں نکال رہا ہوں۔پلیز چلی جاؤ۔جان چھوڑ دو میری!"

زارون نے اٹھتے ساتھ ہی بے بسی سے اس کے آگے ہاتھ جوڑے تھے۔وہ کچھ دیر بت بنی وہی بیٹھی رہی تھی پھر بنا کچھ کہے وہ بوجھل قدموں سے وہاں سے گئی تھی۔

وہ اپنے بال نوچتے ہوئے بستر پر ڈھے گیا تھا۔

(دو مہینے بعد)

آج انارا کے کیس کی ہیرنگ تھی اور توقع کے عین مطابق انہیں اگلی پیشی کی تاریخ دی گئی تھی۔یہ کیس اتنا

مشکل نہیں تھا اگر ماجد کے اتنے اثرورسوخ نا ہوتے۔وہ تھکی ہاری گھر واپس آئی تھی۔کمرے میں آتے ساتھ وہ اپنا ضبط کھوئے رو دی تھی۔وہ کمزور نہیں تھی مگر لوگوں

کی باتیں اس کی برداشت سے باہر ہوتی جا رہی تھیں۔یوں روز روز تھانہ کچہری کے چکر لگاتے اب اس کی بس ہو چکی تھی۔وہ بے گناہ ہوتے ہوئے بھی مجرم بنی تھی۔

وہ بستر پر سر پکڑے بیٹھی تھی جب دروازہ ناک ہوا تھا۔

"کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟"زارون کو دیکھ وہ اپنا ضبط کھوئے بھاگ کر اس کے پاس گئی تھی۔

"میں ہار رہی ہو زارون!"بےاختیاری میں وہ اس کے گلے لگی تھی۔زارون نے چونکتے اسے فورا ہی خود سے دور کیا تھا۔پچھلے کچھ عرصے سے اسے انارا کی حرکتیں کچھ عجیب لگ رہی تھیں۔وہ ہر چیز میں مکمل طور پر اسی پر انحصار کر رہی تھی جو کہ زارون کو بالکل اچھا نہیں لگ رہا تھا۔

“I am sorry!”

اپنی بے باکی کا احساس ہوتے وہ شرمندہ ہوئی تھی۔

"انارا تمہیں ہمت کرنی ہو گی۔"زارون نے نظریں چراتے کہا تھا۔

"مجھے نہیں لگتا کہ یہ کیس میں جیتوں گی۔"

"تم ایسے ہمت مت ہارو۔کچھ نا کچھ ہو جائے گا۔"زارون اچھے سے جانتا تھا کہ انارا کا کیس بہت مضبوط ہے اور اس کیس کو جان بوجھ کر کمزور کیا گیا ہے۔اس عرصے میں اس نے ماجد تک پہنچنے کی بہت کوشش کی تھی مگر وہ اس تک نہیں پہنچ سکا تھا۔وجہ اس کے تعلقات تھے۔

"کیا ہو گا...؟"وہ چیخی تھی۔

"عجیب عجیب سوال پوچھے جاتے ہیں مجھ سے۔کوئی ہتک سے دیکھتا ہے تو کوئی ترس کی نگاہ سے...جب میں کہہ رہی ہوں کہ وہ ماجد ہی تھا تو کیوں یہ لوگ مجھ سے گواہ اور ثبوت مانگ رہے ہیں؟کہاں سے لاؤں میں گواہ اور ثبوت...؟"وہ نفی میں سر ہلاتی زمین پر بیٹھتی چلی گئی تھی۔

"یہ دنیا صرف امیروں کی ہے۔یہاں انصاف بھی صرف امیروں کو ملتا ہے۔ہم غریبوں کے حصے میں صرف صبر آتا ہے اور انصاف کے لیے قیامت تک کا انتظار..."وہ بری طرح ٹوٹ رہی تھی۔

"تم ٹھیک کہہ رہی ہو انارا! یہاں ایسے ہی ہوتا ہے۔"وہ اس کے قریب آ کر بیٹھا تھا۔

"اس لیے تو میں چاہتا ہوں کہ تم اس نظام کو بدل دو۔میں چاہتا ہوں کہ تم ہمت نا ہارو بلکہ ہر اس مظلوم لڑکی کے لیے مثال بنو جو انصاف کے لیے آواز اٹھانے سے ڈرتی ہے۔میں جانتا ہوں کہ ہمارا نظام ناقص ہے اور یہاں انصاف بہت مشکل ہے۔"وہ سانس لینے کو رکا تھا۔وہ نم آنکھوں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"انارا!"زارون نے اسے نرمی سے پکارا تھا۔

"جب حق مانگنے سے نا ملے تو اسے چھین لینا چاہیئے۔"وہ دونوں ہی ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھ رہے تھے۔

"میں چاہتا ہوں تم کچھ ایسا کرو جو آج سے پہلے کبھی کسی نے نا کیا ہو۔ایک مثال بنو انارا!"زارون نے ایک نرم مسکراہٹ اس کی جانب اچھالی تھی۔وہ بھی نم آنکھوں سے مسکر دی تھی۔

"چلو اٹھو اب کچھ کھانے کو دے دو۔بہت بھوک لگی ہے۔"اب کی بار وہ دل کھول کر ہنسی تھی۔

"جب کھانا پینا اسی گھر سے ہے تو پھر اپنا بستر بھی یہی لگا لیں۔"وہ شرارت سے کہتی کچن کی جانب بڑھی تھی۔

"آئیڈیا اچھا ہے۔"زارون بھی اس کے پیچھے کچن میں گیا تھا۔

"میں آپ کو سارا دن اپنے گھر میں برداشت نہیں کر سکتی۔"اس کی آنکھوں میں ہنوز شرارت تھی۔

"پھر آفر کیوں کی تھی؟"وہ خفا ہوا تھا۔

"طنز اور آفر میں بہت فرق ہوتا ہے۔"روٹی بیلتے انارا نے اسے باور کروانا ضروری سمجھا تھا۔

"ویسے کھانے میں کیا بنا ہے؟"اگر کوئی اور وقت ہوتا تو زارون ضرور انارا سے لڑتا مگر اس وقت بھوک اس کے حواسوں پر غالب ہوئی تھی۔

"ٹینڈے...!"ایک لمحے کے لیے اس کے پیر منجمند ہو گئے تھے ذہن کہی اور گیا تھا۔کہیں بہت پیچھے...

"ویسے کیا بنایا ہے آج...؟"

"گیس کرو...

"تم بتا دو نا..."

"تمہاری فیورٹ ڈش۔"

"بریانی...!"

"میں نے ٹینڈے بنائے ہیں۔"

"نہیں....!"

"کہہ دو کہ یہ جھوٹ ہے۔"

"نہیں میرے پیارے شوہر!یہ سچ ہے۔"

"اگر تمہیں پسند نہیں ہیں تو میں کچھ اور بنا دیتی ہوں۔"اس کے چہرے کا اڑا رنگ دیکھ کر انارا نے فراخ دلی سے آفر دی تھی۔

"نہیں!ایسی کوئی بات نہیں ہے۔مجھے بہت پسند ہیں۔"وہ بدقت مسکرایا تھا۔

"اچھی بات ہے ویسے بھی رزق کو انکار نہیں کرتے۔"انارا نے توے سے چپاتی اتارے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا تھا۔

زارون ساکت ہو گیا تھا۔ایک بار پھر وہ یاد آئی تھی۔وہ ہمیشہ ہی اسے یاد آتی تھی۔وہ اسے بھولا ہی کب تھا۔وہ اسے خود کو بھولنے ہی کب دیتی تھی۔

"ویسے جو بھی ملے نا انسان کو شکر ادا کر کے کھا لینا چاہئیے۔جب ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں نا تو وہ ہمیں پہلے سے بھی زیادہ اچھی چیز سے نوازتا ہے۔"زارون نے سختی

سے آنکھیں میچے قدم پیچھے کی جانب اٹھائے تھے۔

"زارون کہاں جارہے ہو؟"اسے باہر جاتا دیکھ انارا نے حیرت سے پوچھا تھا۔

"کچھ کام یاد آگیا ہے۔جانا ضروری ہے۔"وہ رکا نہیں تھا۔شاید وہ اپنی آنکھوں کی نمی چھپا رہا تھا۔

"مگر کھانا...؟"

"مجھے بھوک نہیں ہے۔"وہ تیزی سے کہتے ساتھ ہی گھر سے باہر گیا تھا۔

وہ فلیٹ میں داخل ہوتے نڈھال سی حالت میں صوفے پر ڈھے گیا تھا۔ہر چیز بکھری پڑی تھی۔زارون نے افسوس سے ایک نظر اپنے گھر کو دیکھا تھا جو کہ صرف اب مکان تھا۔فرش،ٹیبل،فرنیچر ہر چیز مٹی سے اٹی ہوئی تھی۔وہ صفائی نہیں کرتا تھا اگر کرتا بھی تھا تو سب کچھ خود بہ خود

ہی بکھر جاتا تھا۔اس گھر کو سنبھالنے والی،اسے جنت بنانے والی اب وہاں موجود نہیں تھی مگر اس کے دل پر وہ آج بھی قابض تھی۔

"دارياء پلیز مجھے بخش دو۔چلی جاؤ یہاں سے،میرے گھر سے چلی جاؤ۔"اپنی بات یاد کرتے زارون کی آنکھ سے ایک آنسو پھسل کر گال پر گرا تھا۔وہ چلی تو گئی تھی۔اس سے دور،بہت دور...

ابھی وہ اپنے خیالات کی دنیا میں ہی گم تھا کہ اس کا فون بجا تھا۔زری کی کال دیکھ زارون کی آنکھوں میں خون اترا

تھا۔وہ کسی صورت اس کی جان نہیں چھوڑ رہی تھی۔ان دو مہینوں میں زارون نے اس سے کوئی تعلق نا رکھا تھا اور نا ہی اس کی کوئی بات سنی تھی۔ مگر زری نے اس کا پیچھا ہر گز نہیں چھوڑا تھا۔وہ اسی طرح سے کبھی اس کے فلیٹ آ جاتی تھی تو کبھی کالز کر کے اسے تنگ کرتی تھی۔ آج تنگ آ کر زارون نے اس کی کال ریسیو کر ہی لی تھی۔

"شکر ہے تم نے میری کال ریسیو کر لی۔"اس کے لہجے سے صاف خوشی چھلک رہی تھی۔

"آخر کیا مسئلہ ہے تمہارے ساتھ...؟کیوں مجھے پریشان کر رہی ہو؟"صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے زارون نے بےزاری سے کہا تھا جبکہ اس کی آنکھیں بند تھیں۔

"میں تم سے محبت کرتی ہو زارون!"اس کے لہجے میں کرب تھا۔پہلے پہل وہ بس داریاء کی ضد میں آ کر زارون کو پانا

چاہتی تھی مگر اب...اب وہ اسے دیوانگی کی حد تک چاہنے لگی تھی۔

"عجیب محبت ہے تمہاری...میرے لیے اپنے شوہر کو چھوڑ دیا تم نے۔"وہ واضح طور پر اس کا مذاق اڑا رہا تھا۔

"اس نے مجھے چھوڑا تھا۔بہت پہلے میرا اس سے تعلق ختم ہو چکا ہے۔زارون میرا یقین کرو۔وہ بہت ظالم تھا۔مجھے روزمارنا پیٹنا اس کا معمول تھا۔پھر کسی اور لڑکی کے چکر میں اس نے مجھے طلاق دے دی۔"وہ کسی بھی طرح اسے اپنی جھوٹی کہانی کا یقین دلانا چاہتی تھی۔

"ٹھیک ہے۔مان لی تمہاری بات۔اب میرا پیچھا چھوڑ دو۔"

"مجھ سے شادی کر لو زارون!"

"تمہارا دماغ ٹھیک ہے۔"زارون ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھا تھا۔

"میں تمہیں وہ ساری خوشیاں دوں گی جو داریاء تمہیں نہیں دے سکی۔بس تم ایک بار مجھے اپنا نام دے دو۔"وہ التجا کر رہی تھی۔

"یہ نا ممکن ہے۔"زارون نے باقاعدہ نفی میں سر ہلایا تھا۔

"سب کچھ ممکن ہے اگر تم چاہو تو... تمہیں مجھ سے شادی کرنی ہی ہو گی زارون!"وہ اب ضد پر اتر آئی تھی۔

"تمہاری بھول ہے۔میں ایسا کچھ نہیں کروں گا۔"

"اور جو ہمارے درمیان ہوا اس کا کیا...؟"اس نے زارون کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھا تھا۔

"وہ سب بھول جاؤ۔میں بھی بھول چکا ہوں۔"وہ جھنجھلایا تھا۔

"میں پریگنینٹ ہوں۔"زارون ایک لمحے کے لیے ساکت ہو گیا تھا۔اس کے ہاتھ سے فون گرتے گرتے بچا تھا۔

"جو کچھ ہمارے درمیان ہوا اس کے تقریبا بیس دنوں بعد میری طبیعت کچھ خراب تھی۔ٹیسٹ کروانے پر پتا چلا کہ میں ماں بننے والی ہوں۔میں تب سے تمہیں یہی بتانے کی

کوشش کر رہی ہوں زارون،مگر تم نا تو میری کالز ریسیو کرتے ہو،نا میرے میسجز سین کرتے ہو اور نا ہی مجھے اپنے گھر میں داخل ہونے دیتے ہو۔"وہ ہمیشہ اسے دہلیز سے ہی

واپس لوٹا دیتا تھا۔

"زارون اگر تم مجھ سے شادی نہیں کرو گے تو میں اس بچے کو ختم کر دوں گی۔"وہ کچھ بولنے کے قابل نہیں رہا تھا۔

"میں اس وقت اپنی فرینڈ کے کلینک پر ہوں۔ تمہیں ایک گھنٹے کا وقت دیتی ہوں۔میرے پاس آ جاؤ،مجھے اپنا لو۔اور اگر تم نہیں آئے تو میں تمہاری اولاد کو ختم کر دوں گی۔"وہ کال کاٹ چکی تھی۔فون اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر کب زمین بوس ہوا تھا اسے خبر ہی نہیں ہوئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد فون وائبریٹ ہوا تھا۔سکتہ فورا ہی ٹوٹا تھا۔اس

نے جھپٹ کر فون اٹھایا تھا۔زری نے اسے ایڈریس میسج کیا تھا۔مزید ایک بھی لمحہ برباد کیے بغیر زارون بھاگا تھا۔اپنی گاڑی میں بیٹھتے اس نے فورا گاڑی دوڑائی تھی۔وہ چالیس منٹ کے اندر اندر ہی اس کے میسج کی جگہ پہنچا تھا۔

"زری!زری کہاں ہو تم...؟"وہ چلاتا ہوا اندر داخل ہوا تھا۔اب وہ پاگلوں کی طرح ادھر سے ادھر بھاگ رہا تھا۔

"زری...!"وہ ایک کمرے کا دروازہ کھولتے اندر داخل ہوا تھا۔زری اندر رکھی کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی۔

"تم ٹھیک ہو؟"اسے شانوں سے تھامتے وہ نہایت فکرمندی سے پوچھ رہا تھا۔زرنش نے دھیمی سی مسکراہٹ کے ساتھ

اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"یہ تم کیا کرنے جا رہی تھی؟"زارون کا پورا وجود ہانپ رہا تھا۔اس کی آنکھوں میں اپنے لیے اتنی فکرمندی دیکھ زرنش بہت خوش تھی۔

"چلو یہاں سے...!"اس کا ہاتھ تھامتے وہ اسے اپنے ساتھ لے کر جا رہا تھا۔وہ چپ چاپ محسور سی اس کے ساتھ چلتی جا رہی تھی۔

"تم جانتی ہو یہ کتنا بڑا گناہ ہے؟"گاڑی میں بیٹھتے ساتھ ہی زارون اس پر برسا تھا۔

"جانتی ہوں مگر میرے پاس اور کوئی راستہ نہیں تھا۔آخر میں اس بچے کے بارے میں دنیا والوں کو کیا جواب دوں گی اور اس بچے کو کیا کہوں گی کہ اس کا باپ کون

ہے؟"وہ اسے جذباتی طور پر بلیک میل کر رہی تھی۔

"تمہیں کسی کو کوئی جواب دینے کی ضرورت نہیں ہے۔میں نکاح کروں گا تم سے اور اس بچے کو اپنا نام بھی دوں گا۔"زرنش کے کندھوں سے جیسے من بھر کا بوجھ اترا تھا۔اس کے پیر زمین پر نہیں ٹک رہے تھے۔وہ آج خوش تھی،بے حد خوش...

"کچھ کھاؤ گی؟"زارون نے نرمی سے پوچھا تھا۔وہ اس کے نرم لہجے پر فورا پگھلی تھی۔

"ہاں!لنچ کرنے کسی اچھی جگہ چلتے ہیں۔"

"پہلے ہم ڈاکٹر کی طرف چلتے ہیں تمہارا چیک اپ کروانے۔وہ ایک بہت ہی اچھی لیڈی ڈاکٹر ہے۔دارياء بھی انہی سے اپنا ٹریٹمنٹ کروا رہی تھی۔"وہ روانی میں بول گیا تھا۔وہ ایک بار پھر یاد آئی تھی۔

"اگر ہمیں یہ نعمت نا ملی تو...؟"

"تو پھر ہم اسے اللہ کا فیصلہ سمجھ کر شکر ادا کریں گے۔"

"مجھے بچہ چاہیئے تھا بلکہ مجھے بچہ چاہیئے۔"

"اگر بچے کی اتنی ہی خواہش ہے تو جاؤ کر لو دوسری شادی۔مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔بس شرط یہ ہے کہ تمہیں میری ساری آسائشوں کا خیال رکھنا پڑے گا۔"ڈرائیو

کرتے اس نے گہری سانس خارج کیے سر جھٹکا تھا۔

"ڈاکٹر کے پاس جانے کی ضرورت نہیں ہے۔میں نے چیک اپ کروایا ہے۔میں بالکل ٹھیک ہوں۔"زرنش کا رنگ پل میں فق پڑا تھا۔کوئی اور موقع ہوتا تو یقینا اسے داریاء کے نام سے چڑ ہوتی مگر اس وقت تو اسے صرف ڈاکٹر اور چیک اپ ہی یاد تھا۔

"پھر بھی مجھے تسلی ہو جائے گی۔"زاورن نے آہستگی سے کہا تھا۔

"زاورن ابھی اس کی ضرورت نہیں ہے۔اگلے اپائنٹمنٹ پر دوبارہ چیک اپ ہو جائے گا۔"

"اگلا اپائنٹمنٹ کب ہے؟"

"اتوار کو..."

"ٹھیک ہے میں ساتھ چلوں گا۔"زرنش کے گلے میں کانٹے چھبنے لگے تھے۔

"اور مجھ سے نکاح کب کرو گے؟"زاورن نے نظر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا تھا۔

"بہت جلد...!"وہ مسکرایا تھا۔جوابا وہ بھی مسکرا دی تھی۔

زارون شام کے وقت انارا کے گھر آیا تھا۔وہ آنلائن کام کرنے میں مصروف تھی تو وہ کچھ دیر ذکیہ بیگم کے پاس بیٹھا باتیں کرتا رہا تھا۔انارا شام میں بچوں کو ٹیوشن پڑھاتی تھی اور ساتھ ہی ساتھ وہ ایک آنلائن جاب بھی کر رہی تھی۔ کھینچ تان کے ان کے گھر کا گزارا ہو ہی رہا تھا۔اس نے زارون سے کسی بھی قسم کی مدد لینے سے صاف انکار کر دیا تھا۔وکیل کی فیس اور کیس کا سارا خرچہ اس نے اپنا پلاٹ بیچ کر پورا کیا تھا۔زارون نے اسے بہت منع کیا تھا مگر انارا تو پھر انارا تھی۔

اپنا کام ختم کیے وہ کمرے سے باہر آئی تھی۔زارون کو صحن میں بیٹھے دیکھ اس کے لب اپنے آپ ہی مسکرائے تھے۔دل زور و شور سے اسے بغاوت پر اکسا رہا تھا۔اس کا

دل اظہار محبت کرنا چاہتا تھا مگر دماغ...دماغ اس کی راہ میں رکاوٹ تھا۔وہ جانتی تھی کہ آگے سے اسے دھتکار ہی ملے گی اس کے باوجود بھی اپنے جذبات پر قابو پانا بے حد مشکل تھا۔

"کیا ہو رہا ہے یہاں پر؟"اپنے دونوں ہاتھ کمر پر رکھے زارون کے سر پر کھڑے ہوتے انارا نے آنکھیں چھوٹی کیے اسے گھورا تھا۔

"تمہاری برائیاں...!"بڑی ڈھٹائی سے جواب دیا گیا تھا۔

"مجھے پہلے ہی شک تھا۔"پاس پڑے موڑے پر بیٹھتے اپنا ہاتھ ٹھوڑی پر ٹکائے وہ مسکرائی تھی۔

"تمہاری برائیاں کرنے کے علاوہ بھی اس دنیا میں کرنے کے لیے بڑے کام ہیں۔"اب وہ اسے تپا رہا تھا۔

"مثلا...؟"انارا نے دلچسبی سے پوچھا تھا۔

"ماں اور بیٹے کے آپس کی بات ہے۔ تمہیں کیوں بتائیں؟"

زارون نے لب دبائے کہا تھا جس پر جہاں ذکیہ بیگم نے زارون کی بلائیں لی تھیں وہیں انارا کا منہ کھل گیا تھا۔

"یہ صرف میری اماں ہیں۔"وہ واضح طور پر جلن محسوس کر رہی تھی۔

"اب میری بھی ہیں۔"وہ جلتی پر تیل چھڑک رہا تھا۔

"یہ غلط ہے۔"انارا نے احتجاج کیا تھا۔

"آپ پہلی فرصت میں جائیں یہاں سے۔" کھڑے ہوتے ساتھ ہی انارا نے زارون کو باہر کا راستہ دکھایا تھا۔

"خالہ آپ کی بیٹی مجھے گھر سے نکال رہی ہے۔کیا یہ میرا گھر نہیں ہے؟"زارون نے روہانسی سی شکل بنائی تھی۔

"کم بخت کہیں کی، چل نکل یہاں سے۔یہ میرے بیٹے کا بھی گھر ہے۔"زارون نے ایک تپا دینے والی مسکراہٹ انارا کی جانب اچھالی تھی۔اور بس پھر کیا اس کا میٹر شاٹ ہو گیا ت"اٹھیں یہاں سے..."انارا نے زارون کو بازو سے کھینچا تھا۔

"خالہ دیکھ رہی ہیں اپنی بیٹی کو..."زارون نے فورا شکایت لگائی تھی۔

"انارا دفع ہو جا یہاں سے...!"ذکیہ بیگم نے باقاعدہ جوتا اٹھایا تھا۔

"ٹھیک ہے اماں!اب رہو اپنے اسی بیٹے کے ساتھ،مجھ سے بات مت کرنا اب۔"وہ ایک سخت نگاہ زارون پر ڈالتی اپنے کمرے کی جانب بڑھی تھی۔وہ کچھ دیر ذکیہ بیگم

کے پاس بیٹھا رہا تھا پھر وہ اٹھ کر انارا کے کمرے کی جانب بڑھا تھا۔

"باہر چلو گی میرے ساتھ...؟"وہ اس کے مقابل آ کر بیٹھا تھا۔

"اماں کے ساتھ چلے جائیں۔"انارا نے منہ بسورے کہا تھا۔

"اچھا نا!اب چلو بھی...!"اس کا یہ انداز انارا کو حیرت میں مبتلا کر گیا تھی۔تو کیا اس دونوں کے درمیان اتنی بے تکلفی ہو چکی تھی؟

"ٹھیک ہے چلتے ہیں۔"وہ بھی اس کے ساتھ وقت گزارنا چاہتی تھی۔

"جانا کہاں ہے؟"

"جہاں تم کہو۔"وہ مسکرا دی تھی۔

"میں نے تمہارے لیے ایک شعر لکھا ہے۔"وہ لوگ پارک میں ٹہل رہے تھے جب زارون کی آواز پر وہ بری طرح چونکی تھی۔کیا واقعی اس نے اس کے لیے شعر لکھا تھا؟کیا وہ اس کے لیے اتنی اہمیت رکھتی تھی؟دل زور و شور سے دھڑک رہا تھا۔

"سناؤں...؟"اسے سوچوں میں گم دیکھ زارون نے اس کے آگے ہاتھ ہلایا تھا۔

"آپ نے...آپ نے میرے لیے شعر لکھا ہے؟"بے یقینی ہی بے یقینی تھی۔

"کیوں نہیں لکھ سکتا؟"انارا کے پیر منجمند ہو گئے تھے۔دل جیسے باہر آنے کو تھا۔شعر لکھنے کے لیے تو اسے سوچنا پڑا ہو گا۔تو کیا وہ اسے سوچتا تھا؟

"میرے لیے...؟"وہ یقین نہیں کر پا رہی تھی۔

"تمہیں نہیں سننا تو سیدھا سیدھا بول دو۔"وہ تپ کر کہتا آگے بڑھا تھا۔

"نہیں مجھے سننا ہے۔"وہ بھاگ کر اس تک گئی تھی۔

"اب تم اتنا کہہ ہی رہی ہو تو سنا دیتا ہوں۔"زارون نے گویا اس پر احسان کیا تھا۔

"تو عرض کیا ہے۔"زارون نے گلا کھنکھارا تھا۔

"ارشاد تو بولو..."وہ اس پر بگڑا تھا۔

"اوو ہاں!ارشاد..."وہ شعر سننے کے لیے بے حد بے تاب تھی۔

"جفا جو عشق میں ہوتی ہے،جفا ہی نہیں"

"واہ واہ تو بول دو یار!"وہ چڑا تھا۔لا شعوری طور پر وہ انارا کے ساتھ ویسے ہی پیش آ رہا تھا جیسے وہ داریاء کے ساتھ پیش آتا تھا۔

"کیا مصیبت ہے، شعر سنا بھی دیں اب۔" وہ جھنجھلائی تھی۔

"ہاں سنا رہا ہوں۔" زارون نے ایک بار پھر گلا کھنکھارا تھا۔

"جفا جو عشق میں ہوتی ہے، جفا ہی نہیں

ستم نا ہو تو محبت میں کچھ مزا ہی نہیں"

زارون نے آنکھ کے اشارے سے انارا سے پوچھا تھا۔ وہ ساکت ہو گئی تھی۔ تو کیا یہ شعر اس کے لیے تھا؟ وہ شعر کا مفہوم نہیں سمجھ سکی تھی۔ مگر اسے عشق، محبت یہ سب یاد رہا تھا۔

"تعریف کرتے تمہاری زبان دکھتی ہے؟" وہ غصہ ہوا تھا۔ وہ بت بنی اسے دیکھتی ہی رہ گئی تھی۔

"دیکھو یہ شعر میرا اپنا ہے۔" زارون نے اسے یقین دلایا تھا۔ اسے لگا کہ انارا بھی داریاء کی طرح اسے پکڑ چکی ہے۔

"بہت اچھا ہے۔ بہت زیادہ اچھا ہے۔" اس کی آنکھ سے آنسو گرا تھا۔ زارون نے بے اختیار گہری سانس خارج کی تھی۔ اس کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔ اگر داریاء یہاں ہوتی تو

فورا کہہ دیتی کہ یہ شعر علامہ اقبال کا ہے۔مگر سامنے داریاء نہیں تھی سامنے انارا تھی۔وہ اسے نہیں پکڑ سکی تھی۔زارون کو بے حد خوشی ہوئی تھی۔شعر کا مفہوم

تو وہ بھی نہیں جانتا تھا۔اس نے یہ شعر بہت پہلے داریاء کے لیے یاد کیا تھا مگر نجانے کیوں یہ اس نے انارا کو سنا دیا تھا۔وہ لاشعوری طور پر اس کے جذبات کو مزید ابھار رہا

تھا۔

"کچھ کھاؤ گی؟"تھوڑی دیر بعد زارون نے آہستگی سے پوچھا تھا۔

"ہاں!"انارا نے یک لفظی جواب دیا تھا۔

"کیا کھاؤ گی؟"

"جو آپ کی جیب اجازت دے۔"انارا نے لاپروائی سے کہا تھا۔زارون کا تو منہ ہی کھل گیا تھا۔

"تم بتاؤ تمہیں کیا کھانا ہے۔میں سب کچھ آفورڈ کر سکتا ہوں۔"اس کے لہجے سے خفگی صاف عیاں تھی۔انارا اس کی بات پر چونکی تھی۔قدم رکے تھے پھر اچانک ہی وہ ہنس دی تھی اور

پھر ہنستی ہی چلی گئی تھی۔زارون اسے دیکھتا رہ گیا تھا۔وہ ہنستے ہوئے اچھی لگتی تھی۔اس کے دل نے اعتراف کیا تھا۔

"میرا وہ مطلب نہیں تھا۔"گھنگھرالے بالوں کی چہرے پر جھولتی ایک لٹ کو کان کے پیچھے اڑستے انارا نے ہنستے ہوئے کہا تھا۔وہ اس وقت مہرون رنگ کے سوٹ میں

ملبوس تھی۔ڈوپٹہ اس نے گلے میں لٹکایا ہوا تھا۔ایک ہاتھ میں چادر پکڑے وہ قدم بہ قدم اس کے ساتھ چل رہی تھی۔

"اچھا آئسکریم کھلا دیں۔"زارون کو خاموش دیکھ انارا نے فورا کہا تھا۔

"میں ایک اچھے ریسٹورنٹ میں کھانا بھی آفورڈ کر سکتا ہوں۔"انارا ساکت رہ گئی تھی۔کیا وہ اسے ڈنر پر لے جانا چاہتا تھا؟

"مجھے پتا ہے مگر مجھے فلحال بھوک نہیں ہے۔"اس نے کیوں یہ آفر رد کی تھی یہ وہ خود بھی نہیں سمجھ سکی تھی۔

"ٹھیک ہے تو پھر آئسکریم ہی کھا لیتے ہیں۔"زارون نے کندھے اچکائے تھے۔

"آپ نہیں کھائیں گے؟"وہ گاڑی میں بیٹھی ہوئی تھی جب زارون نے اسے آئسکریم تھمائی تھی۔

"نہیں...!"وہ ڈرائیونگ سیٹ پر آ کر بیٹھا تھا۔

"کیوں...؟"

"مجھے میٹھا پسند نہیں ہے۔"

"اوہ!تو آپ پہلے بتا دیتے ہم کچھ اور کھا لیتے۔"وہ شرمندہ ہوئی تھی۔

"یہ اہم نہیں ہوتا کہ دوسروں کو کیا پسند ہے۔آپ کو ہمیشہ وہی کرنا چاہیئے اور وہی کھانا چاہیئے جو آپ کو پسند ہوتا ہے۔"انارا نے سمجھتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا تھا۔انارا کے آئسکریم کھانے کے بعد زارون نے گاڑی سٹارٹ کی تھی۔کچھ دیر بعد اس نے ایک مٹھائی کی دکان پر گاڑی روکی تھی۔وہ اٹھ کر باہر گیا تھا۔وہ الجھی ہوئی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔انارا کی نظروں نے اس کی پشت کا تعاقب کیا

تھا۔وہ دوکان کے باہر بنی ہوئی ایک جگہ پر گیا تھا۔وہ کچھ دیر وہاں کھڑا رہا تھا پھر اس نے اپنے وائلٹ سے چند نوٹ نکال کر دکاندار کو دیے تھے پھر وہ ہاتھ میں کچھ پکڑے واپس آ رہا تھا۔

"کھاؤ گی...؟"گاڑی میں بیٹھتے ہی اس نے مسکرا کر انارا سے پوچھا تھا۔وہ نفی میں سر ہلا گئی تھی۔اب وہ عجیب نظروں سے زارون کی طرف دیکھ رہی تھی جو کہ ایک کے بعد دوسری جلیبی کھا رہا تھا۔انارا نے گہری سانس خارج کرتے اپنا رخ دوسری طرف موڑا تھا۔گاڑی کا شیشہ کھولے وہ اب سانس لینے کی کوشش کر رہی تھی۔نا چاہتے ہوئے بھی اس کی آنکھ سے ایک آنسو پھسل کر گال پر گرا تھا۔اسے میٹھے میں آئسکریم پسند نہیں تھی مگر جلیبیاں پسند تھیں۔دونوں چیزوں میں زمین آسمان کا فرق تھا۔

آئسکریم انارا ملک کو پسند تھی اور جلیبیاں داریاء مبین کو.....سوچتے ساتھ ہی انارا کے ہونٹوں پر تلخ مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔

سارا راستہ خاموشی سے کٹا تھا۔زارون نے انارا کے گھر کے باہر گاڑی روکی تھی۔

"کیس کی ہیرنگ قریب ہے۔کچھ تیاری کی ہے تم نے...؟"

گاڑی کا دروازہ کھولتے انارا کے ہاتھ رکے تھے۔

"کیسی تیاری...؟مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آ رہا۔"وہ مایوس ہوئی تھی۔

"یہ بیک ورڈ ایریا ہے۔یہاں کیمرے کا تو کوئی نام و نشان ہی نہیں ہے۔اور اوپر سے ہمارے پاس کوئی گواہ بھی نہیں ہے۔اس حادثے کے وقت وہاں صرف میں موجود تھا مگر میں

نے بھی کچھ نہیں دیکھا۔"زارون نے افسوس سے کہا تھا جبکہ انارا کے دماغ نے فورا کام کرنا شروع کیا تھا۔

"مولوی صاحب...!"انارا کے لب ہلے تھے جس پر زارون نے ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"میں نکاح کی شق کے حوالے سے ان سے بات کر رہی تھی تب ہی تو ماجد وہاں آیا تھا۔انہوں نے ہی تو ماجد کو پکڑا تھا جس پ اس نے انہیں دھکہ دیا تھا۔"زارون نے بے یقینی

سے انارا کی طرف دیکھا تھا،اور اگلے ہی لمحے یہ بے یقینی غصے میں ڈھلی تھی۔

"تم پاگل ہو؟اتنی بڑی بات تم مجھے اب بتا رہی ہو۔"زارون کا دل چاہا کہ وہ انارا کو شوٹ ہی کر دے۔وہ لوگ اتنے عرصے سے خوار ہو رہے تھے اور وہ محترمہ اتنی بڑی بات چھپائے بیٹھی تھی۔وکیل نے بھی کتنی تفتیش کی تھی مگر انارا صاحبہ نے منہ ہی کب کھولا تھا۔

"مجھے پہلے یاد ہی نہیں آیا۔"اس کے اس معصومیت بھرے انداز پر زارون کو اس پر مزید غصہ آیا تھا۔جو بھی تھا یہ معصومیت انارا پر بالکل نہیں جچتی تھی،کم از کم زارون کا تو یہی خیال تھا۔

"حد ہے۔"زارون نے بامشکل غصہ ضبط کیا تھا۔

"کہاں رہتے ہیں تمہارے یہ مولوی صاحب؟"

"گلی کے نکڑ پر گھر ہے ان کا۔"

"چلو باہر آؤ پھر..."گاڑی سے باہر نکلتے زارون نے اسے بھی باہر آنے کا کہا تھا۔

"کیا...؟ہم ابھی ان کے گھر جائے گے؟"وہ ہڑبڑا گئی تھی۔

"نہیں! ابھی جا کر کیا کریں گے۔ جب تم کیس ہار جاؤ گی پھر چلے گے۔" زارون نے دانت پیستے ہوئے کہا تھا۔ وہ الٹے سیدھے منہ بناتی گاڑی سے باہر نکلی تھی۔

رات کے تقریبا نو بجے کا وقت تھا جب زارون نے مولوی صاحب کے گھر کا دروازہ بجایا تھا۔

"جی فرمائیں؟" انہوں نے دروازہ کھولتے ہی کہا تھا۔

"کچھ وقت مل سکتا ہے آپ کا؟" وہ الجھے تھے۔

"چچا میرے جاننے والے ہیں۔ آپ کچھ دیر کے یے باہر آ جائیں۔" انارا کو دیکھتے ساتھ ہی وہ مسکرائے تھے۔

"کیا آپ ہماری مدد کریں گے؟" ساری کہانی ان کے گوش گزار کرتے انارا نے التجایہ انداز سے پوچھا تھا۔

"کیسی مدد...؟"

"آپ کو کورٹ میں گواہی دینی ہو گی۔" زارون نے انہیں سمجھایا تھا۔

"کیسی گواہی میاں؟"

"آپ اس سانحے کے چشم دید گواہ ہیں اور آپ..."

"ایک منٹ!کون سا سانحہ ؟میں کچھ سمجھا نہیں...؟"

انہوں نے بیچ میں ہی زارون کی بات کاٹ دی تھی۔زارون اور انارا دونوں نے ہی ایک دوسرے کو الجھی نگاہوں سے دیکھا تھا۔

"جب ماجد نے میرے منہ پر تیزاب پھینکا تھا تب آپ وہی تھے۔"

"بیٹا!آپ ہمارے گھر کی بچی ہیں مگر میں آپ کی بات سمجھ نہیں سکا۔مجھے ایسا کچھ بھی یاد نہیں ہے۔میں نے کسی کو کسی کے منہ پر تیزاب پھینکتے نہیں دیکھا۔"انارا

کی آنکھوں میں بےیقینی در آئی تھی جبکہ زارون نے افسوس سے سر نفی میں ہلایا تھا۔وہ سب سمجھ چکا تھا۔

"آپ جھوٹ کیوں بول رہے ہیں؟میں اس وقت ایک شق پر آپ سے بات کر رہی تھی۔"وہ بےبسی سے چیخی تھی۔

"کون سی شق...؟دیکھیں بیٹا!آپ ہمارے محلے کی بچی ہیں۔آپ کے ساتھ جو بھی ہوا غلط ہوا۔جس نے بھی کیا غلط کیا مگر شریف گھرانے کی بچیوں کو یہ تھانے کچہری کے چکر لگانا زیب نہیں دیتا۔"

"آپ گواہی نہیں دیں گے؟"دیر سے ہی سہی وہ بھی سب سمجھ چکی تھی۔

"جب میں نے کچھ دیکھا ہی نہیں تو میں گواہی کیسے دوں...؟میری جوان بیٹیاں ہیں،مجھے معاف کیجیے۔"وہ کہتے ساتھ ہی اپنے گھر کے اندر گئے تھے۔

انارا کے قدم لڑکھڑائے تھے۔آخری امید بھی جیسے ختم ہی ہو گئی تھی۔زارون نے آگے بڑھ کر اسے تھامنا چاہا تھا مگر انارا نے اسے ہاتھ کے اشارے سے روک دیا تھا۔وہ بوجھل قدموں اور دھندلی آنکھوں سے آگے بڑھ رہی تھی۔زارون اس کے پیچھے نہیں گیا تھا۔وہ یہاں سے اپنے گھر تک کے راستے میں دو دفعہ لڑکھڑائی تھی مگر وہ گری نہیں تھی۔انارا کے گھر کے اندر داخل ہونے تک وہ وہی کھڑا رہا تھا۔اس کے جانے کے بعد وہ گاڑی میں آکر بیٹھا تھا۔

وہ چھت پر چارپائی پر چت لیٹی تھی جب زارون قدم بہ قدم چلتا اس تک آیا تھا۔

"انارا پلیز ایسے ہمت تو مت ہارو۔"وہ کل سے اسے کالز پر کالز کر رہا تھا مگر وہ کال ریسیو ہی نہیں کر رہی تھی۔زارون کی آواز پر وہ فورا اٹھ کر بیٹھی تھی۔

"تھوڑا حوصلہ رکھو۔تمہیں انصاف ضرور ملے گا۔"وہ اس کے پاس رکھی کرسی پر بیٹھتے ہوئے نرمی سے گویا ہوا تھا۔

"مجھے اب ایسی کوئی امید نہیں ہے۔اس ملک میں سب بکا ہوا ہے۔اب مجھے یہاں کی عدالتوں سے انصاف نہیں چاہیئے۔اب انارا ملک اپنا انصاف خود کرے گی۔"کھڑے ہوتے ساتھ ہی اس نے سرخ آنکھوں سے کہا تھا۔

"کیا کرو گی؟"اس کے انداز سے وہ محظوظ ہوا تھا۔

"اس دنیا کو آگ لگا دوں گی۔"اس کے ماتھے کی رگیں تنی ہوئی تھیں۔

"تمہاری لگائی ہوئی آگ کو پاپ کارن کے ساتھ انجوائے نا کیا تو میرا نام بھی زارون سکندر نہیں!"وہ اس کے عقب میں جا کھڑا ہوا تھا۔

"ویسے کیا کرو گی؟"زارون کو دلچسپی ہوئی تھی۔

"اس کا سارا وجود گولیوں سے چھلنی کر دوں گی۔"زارون نے چونک کر انارا کی طرف دیکھا تھا۔وہ اسے نہیں دیکھ رہی تھی۔وہ سامنے دیکھتی غصے سے گویا ہوئی تھی۔

"پہلے میں اس کے پیروں میں گولیاں ماروں گی جن سے چل کر وہ مجھ تک آیا تھا پھر میں اس کے ہاتھ میں گولی ماروں گی جس ہاتھ سے اس نے مجھ پر تیزاب پھینکا تھا۔

پھر میں اس کی آنکھوں میں گولیاں ماروں گی جن سے اس نے مجھ پر بری نگاہ رکھی تھی۔آخر میں میں اس کے دل میں گولی ماروں گی۔"زارون بھونچکا رہ گیا تھا۔

"بہت رو لیا،اب اور نہیں...!اس کہانی کا اختتام میں کروں گی ایک دل دہلا دینے والے انتقام کے ساتھ...!"انارا کی آنکھوں میں سرخ خراشیں واضح تھیں۔

"وہ سب تو ٹھیک ہے مگر اس ساری کاروائی کے لیے تو تمہیں ایک عدد گن کی ضرورت ہو گی۔وہ کہاں سے آئے گی؟"زارون نے لب دبائے پوچھا تھا۔انارا نے سپاٹ چہرے

کے ساتھ اس کی طرف دیکھا تھا،وہ مسکرا دی تھی۔اس کی مسکراہٹ میں کچھ عجیب تھا۔

"آپ کی گن کس دن کام آئے گی؟"زارون کا بے اختیار منہ کھل گیا تھا۔

"میں آج ہی اپنی گن کو لاکر میں چھپا کر رکھتا ہوں۔"اس نے اپنی گن پر ہاتھ رکھتے ہوئے فیصلہ کیا تھا۔

"جہاں مرضی چھپالیں۔ماجد کو گولی تو میں آپ ہی کی گن سے ماروں گی۔"یہ انارا کا حتمی فیصلہ تھا۔

"تم مذاق کر رہی ہو نا؟"وہ یقین نہیں کر پا رہا تھا۔

"بالکل بھی نہیں!"اس کا لہجہ سپاٹ تھا۔

"اچھا جی...!"زارون نے اس کی بات مذاق میں اڑائی تھی۔آخر انارا کو کہاں گن چلانی آتی تھی۔اور وہ اتنی بیواقوف تھوڑی تھی کہ اس قسم کی کوئی حرکت کرے۔اور اگر

اس نے پچھلی بار کی طرح دوبارہ اس طرح کی حرکت کرنے کا سوچا بھی...تو وہ اسے دوبارہ باندھ دے گا۔ہاں وہ یہی کرے گا۔زارون اب اچھا خاصا مطمئن تھا۔

"مجھے بازار جانا ہے۔آپ چلیں گے ساتھ؟"

"ٹھیک ہے چلتے ہیں۔"زارون کو آخر کیوں اعتراض ہونا تھا۔

"یہ تم کیا کر رہی ہو؟"وہ حیران ہوا تھا۔

"کچھ حضرات کو غیرت دلانے کی کوشش..."وہ طنزاً مسکرائی تھی۔وہ خاموشی سے کھڑا اس کی ساری کاروائی دیکھ رہا تھا۔انارا نے چوڑیوں کے نجانے کتنے سیٹ خریدے تھے۔

"چلیں...!"اپنے ہاتھ میں ہینڈ بیگز تھامتے وہ آگے بڑھ رہی تھی۔زارون بھی نا سمجھی سے اس کے پیچھے چل دیا تھا۔

"تم نے اتنی ساری چوڑیاں کیوں خریدی ہیں؟"ڈرائیو کرتے زارون نے ایک بار پھر پوچھا تھا۔انارا خاموش رہی تھی مگر ہونٹوں پر اب بھی عجیب مسکان تھی۔

"اتنی ساری چوڑیوں کا کیا کرنا ہے تم نے؟"اسے خاموش دیکھ زارون نے ایک بار استفسار کیا تھا۔

"بانٹنی ہیں۔"

"کیا...؟"زارون نے حیرانگی سے اس کی طرف دیکھا تھا۔

"تم پلیز مجھے سیدھی طرح بتاؤ کہ آخر تمہارے دماغ میں کیا چل رہا ہے؟"

"بتانے کا کیا فائدہ...؟میں آپ کو لائیو تماشہ دکھاتی ہوں۔"

وہ ناچاہتے ہوئے بھی ہنس دیا تھا۔

"اوکے!"زارون نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔اپنے گھر سے باہر گاڑی رکنے پر وہ باہر آئی تھی۔اب اس نے محلے کے کچھ بچوں کو اکھٹا کیا تھا۔انہیں کچھ سمجھا کر اس نے

وہ پیکٹس ان بچوں کے حوالے کیے تھے۔اب وہ بچے بھاگ کر ادھر ادھر جا رہے تھے۔

وہ دلچسپی سے گاڑی کے ساتھ ٹیک لگائے سارا منظر دیکھ رہا تھا۔انارا بھی ہاتھ باندھے اس کے ساتھ آ کھڑی ہوئی

تھی۔

"یہ سب کیا ہے؟"زارون نے آہستہ سے اس کے کان میں سرگوشی کی تھی۔

"تھوڑا صبر کیجیے۔"وہ بھی اسی کے انداز میں گویا ہوئی تھی۔زارون بس سر ہلا کر رہ گیا تھا۔اب وہ دلچسپ نظروں سے سامنے کا منظر دیکھ رہا تھا۔بچے بھاگتے کبھی ایک

گھر میں چوڑیوں کا پیکٹ دے رہے تھے تو کبھی دوسرے گھر میں...

"چلے اندر چلتے ہیں۔"تھوڑی دیر بعد انارا اپنے گھر کی جانب بڑھی تھی۔

"اور تماشے کا کیا...؟"زارون تقریباً چیخا تھا۔اس کی بے قراری دیکھ وہ مسکرائے بنا نا رہ سکی تھی۔

"صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے اے۔ایس۔پی صاحب!"

"ہاں ہاں ٹھیک ہے۔"وہ بڑبڑاتا ہوا اس کے پیچھے گیا تھا۔

وہ پچھلے ایک گھنٹے سے صحن میں ادھر سے ادھر ٹہل رہا تھا۔انارا سامنے کرسی پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھی تھی۔زارون کی یہ بے چینی اسے اچھا خاصا محظوظ کر رہی تھی۔دروازہ بجنے کی آواز پر وہ دونوں ہی چونکے تھے۔

انارا کے ہونٹوں کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی تھی۔

زارون نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا تھا۔سامنے اتنی ساری عورتوں کے ہجوم کو دیکھ وہ حیران رہ گیا تھا جبکہ انارا اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نہیں ہلی تھی۔کرسی پر ٹانگ پر

ٹانگ جمائے بیٹھے وہ اب گنگنا رہی تھی۔

"انارا کیا ہے یہ سب...؟"وہ سب ہی قدم بہ قدم چلتے اس تک آئیں تھیں۔سب کے ہی چہرے پر ناگواری تھی۔

"کیا ہوا خالہ...؟"انارا اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔اس نے اس قدر معصومیت سے پوچھا تھا کہ زارون تو اسے سراہے بنا نا رہ سکا تھا۔اتنا تو وہ سمجھ چکا تھا کہ یقیناً اس نے کوئی بڑا کارنامہ کیا

ہے۔

"یہ کیوں بجھوایا ہے تم نے ہمارے گھر؟"ان میں سے ایک خاتون نے چوڑیوں کا پیکٹ سامنے کرتے غصے سے پوچھا تھا۔

"کیا ہوا خالہ...؟پسند نہیں آئی کیا...؟"اس نے معصومیت سے آنکھیں ٹپٹپائے کہا تھا۔

"اس خط کا کیا مقصد ہے؟"اب ایک اور خاتون نے پوچھا تھا۔زارون ٹھٹکا تھا۔انارا نے ساتھ کوئی خط بھی بھیجا تھا کیا...؟

"کون سا خط...؟"انارا نے کندھے اچکائے پوچھا تھے۔

"یہ خط...!"ان خاتون نے خط اس کی جانب بڑھایا تھا۔

"انارا ملک کی طرف سے اس گھر کے سربراہ کے لیے ایک چھوٹا سا تحفہ..."انارا نے وہ خط بلند آواز پڑھا تھا۔زارون نے بامشکل اُمڈتے قہقہے کو روکا تھا۔وہ اس قسم کی کوئی حرکت کر سکتی تھی یہ تو اس کے وہم و گمان میں بھی نا تھا۔

"گھر کا سربراہ تو مرد ہوتا ہے۔تم نے یہ چوڑیاں ہمارے گھر کے مردوں کے لیے بجھوائی ہیں؟"ایک اور خاتون نے برہمی سے کہا تھا۔

"ارے آپ کے گھر کے مرد حضرات تو باہر ہی کھڑے ہیں۔"انارا تیز تیز قدم اٹھاتی باہر کی جانب بڑھی تھی جہاں مردوں کا ہجوم اکٹھا تھا۔اور سب کی آنکھیں غضب ناک تھیں۔اس نے حرکت ہی ایسی کی تھی۔

"کیا ہوا...؟آپ لوگ کافی ناراض لگ رہے ہیں؟"وہ ایسے کہہ رہی تھی جیسے اسے تو کچھ معلوم ہی نا ہو۔

"بیٹا آپ تو ہمارے محلے کی بچی ہیں۔ آپ سے اس قسم کی حرکت کی امید نہیں تھی۔" ان میں سے ایک نے نہایت افسوس سے کہا تھا۔

"میں آپ کے محلے کی بچی ہوں۔ یہ آپ کو تب یاد نہیں آیا جب ایک غنڈا، آوارہ شخص میری منہ پر تیزاب پھینک کر چلا گیا...؟ آپ سب جانتے ہیں کہ وہ ہمیشہ سے مجھے تنگ کرتا ہے مگر آپ میں سے کسی نے کبھی کچھ نہیں کیا۔ آپ سب جانتے ہیں کہ وہ ماجد ہی تھا مگر کوئی بھی گواہی دینے کو تیار نہیں... میری جگہ اگر آپ میں سے کسی کی بھی بیٹی ہوتی پھر...؟" وہ بولنے پر آئی تھی تو بولتی ہی چلی گئی تھی۔ اس نے وہاں موجود تمام افراد کو نظریں چرانے پر مجبور کر دیا تھا۔ مرد تو مرد خواتین بھی نظریں چرا گئیں تھیں۔ مگر ان میں ایک شخص ایسا تھا جو ایک سائیڈ پر کھڑا ہاتھ پر ہاتھ باندھے دلچسپی سے سارا منظر دیکھ رہا تھا، وہ زارون تھا۔

"میرے خیال سے یہ چوڑیاں آپ سب کو پہن لینی چاہیئے کیونکہ حق اور انصاف کے لیے تو آپ لوگوں سے آواز اٹھائی نہیں جاتی۔" اس کی آواز میں نمی گھلی تھی۔ زارون تو اس کی ہمت پر دنگ رہ گیا تھا۔ انارا نے چوڑیوں کے انتیس سیٹ بنوائے تھے۔ اس محلے میں کل

تیس گھر تھے۔اپنے گھر کو نکال کر اس نے باقی کے انتیس گھرانوں میں چوڑیاں بھجوائیں تھیں۔خواتین کے لیے نہیں بلکہ مرد حضرات کے لیے....جو مرد حق اور انصاف کے لیے آواز نا اٹھا سکیں انہیں تو پھر چوڑیاں ہی پہن لینی چاہیئے نا....؟؟

"اور مولوی صاحب آپ..."اس نے ان کی جانب دیکھتے کہا تھا۔

"اگر سائز چھوٹا ہو تو بتا دیجیے گا میں بڑے سائز میں چوڑیاں بجھوا دوں گی۔"کہتے ساتھ ہی وہ گھر کے اندر گئی تھی۔وہاں موجود سب لوگ ہی شرمندہ ہوئے تھے۔

صحن میں آتے ہی وہ چارپائی پر بیٹھی گہری گہری سانسیں لے رہی تھی۔کچھ ہی دیر میں سب لوگ جا چکے تھے۔وہ رونا نہیں چاہتی تھی مگر رو دی تھی۔ہاتھوں

میں منہ چھپائے انارا رو دی تھی۔کسی کے سر پر ہاتھ رکھنے سے وہ چونکی تھی۔سامنے مولوی صاحب کو کھڑا دیکھ وہ اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

"میں دوں گا گواہی..."انارا کی آنکھوں میں بے یقینی تھی۔

"میں اپنی بیٹی کے لیے دوں گا گواہی!"وہ روتے ہوئے ان کے گلے لگی تھی۔مولوی صاحب نے ایک بار پھر اس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔

"ہم کیس جیت جائیں گے۔"وہ کب سے پاگلوں کی طرح بار بار یہی دھرا رہی تھی۔زارون خاموشی سے ایک طرف

کھڑا اس کا پاگل پن انجوائے کر رہا تھا۔

"ماجد کو سزا ملے گی۔"وہ ہنس دی تھی۔

"اور مجھے انصاف...!"وہ ہنستی ہی چلی گئی تھی۔

"اب بس کر دو۔"زارون نے آخرکار کہہ ہی دیا تھا۔

"مجھے یہ سب ایک خواب لگ رہا ہے۔"اس نے زارون کی طرف دیکھتے کہا تھا۔

"یہ سب سچ ہے نا؟"وہ یقین نہیں کر پا رہی تھی۔

"ہاں سچ ہے۔"زارون نے اسے یقین دلایا تھا۔

"میں بہت خوش ہوں زارون!بہت زیادہ!"

"ہاں ظاہر ہے تم خوش تو ہو گی نا، آخرکار مجھ سے جان جو چھوٹ جائے گی تمہاری۔"زارون کی آنکھوں میں شرارت تھی۔

"مطلب...؟"وہ نہیں سمجھ سکی تھی۔

"مطلب یہ کہ اس کیس کے بعد تو اس گھر سے میرا دانہ پانی اٹھ جائے گا نا...تم کہاں مجھے مزید برداشت کرو گی؟"زارون نے مذاق کیا تھا مگر انارا کے دل کی دھڑکنیں

بے ترتیب ہوئیں تھیں۔وہ ڈر گئی تھی۔زارون اور انارا کے ملنے کی واحد وجہ تو یہ کیس ہی تھا نا...اس کے بعد وہ یہاں کیوں آئے گا؟

"آپ مجھ سے ملنے نہیں آئے گے؟"اس کے لہجے میں خوف تھا۔

"تم چاہتی ہو کہ میں تم سے ملنے آؤں؟"زارون کے لبوں پر معنی خیز مسکراہٹ تھی۔انارا کا دل اسے ایک بار پھر بغاوت پر اکسا رہا تھا۔اس کا دل اظہار محبت کرنا چاہتا

تھا۔اور اس نے آج اپنے دل کی بات مان ہی لی تھی۔

"ایک بات پوچھوں آپ سے...؟"انارا نے ڈھرکتے دل سے کہا تھا۔

"ہاں پوچھو..."اس کے موضوع بدلنے پر زارون کو یقین ہو گیا تھا کہ وہ اسے صرف اس کیس تک ہی برداشت کرے گی۔اس کے بعد ہر گز نہیں.....

"آپ کو پہلی نظر کی پہلی محبت پر یقین ہے؟"اس کے سوال پر وہ چونکا تھا مگر اگلے ہی لمحے وہ مسکرا دیا تھا۔

"پہلے نہیں تھا مگر جب اسے دیکھا تو ہو

گیا۔"

"کسے...؟"کاش کہ وہ اس کا نام لے لے۔کاش کہ وہ یہ کہہ دے کہ وہ تم ہی ہو انارا۔انارا کے دل نے زور و شور سے یہی دعا مانگی تھی۔

"داریاء کو...!"زارون کے لب دلفریب مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔

"مجھے ڈرپوک لڑکیاں اٹریکٹ نہیں کرتیں مگر نجانے کیوں وہ اچھی لگی تھی۔مجھے ہمیشہ سے کانفیڈینٹ لڑکیاں اچھی لگتی تھیں بالکل تمہاری طرح... مگر داریاء!وہ بجانے کیوں مجھے اچھی لگی۔کب،کیسے،کہاں وہ میرے دل پر قابض ہو گئی اور مجھے خبر ہی نہیں ہوئی۔"وہ اپنی ہی

دھن میں بولے چلے جا رہا تھا۔اس بات کی پرواہ کیے بغیر کہ وہ اپنے الفاظ سے انارا کا دل بار بار چھلنی کر رہا ہے۔

"تو پھر اسے خود سے دور کیوں کیا؟"اس نے خود کو مضبوط کرتے کہا تھا۔

"وہ خود گئی ہے۔"زارون کے چہرے پر مایوسی چھائی تھی۔

"آپ نے روکا کیوں نہیں...؟"

"میں نے اسے غصے میں کہا تھا کہ چلی جاؤ اور وہ چلی گئی۔"زارون نے افسوس سے کہا تھا۔

"تو پھر واپس لے آئے اسے۔"

"میں نہیں جانتا کہ وہ کہاں ہے۔"

"اگر آپ کو پتا چل جائے کہ وہ کہاں ہے تو واپس لے آئے گے اسے؟"انارا نے ہمت کرتے پوچھا تھا۔

"نہیں...!"زارون کا یک لفظی جواب کسی مرہم سے کم ثابت نہیں ہوا تھا۔

"کیوں...؟"وہ بےساختہ پوچھ بیٹھی تھی۔

"کیونکہ مجھے اب اس سے محبت نہیں ہے۔"داریاء نے جو کچھ اس کے ساتھ کیا تھا وہ سب یاد کرتے زاورن کی آنکھیں سرخ ہوئیں تھیں۔وہ کچھ لمحے خالی نظروں سے

اسے دیکھتی رہی تھی پھر اچانک ہی اس کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی،اذیت ناک مسکراہٹ...وہ جھوٹ بول رہا تھا۔وہ جانتی تھی کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔

"آپ کو واقعی نہیں پتا کہ وہ کہاں ہے؟"انارا نے طنزیہ انداز میں پوچھا تھا۔

"نہیں...!"زاروں نے ایک بار پھر نفی میں سر ہلایا تھا۔

"تمہیں پتا ہے وہ کہاں ہے؟"زاروں نے سنجیدہ تاثرات کے ساتھ اس سے پوچھا تھا۔

"نہیں!بالکل بھی نہیں...!"انارا نے بھی سنجیدہ تاثرات کے ساتھ نفی میں سر ہلایا تھا۔

"جس طرح آپ کو نہیں پتا کہ وہ کہاں ہے بالکل اسی طرح مجھے بھی نہیں پتا کہ وہ کہاں ہے۔"زاروں نے چونک کر اسے دیکھا تھا۔انارا کا چہرہ سپاٹ تھا مگر آنکھیں کچھ کہہ رہی تھیں۔وہ نظریں چرا گیا تھا۔

"سنو!میرے جوتے پالش کر دو۔"صوفے پر بیٹھے زارون نے حکم صادر کیا تھا۔

"میں...؟"زرنش کا تو منہ ہی کھل گیا تھا۔

"ہاں تم...!"زارون نے لاپروائی سے کہا تھا۔

"اچھا...!"وہ دانت پیستے اندر کمرے میں گئی تھی۔زارون اسے اچھا خاصا ٹف ٹائم دے رہا تھا۔ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی تو اس نے زرنش سے سارے گھر کی صفائی کروائی تھی اور اب یہ جوتے پالش کرنے کا آڈر...

"حیدر نے تو مجھ سے کبھی یہ کام نہیں کروائے۔"وہ جھنجھلائی تھی۔اس کے کہے گئے سارے کام کرنے کے بعد وہ تھک ہار کر ابھی اس کے قریب صوفے پر بیٹھی ہی تھی کہ زارون نے اگلا حکم صادر کیا تھا۔

"کھانا بنا لو۔مجھے بھوک لگ رہی ہے۔"

"مگر ڈارلنگ کھانا تو ہم باہر کھائیں گے نا...؟"زرنش نے مسکرا کر زارون کو یاد دلایا تھا۔

"نہیں ڈارلنگ! آج کے بعد کھانا ہم گھر پر ہی کھائیں گے اور کھانا تم ہی بناؤ گی۔"زارون نے بھی ایک نرم مسکراہٹ اس کی جانب اچھالی تھی۔

"مگر اس حالت میں میں اتنے سارے کام کیسے کروں گی؟"زرنش کو صحیح معنوں میں چکر آئے تھے۔

"ڈارلنگ تمہارے لیے تو کہہ رہا ہوں۔اس حالت میں روز روز باہر کا کھانا کھانا تمہاری صحت کے لیے بالکل اچھا نہیں ہے۔"زارون کے لہجے میں فکرمندی تھی۔

"مگر زارون میں اتنے سارے کام نہیں کر سکتی۔"

"کیوں ٹینشن لیتی ہو تم! آہستہ آہستہ عادت ہو جائے گی تمہیں! شادی کے بعد یہ سارے کام تم ہی نے تو کرنے ہیں۔"زرنش کے تو گلے میں کانٹے چبھنے لگے تھے۔کہیں اس نے کوئی غلط فیصلہ تو نہیں کر لیا۔

"چلو جاؤ جا کر کھانا بناؤ۔"زارون نے نہایت محبت سے کہا تھا۔وہ بادل نخواستہ وہاں سے اٹھی تھی۔

دو گھنٹے کچن میں خوار ہونے کے بعد بالآخر زرنش نے جیسے تیسے کھانا بنا ہی لیا تھا۔اب وہ ٹیبل پر کھانا لگا رہی

تھی کہ زارون نے اسے ٹوکا تھا۔

"پہلے ٹیبل تو صاف کر لو، کتنی گندی ہو رہی ہے۔"

"میں نے ابھی تھوڑی دیر پہلے تو صاف کی تھی۔"اس کا پورا بدن تھکن سے چور ہو رہا تھا مگر زارون کے کام تو ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔

"تو کیا ہوا ڈارلنگ...؟ایک بار پھر سے کر لو۔"زارون نے محبت پاش لہجے میں کہا تھا۔زرنش نے غصے سے ٹیبل صاف کرنے کے بعد کھانا لگایا تھا۔

"میں روز روز یہ کام نہیں کر سکتی۔"اس نے دو ٹوک بات کی تھی۔

"کیوں...؟"زارون کے ماتھے پر بل پڑے تھے۔

"زارون میری حالت تو دیکھو...؟اگر ہمارے بچے کو کچھ ہو گیا پھر...؟"وہ اب اسے جذباتی طور پر بلیک میل کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"کچھ نہیں ہو گا ڈارلنگ!"زارون نے ایک بار پھر اسی محبت بھرے لہجے سے کہا تھا۔

"اس حالت میں تو تمہیں زیادہ کام کرنا چاہیئے۔یہ جو عورتیں اس حالت میں بستر پر پڑی رہتی ہیں نا،یہ بالکل ٹھیک نہیں ہے۔جب عورت ماں بننے والی ہو تو اسے چاہیئے

کہ وہ سارے کام خود کرے،اس طرح ورزش ہو جاتی ہے۔"زرنش تو بس اسے دیکھتی ہی رہ گئی تھی۔اسے اس وقت زارون پر شدید غصہ آ رہا تھا۔

"میں تو سوچ رہا تھا کہ کھانے کے بعد تمہیں سارے گھر کا فرش دھونا چاہیئے،اس طرح تمہاری ورزش بھی ہو جائے گی۔"زارون نے سرسری سے انداز میں کہا تھا جبکہ زرنش

کا تو دماغ ہی گھوم کر رہ گیا تھا۔

"میری طبیعت کچھ ٹھیک نہیں ہے میں اپنے گھر آرام کرنے جا رہی ہوں۔"وہ فورا وہاں سے اٹھی تھی۔

"کیا ہوا تمہاری طبیعت کو...؟"زارون نے پریشانی سے پوچھا تھا۔

"کچھ خاص نہیں...!"وہ تپ کر بولی تھی۔

"اچھا! پھر ٹھیک ہے۔تم یہی آرام کر لو نا....اب تو یہ ہمارا گھر ہے نا..."زارون مسکرایا تھا۔

"نہیں میں نے فیصلہ کر لیا ہے جب تک ہمارا نکاح نہیں ہو جاتا میں یہاں نہیں آؤں گی۔"وہ کہتے ساتھ ہی تیزی سے آگے بڑھی تھی۔زارون نے اسے آواز دی تھی مگر زرنش تو

اس وقت ہوا کے گھوڑے پر سوار تھی۔

"یہ مجھے ڈیزرو ہی نہیں کرتا،اس کے ساتھ تو وہی گوار داریاء ہی اچھی لگتی ہے۔"اپنے فلیٹ میں آتے ساتھ ہی اس نے غصے سے اپنا بیگ صوفے پر پھینکا تھا۔

"نجانے وہ داریاء اسے کیسے برداشت کرتی ہے؟"وہ شدید غصے میں تھی۔

"یہ سب کچھ اس پریگنینسی کی وجہ سے ہو رہا ہے۔مجھے یہ ڈرامہ جلد ختم کرنا ہو گا۔"زرنش نے سوچتے ہوئے کہا تھا۔

"بس ایک بار شادی ہو جائے،زارون کو تو میں خود ہی ٹھیک کر لوں گی۔"زرنش نے خود کو تسلی دی تھی۔

وہ کسی کام سے باہر آیا تھا۔اچانک ہی سامنے سے آتے شخص سے وہ ٹکرا گیا تھا۔

"آئی۔ایم۔سو سوری!آپ ٹھیک...!"سامنے موجود شخصیت کو دیکھ زارون کے الفاظ منہ میں ہی رہ گئے تھے۔

"حیدر...؟تم حیدر ہو نا...؟"وہ مسکرایا تھا۔

"زارون...!"حیدر کے لب بھی مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔

"کیسے ہو یار...؟"دونوں ہی گرم جوشی سے ایک دوسرے کے گلے لگے تھے۔

"میں ٹھیک ہوں،تم کیسے ہو؟"حیدر نے اس سے الگ ہوتے پوچھا تھا۔

"میں بھی بالکل ٹھیک ہوں۔کہاں غائب تھے تم...؟"زارون نے شکوہ کیا تھا۔

"گاؤں چلا گیا تھا،ابھی واپس آیا ہوں۔"

"چلو کہیں بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔"زارون اور حیدر قریبی ریسٹورنٹ میں گئے تھے

"تم تو کالج کے بعد غائب ہی ہو گئے تھے۔"زارون نے ایک بار پھر شکوہ کیا تھا۔

"ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔اسی شہر میں تھا۔"وہ مدھم سا مسکرایا تھا۔

"تم ٹھیک ہو؟"حیدر کے چہرے پر افسردگی صاف عیاں تھی۔وہ پہلے کی طرح ہشاش بشاش نہیں رہا تھا۔

"ہاں ٹھیک ہوں۔"وہ ایک بار پھر مسکرایا تھا۔

"شادی وادی کی کہ ابھی تک کنوارے ہی گھوم رہے ہو؟"زارون کی بات پر حیدر کا رنگ فق پڑا تھا۔

"شادی ایک نہایت ہی فضول چیز ہے۔"وہ چڑا تھا جبکہ زارون کے ماتھے پر بل پڑے تھے۔

"لگتا ہے کافی تجربہ ہے تمہیں...؟"زارون نے مذاق میں کہا تھا۔

"پہلے تجربے میں تو بری طرح ناکام ہو گیا میں۔"وہ بےبسی سے ہنسا تھا۔

"مطلب...؟"

"بے وفا تھی وہ، بلکہ ڈائن تھی۔"حیدر کے لہجے میں کرب تھا۔اس کے انداز پر زارون ٹھٹھکا تھا مگر اس نے زبان سے کچھ نا کہا تھا۔

"تم بتاؤ کیسی جا رہی ہے زندگی؟"اب کی بار زارون کا رنگ فق پڑا تھا۔

"اچھی جا رہی ہے۔"وہ بدقت مسکرایا تھا۔

"شادی کی...؟"زارون نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"کیسی گزر رہی ہے زندگی؟"حیدر نے ایک اور سوال پوچھا تھا۔

"الحمداللہ بہت اچھی!"وہ ان مردوں میں سے نہیں تھا جو اپنے گھر کے حالات باہر والوں کے سامنے کھول کر رکھ دے۔

دونوں کافی دیر بیٹھ کر باتیں کرتے رہے تھے۔دونوں کے درمیان نمبر کا بھی تبادلہ ہوا تھا۔زارون نے حیدر کو گھر آنے کی دعوت بھی دی تھی۔

کل انارا کے کیس کی ہیرنگ تھی اور وہ بہت زیادہ خوش تھی۔ان لوگوں کے پاس اب نا صرف گواہ تھا بلکہ وہ ماجد کے خلاف کافی ثبوت بھی اکھٹے کر چکے تھے۔اس کے سارے جرائم کا ڈیٹا اب ان کے پاس تھا،یہ ڈیٹا اب اس کیس میں کافی مدد گار ثابت ہونا تھا۔

"تم تو ایسے تیاریاں کر رہی ہو جیسے کل تمہاری بارات ہو۔"اسے کپڑوں کے ساتھ الجھتا دیکھ زارون نے ناگواری سے کہا تھا۔

"کیا پتا ہو؟"انارا نے شرارت سے کہا تھا۔

"آو ہو...!کون ہے وہ بدقسمت؟"زارون کی آنکھوں میں بھی ہنوز شرارت تھی۔

"اگر آپ میری مدد نہیں کر سکتے تو تنگ بھی مت کریں مجھے۔"وہ پھر سے کپڑوں میں الجھی تھی۔

"تم تو ایسے کہہ رہی ہو جیسے میں جونسا رنگ کہوں گا وہ تم پہن لو گی۔"زارون نے بات مذاق میں اڑائی تھی۔

"آپ ایک بار کہہ کر تو دیکھیں، انارا ملک ساری زندگی صرف وہی رنگ پہنے گی۔" انارا کی آنکھوں میں جذبات کا سمندر تھا۔ زارون ایک لمحے کے لیے دنگ رہ گیا تھا۔ شاید وہ اس کی آنکھیں پڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ مگر وہ پڑھ نہیں پا رہا تھا۔ کچھ بھی واضح نہیں تھا۔

"اچھا مذاق ہے۔" وہ ہنس دیا تھا۔ یقیناً انارا مذاق ہی کر رہی تھی۔

"ایک بات پوچھوں آپ سے؟"

"ہمم پوچھو..."

"دارِیاء اور آپ کے درمیان ایسا کیا ہوا ہے جو نوبت یہاں تک پہنچ گئی؟" وہ ہمیشہ سے ہی یہ جاننا چاہتی تھی مگر زارون ہمیشہ ہی اس موضوع سے گریز کرتا تھا۔

"وہ بیوی ہے میری، میرا لباس ہے۔ میں اسے کیسے کسی غیر کے سامنے بےلباس کر سکتا ہوں۔ جو بھی مسئلہ ہے ہمارے درمیان ہے اور میں چاہتا ہوں کہ ہمارے درمیان ہی رہے۔"

وہ ایک بار پھر جانے انجانے میں انارا کے دل پر چھریاں چلا گیا تھا۔

"میں غیر ہوں؟"اس کے دل سے آواز آئی تھی۔آنکھ سے ایک آنسو پھسلا تھا۔وہ سہی تو کہہ رہا تھا آخر انارا کا اس سے رشتہ ہی کیا تھا۔آخر کس بنیاد پر وہ اسے اپنے اور داریاء کے درمیان ہوئی کشیدگیوں کا بتاتا؟

"اچھی بات ہے،بہت اچھی بات ہے۔"بے دردی سے آنسو صاف کرتے وہ مسکرائی تھی۔

"آپ نے اسے پہلی دفعہ ٹریفک سگنل پر دیکھا تھا نا...؟"

زارون نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"ویسے کافی عجیب ملاقات تھی۔"

"ہاں بہت زیادہ عجیب تھی۔اور تمہیں پتا ہے،وہ تو وہیں سڑک پر بیٹھ کر رونے لگ گئی تھی۔"زارون کا داریاء نامہ پھر شروع ہو چکا تھا۔انارا اس کے قریب بیٹھی ٹھوڑی

پر ہاتھ رکھے دلچسپی سے اسے دیکھ رہی تھی۔پچھلے دو مہینوں سے وہ یہی کرتی تھی۔اسے داریاء کی باتوں میں الجھا کر وہ گھنٹوں اسے تکتی رہتی تھی۔وہ گھنٹوں

اسے داریاء کی باتیں بتاتا تھا۔داریاء کو کیا پسند ہے،اسے کیا نہیں پسند...وہ کس طرح ہنستی ہے،وہ کیسے بولتی ہے،وہ کیسے روتی ہے۔انارا سب جان چکی تھی۔اتنا تو وہ خود کو بھی نہیں جانتی تھی جتنا اب وہ داریاء کو جاننے لگی تھی۔زارون اسے داریاء کے بارے میں سب بتایا تھا سوائے

اس جھگڑے کے جو نجانے کس بات پر ہوا تھا۔

وہ مسلسل زارون کے بدلتے تاثرات سے محظوظ ہو رہی تھی۔وہ داریاء کے بارے میں اتنا جان چکی تھی کہ اب اس پر کتاب لکھنا مشکل نا تھا۔وہ اسے داریاء کے متعلق ہر بات بتانے کے بعد ایک جملہ دھرتا تھا جس پر انارا ناچاہتے ہوئے بھی مسکرا دیتی تھی۔زارون اپنی ہر بات کے آغاز میں یہ کہتا تھا کہ 'تمہیں پتا ہے انارا داریاء یوں کرتی تھی' اور وہ اپنی ہر بات کے اختتام پر یہ ضرور کہتا تھا کہ 'مجھے اب اس سے محبت نہیں ہے۔'

"ایک بات پوچھوں آپ سے...؟"وہ اسے بیچ میں ٹوکتی نہیں تھی خاص طور پر تب جب وہ داریاء کے متعلق بات کر رہا ہو۔مگر آج وہ اسے ٹوکنے پر مجبور ہو گئی تھی۔

ایک بات ہمیشہ سے انارا کو پریشان کر رہی تھی اور آج بالآخر اس نے پوچھنے کا فیصلہ کر ہی لیا تھا۔

"ہاں پوچھو...!"داریاء کے بارے میں بات کر کے اس کا موڈ اچھا خاصا خوشگوار ہو چکا تھا۔

"آپ داریاء سے اتنی محبت کرتے ہیں۔"زارون نے چونک کر اسے دیکھا تھا۔انارا نے فورا اپنے جملے کی تصریح کی تھی۔

"میرا مطلب ہے کہ آپ داریاء سے اتنی محبت کرتے تھے پھر بھی آپ کو اپنی شادی کی تاریخ نہیں یاد، یہاں تک کہ آپ کو تو یہ بھی یاد نہیں کہ آپ کی شادی کو کتنے سال ہوئے ہیں؟"انارا کی بات پر وہ ہنس دیا تھا۔انارا کو اس کی یہ ہنسی کافی عجیب لگی تھی۔

"تمہیں یہ داریاء نے بتایا ہے؟"انارا نے ناسمجھی سے اثبات میں سر ہلایا تھا۔زارون ایک بار پھر ہنس دیا تھا۔

"ہماری شادی کو تین سال چھ مہینے، دس دن، آٹھ گھنٹے بیس منٹ اور باون سیکنڈ ہو گئے ہیں۔"زارون نے ایک سانس میں کہہ ڈالا تھا جبکہ انار کی سانس بےاختیار رک گئی تھی۔وہ آنکھیں کھولے ہونقوں کی طرح اسے دیکھے ہی جا رہی تھی۔

"08 نومبر کو شام چار بج کر تیس منٹ اور دس سیکنڈ پر ہماری پہلی ملاقات ہوئی تھی۔اس نے پیلے رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا جس پر گلابی رنگ کے چھوٹے چھوٹے پھول بنے

ہوئے تھے۔اس کے کانوں میں دو چھوٹے چھوٹے جھمکے تھے اور لبوں پر لائٹ پنک کلر کی لپسٹک...اس نے کالے رنگ کے جوتے پہنے ہوئے تھے جس پر گولڈن موتیوں کا کام تھا۔

اس کے بال کیچر میں جکڑے ہوئے تھے اور دوپٹا بھی سر پر تھا مگر چہرے پر دو چھوٹی چھوٹی لٹیں جھول رہی تھیں۔

جمعے کے دن چھ بج کر اٹھارہ منٹ اور پانچ سیکنڈ پر ہمارا نکاح ہوا تھا۔رات دس بج کر چالیس منٹ اور بارہ سیکنڈ پر اس نے پہلی بار میری زندگی اور میرے گھر میں قدم

رکھا تھا۔"اپنی بات مکمل کیے وہ خاموش ہوا تھا۔انارا کا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔اس کی محبت زارون کی محبت کے آگے کہیں دب سی گئی تھی۔آخر کوئی کسی کو اتنا کیسے چاہ سکتا ہے؟

"دارياء واقعی بہت خوش قسمت ہے۔"اس نے دل سے اعتراف کیا تھا۔

"زارون صرف دارياء کا ہے۔"وہی بیٹھے اس نے ایک بار پھر خود کو باور کروایا تھا۔اس بار اس نے اپنے تمام تر جذبات کو دفنا دیا تھا۔یک طرفہ محبت کا یہی تو انجام ہوتا ہے۔زارون

تو ہمیشہ سے داریاء کا تھا اس نے تو کبھی انارا کی طرف قدم نہیں بڑھائے تھے۔قصور تو اس کا ہی تھا جو اس نے اپنے جذبات پر قابو نہیں پایا۔یہ سب سوچتے انارا نے خود کو ملامت کی تھی۔

"میں نہیں جانتی کہ آپ دونوں کے درمیان کیا مسائل ہیں مگر آج میں عہد کرتی ہوں میں داریاء کو واپس آپ کی زندگی میں لا کر ہی رہوں گی۔"زارون کی طرف دیکھتے

انارا نے عہد کیا تھا۔

زارون کے جانے کے بعد وہ اپنے کمرے میں مسلسل ادھر سے ادھر چکر لگا رہی تھی۔

"مجھے داریاء سے بات کرنی چاہیئے۔"انارا نے اپنا فون اٹھائے داریاء کو کال ملائی تھی۔اس کا نمبر مسلسل بند جا رہا تھا۔وہ کچھ دیر سوچتی رہی تھی پھر اچانک ہی اس

نے فیصلہ کیا تھا کہ کل وہ ہیرنگ کے بعد اس سے ملنے جائے گی۔وہ اچھی طرح جانتی تھی کہ داریاء کہاں ہے۔

"کچھ خاص نہیں بس داریاء کی طبیعت شاید کچھ ٹھیک نہیں تھی۔پہلے ڈاکٹر اور شاید اپنی کسی دوست..."

"نکلو میرے گھر سے!"

"اپنا گھر تو بسا نہیں سکی اس لیے اب میرے شوہر پر ڈورے ڈال رہی ہو۔"انارا کے دماغ نے فورا کام کرنا شروع کیا تھا۔

"داریاء نہیں چاہتی تھی کہ میں زارون کو اس دن کے حوالے سے کچھ بھی بتاؤ۔"ساری گتھیاں جیسے سلجھنے لگی تھیں۔

"مگر کیوں...؟"وہ نہیں سمجھ سکی تھی۔اس دن جو کچھ بھی ہوا وہ اسے آج بھی اچھے سے یاد تھا۔

"داریاء کہاں جا رہی ہو؟"اسے چادر پہنے دیکھ انارا کو حیرت ہوئی تھی۔آج اس کی مہندی تھی اور کچھ دیر میں انہیں ساتھ پارلر جانا تھا۔انارا کو داریاء نے ہی تیار کرنا تھا مگر ہادی کی فرمائش پر وہ لوگ پارلر جا رہے تھے۔

"آپی میں آدھے گھنٹے میں واپس آ جاؤں گی۔"وہ کافی بے چین لگ رہی تھی۔

"مگر تم جا کہاں رہی ہو؟"

"ڈاکٹر کے پاس،میرا اپائنٹمنٹ تھا۔پھر زری کے پاس جانا ہے۔"

"ڈاکٹر کے پاس پھر کسی دن چلی جانا،اور یہ زری کون ہے؟"

"ہاں آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں ڈاکٹر کے پاس پھر کسی دن چلی جاؤں گی مگر زری کے پاس جانا ضروری ہے۔وہ میری

دوست ہے۔اس نے نا مجھے ایک قسم دی تھی بس اسے یہی کہنے جا رہی ہوں کہ اپنی قسم واپس لے لے۔زارون سے بات کیے بغیر میرا گزارا نہیں ہے۔"داریاء نے منہ بنائے کہا تھا۔اس کی بات انارا کے سر پر سے گزری تھی۔

"میں ابھی گئی اور ابھی آئی۔"وہ مسکرا کر کہتی باہر کی جانب بڑھی تھی۔انارا نے اسے روکنے کی کوشش کی تھی

مگر وہ نہیں رکی تھی۔

داریاء اکیلے کہیں نہیں جاتی تھی،اس کا اس طرح اکیلے جانا انارا کو پریشانی میں مبتلا کر گیا تھا۔

وہ تقریبا دو گھنٹے بعد گھر لوٹی تھی۔اور آتے ساتھ ہی طبیعت خرابی کا کہہ کر وہ کمرے میں بند ہو گئی تھی۔انارا بادل نخواستہ اپنی کسی دوست کے ساتھ پارلر گئی تھی۔پارلر سے واپسی پر وہ داریاء کے پاس آ کر بیٹھی تھی۔وہ پلنگ پر خالی الذہن بیٹھی تھی۔اس کے چہرے پر صدیوں کی تکان تھی۔

"اب کیسی طبیعت ہے تمہاری؟"انارا نے نرمی سے پوچھا تھا۔داریاء خاموش رہی تھی،ایسے جیسے انارا وہاں موجود ہی نا ہو۔وہ کسی اور دنیا میں گم تھی۔

"تم تیار نہیں ہوئی؟"انارا نے اگلا سوال پوچھا تھا۔داریاء ہنوز خاموش رہی تھی۔

"داریاء...!"انارا نے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا تھا۔داریاء فورا ہوش میں آئی تھی۔اس نے انارا کا ہاتھ جھٹک دیا تھا۔

"آپ مجھ سے دور رہے۔"انارا بامشکل اس کی آواز سن سکی تھی۔

"کیوں...؟کیوں دور رہوں؟"وہ ہنس دی تھی۔

"آپ اچھی لگ رہی ہیں۔بالکل پاک...!"داریاء نے گہری نظروں سے اس کا جائزہ لیا تھا۔

"تم تیار ہو کر مجھ سے بھی زیادہ اچھی لگو گی۔"انارا مدھم سا مسکرائی تھی۔

"ہاں اچھی تو لگوں گی۔میں اچھی تو لگتی ہوں سب کو۔بازار میں پڑی ایک کانچ کی گڑیا...جسے جو جب چاہے داغدار کر دے۔"

"داریاء تم کیا کہہ رہی ہو؟مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا؟تم اپنی دوست کے پاس گئی تھی نا،کیا لڑائی ہوئی ہے تمہاری اس سے؟"داریاء نے سختی سے مٹھیاں بھینچی تھیں۔

اس کی سانسیں اکھڑنے لگی تھیں۔

"ویسے اپنی دوست کے بارے میں تو کچھ بتاؤ،کون ہے،کیسی ہے اور کب ہوئی دوستی؟"

"آپ کے ساتھ آخر مسئلہ کیا ہے؟آج مہندی ہے آپ کی،جائیں جا کر انجوائے کیجیے۔میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔مجھے آرام کرنے دیں۔"اب کی بار اس کی آواز کافی اونچی تھی۔

"داریاء تم ٹھیک تو ہو؟"انارا داریاء سے اس قدر سخت لہجے کی امید نا رکھتی تھی۔

"ہاں ٹھیک ہوں۔"اس نے خود پر ضبط کرتے کہا تھا۔

"اگر طبیعت زیادہ خراب ہے تو زارون کو بلاؤں؟وہ تمہیں ڈاکٹر کے پاس لے جائے گا۔"وہ گھبرا کر فورا اٹھی تھی۔

"زارون کو کیوں...؟اور ڈاکٹر کے پاس کیوں جاؤں میں...؟آپ...یہاں سے چلی جائیں۔مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں۔ہمیشہ عذاب بن کر میرے سر پر نازل رہتی ہیں۔دو منٹ سکون نہیں ہے آپ کو..."داریاء کے انداز پر انارا بھونچکا رہ گئی تھی۔

"تم ہوش میں تو ہو؟"

"میں ہوش میں ہی ہوں آپ اپنا بتائیں آخر آپ خود کو سمجھتی کیا ہیں؟ہر وقت مجھے ذلیل کرتی ہیں،میرے شوہر کو ذلیل کرتی ہیں۔میں تنگ آگئی ہوں آپ سے...اللہ کے لیے مجھے بخش دیں۔میری جان چھوڑ دیں۔"

"میرے خیال سے تمہاری طبیعت واقعی ٹھیک نہیں ہے۔"انارا چاہتی تو دو منٹ میں اس کا دماغ درست کر سکتی تھی مگر کم از کم وہ اپنی مہندی والے دن یہ نہیں کرنا چاہتی تھی۔داریاء کے اس قدر شدید ری ایکشن پر وہ حیران ضرور ہوئی تھی۔داریاء تو ایسی نہیں تھی،وہ

تو بے حد ڈرپوک تھی پھر انارا سے اس لہجے میں بات کرنے کی ہمت آخر اس میں کہاں سے آئی؟فلحال تمام تر سوچوں کو جھٹکتے وہ اسے اکیلا چھوڑ وہاں سے گئی تھی۔

"شاید زارون سے کوئی جھگڑا ہو گیا ہو گا یا پھر اپنی اس دوست سے..."انارا نے اندازہ لگایا تھا۔اس دن کی ساری روداد یاد کرتے انارا کافی پریشان تھی۔

"کیا مجھے زارون کو بتانا چاہیئے؟"

"نہیں نہیں!یہ کوئی اتنی بڑی بات تھوڑی ہے جس کی بنا پر ان کا جھگڑا ہوا ہو گا۔"اس نے خود سے ہی سب فرض کر لیا تھا۔

"مجھے پہلے داریاء سے خود بات کرنی چاہیئے۔"وہ کل اپنے کیس کی ہیرنگ کے بعد داریاء سے ملنے کا ارادہ رکھتی تھی۔

زرنش مکمل تیار ہو کر زارون کے گھر آئی تھی۔اس کا ارادہ زارون کی توجہ حاصل کرنے کا تھا مگر زارون نے تو

ٹھیک سے اسے دیکھا بھی نہیں تھا جس وجہ سے اس کا موڈ کافی خراب تھا۔وہ زارون کے گھر اب نکاح کے بعد ہی

آنا چاہتی تھی مگر سیٹھ عبد الرحمان نے فائل لانے کے لیے

اس پر بہت دباؤ ڈالا تھا جس وجہ سے ناچاہتے ہوئے بھی اسے یہاں آنا پڑا تھا۔

"تم بیٹھو میں شاور لے کر آتا ہوں۔"زرنش کا میک اپ سے اٹا ہوا چہرہ دیکھ اسے شدید چڑ ہوئی تھی۔اسے اس قسم کی بولڈ لڑکیاں ایک آنکھ نا بھاتی تھی۔اگر مجبوری نا ہوتی تو وہ کب کا زرنش کو اٹھا کر کہیں پھینک چکا ہوتا۔

"میں کچھ ہیلپ کروں؟"زاروں نے سر تا پیر اس بے حیا لڑکی کا جائزہ لیا تھا۔

"میرا مطلب ہے کپڑوں نکال دوں تمہارے؟"

"نہیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔"وہ اس پر سخت نگاہ ڈالے کمرے کی جانب بڑھا تھا۔

زاروں کے باتھروم جانے کے بعد وہ تیزی سے اس کے کمرے میں گئی تھی۔اب وہ ہر چیز الٹ پلٹ کر دیکھ رہی تھی۔بہت ڈھونڈنے پر بھی زرنش کو وہ فائل نہیں مل رہی تھی۔

واڈروب میں داریاء کے کپڑے دیکھ اس کا چہرہ دہکنے لگا تھا۔زاروں نے داریاء کی ہر چیز سنبھال کر رکھی تھی۔سب کچھ ویسا ہی تھا جیسا داریاء چھوڑ کر گئی تھی۔کپڑوں کے بیچ سے اسے ایک فائل ملی تھی۔زرنش نے فورا وہ فائل اٹھائی تھی۔فائل کو دیکھ اس کے تو پیروں تلے زمین ہی نکل گئی تھی۔یہ داریاء کی رپورٹ تھی۔

"کیا زاروں اس بارے میں جانتا ہے؟"زرنش کے ماتھے پر پسینے کی ننھی ننھی بوندیں نمودار ہوئی تھیں۔

"نہیں نہیں...!"وہ فائل اٹھائے بھاگتے ہوئے باہر آئی تھی۔زرنش نے وہ رپورٹ فورا اپنے بیگ میں ڈالی تھی۔

"داریاء...!"اس نے غصے سے لب بھینچے تھے۔

"اتنی بڑی بات کیسے چھپا لی تم نے مجھ سے...؟بس ایک بار مل جاؤ تم مجھے!"اس کے چہرے پر صرف غصہ تھا۔

"زاروں کو اس بارے میں نہیں پتا چلنا چاہیئے ورنہ وہ سب کچھ بھولا کر اسے اپنی زندگی میں واپس لے آئے گا۔"زرنش

نے فکرمندی سے کہا تھا۔

"کہیں اسے سب معلوم تو نہیں...؟"اس کا ذہن اب مختلف سوچیں بن رہا تھا۔

"نہیں!اگر ایسا ہوتا تو داریاء اس وقت یہاں ہوتی اور میں باہر۔"زرنش نے خود کو ریلیکس کیا تھا۔

زاروں کے کمرے سے باہر آتے ہی زرنش مسکرا کر اس کی جانب بڑھی تھی۔

"بہت اچھے لگ رہے ہو۔"وہ اس کے قریب ہوئی تھی۔زاروں نے اسے خود سے دور کیا تھا۔وہ اس کے ہر انداز پر ہی دل ہار جاتی تھی۔وہ رف ٹف سے حلیے میں بھی بہت ہینڈسم دکھتا تھا،اور اس کا یوں گریز کرنا زرنش کے جذبات کو مزید ابھار رہا تھا۔

"میں کیسی لگ رہی ہوں؟"زرنش نے اس کے پاس آتے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔

"چیپ!نہایت چیپ...!"زرنش کا چہرہ دھواں دھواں ہوا تھا۔

"مجھے اس قسم کی ڈریسنگ نہیں پسند...!"اس نے آج بہت زیادہ بےہودہ لباس پہنا ہوا تھا۔

"ٹھیک ہے تو پھر میں آج کے بعد ایسی ڈریسنگ نہیں کروں گی،بلکہ ہم ایک کام کرتے ہیں،ہم شاپنگ پر چلتے ہیں۔"زارون کے ماتھے پر بل پڑے تھے۔

"Why not...?"

اگلے ہی لمحے وہ دل کھول کر مسکرایا تھا۔

وہ اسے شاپنگ کے لیے مال لے آیا تھا۔وہ نجانے کیا کیا خرید رہی تھی،زارون نے کوئی مداخلت نا کی تھی۔زرنش کو شاپنگ کرتا دیکھ زارون کہیں اور ہی پہنچ گیا تھا،کہیں دور...وہ ایک بار پھر اسے یاد آئی تھی۔

"میں سوچ رہی تھی کہ کچھ نئی کروکری لے لوں۔"

"داریاء ہم شاپنگ کرنے کے لیے آئے ہیں۔"زارون نے دانت پیستے ہوئے اسے یاد دلایا تھا۔

"مجھے پتا ہے۔"داریاء نے سرسری سا جواب دیا تھا۔

"ویسے کرٹنز بھی کافی پرانے ہو گئے ہیں۔میں سوچ رہی تھی کہ وہ بھی..."

"تمہارے کپڑے بھی کافی پرانے ہو گئے ہیں،ان کے بارے میں کیا خیال ہے؟"

"جی نہیں!میرے کپڑے بالکل نئے ہیں۔صرف دو بار پہنا ہے میں نے یہ سوٹ...!"وہ برا مان گئی تھی۔

"اللہ اللہ کر کے تو چھٹی ملی ہے مجھے،تم پلیز فضول باتیں کر کے میرا دماغ خراب مت کرو۔"

"ٹھیک ہے جو آپ کہیں گے میں وہی خریدوں گی۔"چاشنی بھرا میٹھا لہجہ...

"داریاء پلیز...!"یہ احتجاج تھا۔

"کہہ تو رہی ہوں کہ کرتے ہیں شاپنگ..."زارون نے گہری سانس خارج کیے خود کو نارمل کیا تھا۔

"ٹھیک ہے ہم کروکری اور کرٹنز ہی خرید لیتے ہیں۔"اس نے ہار مانی تھی۔

"نہیں اب ہم کپڑے،جوتے اور جیولری خریدے گے،جیسا آپ چاہتے ہیں۔"اس کے ایک بار پھر 'آپ' کہنے پر زارون کو شدید غصہ آیا تھا۔ابھی ان کی شادی کو چند ماہ ہی گزرے

تھے اور داریاء صاحبہ کے ناراض ہونے کے سٹائل سے وہ اچھا خاصا پریشان تھا۔

"جلیبیاں کھاؤ گی؟"زارون نے ڈرائیو کرتے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا تھا۔

"ٹھیک ہے پہلے ہم کچھ ڈریسز خرید لیتے ہیں، مگر تمہیں میری مدد کرنی ہو گی۔"زارون کی سانس میں سانس آئی تھی۔

"منظور ہے مجھے۔"وہ ہنس دیا تھا۔

داریاء کے ساتھ گزارا گیا وقت یاد کرتے زارون کی آنکھوں میں نمی آئی تھی۔وہ کچھ دیر زرنش کے ساتھ مال میں گھومتا رہا تھا۔شاپنگ کے بعد وہ دونوں مال سے باہر ہی نکل رہے تھے کہ سامنے سے آتی شخصیت کو دیکھ دونوں کے قدم رکے تھے۔زارون کے لبوں پر مسکراہٹ بکھری تھی اور زرنش کا تو چہرہ ہی فق پڑ گیا تھا۔

"حیدر!کیسے ہو؟"زارون گرم جوشی سے اس سے ملا تھا جبکہ زارون کے ساتھ زرنش کو دیکھ حیدر کے پیروں تلے تو معنوں زمین ہی کھسک گئی تھی۔

"ان سے ملو!یہ زری ہیں،میری ہونے والی بیوی...!"زارون نے مسکرا کر زری کا تعارف کروایا تھا۔

"زری!یہ حیدر ہیں،میرے کالج فرینڈ...!"زارون کچھ لمحے ان دونوں کو دیکھتا رہا تھا۔ان دونوں کی اڑی ہوئی رنگت دیکھ اسے تشویش ہوئی تھی۔

"کیا ہوا تم دونوں کو...؟"اچانک ہی حیدر کی آنکھیں غضب ڈھانے لگی تھیں۔وہ تیزی سے زرنش کی جانب لپکا تھا۔

"بے حیا عورت!میں تمہیں چھوڑوں گا نہیں...!"اس کی آنکھوں کے سامنے اپنی معصوم مردہ بیٹی کا وجود لہرایا تھا۔

"تمہارا دماغ ٹھیک ہے؟"اس کے زرنش تک پہنچنے سے پہلے ہی زارون اسے روک چکا تھا۔

"تم اس ڈائن سے شادی کر رہے ہو؟یہ برباد کر دے گی تمہیں،بالکل جیسے اس نے مجھے برباد کر دیا۔"وہ چیخا تھا۔

"کیا مطلب...؟آخر تم کہنا کیا چاہتے ہو؟"

"یہ میری بیوی تھی۔اس کی نا زیبا حرکات کی وجہ سے چھوڑ دیا میں نے اسے،مگر تب تک میں مکمل طور پر برباد ہو چکا تھا۔اس نے میرے پاس کچھ بھی نہیں چھوڑا۔اس نے میری..."

"زارون یہ جھوٹ بول رہا ہے۔میرا یقین کرو،یہ سب جھوٹ ہے۔یہ مجھے بہت مارتا تھا۔اس
نے مجھ پر بہت ظلم کیے

ہیں۔"وہ زارون کو بازو سے تھامتے رو رو کر اسے یقین دلا رہی تھی۔زارون تو وہی شل کھڑا
تھا۔اس کے دماغ نے تو

کام کرنا ہی چھوڑ دیا تھا۔

"نہیں زارون!میں نہیں یہ جھوٹی ہے۔یہ ایک نمبر کی آوارہ اور..."

"چٹاخ...!"حیدر کے جملہ مکمل ہونے سے پہلے ہی زارون نے اس کے منہ پر زبردست
تمانچہ رسید کیا تھا۔

"ایک عورت کے بارے میں اس قسم کے الفاظ استعمال کرتے ہوئے تمہیں شرم نہیں
آئی؟"حیدر شاکڈ تھا۔زارون نے اس کا یقین کرنے کے بجائے زرنش کا یقین کیا تھا۔

"یہ میری ہونے والی بیوی ہے اور میں اس کے خلاف کچھ نہیں سنوں گا۔"زرنش کا ہاتھ
پکڑتے وہ تیزی سے آگے بڑھا تھا۔زرنش آج بے حد خوش تھی۔زارون نے حیدر پر اسے
ترجیح دی تھی۔

"زارون میرا...!"گاڑی میں بیٹھتے ہی زرنش نے اپنی صفائی دینے کی کوشش کی تھی۔

"زری پلیز!میں اس وقت کچھ بھی نہیں سننا چاہتا۔"زارون نے غصے سے گاڑی سٹارٹ کی تھی۔

گھر آتے ساتھ ہی زرنش نے رو رو کر زارون کو اپنی بے گناہی کا یقین دلایا تھا اور یہ بھی کہ حیدر نے اس پر کتنے مظالم ڈھائے ہیں۔وہ اسے داریاء سے بدظن تو پہلے ہی

کر چکی تھی۔پچھلے دو مہینوں سے وہ مسلسل داریاء کے خلاف زارون کے کان بھرتی تھی،اور اس کی یہ محنت رنگ بھی لائی تھی۔زارون اب داریاء کا نام بھی نہیں لیتا تھا اور اسے واپس لانے کا تو وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔

"زارون تمہیں مجھ پر اعتبار نہیں ہے؟"زرنش نے روتے ہوئے زارون کا ہاتھ پکڑا تھا۔

"ایسی بات نہیں ہے زری،مگر مجھے یقین نہیں آ رہا کہ حیدر تمہارے ساتھ ایسا کیسے کر سکتا ہے؟"زارون نے نفی میں سر ہلایا تھا۔

"تم کیسے اتنے عرصے تک یہ سب برداشت کرتی رہی؟"

زارون نے ہمدردی سے کہا تھا۔اس کا اپنائیت بھرا لہجہ پا کر زرنش تو ساتویں آسمان پر ہی پہنچ گئی تھی۔

"تم مجھے چھوڑ تو نہیں دو گے نا...؟"اسے واقعی میں یہ ڈر تھا۔

"نہیں!ہر گز نہیں...!"زارون نے ایک نرم مسکراہٹ اس کی طرف اچھالی تھی۔

"تو پھر شادی کیوں نہیں کر لیتے مجھ سے...؟"

"بتایا تو ہے تمہیں،گاؤں میں کچھ زمینوں کا مسئلہ ہے۔اسی وجہ سے میری بہنیں یہاں آ نہیں سکتیں۔بس ایک بار یہ مسئلہ حل ہو جائے پھر میں ساری دنیا کے سامنے تمہیں اپناؤں گا۔"

"مجھے اس دن کا شدت سے انتظار ہے۔"زرنش نے گہری سانس خارج کرتے کہا تھا۔

"تم کیوں فکر کرتی ہو؟میری زندگی میں اب صرف تم ہو۔"زارون نے اسے یقین دلایا تھا۔

"اور داریاء...؟"زارون کا اچھا موڈ دیکھ زرنش نے اپنے دل کی بات کہی تھی۔

"وہ میرے دل سے اتر چکی ہے۔"زرنش کے لبوں پر گہری مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔

"تو پھر چھوڑ دو اسے...!"زرنش نے موقعے پر چوکا لگایا تھا۔

" سمجھو چھوڑ دیا۔"زارون کے الفاظ اس کے لیے ایک خوشگوار ہوا کا جھونکا ثابت ہوئے تھے۔

رات کے وقت انارا اور ذکیہ بیگم اپنے اپنے کمروں میں سو رہی تھیں۔اچانک کچھ گرنے کی آواز سے انارا کی آنکھ کھلی

تھی۔

"اماں...؟"وہ بستر سے اٹھی تھی۔ایک بار پھر کچھ گرنے کی آواز آئی تھی،ایسے جیسے کسی نے بہت زور سے کچھ پھینکا ہو۔انارا بری طرح گھبرا گئی تھی۔وہ پاؤں میں جوتے پہنے دروازے کی جانب آہستہ آہستہ قدم بڑھا رہی تھی۔

"اماں...؟"اس نے ایک بار پھر پوچھا تھا اچانک ہی دروازہ زور و شور سے بجنا شروع ہو گیا تھا۔انارا کے بڑھتے قدم وہیں رکے تھے۔

"باہر آؤ...!"غیر شناسہ آواز پر اس کا دل بس باہر آنے کو تھا۔

"تمہاری ماں ہمارے قبضے میں ہے۔چپ چاپ دروازہ کھول دو۔"انارا کا تو سانس ہی سوکھ گیا تھا۔

"اماں...؟"انارا دروازے کی جانب بھاگی تھی۔دروازے تک پہنچتے اس کے قدم ایک بار پھر رک گئے تھے۔

"چپ چاپ دروازہ کھول دو ورنہ ہم یہ دروازہ توڑ دیں گے۔"وہ لوگ مسلسل دروازہ پیٹ رہے تھے۔

"یا اللہ...!"انارا کی آنکھوں سے آنسو بہنا شروع ہو گئے تھے۔اچانک ہی اس کے دماغ نے کام کرنا شروع کیا تھا۔وہ بھاگ کر اپنے بستر تک گئی تھی۔اب وہ پاگلوں کی طرح اپنا فون تلاش کر رہی تھی۔فون ملتے ہی اس نے فورا زارون کو کال ملائی تھی جو کہ دوسری بیل پر ریسیو کر لی گئی تھی۔وہ

اسی وقت ڈیوٹی سے گھر لوٹا تھا۔

"زارون...!"وہ رو دی تھی۔تمام الفاظ جیسے ختم ہو گئے تھے۔

"کیا ہوا انارا...؟تم رو کیوں رہی ہو؟"وہ اچھا خاصا فکرمند ہوا تھا۔انارا نے اسے سب کچھ بتا دیا تھا۔

"زارون پلیز آ جاؤ!مجھے ڈر لگ رہا ہے۔"وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی جبکہ دروازہ اب بھی مسلسل بج رہا تھا۔شاید وہ لوگ اسے توڑنے کی کوشش کر رہے تھے۔

"تم بالکل مت ڈرنا،میں ابھی آ رہا ہوں۔"فون بند کرتے وہ شکست خور حالت میں بستر پر بیٹھی رو رہی تھی۔اچانک ہی دروازہ کھولنے کی آواز آئی تھی۔وہ لوگ دروازہ توڑے اندر داخل ہو چکے تھے۔

"کیسی ہیں بھابھی جی...؟"یہ آواز کافی شناسہ تھی،وہ ایک لمحے کے لیے چونکی تھی۔

"عقیل..."ماسک لگا ہونے کے بعد بھی وہ اسے پہچان گئی تھی۔

"بھائی یاد کر رہے ہیں آپ کو،چلیں ہمارے ساتھ...!"وہ خباثت سے ہنستا ہوا انارا کی جانب بڑھ رہا تھا۔انارا مسلسل نفی میں سر ہلاتے پیچھے کی جانب قدم اٹھا رہی تھی۔عقیل ماجد کا دوست تھا اور اس کے ہر برے کام میں حصے دار بھی...جس وقت ماجد نے اس پر تیزاب پھینکا تھا اس وقت عقیل اس کے ساتھ ہی تھا۔

"چلیں بھابھی جی...!"اس نے آگے بڑھ۔ہر انارا کو بالوں سے دبوچا تھا۔وہ بری طرح کراہی تھی۔

"نا نا بھابھی جی!شور نہیں کرنا ورنہ آپ کی اماں جان کو اوپر پہنچانے میں ایک سیکنڈ نہیں لگائے گے ہم...!"

"میری ماں کو چھوڑ دو،وہ بے قصور ہے۔"وہ التجا کر رہی تھی۔

"چھوڑ دیں گے اگر آپ عزت سے ہمارے ساتھ چلے تو...!"

عقیل نے ایک جھٹکے سے اس کے بال چھوڑے تھے۔

"میں چلو گی تمہارے ساتھ...!"انارا نے روتے ہوئے کہا تھا۔

"ویسے یہ ٹھیک نہیں کیا آپ نے بھابھی جی!سیدھا کیس ہی کر دیا۔"عقیل کی آنکھوں میں لہو ڈور آیا تھا۔

"کہاں ہیں سارے ثبوت بھابھی جی؟"

"مجھے نہیں پتا...!"انارا نے فورا انکار کیا تھا۔عقیل نے زبردست قہقہ لگایا تھا اور ساتھ ہی ساتھ اس نے اپنے ایک آدمی کو کمرے کی تلاشی لینے کا کہا تھا۔سارے گھر کی تلاشی تو وہ لوگ پہلے ہی لے چکے تھے بس انارا کا کمرہ رہتا تھا۔

"صرف ذرا سا تیزاب ہی تو پھینکا تھا آپ تو سیدھا کورٹ ہی پہنچ گئیں۔"وہ دبا دبا سا غرایا تھا جبکہ اس کی غراہٹ پر انارا کا وجود کانپ اٹھا تھا۔جو بھی تھا وہ ایک لڑکی ہی تو تھی،وہ اکیلے اتنے سارے مردوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی خاص طور پر تب جب ان کے پاس اسلحے ہوں۔

"ویسے بھائی کہہ رہے تھے کہ آپ کا چہرہ ٹھیک سے نہیں جلا نہیں ہے۔آپ ابھی بھی کافی خوبصورت لگتی ہیں۔"اس کی معنی خیز گفتگو سنتے انارا کا دل دہل گیا تھا۔

"ویسے میں سوچ رہا تھا کہ...!"وہ گہری نظروں سے اس کا جائزہ لیتے اس کی جانب بڑھ رہا تھا۔انارا کا سارا وجود کانپ اٹھا تھا۔وہ اپنی ظاہری خوبصورتی تو گنوا ہی چکی تھی اور آج اسے اپنی عزت بھی جاتے ہوئے محسوس ہوئی تھی۔

ہما ابھی ابھی لاک کھولے گھر میں داخل ہوئی تھی۔داریاء کو کچن میں دیکھ اس کے قدم وہی رک گئے تھے۔

"داریاء یہ کیا کر رہی ہو تم...؟"اس کے لہجے میں خفگی تھی۔

"کچھ نہیں بس کھانا بنا رہی ہوں،اور پلیز تم مجھے مت روکنا،میں سارا دن فارغ بیٹھ بیٹھ کر تھک چکی ہوں۔"داریاء مدھم سا مسکرائی تھی مگر اس کی مسکراہٹ بھی اس کی طرح کافی پھیکی پڑ چکی تھی۔

"تمہاری طبیعت ویسے ہی ٹھیک نہیں رہتی اور اوپر سے تمہارا یہ کام کرنے کا فوبیا..."وہ مشتعل ہوئی تھی۔

"کیا ہوا ہے میری طبیعت کو...؟میں بالکل ٹھیک ہوں۔"گلابی رنگ کے سادہ سے سوٹ میں ملبوس وہ کھانا بنانے میں مصروف تھی۔اس نے بالوں کا ڈھیلا سا جوڑا بنایا ہوا

تھا۔اس کی آنکھوں کے گرد گہرے سیاہ حلقے تھے ایسے جیسے وہ صدیوں سے نا سوئی ہو۔

"ڈاکٹر نے تمہیں آرام کرنے کو کہا ہے۔"وہ مدھم سا مسکرا دی تھی۔

"ڈاکٹرز کا تو کام ہے، کچھ بھی کہتے رہتے ہیں۔میں اب آرام کرتے کرتے تھک چکی ہو۔سوچ رہی ہوں کہ کوئی جاب ڈھونڈ لوں۔"اس نے ہانڈی میں چمچ ہلاتے کہا تھا۔

"تم ہوش میں تو ہو؟"ہما نے بےبسی سے داریاء کی جانب دیکھا تھا۔

"جاب ملنا اتنا آسان نہیں ہوتا داریاء،اور ویسے بھی تمہاری پڑھائی مکمل نہیں ہوئی۔"

"میں مزید تم پر بوجھ نہیں بننا چاہتی۔"اس کے لہجے میں نمی تھی۔

"تم مجھ پر بوجھ پر نہیں ہو اور ویسے بھی تم تو اپنا سارا خرچہ خود اٹھا رہی ہو۔"

"وہی تو سمجھ نہیں آ رہا مجھے،اماں ابا کے گھر کا کرایہ اتنا زیادہ تو نہیں تھا پھر اتنے سارے پیسے کون بجھواتا ہے؟مجھے کچھ عجیب لگ رہا ہے۔میں اب یہ پیسے نہیں لے سکتی۔"ہما کے چہرے کا رنگ زرد پڑا تھا۔وہ نظریں چرا گئی تھی۔

"افف داریاء!تم بھی نا بہت بیوقوف ہو۔اب اگر کوئی اپنی مرضی سے اتنا سارا کرایہ دے رہا ہے تو تمہیں کیا مسئلہ ہے؟"داریاء کے والدین کا گھر کافی عرصے سے کرایہ پر

تھا۔اس نے کرایے کی رقم کبھی استعمال نہیں کی تھی۔وہ ہمیشہ ہی اس رقم سے کسی نا کسی کی مدد کر دیتی تھی مگر اب وہ رقم اس کے زیر استعمال تھی۔اچانک ہی اتنے زیادہ کرایہ آنے پر وہ بے حد حیران تھی۔

"تم ٹھیک کہہ رہی ہو میں واقعی بیواقوف ہوں،جس پر بھروسہ نہیں کرنا ہوتا اس پر کر لیتی ہوں۔"ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھتے وہ بےبسی سے ہنسی تھی۔

"زارون نے کوئی رابطہ کیا تم سے؟"

"میرا نہیں خیال کہ اسے اب میں یاد بھی ہوں گی۔وہ تو اب اپنی زندگی میں آگے بڑھ چکا ہو گا۔"اس کی آنکھیں آنسوؤں سے تر تھیں۔ان دو مہینوں میں اس نے صرف آنسو ہی تو بہائے تھے۔

"مجھے لگتا ہے کہ تمہیں زارون کو سب سچ بتا دینا چاہیئے۔"ہما نے اس کے ساتھ رکھی کرسی پر بیٹھتے کہا تھا۔

"اسے سب بتانا ہوتا تو اسے یوں کچھ چھوڑ کر کیوں آتی؟"

"میری اب بس ایک ہی دعا ہے۔"

"کیا...؟"ہما نے نظر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا تھا۔

"وہ چاہے کسی کا بھی ہو جائے بس اس زری کا نا ہو۔"داریاء نے آنکھیں میچے گہری سانس خارج کی تھی۔

"کسی اور کا کیوں...؟داریاء کا کیوں نہیں...؟"ہما کی بات پر وہ ایک بار پھر ہنس دی تھی۔اس کی ہنسی میں کرب صاف واضح تھا۔

"میں اسے حاصل کر چکی ہوں،میں نے اتنے سال اس کے ساتھ گزارے ہیں۔میرے لیے اتنا کافی ہے۔"وہ سانس لینے کو رکی تھی۔

"میں اس کی آنکھوں میں اپنے لیے نفرت تو دیکھ سکتی ہوں مگر بے اعتباری نہیں...!"

"تمہیں پتا ہے ہما ساری دنیا کہتی ہے کہ انارا داغدار ہے،مگر..."اس کے گلے میں آنسوؤں کا پھندا اٹکا تھا۔

"انارا داغدار نہیں ہے،داریاء داغدار ہے۔"وہ ہچکیوں سمیت رو دی تھی۔

"اپنی بربادی کی ذمہ دار میں خود ہوں۔"وہ بلک بلک کر رو رہی تھی۔اسے یوں روتا اور بلکتا دیکھ ہما کی آنکھیں بھی آنسوؤں بھر گئیں تھیں۔اس نے آگے بڑھ کر داریاء کو گلے لگایا تھا۔

"کاش کہ میں زری پر کبھی بھروسہ نا کرتی،کاش کہ میں اس کے ساتھ نا جاتی۔"وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔

"داریاء پلیز چپ ہو جاؤ۔یوں اس طرح رونا تمہاری صحت کے لیے بالکل ٹھیک نہیں ہے۔"ہما نے اسے خاموش کروانا چاہا تھا۔

"چہرے پر لگا داغ معنی نہیں رکھتا مگر کردار پر لگا داغ...!"وہ سختی سے آنکھیں میچ گئی تھی۔

وہ عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد جائے نماز تہہ کر رہی تھی جب اس کی آنکھوں کے سامنے زارون کا چہرہ آیا تھا۔

"مجھے ایک بات سمجھ نہیں آتی داریاء،تم مجھے آنکھوں کے زنا پر لیکچر دیتی ہو،مجھے نماز پڑھنے کا کہتی ہو مگر تم خود اس قسم کی دوائیاں کھاتی ہو،مجھ پر تعویز کرتی ہو۔آخر ہو کیا

تم...؟"زارون نے مذاق اڑاتے لہجے میں کہا تھا۔داریاء خاموشی سے اس کے پاس سے گزر گئی تھی۔

"جواب دو مجھے...؟"اس تک پہنچتے زارون نے اسے بازو سے دبوچا تھا۔

"چھوڑو مجھے...!"زارون کی انگلیاں اسے اپنے بازو میں دھستی ہوئی محسوس ہوئی تھیں۔آنسو آنکھوں سے رواں ہو گئے تھے۔

"میری بات کا جواب دو داریاء،آخر کیا ہے تمہارا اصل...؟کیا اتنے سال صرف جھوٹ تھے۔کیا میری داریاء جھوٹی ہے؟"وہ بھی رو دیا تھا۔

"زارون پلیز!میں تمہاری اس تفتیش سے تنگ آ گئی ہوں۔"

زارون کی گرفت بہت سخت تھی۔داریاء کو بہت درد ہو رہا تھا۔

"بس ایک بار داریاء،صرف ایک بار،بس ایک بار مجھے سچ بتا دو۔اگر کوئی مسئلہ ہے تو مجھے بتاؤ۔میں تمہارا شوہر ہوں،میں تمہیں سمجھوں گا۔"زارون نے ایک آس سے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا تھا۔

"دور ہو جاؤ مجھ سے...!"داریاء نے غصے سے اسے خود سے دور کرنا چاہا تھا۔اس کی آنکھوں میں نفرت دیکھ زارون نے خود ہی اسے اپنی گرفت سے آزاد کر دیا تھا۔

"تم میری داریاء نہیں ہو،تم میری کانچ کی گڑیا نہیں ہو۔"

وہ نفی میں سر ہلاتا پیچھے کی جانب قدم اٹھا رہا تھا۔

"زارون...!"اسے یاد کرتے وہ چیخی تھی۔

"تم تو مجھ سے محبت کے دعویدار تھے پھر کیوں مجھے نا سمجھ سکے؟آخر کیوں تمہیں میری آنکھوں میں بےبسی دکھائی نہیں دی۔"وہ منہ پر ہاتھ رکھے رو دی تھی۔

"بھائی فائل مل گئی۔"اس سے پہلے کہ وہ انارا کے ساتھ کچھ بھی غلط کرتا اس کا ایک آدمی وہاں آیا تھا۔

"تو یہ ہے فائل...!"عقیل فائل ہاتھ میں تھامے مسکرایا تھا۔

"کافی ثبوت اکھٹے کر رکھے آپ نے بھابھی جان!" اب وہ مسلسل فائل کو الٹ پلٹ کر دیکھ رہا تھا پھر اچانک ہی اس نے اپنی جیب سے لائٹر نکالا تھا۔انارا نے نم آنکھوں

سے نفی میں سر ہلایا تھا۔دیکھتے ہی دیکھتے تمام ثبوت انارا کی آنکھوں کے سامنے جل کر راکھ ہو گئے تھے اور وہ بے بسی کا مجسمہ بنے چپ چاپ بس دیکھتی رہی تھی۔

"اب چلے بھابھی جان!" عقیل نے اس کا بازو پکڑے اپنی جانب کھینچا تھا۔

"میری ماں کہاں ہے؟" عقیل کو دھکہ دیے وہ غرائی تھی۔

"اوہو...!" وہ خباثت سے ہنسا تھا۔

"رسی جل گئی مگر بل نہیں گیا۔" اس نے اپنا کالر درست کرتے کہا تھا۔

"اماں...!" وہ ذکیہ بیگم کو پکارتے ہوئے آگے بڑھ رہی تھی جب عقیل نے اس کا ہاتھ کھینچتے اسے بستر پر دھکہ دیا تھا۔

"آج اس جلی ہوئی رسی کے سارے بل بھی نکال دیتے ہیں۔"

انارا کی جان بس نکلنے کے در پر تھی۔

"یہ کیا کر رہے ہیں آپ بھائی؟ماجد بھائی کو پتا چل گیا تو جان لے لیں گے آپ کی...!"ان کے ایک آدمی سے اسے ڈرایا تھا۔

"بھائی کے لیے لڑکیوں کی کمی تھوڑی ہے اور جہاں تک بات ہے اس جل پری کی تو اسے تو میں آج کہیں کا نہیں چھوڑوں گا۔"عقیل نے اسے باہر جانے کا اشارا کیا تھا جس پر مجبورا اسے عقیل کی بات ماننی ہی پڑی تھی۔

"ہاتھ مت لگانا مجھے..."وہ مسلسل مزاحمت کر رہی تھی مگر عقیل تو اس کی حالت سے اچھا خاصا محظوظ ہوا تھا۔اس سے پہلے کہ وہ کوئی غلط حرکت کرتا سائرن کی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی تھی۔

"پولیس...؟"وہ گھبرا کر فورا وہاں سے بھاگا تھا۔

زارون اپنی نفری سمیت فورا دروازہ توڑے اندر داخل ہوا تھا۔اس نے پولیس اہلکاروں کو ان لوگوں کو پکڑنے کے لیے بھیجا تھا۔ذکیہ بیگم کو ان کے کمرے میں کرسی سے باندھا گیا تھا۔زارون نے فورا انہیں کھولا تھا۔لیڈی کانسٹیبل کو ان کے پاس چھوڑے وہ بھاگتا ہوا انارا کے کمرے میں گیا تھا۔

وہ خاموش بستر پر بیٹھی تھی۔

"انارا!تم ٹھیک ہو نا...؟"زارون نے اسے کندھے سے ہلایا تھا۔

"زارون...!"اس کے لب آہستگی سے ہلے تھے۔اگلے ہی لمحے وہ ہوش و ہواس سے بیگانہ ہو گئی تھی۔وہ مضبوط اعصاب کی لڑکی آج ہار گئی تھی۔

انارا کو تقریبا دو گھنٹے کے بعد ہوش آیا تھا۔آج جو کچھ بھی ہوا وہ سب یاد کرتے اس کے سر میں ایک ٹھیس سی اٹھی تھی۔پیاس کی شدت کی وجہ سے اس کا گلا خشک ہو

چکا تھا۔اس نے اپنے اردگرد پانی ڈھونڈھنے کی کوشش کی تھی مگر اس کے کمرے میں پانی موجود نہیں تھا۔

"اماں...!"انارا بامشکل بول سکی تھی۔اپنے کمرے میں کسی کو ناپاتے ہوئے وہ بوجھل قدموں سے بامشکل بستر سے اٹھی تھی۔اب وہ قدم قدم چلتی باہر کی جانب بڑھ رہی تھی۔لاؤنج میں ذکیہ بیگم اور زارون بیٹھے تھے۔ذکیہ بیگم مسلسل رو رہی تھیں جبکہ زارون مسلسل انہیں تسلیاں

دے رہا تھا۔انارا کا سر بری طرح چکرا رہا تھا۔اسے کچھ بھی واضح دکھائی نہیں دے رہا تھا۔وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی آگے بڑھ رہی تھی۔اس سے پہلے کہ وہ انہیں آواز دیتی اپنی ماں کی آواز پر اس کے قدم وہیں رکے تھے۔

"تم چلے جاؤ یہاں سے،تمہیں اللہ کا واسطہ ہے چلے جاؤ زارون!ہم غریب ضرور ہیں مگر شریف لوگ ہیں۔میری بیٹی اپنا چہرہ تو گنوا ہی چکی ہے اب عزت تو رہنے دو

اس کے پاس..."ذکیہ بیگم نے اس کے آگے ہاتھ جوڑے تھے۔

"خالہ آپ یہ کیا کہہ رہی ہیں؟میں نے کیا کیا ہے؟"اس نے آگے بڑھ کر ذکیہ بیگم کے ہاتھ نیچے کیے تھے۔

"تم اسے ورغلانہ بند کر دو۔"

"میں...؟خالہ میں اسے کیوں ورغلاؤں گا؟"زارون نے بے بسی سے کہا تھا۔

"میں تو بس انارا کو انصاف دلوانا چاہتا ہوں۔"زارون نے نہایت تحمل سے ان کے سامنے اپنا موقف بیان کیا تھا۔

"کس رشتے سے...؟"وہ ایکدم ہی غصے سے کھڑی ہوئی تھیں۔وہ بھی اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"ہم...ہم اچھے دوست ہیں۔"وہ اس سوال کا مطلب نہیں سمجھ سکا تھا۔

"یہ کون سا رشتہ ہوا؟"وہ مزید بھڑکی تھیں۔

"بس بہت ہو گیا،انارا اب یہ کیس واپس لے گی اور ہم دونوں ماں بیٹی یہاں سے کہیں دور چلے جائیں گے۔"ذکیہ بیگم بہت زیادہ ڈری ہوئیں تھیں۔وہ اپنی ایک بیٹی تو گنوا چکی تھیں مگر دوسری بیٹی نہیں گنوانا چاہتی تھی۔

"انارا کیس واپس نہیں لے گی۔"اب کی بار زارون کا لہجہ تھوڑا سخت تھا۔وہ ایک سائیڈ پر کھڑی چپ چاپ یہ گفتگو سن رہی تھی۔

"تو پھر ٹھیک ہے،بلاؤ قاضی کو اور دو بول پڑھوا کر لے جاؤ اسے اپنے ساتھ...!پھر دلواتے رہنا اسے انصاف،مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔"انارا اور زارون دونوں کے ہی سروں پر

ایک ساتھ چھت گری تھی۔

"خالہ یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں؟"وہ تقریباً چیخ اٹھا تھا۔

"کیا ہوا نہیں دے سکتے اسے اپنا نام؟تو پھر چھوڑ دو ہمیں ہمارے حال پر...کچھ نہیں رکھا اس انصاف میں۔اگر ماجد کو سزا ہو بھی جائے گی تو کیا میری بیٹی کے چہرے سے یہ داغ ہٹ جائے گا؟"انارا نے سختی سے آنکھیں میچی تھیں۔اس کی ماں اس سے کتنی محبت کرتی تھی اس بات کا اندازہ تو اسے آج ہوا تھا۔

"یہیں تو غلط کرتے ہیں آپ لوگ،حق کے لیے آواز نا اٹھا کر ان نفسیاتی اور درندوں کو مزید شہ دیتے ہیں۔اگر ماجد کو سزا نہیں ملی تو کل کو وہ پھر کسی اور لڑکی کی زندگی اسی طرح برباد کر دے گا۔"زارون نے انہیں سمجھانا چاہا تھا۔

"یہ سب فلسفی باتیں مجھے سمجھ نہیں آتیں۔تم بتاؤ دو گے میری بیٹی کو اپنا نام...؟"

"خالہ آپ...."

"ہاں یا نا...!"وہ اپنی ضد پر اڑی تھیں۔انارا نے کچھ بولنے کے لیے لب کھولے ہی تھے کہ زارون کے جواب نے اسے ساکت کر دیا تھا۔

"یہ ناممکن ہے خالہ!انارا میرے لیے بالکل بہنوں جیسی ہے۔میں اس کے بارے میں کبھی بھی ایسا کچھ نہیں سوچ سکتا۔"انارا کی آنکھوں سے آنسو پھسل کر گال سے ٹھوڑی تک کا سفر

طے کر رہے تھے۔اس کی یک طرفہ محبت کے تابوت میں زارون نے آخری کیل ٹھوک چکا تھا۔

"ایک بھائی ہونے کی حیثیت سے میں اس کے لیے جو کر..."

"وہ تمہاری سگی بہن نہیں ہے زارون!اس لیے تمہیں اس کے لیے اتنا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔چلے جاؤ یہاں سے..."وہ منہ پھیر گئیں تھیں۔

"خالہ میری بات سمجھنے کی کوشش کریں،کل کیس کی ہیرنگ ہے اور کیس ہم تقریبا جیت چکے ہیں۔آپ پلیز..."

"چلو مان لیتے ہیں کہ کیس تم لوگ جیت بھی جاتے ہو اس کے بعد کیا...؟کیا اس خبیث شخص کے آدمی ہمیں سکون سے جینے دے گے؟کیا میری بیٹی اس گھر کی در و دیوار میں محفوظ رہے گی؟"ان کا موقف اپنی جگہ بجا تھا۔

"میں نے آپ لوگوں کی سیکورٹی کے لیے باہر دو اہلکار تعینات کر دیے ہیں بلکہ آپ لوگ میرے ساتھ چلیں نا...!میرا گھر ہے نا!ہم سب ساتھ مل کر رہے گے۔"

"کس رشتے سے...؟"وہ گھوم پھر کر پھر اسی بات پر آئیں تھیں۔

"آپ میری خالہ ہیں۔"

"اور انارا...؟"وہ لاجواب ہو گیا تھا۔

"جب لوگ سوال اٹھائیں گے تو کیا جواب دو گے؟ایک جوان لڑکی کو اپنے گھر میں رکھنے کا کیا جواز پیش کرو گے تم؟تب کیا تم یہ کہہ سکو گے کہ تم اسے اپنی بہن سمجھتے ہو؟"وہ اس کا تمسخر اڑا رہی تھیں۔

"میں فیصلہ کر چکی ہوں،یا تو انارا کیس واپس لے گی یا پھر تمہیں اس سے نکاح کرنا ہو گا۔"وہ بضد تھیں۔زارون نے گہری سانس خارج کرتے گویا ہار مانی تھی۔وہ سمجھ چکا تھا کہ ذکیہ بیگم کو بہلانا اب ناممکن ہے۔

"اگر آپ کا یہی فیصلہ ہے تو پھر ٹھیک ہے۔"انارا اور ذکیہ بیگم دونوں نے چونک کر اسے دیکھا تھا۔آخر وہ کیا فیصلہ لینے والا تھا...؟

"انارا کیس واپس نہیں لے گی۔میں..."زارون کے گلے میں کانٹے چھبے تھے۔

"میں انارا سے نکاح کرنے کے لیے تیار ہوں۔"

"چٹاخ...!"ابھی اس نے صحیح سے جملہ بھی مکمل نہیں کیا تھا کہ اس کی گال پر زبردست تمانچہ پڑا تھا۔انارا کو سامنے دیکھ ذکیہ بیگم اور زارون دونوں ہی شاکڈ رہ گئے تھے۔

"آپ نے سوچا بھی کیسے کہ میں آپ سے شادی کروں گی؟"اس نے آگے بڑھ پر زارون کو گریبان سے پکڑا تھا۔

"مجھے آپ سے شدید نفرت ہے۔اگر آپ اس دنیا کے آخری مرد بھی ہوئے نا...تو بھی انارا ملک آپ سے شادی نہیں کرے گی۔"اس نے ایک جھٹکے سے زارون کا گریبان چھوڑا تھا۔زارون نے بامشکل مٹھیاں بھینچے اپنی یہ بےعزتی شہد کے گھونٹ کی طرح پی تھی۔

"اور اماں تو...اگر تو نے دوبارہ اس قسم کی بات بھی کی نا...تو جان لے لوں گی میں اپنی۔پھر ایشال کی طرح میری میت پر بھی روتی رہنا۔"وہ غصے سے کہتی تن فن کرتی اپنے کمرے کی جانب بڑھی تھی۔ذکیہ بیگم اسے آوازیں دیتی اس کے پیچھے گئیں تھیں۔

"ڈائن کہیں کی...!"زارون نے اپنی گال کو چھوتے کہا تھا۔

"میں کون سا سچ میں نکاح کر رہا تھا؟"وہ بڑبڑایا ت"یار اب بس بھی کر دو۔"وہ انارا کی مسلسل ناراضگی سے اکتا چکا تھا۔

"ایسا کچھ سوچتے ہوئے آپ کو شرم آنی چاہیئے۔"کل رات جو کچھ بھی ہوا وہ اس پر شدید مشتعل تھی۔

"میں کون سا سچ میں تم سے نکاح کر رہا تھا؟وہ تو بس خالہ کو مطمئن کرنے کے لیے کہہ دیا تھا۔"وہ اپنی صفائیاں دیتے دیتے تھک چکا تھا۔

"آپ جانتے نہیں ہیں میری ماں کو...وہ ہمارا نکاح پڑھوا کر ہی دم لیتیں۔"

"ایسے کیسے پڑھوا دیتی؟میں کبھی بھی تم جیسی ڈائن سے شادی نہیں کر سکتا۔"زارون کی زبان پھسلی تھی جس پر انارا نے اسے گھور کر دیکھا تھا۔

"میرا مطلب ہے تم جیسی اچھی ڈائن سے..."وہ کسی سے کم تھوڑی تھا۔انارا بس اسے گھور ہی سکی تھی۔

"ایک بات نا اپنے دماغ میں بٹھا لیں۔"انارا نے آنکھیں چھوٹی کیے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"کون سی بات...؟"اس نے سوالیہ نظروں سے انارا کی جانب دیکھا تھا۔

"یہی کہ زارون صرف داریاء کا ہے۔" بے ساختہ ہی زارون کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔وہ اپنی یک طرفہ محبت کو کل رات ہی دفنا چکی تھی اور اس بار تو آخری

کیل زارون نے خود ٹھوکا تھا۔اور یہ کیل اتنی مضبوطی سے ٹھوکا گیا تھا کہ کوئی چاہ کر بھی اسے اکھیڑ نہیں سکتا تھا۔انارا ملک خود بھی نہیں.....

"آپ داریاء کے علاوہ کبھی کسی اور کے بارے میں نہیں سوچیں گے۔" یہ دھمکی تھی۔کم از کم زارون نے تو یہی محسوس کیا تھا۔

"وہ میری بہن ہے اور میری بہن کے حق پر کوئی ڈاکہ نہیں ڈال سکتا۔" انارا نے انگلی اٹھائے زارون کو وارننگ دی تھی۔زارون تو بس اسے دیکھتا ہی رہ گیا تھا۔

"آپ کے اور اس کے درمیان جو بھی مسائل ہیں انہیں جلد حل کریں اور اسے واپس لے کر آئیں۔" یہ حکم تھا۔زارون خاموش رہا تھا۔وہ اب اسے کیا بتاتا...؟اس سے کیا کہتا کہ آخر ان دونوں کے درمیان کیا کشیدگیاں ہیں؟

"کچھ کہا ہے میں نے آپ سے...؟" انارا کے خفگی سے کہنے پر زارون نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"تم فکر مت کرو میں تم سے کسی بھی قیمت پر دوسری شادی نہیں کروں گا۔"زارون کو لگا کہ شاید وہ اس وجہ سے یہ سب کہہ رہی ہے۔

"اچھی بات ہے۔"انارا نے آنکھیں گھمائے کہا تھا۔

"ویسے بھی میں کہیں اور کمیٹڈ ہوں۔"زارون نے لاپروائی سے کہا تھا جبکہ اس کی بات سن کر انارا کے ماتھے پر شکنیں ابھری تھیں۔

"کیا مطلب...؟کیا کرنے جا رہے ہیں آپ...؟"اس نے غصے سے پوچھا تھا۔

"دوسری شادی..."زارون نے نہایت سنجیدگی سے کہا تھا۔بہت ڈھونڈنے پر بھی انارا کو اس کی آنکھوں میں کوئی شرارت نہیں دکھی تھی۔

"کیا...؟کیسے...؟کس سے...؟"انارا کے اعصاب شل ہوئے تھے۔

"زرنش سے...!"

"کون زرنش...؟"انارا نے زچ ہوتے پوچھا تھا۔

"ہے کوئی..."زارون نے کندھے اچکائے تھے۔

"زارون...!"وہ کچھ دیر بے بسی سے اسے دیکھتی رہی تھی پھر اچانک ہی وہ ہنس دی تھی۔

"آپ داریاء کے ساتھ یہ نہیں کر سکتے۔"اس کے پر اعتماد لہجے پر وہ چونک گیا تھا۔

"میں اس کے ساتھ یہ کیوں نہیں کر سکتا؟"یہ سوال اس نے انارا سے نہیں خود سے پوچھا تھا۔

"کیونکہ زارون سکندر داریاء مبین کے عشق میں مبتلا ہے۔اور ایک عاشق کبھی بھی اپنے محبوب پر کسی اور کو ترجیح نہیں دے سکتا۔"وہ خالی نظروں سے کچھ دیر

اسے تکتا رہا تھا پھر اس نے نظریں جھکا لی تھیں۔

"اس سے اگر کوئی غلطی ہو بھی گئی ہے زارون،تو اسے معاف کر دیں۔وہ معصوم ہے،اسے دنیاداری کا نہیں پتا۔آپ ایک دفعہ اس سے مل کر بات کر لیں۔ہو سکتا ہے کہ کوئی راستہ نکل آئے۔"

"اب کچھ نہیں بچا ہے،کوئی راستہ نہیں نکل سکتا۔"زارون نے افسردگی سے کہا تھا۔

"آپ کہیں تو میں بات کروں اس سے...!"

"نہیں!ہر گز نہیں...!"ایکدم ہی اس کا لہجہ کافی سخت ہوا تھا۔

"تم اس سے نا تو ملو گی اور نا ہی کوئی بات کرو گی۔"اس کے لہجے میں بےبسی محسوس کرتے انارا خاموش ہو گئی تھی،جبکہ دل میں وہ داریاء سے ملنے کا پکا عہد کر چکی تھی۔

"دو بجے کے قریب کیس کی ہیرنگ ہے۔تم تیار رہنا۔"زارون نے جان بوجھ موضوع تبدیل تھا۔وہ اب داریاء کے بارے میں بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔انارا بھی اس بات کو اچھے سے سمجھ چکی تھی۔

"ہمارے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے زارون،اور مولوی صاحب نے بھی گواہی دینے سے انکار کر دیا ہے۔ماجد کے غنڈوں نے انہیں کافی ڈرایا دھمکایا ہے۔"انارا نے افسوس سے کہا تھا۔

"تمہیں میں اتنا بےوقوف لگتا ہے کہ اصل فائل تمہیں پکڑا دوں گا؟"انارا نے چونک کر اسے دیکھا تھا۔

"مطلب...؟"وہ نہیں سمجھ سکی تھی۔

"مطلب ہے کہ اصل فائل میرے پاس ہے،وہ محض ایک کاپی تھی۔"

"کیا...؟"وہ خوشی سے چیخی تھی۔

"اور گواہی کا کیا...؟"اگلے لمحے اس کے چہرے پر مایوسی چھائی تھی۔

"تم فکر مت کرو مولوی صاحب گواہی دیں گے۔"زارون نے مسکرا کر اسے دیکھا تھا۔

"مگر ماجد کے آدمی..."

"ان کا تو میں وہ حشر کر چکا ہوں کہ ساری زندگی نہیں بھولیں گے۔"انارا کا چہرہ ایکدم ہی تروتازہ ہوا تھا۔

"یہ آپ کا بہت بڑا احسان ہے مجھ پر،میں زندگی بھر نہیں بھولوں گی۔"نا چاہتے ہوئے بھی اس کی آواز میں نمی گھلی تھی۔

"اور جو احسان تم نے کل رات مجھے تھپڑ مار کر کیا ہے،میں بھی وہ زندگی بھر نہیں بھولوں گا۔"یہ شکوہ نہیں بلکہ طنز تھا۔

"آپ نے جو میرے ہاتھ پیر باندھے تھے اس تھپڑ کو اس کا بدلہ سمجھیں گا۔"اگر وہ اس کی آنکھوں میں شرمندگی کا تاثر دیکھنا چاہتا تھا تو یہ اس کی سب سے بڑی بھول تھی۔

"تم تیار رہنا میں تمہیں پک کرنے آ جاؤں گا۔ویسے خالہ کا موڈ کیسا ہے؟"اسے اچانک ہی یاد آیا تھا۔

"بے حد خراب،فلحال تو بھوک ہڑتال پر ہیں۔"زارون نے بےاختیار گہری سانس خارج کی تھی۔

"بس ایک بار تم یہ کیس جیت جاؤ پھر ان شاءاللہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔"وہ اس کے ساتھ ساتھ خود کو بھی تسلی دے رہا تھا۔

"ان شاءاللہ!"وہ مدھم سا مسکرائی تھی۔

دونوں ہی اپنی جیت کو لے کر بہت خوش تھے،اس بات سے انجان کہ ان کی زندگی کی کہانی کا آخری موڑ ان کی سوچ سے بے حد مختلف ہے۔

وہ چادر اوڑھے باہر صحن تک ہی پہنچی تھی کہ ذکیہ بیگم اس کے سامنے دیوار بنے کھڑی ہوئی تھیں۔

"تو یہ تیرا آخری فیصلہ ہے؟"اس کا لہجہ سپاٹ تھا۔

"ہاں...!"انارا نے یک لفظی جواب دیا تھا۔

"تو پھر میرا فیصلہ بھی سن لے۔تو اس گھر کی دہلیز پار نہیں کرے گی۔"انارا استہزایہ ہنسی تھی۔

"تجھے لگتا ہے کہ تو مجھے روک سکتی ہے اماں...؟"یہ چیلینج تھا۔

"تو بھول رہی ہے انارا!میں تیری ماں ہوں۔"وہ بھی اسی کے انداز میں گویا ہوئی تھیں۔

"اچھا...!چل پھر روک کے دکھا مجھے..."وہ ان کے پاس سے گزرتے دہلیز تک پہنچی تھی۔

"اگر تو نے ایک قدم بھی باہر نکالا تو میں اپنی جان لے لوں گی۔"انارا کے بڑھتے قدم رکے تھے۔ہونٹوں پر تلخ مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔

"یہ حقیقی زندگی ہے اماں!کوئی انڈین ڈرامہ ہوتا تو تیری یہ اداکاری کام بھی آتی۔"اس نے پلٹے بغیر ہی جواب دیا تھا۔

"ٹھیک ہے تو پھر جا!جا کر جیت لے کیس، مگر پہلے اپنی ماں کی میت دیکھتی جا۔"وہ کہتے ساتھ ہی غصے سے کچن کی جانب بڑھی تھیں۔انارا فورا بھاگتے ہوئے ان کے پیچھے گئی تھی۔ذکیہ بیگم کا انداز آج کچھ مختلف تھا۔

کچن میں آتے ساتھ ہی اس کے پیروں تلے زمین نکل گئی تھی۔اس کی ماں خود پر مٹی کا تیل چھڑک رہی تھی۔

"اماں دیکھ تو مجھے ایسے بلیک میل نہیں کر سکتی۔"وہ اوپر سے تو خود پر سختی کا خول چڑھائے کہہ رہی تھی مگر اندر سے وہ بہت زیادہ ڈری ہوئی تھی۔

"جب تو میری میت دیکھے گی نا تو تجھے یقین آ جائے گا کہ یہ ڈرامہ نہیں حقیقت ہے۔"ذکیہ بیگم نے ماچس اٹھاتے کہا تھا۔

"اماں...!"اس سے پہلے کہ وہ ماچس جلاتیں،انارا نے ان کے ہاتھ سے ماچس جھپٹی تھی۔

"تو کیوں مجھے روکنا چاہتی ہے؟"وہ بے بسی سے چلائی تھی۔

"میں تجھے آنے والی قیامت سے بچانا چاہتی ہوں۔میری بچی!وہ بہت خطرناک لوگ ہیں۔یہ مت کر،یہ مت کر..."وہ روتے ہوئے زمین پر بیٹھتی چلی گئیں تھیں۔

"اماں...!"اپنی ماں کی یہ حالت دیکھ وہ ترپ اٹھی تھی۔

"میری بات مان لے انارا!کہیں دور چلتے ہیں۔روکھی سوکھی کھا لیں گے مگر عزت تو محفوظ رہے گی نا۔کچھ نہیں رکھا اس انصاف میں،کچھ بھی نہیں رکھا۔"وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھیں۔انہیں اس طرح روتے دیکھ وہ بھی رو دی تھی۔اس نے بیٹھتے ساتھ ہی انہیں گلے لگایا تھا۔اچانک ہی ذکیہ بیگم کی سانس اکھڑنے لگی تھی۔

"اماں...!"اپنی ماں کی بگڑتی حالت دیکھ انارا کی جان حلق کو آئی تھی۔

"وعدہ کر تو کیس واپس لے لے گی۔وعدہ کر تو کورٹ نہیں جائے گی۔"

"ہم ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں۔تجھے کچھ نہیں ہو گا۔"

"جب تک تو وعدہ نہیں کرے گی میں کہیں نہیں جاؤں گی۔تو وعدہ کر کہ تو کورٹ نہیں جائے گی۔"

"میں وعدہ کرتی ہوں،میں وعدہ کرتی ہوں۔میں کیس واپس لے لوں گی۔"وہ ہار گئی تھی۔اپنی ماں کی آگے وہ ہار گئی تھی۔وہ انہیں کپڑے تبدیل کروا کر فورا ہسپتال لے

گئی تھی۔ذکیہ بیگم کی حالت کافی خراب تھی۔ان کا بی پی شوٹ کر گیا تھا اور بڑھاپے کی وجہ سے انہیں بہت زیادہ کمزوری بھی ہو گئی تھی۔اندر وارڈ میں انہیں ڈرپ لگی

ہوئی تھی،انارا باہر شکست خور حالت میں بیٹھی تھی۔زارون اسے کالز کر رہا تھا مگر انارا فون ریسیو نہیں کر رہی تھی۔وہ کس منہ سے فون اٹھاتی؟وہ شخص اس کا محسن تھا۔اس نے انارا کے لیے کیا کچھ نہیں کیا تھا اور انارا...اس نے کیا کیا تھا؟وہ تو خود ہی سب برباد کر چکی تھی۔زارون نے انارا کو پک کرنے آنا تھا مگر ذکیہ بیگم کے خراب تیور دیکھ انارا نے خود ہی اسے منع کر دیا تھا۔

ذکیہ بیگم کو گھر لانے کے بعد وہ اپنی محلے کی ایک دوست کو ان کے پاس چھوڑ کر خود باہر چلی گئی تھی۔

ڈوپٹے کو سر پر اوڑھے، چادر کو کندھوں پر لٹکائے وہ بے مقصد سڑکوں پر گھوم رہی تھی۔ آج اس نے اپنے ہاتھوں سے سب ختم کر دیا تھا۔ انارا ملک کو بری طرح شکست ہوئی تھی۔ فٹ پاتھ کے کنارے بیٹھی وہ بری طرح رو دی تھی۔ اپنی ماں کو گھر چھوڑے وہ کورٹ گئی تھی۔ اس نے اپنا کیس واپس لے لیا تھا۔ آج اس نے قسمت کا لکھا قبول کر لیا تھا۔ آج وہ تقدیر کے فیصلے کے آگے ہار گئی تھی۔

"میں ہار گئی۔ آج ایک بار پھر ایک بنت حوا ہار گئی۔ میں ہار گئی۔" وہ ہچکیوں سمیت رو دی تھی۔

"یہ دنیا بنت حوا کی ہے ہی نہیں! یہ دنیا تو بس آدم زاد کی ہے۔ یہ دنیا صرف مردوں کی ہے۔" وہ بچوں کی طرح بلک بلک کر رو دی تھی۔ گاڑیاں اپنی منزل کی جانب رواں دواں تھیں۔ سب بہت آگے نکل گئے تھے بس ایک وہی پیچھے رہ گئی تھی۔

"کیا قصور تھا میرا...؟ صرف ایک انکار تو کیا تھا۔ کیا بنت حوا کو انکار کا حق حاصل نہیں...؟" وہ پاگلوں کی طرح بیٹھی خود سے ہی باتیں کیے جا رہی تھی۔ انارا نے اپنا فون

آف کر دیا تھا۔وہ جانتی تھی کہ جب زارون کو اس کے کیس واپس لینے کی خبر ملے گی تو وہ شدید مشتعل ہو گا اور اسے بار بار فون کرے گا۔

کافی دیر سڑکوں پر پھرنے کے بعد وہ لڑکھڑاتے قدموں سے اپنے گھر کی جانب بڑھی تھی۔گھر میں داخل ہوتے ہی اس کی نظر سامنے کھڑے زارون پر پڑی تھی جو کہ غصے سے

اسے ہی گھور رہا تھا۔وہ کچھ دیر بےبسی کا مجسمہ بنے اسے دیکھتی رہی تھی پھر وہ بوجھل قدموں سے اپنے

کمرے کی جانب بڑھی تھی۔زارون بار بار غصے سے اسے پکارا رہا تھا مگر انارا نہیں رکی تھی۔اپنے کمرے میں آتے وہ شکست خور حالت میں بستر پر بیٹھ گئی تھی۔زارون اس

کے پیچھے آیا تھا۔

"جب تمہیں یہ سب ہی کرنا تھا تو میرا اتنا وقت کیوں برباد کیا؟"وہ غصے سے چلایا تھا۔

"میں نجانے کتنے گھنٹے وہاں کورٹ میں تمہارا انتظار کرتا رہا مگر تم نہیں آئی اور تو اور تم نے کیس بھی واپس لے لیا۔کیوں...؟"وہ غرایا تھا۔انارا خاموش سر جھکائے مجرموں

کی طرح اس کی ساری باتیں سن رہی تھی۔

"اے۔ایس۔پی کی گاڑی میں بم لگا ہوا ہے۔اگر تو کورٹ میں آئی تو وہ بم پھٹ جائے گا۔وہ ثبوتوں والی فائل تو میں کب کا بدل چکا ہوں اور جہاں تک بات ہے اس مولوی کی...تو اس کی بیٹی اس وقت میری گرفت میں ہے۔اس لیے وہ تیرے حق میں نہیں بلکہ تیرے خلاف گواہی دے گا۔اب فیصلہ تیرا ہے انارا،جو بھی کرنا بہت سوچ سمجھ کر کرنا۔"

ماجد کی بات یاد کرتے انارا نے سختی سے مٹھیاں بھینچی تھیں۔

"کیا کہہ رہی تھی تم...؟اس دنیا کو آگ لگا دو گی۔کیا خوب آگ لگائی ہے تم نے انارا...؟"وہ واضح طور پر اس کا مذاق اڑا رہا تھا۔

"تمہارے ساتھ جو بھی ہوا نا!بالکل ٹھیک ہوا۔اس ماجد نے تمہارے منہ پر تیزاب پھینک کر بالکل ٹھیک کیا۔تم اسی قابل ہو۔تم لڑکیوں کی حیثیت محض ایک ٹشو پیپر کی طرح ہے۔اٹھاؤ،استعمال کرو اور پھینک دو۔"انارا کے ماتھے کی رگیں تنی تھیں۔اس نے سختی سے بستر کی چادر کو اپنی مٹھیوں میں بھینچا تھا۔

"کیا کہہ رہی تھی تم...؟اس کا سارا وجود گولیوں سے چھلنی کر دو گی؟"وہ ہنسا تھا۔

"تم جیسی بزدل لڑکیاں تو یہ گن پکڑ بھی نہیں سکتیں۔"

زارون نے اپنی گن نکالے اس کے سامنے کی تھی۔انارا کا سارا وجود ہانپ رہا تھا۔زارون اس بات سے انجان تھا کہ وہ اس وقت ایک زخمی اور بپھری ہوئی شیرنی کو مزید طیش دلا رہا ہے۔

"تم بزدل ہو انارا!تم بزدل ہو۔"زارون نے غصے سے اپنی گن اٹھا کر دور پھینکی تھی۔گن تھوڑا دور فرش پر جا گری تھی۔

"تم لڑکیاں کبھی... کبھی اپنے لیے کچھ نہیں کر سکتی۔کبھی نہیں...!"وہ ایک افسوس بھری نگاہ اس پر ڈالتے غصے سے وہاں سے گیا تھا۔

وہ خالی الذہن اس فرش پر پڑی گن کو تکتی رہی تھی جسے وہ ساتھ لے جانا بھول گیا تھا۔

وہ کب سے مسلسل اس گن کو گھورنے میں مصروف تھی جب اس کی سماعتوں میں ایک نسوانی آواز گونجی تھی۔

"انارا وہ...!"تسمیہ ہانپتے ہوئے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔

"انارا وہ ماجد...!"انارا نے ایکدم ہی سرخ آنکھوں سے تسمیہ کی جانب دیکھا تھا۔

"وہ ماجد...!"انارا نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا تھا۔

"چلو میرے ساتھ...!"تسمیہ اسے اپنے ساتھ چھت پر لے گئی تھی۔وہ چپ چاپ اس کے ساتھ چل دی تھی۔چھت پر کھڑے ہوتے انہوں نے اسے نیچے دیکھنے کو کہا تھا۔اوپر دیواریں کافی چھوٹی تھیں۔وہ لوگ با آسانی نیچے کا منظر دیکھ

سکتے تھے۔ماجد اپنے کافی سارے دوستوں کے ساتھ محلے کے بیچ و بیچ ڈھول کی تاپ پر ناچ رہا تھا۔وہ لوگ اپنی جیت کا جشن منا رہے تھے۔انارا کی سانسیں اکھڑنے لگی تھیں۔سکینڈ کے ہزارویں حصے میں وہ فیصلہ کر چکی تھی۔وہ سرخ آنکھوں سے تیزی سے نیچے بڑھی تھی۔تسمیہ اسے آوازیں دیتی رہی تھی مگر انارا نے تو جیسے اپنے کان ہی لپیٹ لیے تھے۔

اپنے کمرے میں آتے اس نے گن اٹھائی تھی۔انتقام کی آگ نجانے کب سے اس کے اندر بھڑک رہی تھی۔آج اس آگ کو ٹھنڈا کرنے کا وقت آ گیا تھا۔

"کیا میں اندر آ جاؤں؟"داریاء نے دروازہ ناک کرتے پوچھا تھا۔

"ہاں ہاں آؤ بیٹا!"بی اماں نے خوشدلی سے اجازت دی تھی۔بی اماں ایک بہت ہی شفیق ہستی تھیں۔وہ ہما کے گھر

کے پاس ہی رہتی تھی۔وہ اپنا زیادہ تر وقت درس و تدریس میں صرف کرتی تھیں۔

داریاء کو بچپن سے ہی ان سے انسیت تھی۔وہ جب بھی ہما کے گھر آتی تھی تو لازمی ان سے ملنے جاتی تھی۔مگر پچھلے دو مہینوں سے تو وہ لگاتار ان کے گھر جا رہی تھی۔

ان کی صحبت میں وہ کافی اچھا محسوس کرتی تھی۔

"آج کون سی پریشانی ہے میری بیٹی کو؟"داریاء کے اپنے ساتھ آ کر بیٹھنے پر انہوں نے نہایت شفقت سے پوچھا تھا جس پر وہ مسکرا دی تھی۔وہ ہر روز ہی ایک نیا مسئلہ لے کر ان کے پاس آ جاتی تھی۔

"آپ کہتی ہیں کہ یہ دین بہت آسان ہے مگر میں جتنا اسے پڑھتی جا رہی ہو اتنا ہی الجھتی جا رہی ہو۔مجھے یہ دین

بہت مشکل لگتا ہے۔"داریاء نے افسردگی سے کہا تھا۔

"کیا چیز تمہیں سب سے زیادہ مشکل لگی ہے؟"انہوں نے بہت نرمی سے پوچھا تھا۔

"ہر چیز،خاص کر خواتین کے معاملے میں تو یہ دین اور معاشرہ دونوں ہی بہت سخت ہیں۔"اس کی بات پر وہ مسکرا دیں تھیں۔

"کیسے...؟"ان کے سوال پر داریاء نے نظر اٹھا کر انہیں دیکھا تھا۔

"مرد کو چار شادیوں کی اجازت ہے۔اسے جنت میں اتنی ساری حوریں ملیں گی اور عورت....عورت کو کیا ملے گا؟"اس نے اپنے دل کی بات کہہ ڈالی تھی۔بی اماں نے ایک نظر مسکرا کر اسے دیکھا تھا پھر گہری سانس خارج کرتے انہوں نے اپنی بات کا آغاز کیا تھا۔

"کیا تمہیں چار شوہر چاہیئے؟یا پھر جنت میں اتنے سارے مرد...؟"داریاء نے چونک کر انہیں دیکھا تھا۔ایک لمحے کے لیے اس کا دل بند ہوا تھا۔زارون کے علاوہ تو وہ کسی اور کے بارے میں سوچنا بھی گناہ سمجھتی تھی۔

"یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں بی اماں...؟"اس کے لہجے میں خفگی تھی۔

"تمہارے سوال کا جواب دے رہی ہوں۔"

"مطلب...؟"وہ الجھی تھی۔

"مطلب یہ کہ ایک مومن عورت کبھی بھی ایک وقت میں ایک سے زیادہ مرد کو نہیں چاہ سکتی اور نا ہی اسے ایک وقت میں اسے ایک سے زیادہ مروں کی خواہش ہوتی ہے۔"

وہ سانس لینے کو رکی تھیں۔داریاء آنکھیں جھپکے بغیر انہیں ہی دیکھ رہی تھی۔

"مرد کو چار شادیوں کی اجازت ضرور دی گئی ہے مگر چار شادیاں فرض نہیں کی گئیں۔واضح طور پر کہا گیا ہے کہ اگر وہ انصاف کر سکے تو ہی ایک سے زیادہ شادیاں کرے ورنہ نہیں...ہمارے ہاں مرد ایک سے زیادہ شادیاں تو کر لیتے ہیں مگر برابری کے حقوق دینا بھول جاتے ہیں۔وہ یہ بات بھی بھول جاتے ہیں کہ اپنی بیویوں کے معاملے میں وہ اللہ کو جوابدہ ہیں۔"انہوں نے پیار سے داریاء کو خود سے لگایا تھا۔

"لیکن پھر بھی مرد کو ایک سے زیادہ شادی کی اجازت نہیں ہونی چاہیئے تھی۔"ان کے گلے لگے وہ اپنی بات پر مصر تھی۔

"میری بچی!یہ اللہ کے احکامات ہیں۔ہماری ناقص عقل اللہ کے احکامات کی وجوہات سمجھنے سے قاصر ہے۔مگر میں پھر بھی تمہیں وہ بتا دیتی ہوں جو میرے علم میں

ہے۔"داریاء نے ان سے الگ ہوتے سوالیہ نظروں سے ان کی طرف دیکھا تھا۔

"اس دنیا میں عورتوں کی تعداد مردوں سے زیادہ ہے۔اگر ہر مرد ایک ہی عورت سے شادی کرے گا تو آدھی عورتیں تو تا عمر کنواری رہ جائیں گئیں۔اور بھی بہت ساری وجوہات

ہیں جیسے کوئی عورت جوانی میں ہی بیوہ ہو جاتی ہے اور کسی کو کم عمری میں ہی طلاق ہو جاتی ہے،ان عورتوں کا کیا قصور ہے؟وہ کیوں ساری زندگی تنہا گزاریں؟میرے

خیال سے اگر مرد دوسری شادی کا سوچے تو اس کی پہلی ترجیح ایسی ہی خواتین ہونی چاہیئے۔اور بھی بہت ساری وجوہات ہیں،ہم جیسے جیسے اسلام کا مطالعہ کرتے جاتے ہیں ساری گرہیں خود بخود ہی کھلتی جاتی ہیں۔"انھوں نے مسکرا کر اسے پیار کیا تھا۔وہ بھی مدھم سا مسکرا دی تھی۔

"تم سوتی نہیں ہو کیا...؟"اس کی آنکھوں کے گرد گھرے سیاہ حلقے دیکھ انھوں نے تھوڑا سختی سے پوچھا تھا۔

"نیند نہیں آتی مجھے...!"وہ بے بسی سے ہنس دی تھی۔

"واپس لوٹ جاؤ داریاء! اپنے گھر چلی جاؤ۔" داریاء نے چونک کر ان کی طرف دیکھا تھا۔

"میں ساری کشتیاں جلا کر آئی ہوں۔اب کس منہ سے واپس جاؤں؟" کچھ لمحوں کی خاموشی کے بعد اس نے نظریں جھکائے افسردگی سے کہا تھا۔

"بات چیت کرنے سے بہت سے مسائل حل ہو جاتے ہیں۔اپنے شوہر سے بات کرو،اسے اعتماد میں لو۔ہو سکتا ہے سارے مسائل حل ہو جائے۔" انہوں نے اسے نہایت مخلصانہ مشورہ دیا تھا۔

"سب مرد ایک جیسے ہوتے ہیں۔عورت کو اپنے پیر کی جوتی سمجھتے ہیں۔وہ بھی ایسا ہی ہے۔" وہ اس وقت وہی سب بول رہی تھی جو زرنش نے اس کے دماغ میں بھرا تھا۔زرنش اسے یقین دلا چکی تھی کہ زارون اسے کبھی معاف نہیں کرے گا۔

"اچھا ٹھیک ہے پھر،اللہ پاک تمہاری مشکلیں آسان کرے۔"

انہوں نے شفقت سے اپنا ہاتھ اس کے سر پر رکھا تھا۔

"ایک شوہر کو اس کی بیوی سے زیادہ کوئی نہیں سمجھ سکتا۔اگر تم کہہ رہی ہو تو پھر وہ ایسا ہی ہو گا۔" انہوں نے افسوس سے کہا تھا۔

"ایک شوہر کو کیسا ہونا چاہیئے بی اماں؟"نجانے کیوں اس کے لبوں پر خودبخود ہی یہ سوال آیا تھا۔

"جو بیوی کے حقوق ادا کرے۔اس کی عزت کرے،اس کی تمام ضروریات پوری کرے۔جو بات بات پر بیوی کی تذلیل نا کرے۔جو آپ(صلی اللہ علیہ وسلم) کے نقش قدم پر چلے۔ان کی زندگی ہمارے لیے مشعل راہ ہے۔وہ کس طرح اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ کام میں ہاتھ بٹاتے تھے،کس طرح وہ

اپنی بیویوں کو عزت دیتے تھے۔"بی اماں نے گہری سانس خارج کی تھی۔داریاء گہری سوچ میں پڑ گئی تھی۔یہ ساری خوبیاں تو زارون میں تھیں۔تو کیا اسے ایک بار زارون سے بات کر لینی چاہیئے؟

"نہیں نہیں!اگر اس نے میرے کردار پر انگلی اٹھائی تو میں تو جیتے جی مر جاؤں گی۔"داریاء نے فورا ہی اپنی سوچ کی تردید کی تھی۔

تسمیہ بھی انارا کے پیچھے اس کے کمرے میں آئی تھی۔اس کے ہاتھ میں گن دیکھ اس کے تو اوسان ہی خطا ہو گئے تھے۔

"یہ تمہارے پاس کہاں سے آئی؟"اس نے تسمیہ کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا۔اس کے ذہن میں تو مسلسل کچھ اور ہی چل رہا تھا۔

"پہلے میں اس کے پیروں میں گولیاں ماروں گی جن سے چل کر وہ مجھ تک آیا تھا پھر میں اس کے ہاتھ میں گولی ماروں گی جس ہاتھ سے اس نے مجھ پر تیزاب پھینکا تھا۔

پھر میں اس کی آنکھوں میں گولیاں ماروں گی جن سے اس نے مجھ پر بری نگاہ رکھی تھی۔آخر میں میں اس کے دل میں گولی ماروں گی۔"اپنی بات یاد کرتے انارا کی آنکھیں مزید سرخ ہوئیں تھیں۔

"کیا کہہ رہی تھی تم...؟اس دنیا کو آگ لگا دو گی۔کیا خوب آگ لگائی ہے تم نے انارا...؟"

"تمہارے ساتھ جو بھی ہوا نا!بالکل ٹھیک ہوا۔اس ماجد نے تمہارے منہ پر تیزاب پھینک کر بالکل ٹھیک کیا۔تم اسی قابل ہو۔تم لڑکیوں کی حیثیت محض ایک ٹشو پیپر کی طرح ہے۔اٹھاؤ،استعمال کرو اور پھینک دو۔"

"تم جیسی بزدل لڑکیاں تو یہ گن پکڑ بھی نہیں سکتیں۔"

"تم بزدل ہو انارا!تم بزدل ہو۔"

"میں بزدل نہیں ہوں۔"وہ چلائی تھی۔اس کا سارا وجود ہی ہانپ رہا تھا۔غصے کی وجہ سے اس کی رگیں تن چکی تھیں۔اس کے اس طرح چلانے پر تسمیہ سہم گئی تھی۔

"انارا تم...!"اس نے ایک بار پھر اسے پکارا تھا مگر انارا ملک کو آج نا تو کچھ سنائی دے رہا تھا اور نا ہی دکھائی...

ایک ہاتھ میں گن پکڑے اس نے دوسرے ہاتھ سے اپنا فون اٹھایا تھا۔

زاروں شدید غصے کی حالت میں ڈرائیو کر رہا تھا۔آج انارا نے جو بھی کیا تھا وہ اس پر سخت خفا تھا۔

بیل کی آواز پر اس نے فون اٹھایا تھا۔انارا کی کال دیکھ اس کا پارہ مزید ہائی ہوا تھا۔تین بار اس کی کال کاٹنے کے بعد چوتھی بار اس نے غصے سے فون اٹینڈ کیا تھا۔

"اب کچھ رہ گیا ہے کیا...؟"اس کے لہجے میں چٹانوں جیسی سختی تھی۔

"ماجد اپنے کچھ دوستوں کے ساتھ محلے کے بیچ و بیچ اپنی جیت کا جشن منا رہا ہے۔"انارا کا لہجہ بے حد دھیما تھا۔

"تو تم مجھے کیوں فون کر رہی ہو؟جاؤ جا کر مبارک باد دے کر آؤ اسے...!"زارون نے شدید طیش کی حالت میں اس پر طنز کیا تھا۔

"کچھ پوچھنا تھا آپ سے،بس اسی لیے فون کیا ہے۔"اس کا انداز بہت عام سا تھا۔

"اب کیا پوچھنا ہے تم نے...؟"فون سپیکر پر رکھے وہ بہت ریش ڈرائیو کر رہا تھا۔

"میں نے کبھی جیل کو حقیقت میں نہیں دیکھا۔سوچ رہی ہوں کہ ایک چکر لگا ہی لوں۔"انارا کا لہجہ جتنا مطمئن تھا،زارون اتنا ہی الجھا تھا۔

"کیا مطلب...؟"وہ جھنجھلایا تھا۔

"آپ کے جیل میں کھانا تو وقت پر ملتا ہے نا...؟"

"ہاں ملتا ہے مگر تم کیوں پوچھ رہی ہو؟"ٹریفک سگنل پر گاڑی روکتے ہوئے زارون نے دانت پیستے پوچھا تھا۔ایک تو اسے انارا پر شدید غصہ تھا اور اوپر سے یہ ٹریفک...

"اپنا جیل تیار رکھیں اے۔ایس۔پی صاحب!انارا ملک آ رہی ہے۔"

"کیا... کیا مطلب...؟"

"نہیں...!"وہ چیخا تھا۔سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں اس کے دماغ نے کام کرنا شروع کیا تھا۔

"میری گن...؟میری گن کہاں ہے؟"زارون پاگلوں کی ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔

"میرے ہاتھ میں...!"انارا کے جواب پر زارون کے تو طوطے ہی اڑ گئے تھے۔

"نہیں تم یہ نہیں کر سکتی۔میری گن سے نہیں...!انارا تم میرے ساتھ یہ نہیں کر سکتی۔میں سسپنڈ ہو جاؤں گا،میں ساری زندگی تمہارے ساتھ جیل میں چکی نہیں پیس سکتا۔"زارون کے تو اوسان ہی خطا ہو گئے تھے۔

"میں بزدل نہیں ہوں زارون!میں بزدل نہیں ہوں۔"انارا نے کہتے ساتھ ہی کال کاٹ دی تھی۔

"انارا!تم میرے ساتھ یہ نہیں کر سکتی۔ہیلو...!ہیلو...!"وہ ہیلو ہیلو ہی کرتا رہ گیا تھا اور وہ فون کاٹ چکی تھی۔

اپنے آس پاس اتنی ٹریفک دیکھ زاروں کو صحیح معنوں میں چکر آئے تھے۔یہ سب ایک بار پہلے بھی ہو چکا تھا۔اس دن تو وہ وقت ہر نہیں پہنچ سکا تھا مگر آج اسے کسی بھی

حال میں وقت پر پہنچنا تھا۔گاڑی کو بہت مشکل سے وہاں سے نکالتے زاروں نے یو ٹرن لیا تھا۔ریش ڈرائیو کرنے کی وجہ سے وہ بہت آگے نکل آیا تھا۔اب واپسی کا راستہ اسے

پل صراط سے کم نہیں لگ رہا تھا۔وہ اسے کال پہ کال کر رہا تھا مگر انارا کا فون مسلسل بند جا رہا تھا۔

ایک جگہ جا کر اس کی گاڑی کا توازن بگڑا تھا۔زاروں نے بروقت بریک لگائی تھی۔وہ تیزی سے باہر نکلا تھا۔

"شٹ...!"اس نے اپنا بھاری بھرکم بوٹ بہت زور سے گاڑی پر مارا تھا۔

"اسے بھی ابھی ہونا تھا۔"گاڑی کا ٹائر پنچر تھا۔

"کاش میں اس وقت پولیس کی وردی میں موجود ہوتا۔"

زاروں نے افسوس سے کہا تھا۔

"جب پولیس کی وردی میں موجود ہی نہیں ہوں تو گن رکھنے کی کیا ضرورت تھی؟"اس نے خود کو ملامت کی تھی۔

"اور تو اور گن بھی اس ڈائن کے کمرے میں چھوڑ آیا۔"ٹائر تبدیل کرتے وہ مسلسل اپنی عقل پر ماتم کر رہا تھا۔

"کیا ضرورت تھی اس کے سامنے وہ سب بکواس کرنے کی؟ہائے میں تو برباد ہو گیا۔"زارون کے چہرے پر اس وقت صرف لاچاری تھی۔

"اگر اس نے میری گن سے ماجد کو شوٹ کر دیا تو مجھے تو جیل ہو جائے گی۔پھر کئی سال بعد جب میں جیل سے نکلوں گا تو مجھ جیسے ہینڈسم بندے کا تو حشر ہی ہو جائے گا۔مجھے تو کوئی بھیک بھی نہیں دے گا۔"زارون نے ضرورت سے زیادہ ہی دماغ چلا لیا تھا۔

"یہ عورتیں بہت خطرناک ہوتی ہیں۔تین تین عورتوں نے مل کر مجھ جیسے معصوم اور ہینڈسم بندے کا حشر کر دیا۔داریاء نے میرا سکون برباد کر دیا،زرنش نے میرا دماغ خراب کر دیا اور انارا...انارا نے تو مجھے مکمل طور پر برباد کر دیا۔"زارون روہانسا ہوا تھا۔

"یااللہ!"اس نے ٹائر لگاتے آسمان کی طرف دیکھا تھا۔

"میں ان خواتین کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔"وہ بہت برا پھنسا تھا۔اگر انارا واقعی ایسی ویسی کوئی حرکت کرے گی تو زارون مکمل طور پر برباد ہو جاتا۔

"بس اس بار بچا لے مجھے،میں واپس کبھی اس ڈائن کی مدد کروں گا۔اور نا ہی اسے موٹیویٹ کروں گا۔"وہ اب گڑگڑا کر اللہ سے التجائیں کر رہا تھا۔

"بس اللہ تعالیٰ مجھے اس بار بچا لے میں خود اپنے ان ہاتھوں سے اس خطرناک عورت کو سلاخوں کے پیچھے بند کروں گا۔میں اسے پھانسی کے پھندے تک پہنچاؤں گا۔"زارون نے غصے سے دانت پیسے تھے۔

"احسن بیٹا کیا کر رہے ہو آپ...؟"اپنے بیٹے کے ہاتھ میں موبائل دیکھ صبیحہ نے کہا تھا۔

"مما دیکھیں نا نیچے سب لوگ کتنا انجوائے کر رہے ہیں،میں تو بس وڈیو بنا رہا ہوں۔"اپنے گھر کے ٹیرس پر کھڑے آٹھ سالہ احسن نے معصومیت سے جواب دیا تھا۔

"وڈیو بنا کر کیا کرنا ہے؟"وہ برہم ہوئی تھیں۔

"انٹرنیٹ پر ڈالوں گا۔ویسے بھی آج کل کوئی نیا کنٹینٹ نہیں ہے میرے پاس...!"احسن کے لہجے میں افسردگی تھی۔صبیحہ نے باقاعدہ اپنا سر پیٹا تھا۔آجکل کے بچوں کو

تو انٹرنیٹ سے فرصت ہی کہاں تھی؟

"ٹھیک ہے جلدی اندر آجانا۔"وہ اسے تنبیہہ کرتی اندر گئی تھی۔اپنی ماں کے جانے کے بعد وہ بچہ پھر ماجد اور اس کے دوستوں کی وڈیو بنانے میں مصروف ہو گیا تھا۔وہ لوگ خوب ہلا گلا کر رہے تھے۔یہاں آنے کا مقصد اپنی جیت کا جشن منانا نہیں بلکہ انارا کو اس کی شکست اور بے بسی کا احساس دلانا تھا۔سارے محلے کے افراد اپنی اپنی دہلیز پر کھڑے افسوس سے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ان میں سے کسی میں بھی اتنی سکت نہیں تھی کہ وہ ماجد کے خلاف کچھ

بھی کر سکے۔وہ مجبور تھے،بے حد مجبور...وہاں کے مرد صرف اپنے گھروں کی حدود تک ہی مرد تھے۔

"انارا تم کیا کرنے جا رہی ہو؟"اسے خطرناک تیوروں سے آگے بڑھتے دیکھ تسمیہ نے خوفزدہ لہجے میں پوچھا تھا۔

"قتل کرنے...!"یک لفظی جواب دے کر وہ تیزی سے آگے بڑھی تھی۔

"خالہ...!خالہ...!"تسمیہ چیختے ہوئے ذکیہ بیگم کے کمرے میں گئی تھی۔ان کی طبیعت کافی خراب تھی مگر اس وقت وہ جاگ رہی تھیں۔

اس سے پہلے کہ انارا گھر کی دہلیز پار کرتی ذکیہ بیگم بھاگتے ہوئے اس تک گئی تھیں۔

"تو یہ کیا کرنے جا رہی ہے؟"انہوں نے چلاتے ہوئے اسے جھنجھوڑا تھا۔

"انصاف!انصاف کرنے جا رہی ہوں۔"وہ بھی اپنی پوری قوت سے چلائی تھی۔

"میں تجھے یہ نہیں کرنے دوں گی۔"

"آج مجھے کوئی نہیں روک سکتا۔"آج واقعی اسے کوئی نہیں روک سکتا تھا۔

"تو پاگل ہو گئی ہے کیا...؟تو ایک لڑکی ہے۔"ذکیہ بیگم نے اسے یاد دلایا تھا۔

"لڑکی ہوں تو کیا...؟"وہ ایک بار پھر چلائی تھی۔

"جس کا دل کرے گا میرے منہ پر تیزاب پھینک کر چلا جائے گا؟"وہ رو دی تھی۔

"میں ایک جیتی جاگتی انسان ہوں۔مجھے بھی تکلیف ہوتی ہے۔میرے بھی احساسات ہیں۔آج مت روک مجھے!"انارا کے لہجے میں التجا تھی۔

"پاگل مت بن انارا!میں ایشال کو کھو چکی ہوں،تجھے نہیں کھونا چاہتی۔"وہ بھی اس سے التجا ہی کر رہیں تھیں۔

"اور میرا کیا...؟میں تو خود کو کب کا کھو چکی ہوں۔لیکن اب بس!بہت ہو گیا۔یہ ظلم کی داستان آج میں ختم کروں گی۔"انارا نے بےدردی سے اپنے آنسو صاف کیے تھے۔

"میں انارا ملک آج اپنا انصاف خود کر کروں گی۔"اپنی ماں کو پیچھے کرتے وہ آگے بڑھی تھی۔

"نہیں!نہیں انارا نہیں...!"ذکیہ بیگم نے زمین پر بیٹھے اپنی چادر اس کے آگے پھیلائی تھی۔

"آج ایک ماں اپنی بیٹی سے اس کی زندگی کی بھیک مانگتی ہے۔مجھے میری بیٹی کی زندگی دے دے۔"انارا کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوئے تھے۔

"اماں...!"اس نے بیٹھتے ساتھ ہی اپنی ماں کو گلے لگایا تھا۔دونوں ماں بیٹی ایک دوسرے کے گلے لگے پھوٹ پھوٹ کر رو دیں تھیں۔

"تو اسے گولی نہیں مارے گی۔وعدہ کر تو ایسا نہیں کرے گی۔"اس سے الگ ہوتے ذکیہ بیگم نے اس سے وعدہ لیا تھا۔

"اماں میں...!"وہ کہتے کہتے رکی تھی۔اچانک ہی دماغ میں جھماکہ ہوا تھا۔ایک ساتھ ہی بہت کچھ یاد آیا تھا۔شادی کے لیے تیار کھڑی دلہن،ڈھول ڈھمکہ،ماجد،تیزاب کی بوتل، اپنی چیخ و پکار...سب کچھ ایک فلم کی مانند اس کی آنکھوں کے سامنے چلنے لگا تھا۔

"میں اسے قتل نہیں کروں گی۔"کچھ سوچتے ہوئے انارا کے لب آہستگی سے ہلے تھے۔

"میں اسے قتل نہیں کروں گی اماں!"انارا نے وہ گن خود سے دور پھینکی تھی۔تسمیہ نے فورا ہی آگے بڑھ کر گن اچک لی تھی۔

"میں اسے عبرت کا نشان بنا دوں گی۔ہاں اماں!میں اسے ہر اس مرد کے لیے عبرت کا نشان بنا دوں گی جو عورت کے ایک انکار پر یا تو اس کی عزت لوٹ لیتا ہے یا پھر اس کے

منہ پر تیزاب پھینک دیتا ہے۔"ذکیہ بیگم اور تسمیہ دونوں نے ہی اسے الجھی نگاہوں سے دیکھا تھا۔

"ہم بچپن سے یہ سنتے آئے ہیں کہ ایک شہزادہ آئے گا اور وہ مظلوم شہزادی کو بچا لے گا مگر آج میں یہ سوچ ہی بدل دوں گی۔میں انارا ملک آج ایک نئی تاریخ لکھوں گی۔"وہ ایک عزم سے اٹھی تھی۔تسمیہ نے بھی ذکیہ بیگم

کو سہارا دیے اٹھایا تھا۔

"اماں...!"انارا نے پیار سے اپنی ماں کی گال پر ہاتھ رکھا تھا۔

"ماجد نے میرے ساتھ کیا کیا تھا؟"ذکیہ بیگم نے افسوس سے اپنی بیٹی کے چہرے کے داغ کو دیکھا تھا۔

"اماں بتا نا...ماجد نے میرے ساتھ کیا کیا تھا؟"وہ ایک بار پھر وہی سوال دہرا رہی تھی۔

"اماں بول نا...؟"وہ اپنی ماں کو جھنجھوڑ کر پوچھ رہی تھی۔

"اس نے تیرے منہ پر تیزاب پھینکا تھا۔"ذکیہ بیگم آنکھیں میچے رو دیں تھیں۔

"ہاں اس نے میرے منہ پر تیزاب پھینکا تھا۔"وہ پاگلوں کی طرح اپنے چہرے پر ہاتھ پھیر رہی تھی۔

"اس نے میرے منہ پر تیزاب پھینکا تھا۔"وہ دیوانہ وار بار بار ایک ہی جملہ دھرا رہی تھی۔

"زارون کہتا ہے میں ایک ٹشو پیپر ہوں۔ماجد نے میرے ساتھ جو کیا بالکل ٹھیک کیا۔"وہ اس وقت اپنے ہوش حواس میں نہیں تھی۔

"میں ٹشو پیپر نہیں ہوں،میں نہیں ہوں۔"وہ چلائی تھی۔تسمیہ اور ذکیہ بیگم دونوں ہی اسے افسوس بھری نگاہ سے اسے دیکھ رہی تھیں۔

اچانک ہی وہ بھاگتے ہوئے اپنے کمرے کی جانب بڑھی تھی۔اپنے کمرے میں آتے ہی اس نے اپنی الماری سے اپنی چادر نکالے اوڑھی تھی۔ساتھ پڑے پرس سے اس نے پانچ سو کا نوٹ نکالا تھا۔نوٹ کو ہاتھ میں دبوچے اس نے باہر کی جانب قدم بڑھائے تھے۔

"تو کہاں جا رہی ہے؟"اسے چادر پہنے دیکھ ذکیہ بیگم کو کسی انہونی کا احساس ہوا تھا۔

"مجھے معاف کر دے اماں!"انارا اس کے گلے لگے رو دی تھی۔

"میں کبھی بھی اچھی بیٹی ثابت نہیں ہوئی۔میں کبھی ایشال جیسی نہیں بن سکی۔مگر منال ہے نا!تو اسے اپنے پاس لے آئیں۔وہ ایشال کی کمی پوری کر دے گی اماں!مگر اسے ایشال جیسا کمزور مت بنانا۔اسے لڑنا سکھانا

اماں!"ان سے الگ ہوتے انارا بے بسی سے مسکرائی تھی۔ذکیہ بیگم خالی نظروں سے اسے دیکھتی رہی تھیں۔

"مجھے معاف کر دے اماں!"انہیں کچھ سوچنے سمجھنے کا موقع دیے بغیر ہی انارا نے انہیں ساتھ پڑی چارپائی پر دھکہ دیا تھا۔تسمیہ نے فورا آگے بڑھ کر انہیں سنبھالا تھا۔بس اسے گھر سے نکلنے کے لیے اتنا ہی وقت چاہیئے تھا۔گھر سے نکلنے کے بعد اس نے فورا باہر سے کنڈی لگائی تھی۔

ذکیہ بیگم چیخ چیخ کر بار بار اسے پکار رہی تھیں مگر انارا آج پیچھے ہٹنے والی تھی۔چادر کو اچھی طرح سے سر پر اوڑھے اس نے اس کا نقاب کیا تھا۔بوجھل قدموں سے نوٹ کو ہاتھ میں دبوچے اب وہ آگے بڑھ رہی تھی۔

ڈھول کی آواز مسلسل اس کے کانوں میں گونج رہی تھی۔اب تو فائرنگ بھی سٹارٹ ہو چکی تھی۔وہ لوگ اپنی جیت کا جشن منا رہے تھے۔اب تو تقریبا سارا محلہ ہی فائرنگ

کی آواز سے ان کے اردگرد جمع ہو گیا تھا۔جس سمت ماجد اور اس کے دوست جشن منا رہے تھے،انارا نے اس کے مخالف سمت قدم بڑھائے تھے۔

ایک گلی چھوڑ کر دوسری گلی کے نکڑ پر ایک کریانے کی دکان پر اس کے قدم رکے تھے۔اس نے خالی الذہنی کی حالت میں وہ نوٹ کاؤنٹر پر رکھا تھا۔

"جی باجی کیا چاہیئے؟"اس نے اچھے سے اپنا چہرہ ڈھکہ ہوا تھا۔

"اپنے حسن پر اتنا غرور نا کر انارا...!"

"ایک بات یاد رکھنا انارا!اگر تو میری نہیں تو پھر کسی کی بھی نہیں...!"ماجد کی باتیں یاد کرتے اس کی آنکھیں شعلے برسانے لگی تھیں۔

"جی باجی کیا چاہیئے؟"

"تیزاب کی بوتل...!"دکان دار کے ایک بار پھر پوچھنے پر اس کے لب آہستگی سے ملے تھے۔

دکان دار نے فورا ہی تیزاب کی بوتل ایک شاپر میں ڈالے کاؤنٹر پر رکھی تھی۔وہ چند لمحے خالی الذہن بوتل کو تکتی رہی تھی پھر اچانک ہی بوتل ہاتھ میں پکڑے وہ تیزی سے وہاں سے گئی تھی۔

"ارے باجی بقایا پیسے تو لیتی جائیں۔"وہ نہیں رکی تھی۔آج رکنا ممکن نہیں تھا۔

تھوڑی دور جا کر اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑی بوتل کو دیکھا تھا۔اس کی آنکھیں لہو برسانے لگیں تھیں۔

"آنکھ کے بدلے آنکھ،کان کے بدلے کان،جان کے بدلے جان اور...چہرے کے بدلے چہرہ....!"انارا نے تلخ مسکراہٹ کے ساتھ کہا تھا۔

بوتل کو شاپر سے نکالے اس نے چادر کے اندر چھپائی تھی۔چہرے کو چادر کی مدد سے چھپائے وہ اب آگے بڑھ رہی تھی۔اس کا ہر بڑھتا قدم ہی قہر برسا رہا تھا۔اس کی آنکھوں میں انتقام کا لاوا تھا۔ہجوم تک پہنچتے اس نے آہستگی سے بوتل کا ڈھکن کھولا تھا۔بوتل ابھی

بھی چادر کے اندر ہی چھپی ہوئی تھی۔اب اس نے آہستگی سے قدم آگے بڑھائے تھے۔وہ لوگ ناچنے میں اتنے مگن تھے کہ انہیں کسی چیز کی خبر ہی نہیں تھی۔انارا ہجوم کو چیرتی ماجد تک گئی تھی۔اس کی سرخ آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔اس نے اپنی آنکھیں سختی سے میچی تھیں۔اس دن کا منظر کسی فلم کی طرح اس کے آنکھوں کے گرد گھومنے لگا تھا۔

"انارا...!"وہ فورا پلٹی تھی۔دو آدمی بائیک پر بیٹھے اس کے قریب رکے تھے۔چہرے رومال سے ڈھکے ہوئے تھے۔

"آج میں تجھے کسی کے قابل نہیں چھوڑوں گا۔"

"ماجد....!"

"ہاں ماجد....!"

"میری نہیں تو پھر کسی کی بھی نہیں...!"اس نے تیزاب کو انارا کے چہرے کی جانب اچھالا تھا۔اپنی ہولناک چیخیں یاد کرتے انارا نے پٹ سے آنکھیں کھولیں تھیں۔

"ماجد...!"وہ اپنی قوت سے چلائی تھی۔اس کی آواز پر وہ رک گیا تھا۔

"انارا...؟"وہ اسے پہچان چکا تھا۔

"ہاں انارا...!"انارا نے چہرے پر سے چادر ہٹائی تھی۔اسے کچھ سمجھنے کا موقع دیے بغیر ہی اس نے تیزاب کی بوتل چادر سے نکالے اس کے منہ پر الٹ دی تھی۔

وقت ایک بار پھر اپنے آپ کو دہرا رہا تھا۔وہی دو لوگ،وہی محلہ اور آج ایک بار پھر وہی چیخیں...مگر فرق صرف اتنا

تھا کہ آج وہ چیخیں انارا ملک کی نہیں تھیں۔

ایک لمحے کے لیے ہر طرف سکوت چھا گیا تھا۔ڈھول کی آواز رک گئی تھی،فائرنگ بھی تھم چکی تھی۔اگر کسی کی آواز تھی تو وہ ماجد کی دل دہلا دینے والی چیخوں کی...

وہاں موجود ہر شخص کی آنکھوں میں خوف و ہراس تھا۔آج ایک بنت حوا کے انتقام کو پوری دنیا نے دیکھا تھا۔

"چیخو!اور چیخو...!تمہاری چیخیں مجھے سکون دے رہی ہیں۔"وہ ہنس دی تھی۔اب وہ پاگلوں کی طرح ہنستی ہی چلی جا رہی تھی۔

ماجد کے دوستوں نے فورا ایمبولینس کو بلایا تھا۔محلے کے ہر فرد کی آنکھ میں ہی خوف تھا۔کہیں نا کہیں انہیں ماجد کی یہ حالت دیکھ ترس آیا تھا مگر انارا...وہ تو اس کی

ہر چیخ سے محظوظ رہی تھی۔وہ جتنا چیختا تھا،وہ اتنا ہی ہنستی تھی۔آج انارا ملک اپنا انتقام لے چکی تھی۔اب اسے اپنے انجام سے کوئی غرض نہیں تھی۔

زارون نے فورا اپنی کار انارا کے گھر کے باہر روکی تھی۔دروازہ کھلا ہوا تھا۔گھر میں عورتوں کا ہجوم اکھٹا تھا۔اس کا دل بہت تیز دھڑک رہا تھا۔کہیں اس نے آج بھی تو دیر نہیں کر دی؟کہیں انارا نے ماجد کو گولی تو نہیں مار دی؟اس نے آہستہ آہستہ اپنے قدم آگے بڑھائے تھے۔

صحن میں ذکیہ بیگم سر پکڑے بیٹھی دھاڑیں مار مار کر رو رہی تھیں۔محلے کی عورتیں انہیں مسلسل تسلیاں دے رہی تھیں۔

"خالہ۔۔۔!"زارون نے ڈرتے ہوئے انہیں آواز دی تھی۔

"زارون!سب برباد ہو گیا۔میری بچی کو پولیس اٹھا کر لے گئی۔"ذکیہ بیگم مسلسل روتے ہوئے دہائیاں دے رہی تھیں۔زارون کا نا صرف دل ڈوبا تھا بلکہ اس کے قدم بھی

لڑکھڑائے تھے۔

"کیا انارا نے ماجد کو گولی مار دی؟"اس کے گلے سے پھنسی پھنسی آواز نکلی تھی۔

"نہیں انارا نے گولی نہیں ماری۔"تسمیہ نے سوں سوں کرتے زارون کو بتایا تھا۔

"رکیں میں آپ کی گن لاتی ہوں۔"تسمیہ نے زارون کو گن لا کر دی تھی۔وہ ہونق بنے کھڑا تھا۔گن تھامتے ہی اس نے سب سے پہلے گولیاں چیک کی تھیں۔چھ کی چھ گولیاں دیکھ زارون کی سانس میں سانس آئی تھی۔

"اگر انارا نے ماجد کا قتل نہیں کیا تو پھر...؟"زارون کا دماغ بالکل ماؤف ہو چکا تھا۔ذکیہ بیگم کی حالت تو رو رو کر ہی خراب ہو چکی تھی۔

"کوئی مجھے کچھ بتائے گا کہ آخر انارا نے کیا کیا ہے؟"

زارون نے جھنجھلاتے ہوئے پوچھا تھا۔اس کا دماغ اسے اس وقت لال گہرا سگنل دکھا رہا تھا۔یقیناً اس پاگل لڑکی

نے کچھ بہت ہی الٹا کام کیا تھا تب ہی تو سب کا یہ حال تھا، مگر کیا...؟

"انارا نے ماجد کے ساتھ وہی کیا جو ماجد نے اس کے ساتھ کیا تھا۔"تسمیہ نے سرخ ناک کے ساتھ زارون کے علم میں اضافہ کیا تھا۔

"ماجد نے کیا کیا انارا کے سا...!"ایکدم ہی اس کی زبان کو بریک لگی تھی۔آس پاس دھماکے ہوئے تھے۔دماغ نے کام کرنا چھوڑ دیا تھا۔اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں تھیں۔

"کک...کیا کیا انارا نے؟"بامشکل گلے سے آواز نکلی تھی۔شاید وہ اپنے خیالات کی تردید چاہتا تھا۔

"اس نے ماجد کے منہ پر تیزاب پھینک دیا۔"زارون کے ہاتھ سے گن چھوٹتے چھوٹتے بچی تھی۔ایک لمحے کے لیے آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا تھا۔اس نے بے یقینی سے اپنے قدم پیچھے اٹھائے تھے۔وہ گرتے گرتے بچا تھا۔باہر اپنی گاڑی کے ساتھ ٹیک لگاتے اس نے سانس لینے کی کوشش کی تھی۔

"نہیں! یہ محض ایک خواب ہے، محض ایک خواب...!" اس نے اپنی پیشانی پر ہاتھ پھیرتے خود کو تسلی دی تھی۔

"اٹھ جاؤ زارون! اٹھ جاؤ۔" وہ خود کو جگانے کی ناکام کر رہا تھا۔ ابھی وہ خواب اور حقیقت کی ہی کشمکش میں تھا کہ اس کا فون وابریٹ ہوا تھا۔ زارون نے کوئی دھیان نہیں دیا تھا۔ مسلسل چار سے پانچ بار وابریٹ ہونے پر اس نے اپنا

فون جیب سے نکالا تھا۔

اسے کافی سارے لوگوں نے ایک وڈیو شئیر کی ہوئی تھی۔ شل دماغ کے ساتھ اس نے وڈیو کھولی تھی۔ جیسے جیسے وہ دیکھتا جا رہا تھا اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی

جا رہی تھیں۔ ماجد اپنے دوستوں کے ساتھ ناچ رہا تھا۔ ایک لڑکی اس تک گئی تھی۔ اب اس لڑکی نے چہرے پر سے چادر ہٹائی تھی۔ انارا کو دیکھ زارون کا بےختیار منہ ہی کھل گیا تھا۔ اپنی چادر میں سے تیزاب کی بوتل باہر نکالے انارا نے ماجد کے منہ پر تیزاب پھینکا تھا۔ زارون کے ہاتھ سے فون چھوٹ کر زمین بوس ہوا تھا۔ اس نے بے اختیار ہی اپنے گلے

پر ہاتھ پھیرا تھا۔پیاس کی شدت کی وجہ سے اس کے گلے میں کانٹے چھبنے لگے تھے۔زارون نے فورا گاڑی سے پانی کی

بوتل نکالی تھی۔بوتل کو لبوں تک لے جاتے اس کے ہاتھ رکے تھے۔اس نے اچھی طرح بوتل کو الٹ پلٹ کر دیکھا تھا۔اس بات کا یقین کرتے کہ یہ پانی ہے، تیزاب نہیں.....

زارون نے بوتل لبوں سے لگائی تھی۔وہ ایک ہی گھونٹ میں سارا پانی حلق سے اتار چکا تھا۔اب اس نے شکست خور حالت میں گاڑی کے ساتھ ٹیک لگائی تھی۔

"کیا دبنگ لڑکی ہے...سیدھا تیزاب ہی پھینک دیا۔"محلے والوں کی آواز مسلسل اس کے کانوں میں گونج رہی تھی۔وہ لوگ تھوڑی دیر کے بعد انارا پر کوئی نا کوئی

تبصرہ کر رہے تھے۔

"مجھے اب ایسی کوئی امید نہیں ہے۔اس ملک میں سب بکا ہوا ہے۔اب مجھے یہاں کی عدالتوں سے انصاف نہیں چاہیئے۔اب انارا ملک اپنا انصاف خود کرے گی۔"

"کیا کرو گی؟"

"اس دنیا کو آگ لگا دوں گی۔"انارا کی بات یاد کرتے زارون کے گلے میں گلٹی ابھری تھی۔

"اَعُوذُ بِاللہ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمِ

لا حولَ ولا قوۃَ اِلا باللہِ العلیّ العظیم"

زارون نے باقاعدہ کانوں کو ہاتھ لگاتے توبہ کی تھی۔

"یا اللہ۔۔۔!"اس نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے خود کو نارمل کرنے کی ناکام کوشش کی تھی۔

"میں اتنے عرصے سے اتنی خطرناک عورت کے ساتھ گھومتا رہا۔یا اللہ تیرا کرم ہے کہ میں بچ گیا۔"زارون نے دل کی گہرائیوں سے شکر ادا کیا تھا۔

“She is Dangerous.She is too Dangerous.”

یقین کرنا بے حد مشکل تھا کہ انارا اس قسم کی کوئی حرکت کر سکتی ہے۔اتنا تو وہ جانتا تھا کہ وہ سرپھری ہے مگر یہ تو اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ وہ سرپھری ہونے کے ساتھ ساتھ غنڈی بھی ہے۔

"مجھے اس سے ڈر لگ رہا ہے۔ہاں! مجھے اس سے ڈر لگ رہا ہے۔"لاشعوری طور پر اس کے لب اپنے آپ ہی ہلے تھے۔

"مجھے اس سے کوئی ڈر ور نہیں لگ رہا۔"اگلے ہی لمحے اس نے فورا خود کو ڈپٹا تھا۔

"اگر وہ غنڈی ہے تو کیا ہوا؟میں بھی پولیس والا ہوں۔"خود کو تسلی دینے کے بعد اب وہ کافی حد تک ریلیکس تھا۔

انارا کو اس کے علاقے کے پولیس اسٹیشن لے کر جایا گیا تھا۔زاروں نے فورا گاڑی پولیس اسٹیشن کی جانب بڑھائی تھی۔باہر میڈیا کا ہجوم لگا دیکھ اسے زبردست جھٹکا لگا تھا۔اس نے جلدی سے گاڑی ایک طرف پارک کی تھی۔اب

وہ ہونقوں کی طرح سارا منظر دیکھ رہا تھا۔یہ سب اس وڈیو کی وجہ سے ہوا تھا۔

"مگر اتنی جلدی...؟اتنی جلدی کوئی کیسے وائرل ہو سکتا ہے؟"زاروں نے چہرے پر ہاتھ پھیرا تھا۔

"اس ڈائن نے کام بھی تو ایسا ہی کیا ہے۔"زارون نے دانت پیستے کہا تھا۔اب وہ مسلسل اردگرد نظر دوڑاتے آگے بڑھ رہا

تھا۔

وہاں پر مختلف چینلز کی میڈیا موجود تھی۔ہر کوئی اپنے ہی انداز میں کہانی بیان کر رہا تھا۔زارون کو اچھی خاصی

تشویش ہوئی تھی۔اب وہ انارا کے لیے کچھ نہیں کر سکتا تھا۔اب یہ سب اس کے بس سے باہر تھا۔آگے کی جنگ انارا ملک کو خود ہی لڑنی تھی۔

"جی ناظرین!ہم آپ کو بتاتے چلے۔آج ایک نئ تاریخ لکھی گئ ہے۔آج تک ہم نے سنا تھا کہ فلاں مرد نے فلاں عورت کے منہ پر تیزاب پھینک دیا مگر آج پہلی دفعہ ایک عورت نے....ایک بنت حوا نے ایک مرد کے منہ پر تیزاب پھینک کر ساری دنیا کو ہی حیران کر دیا۔ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ

ملزمہ کا نام انارا ملک ہے۔ایک شخص جس کا نام ماجد بتایا جاتا ہے۔اس شخص نے ملزمہ کے چہرے پر تیزاب پھینکا تھا جس کے انتقام کے طور پر ملزمہ نے ان کے چہرے پر تیزاب

پھینک کر ساری دنیا کو ہی حیرت میں مبتلا کر دیا۔ہم اس وقت اس تھانے کے باہر موجود ہیں جہاں پر ملزمہ انارا ملک..."

"ملزمہ نہیں مجرمہ...."وہ دل ہی دل میں دبا دبا سا غرایا تھا۔اب وہ مزید اس سے آگے کچھ بھی سننے کی سکت نہیں رکھتا تھا۔میڈیا والوں کو اندر آنے کی اجازت نہیں تھی۔باہر

پولیس کی بھاری نفری تعینات تھی۔مگر زارون کو یہاں سب پہچانتے تھے۔اندر جاتے ہی وہ تھانے کے ایس۔ایچ۔او

سے ملنے کے بعد انارا سے ملنے گیا تھا۔وہ خاموشی سے ایک کونے میں آنکھیں بند کیے بیٹھی تھی۔اس کے چہرے پر سکون تھا،بے حد سکون...

"انارا صاحبہ اگر نیند پوری ہو گئی ہو تو اٹھ جائیں۔"زارون نے تپ کر کہا تھا۔انارا نے پٹ سے آنکھیں کھولی تھیں۔زارون کو سامنے دیکھ اس کے لبوں پر دل فریب مسکراہٹ

بکھری تھی۔

"زارون...!"وہ کھڑے ہوتے اس تک گئی تھی۔

"کیا زارون...؟ہاں...؟"وہ تو اس پر پھٹ ہی پڑا تھا۔

"دماغ میں ایک چیز ہوتی ہے جسے عقل کہتے ہیں۔تھوڑی سی تو استعمال کر لیتی۔"زارون دبا دبا سا غرایا تھا جبکہ انارا کے لبوں پر تپا دینے والی مسکراہٹ برقرار تھی۔

"اگر تمہیں میرا چہرہ دیکھنے کا اتنا ہی شوق تھا تو بتا دیتی مجھے،میں تمہارے کمرے کو اپنی تصویروں سے بھر دیتا۔جیل آنے کی کیا ضرورت تھی؟"اس کے لہجے میں بےبسی ہی بےبسی تھی۔ناچاہتے ہوئے بھی انارا کا قہقہ چھوٹا تھا۔

"تم ہنس رہی ہو؟"زارون کا چہرہ غصے سے دہکنے لگا تھا۔اسے انارا کی دماغی حالت پر شبہ ہوا تھا۔

"مجھے یہاں سے باہر نکالیں۔"ہاتھ باندھے انارا نے بڑے مان سے کہا تھا۔ایسے جیسے وہ اس وقت کسی جیل میں نہیں بلکہ کمرے میں موجود ہو اور وہ زارون نے دروازہ کھولنے کا کہہ رہی ہو۔

"یہ جیل میرے چاچے کا نہیں ہے۔"وہ تو اس کے حکمیہ انداز پر جل بھن ہی گیا تھا۔

"تو پھر میں باہر کیسے آؤں گی؟"انارا کے لہجے میں فکرمندی تھی۔

"تمہیں کس نے کہا تھا کہ دن کے وقت ساری دنیا کے سامنے اس خبیث کے منہ پر تیزاب ہی پھینک دو۔اگر ایسا کچھ کرنے کا ارادہ تھا تو رات کے اندھیرے میں کرتی یا پھر کم از کم مجھے تو بتاتی؟"

"میرا ایسا کچھ بھی کرنے کا ارادہ نہیں تھا۔بس پتا نہیں کیسے اچانک ہی میرے ذہن میں خیال آیا کہ مجھے اس کے ساتھ وہی کرنا چاہیئے جو اس نے میرے ساتھ کیا۔"انارا نے گہری سانس خارج کرتے آہستگی سے کہا تھا۔

"تو پھر تمہارا کیا ارادہ تھا؟"زارون نے طنزیہ انداز میں پوچھا تھا۔

"اسے گولی مارنے کا...!"انارا کا انداز جس قدر مطمئن تھا،زارون کا دماغ اتنا ہی شاٹ ہوا تھا۔

"میری گن سے...؟"اس نے دانت پر دانت جمائے پوچھا تھا۔

"ہاں...!"اس کے یک لفظی جواب پر زارون تلملا اٹھا تھا۔

"اچھا نا!یہ سب چھوڑیں اور جلدی سے یہ لاک اپ کھول دیں۔میرا یہاں دم گھٹ رہا ہے۔"زارون نے سر تا پیر گہری نظروں سے اس کا جائزہ لیا تھا۔کیا وہ پاگل تھی؟ہاں وہ پاگل ہی تھی؟

"میرا اس تھانے سے اور تم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔میں نے پہلے ہی ماجد کو گرفتار کر کے اپنے سر مصیبت لے لی تھی حالانکہ یہ علاقہ اور یہاں ہونے والے جرائم سے میرا کوئی تعلق نہیں تھا۔"وہ ایک ہی لمحے میں ہر چیز سے بری الزمہ ہو چکا تھا۔انارا تو بس اسے گھور ہی سکی تھی۔

"تو پھر مجھے یہاں سے کون باہر نکالے گا؟"

"عوام...!"زارون نے کچھ سوچتے جواب دیا تھا۔

"مطلب...؟"وہ نہیں سمجھ سکی تھی۔

"مطلب یہ انارا صاحبہ! آپ کی وڈیو انٹرنیٹ پر وائرل ہو چکی ہے۔اور ہر جگہ اب صرف ایک ہی نعرہ ہے۔"زارون نے منہ بنائے کہا تھا۔

"کیا...؟"

"!Justice for Binte Hawa"

وہ صحیح کہہ رہا تھا۔ابھی اس کے اس کارنامے تو دو گھنٹے بھی نہیں ہوئے تھے اور وہ میڈم پورے سوشل میڈیا پر چھا گئی تھیں۔

"میری وڈیو بنائی کس نے...؟"باہر کے تمام تر حالات سے وہ ناواقف تھی۔

"مجھے کیا پتا...؟"زارون نے تڑک کر جواب دیا تھا۔

"آپ مجھ سے اتنے تلخ لہجے میں کیوں بات کر رہے ہیں؟"

زارون نے سرخ آنکھوں سے اس غنڈی کو دیکھا تھا جو کہ معصوم بننے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔

"زہر لگتی ہے مجھے تمہارے چہرے پر یہ معصومیت...!"اگر اس وقت وہ لاک اپ میں نا ہوتی تو اس کا گلا یقیناً زارون کے ہاتھ میں ہوتا۔وہ ہنس دی تھی۔ایسے جیسے وہ اس کے تاثرات سے کافی محظوظ ہو رہی ہو۔

"زارون...!"انارا نے آنکھیں ٹپٹپائے معصومیت سے اس کا نام پکارا تھا۔

"مجھے یہاں سے باہر نکال دیں،صرف تھوڑی دیر کے لیے...

میرا یہاں پر دم گھٹ رہا ہے۔آپ یہ کر سکتے ہیں۔پلیز بس تھوڑی دیر کے لیے...."اس نے آج اپنے مزاج کے بے حد برعکس شیریں لہجے میں کہا تھا۔

"میرا بس چلے نا تو تمہیں ساری زندگی اسی لاک اپ میں بند رکھو۔تم جیسی خطرناک اور غنڈی قسم کی عورتوں کے لیے یہ ہی جگہ بہترین ہے۔اب تم ساری زندگی سڑتی رہو یہی پر،میں تمہیں اب باہر نہیں نکلنے دوں گا۔"زارون نے اپنے دل کی بھڑاس نکالی تھی۔

"ایک دفعہ مجھے باہر آنے دو کرپٹ انسان!پھر دیکھو میں تمہارا کیا حال کرتی ہوں۔"انارا کو زارون کی یہ بات سخت ناگوار گزری تھی۔

"کیا کرو گی؟ہاں بولو...کیا کرو گی؟؟"وہ دونوں ہی اس وقت بھول چکے تھے کہ وہ اس وقت کس جگہ اور کن حالات میں موجود ہیں۔

"آپ کی ہی گن سے آپ کو شوٹ کر دوں گی۔"انارا کے خطرناک ارادے جان کر زارون کا بے اختیار ہی منہ کھل گیا تھا۔کوئی اور وقت ہوتا تو وہ یقینا اس کی بات کو مزاق

میں اڑا دیتا مگر انارا جو ماجد کے ساتھ کر چکی تھی اس کے بعد اس کا کوئی بھروسہ نہیں تھا۔

"اب تو سیدھا تم پر قتل کا پرچہ کاٹوں گا۔"

"کاٹ کر تو دکھائیں ؟"وہ جیل کے اندر تلملائی تھی۔

"میں تمہیں پھانسی چڑھوا کر ہی دم لوں گا۔"زارون نے انگلی اٹھائے اسے وارننگ دی تھی۔بس پھر کیا دونوں کی نوک جھوک پھر سے شروع ہو چکی تھی۔ابھی وہ انارا

سے لڑنے میں مصروف تھا کہ اس کی نظر دو کنسٹیبلز پر پڑی تھی جو کہ بڑے انہماک سے ایک اے۔ایس۔پی اور ایک مجرم کا جھگڑا دیکھ رہے تھے۔زارون نے انہیں ڈپٹ

کر وہاں سے بھگایا تھا۔آخر میں وہ انارا کو ایک اور دھمکی دیے وہاں سے گیا تھا۔

"ہمیں اس لڑکی کو بہت جلد رہا کرنا ہی ہو گا۔"ڈی ایس پی صاحب نے پیشانی مسلتے ہوئے کہا تھا۔

"سر یہ اصولوں کے خلاف ہے۔ہم ایسے ہی کسی بھی مجرم کو رہا نہیں کر سکتے۔اور شاید آپ بھول رہے ہیں سر!یہ وہی

شخص ہے جس کی رہائی کے لیے کافی اوپر سے کال آئی تھی۔"زارون نے نہایت ادب سے کہا تھا۔

"تمہارا دماغ ٹھکانے پر تو ہے؟سارے میڈیا میں تہلکا مچا ہوا ہے۔ساری کی ساری عوام پاگل ہو چکی ہے۔میرے اوپر کتنا پریشر ہے اس بات کا علم بھی ہے تمہیں...؟"وہ اس پر بھڑکے تھے۔

"لیکن سر ہمارے ملک کے قانون کا کیا...؟

ہمارے اصولوں کا کیا...؟"اس کا لہجہ نہایت دھیما تھا۔

"بھاڑ میں جائے قانون اور بھاڑ میں جائے سارے اصول...اور تم یہاں کر کیا رہے ہو؟یہ تمہارے علاقے کے تھانے کا مسئلہ نہیں ہے تو بہتر ہے دور رہو اس سے....!"

"ٹھیک ہے سر جیسا آپ کہیں۔"اب وہ بیچارا اس کے علاوہ اور کہہ بھی کیا سکتا تھا۔

"سر ایک آخری بات...."وہ جاتے جاتے رکا تھا۔

"ان ساری بڑی بڑی شخصیات اور سیاست دانوں نے اگر آپ کے خلاف کچھ کر دیا پھر...؟"اس کے لہجے میں بے حد فکرمندی تھی۔

"اس کی تم فکر مت کرو کیونکہ اب وہی بڑے بڑے لوگ اب اس لڑکی کے ساتھ ہیں۔بات میڈیا تک پہنچ چکی ہے اب اپنی ریپوٹیشن بچانے کے لیے کچھ نا کچھ تو کرنا ہی تھا نا انہیں...اور انگلی تو ہماری ریپوٹیشن پر بھی اٹھائی گئی ہے کہ جب ایک لڑکی کے منہ پر تیزاب پھینکا جا رہا تھا،اس وقت پولیس کہاں تھی؟"ان کے چہرے پر اس وقت صرف پریشانی تھی۔

"مگر سر اس لڑکی اور اس کے گھر والوں نے تو خود ہی کیس واپس لیا تھا نا...؟اس میں ہم پولیس والوں کا کیا قصور...؟"زارون کو اپنے ادارے کی ریپوٹیشن کا بے حد خیال تھا۔

"یہ بات عوام کو کون سمجھائے؟اور نجانے کس گدھے نے یہ بات انٹرنیشلی پھیلائی ہے؟باہر کے ممالک کی ساری این۔جی۔اوز پیچھے ہی پڑ گئے ہیں۔"لفظ 'گدھے' پر اس نے صبر کے گھونٹ بھرے تھے۔

(چند دنوں بعد)

آج انارا کے کیس کی ہیرنگ تھی۔ہتھکریوں میں جکڑے ہوئے اسے کورٹ تک لے جایا گیا تھا۔اردگرد پولیس کی نفری تھی۔عوام کا ایک سیلاب وہاں پر موجود تھا۔تقریبا ہر نیوز چینل کے اینکرز بھی وہاں موجود تھے۔وہ شاہانہ چال چلتی پولیس والوں کی سکیورٹی میں آگے بڑھ رہی تھی۔لبوں

پر فاتحانہ مسکراہٹ تھی۔وہ اپنا انتقام لے چکی تھی۔اب عدالت کا جو بھی فیصلہ ہو،اسے پرواہ ہی کہاں تھی؟

"انارا صاحبہ کیا آپ اس کیس کے حوالے سے کچھ کہنا چاہے گی؟"ایک اینکر بامشکل اس تک پہنچ ہی گئی تھی۔انارا کے قدم رکے تھے۔پولیس والوں کو بھی مجبورا اسے

بات کرنے کے لیے وقت دینا ہی پڑا تھا کیونکہ اس وقت میڈیا اور عوام دونوں ہی کافی مشتعل تھے۔اینکر کی بات پر وہ سر کو ہلکا سا خم دیے مسکرائی تھی۔

"میں صرف انصاف چاہتی ہوں۔"زارون اپنے آفس میں سربراہی کرسی پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھا تھا۔اس کے ہاتھ میں پاپ کارن کا پیکٹ تھا۔نظریں ایل۔ای۔ڈی

کی سکرین پر مرکوز تھیں۔اسے بہت بری طرح اس کیس سے دور کیا گیا تھا۔نا صرف یہ بلکہ اسے اب نا تو اس علاقے کے تھانے جانے کی اجازت تھی اور نا ہی انارا کے کسی معاملے میں بولنے کی...کیونکہ ڈی ایس۔پی صاحب کا یہی خیال تھا کہ وہ ان کا بنا بنایا کیس برباد کر دے گا۔

"ہر جگہ صرف ایک ہی نعرہ ہے۔

Justice for Bint E Hawa"

جہاں تک ہم جانتے ہیں آپ تو اپنا انصاف کر چکی ہیں تو پھر اس نعرے اور انصاف سے آپ کی کیا مراد ہے؟"اینکر نے سوال کیے مائک اس کے آگے کیا تھا۔

"پہلی بات تو یہ نعرہ میں نے نہیں عوام نے منتخب کیا ہے اور جہاں تک بات ہے انصاف کی،ابھی انصاف ہوا ہی کہاں ہے؟"انارا نے ایک ادا سے کہا تھا۔ایل۔ای۔ڈی کی جانب

دیکھتے زارون کے لب مسکرائے تھے۔

"کیا آپ اپنی بات پر روشنی ڈالنا پسند کریں گی؟"ایک اور سوال کیا گیا تھا۔انارا نے گہری سانس خارج کرتے اپنی بات کا آغاز کیا تھا۔

"قصہ مختصر...میں نے شادی سے انکار کیا اور ایک شخص نے میرے منہ پر تیزاب پھینک دیا۔اسے صرف چند دنوں کی جیل ہوئی۔اب جب میں نے اس شخص کے منہ پر تیزاب پھینکا ہے تو میری معزز عدالت اور اس ملک کی بااثر شخصیات سے گزارش ہے کہ مجھے بھی چند روز کی

قید کے بعد باعزت رہا کر کے انصاف کی اعلی مثال قائم کی جائے۔"انارا کی بات پر بے ساختہ ہی زارون کا قہقہ چھوٹا تھا۔وہ کتنے میٹھے انداز میں سب کے پرخچے اڑا گئی تھی۔

پہلے پہل تو ماجد کو صرف چند گھنٹوں کی جیل ہوئی تھی مگر انارا کے کیس کرنے کے بعد اسے چند روز حراست میں رکھا گیا تھا۔

کچھ ہی دیر میں اس کے کیس کی ہیرنگ شروع ہو چکی تھی۔باہر موجود سب لوگ ہی فیصلے کا انتظار کر رہے تھے۔گزرتے وقت کے ساتھ سب کے دلوں کی ڈھرکنیں ہی تیز ہوئیں

تھیں۔مگر ایک شخص تھا جس کے چہرے پر بے حد اطمینان تھا،اور وہ زارون تھا،زارون سکندر...وقت جیسے

کچھوے کی رفتار سے چل رہا تھا۔ہر ایک سیکنڈ ایک گھنٹے کی طرح اور ہر ایک گھنٹہ صدیوں کی طرح گزر رہا تھا۔زارون نے اپنی ریسٹ واچ میں ٹائم دیکھا تھا۔اچانک

ہی اس کے لبوں پر مسکراہٹ بکھری تھی۔اپنی گاڑی کی چابی اٹھاتے وہ باہر کی جانب بڑھا تھا۔

گھڑی کی چلتی سوئیوں کے ساتھ کسی کے قدموں کی چھاپ بھی سنائی دی تھی۔ہر طرف ایک سکوت طاری گیا تھا۔وہ راہداری سے چلتے ہوئے باہر آ رہی تھی۔گھنگرالے بال

آدھ کھلے ہوئے تھے۔لبوں پر پر اسرار مسکراہٹ تھی جبکہ ہاتھوں میں کوئی ہتھکڑیاں نہیں تھیں۔پولیس کی سکیورٹی میں اسے باحفاظت وہاں سے نکالنے کی کوشش کی جا رہی تھی جبکہ یہ بے حد مشکل کام تھا۔

"کسی لڑکی کے چہرے پر تیزاب پھینکنا ایک بہت ہی گھناؤنا جرم ہے۔اور قانون کو اپنے ہاتھ میں لینا اس سے بھی بڑا جرم....بہرحال تمام تر ثبوتوں اور گواہوں کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ

عدالت انارا ملک کو دس لاکھ جرمانے کے ساتھ چھ ماہ کی قید کی سزا سناتی ہے لیکن حالات کے پیش نظر چھ ماہ کی قید کا عرصہ مختصر کرتے ہوئے عدالت ان دنوں کو سزا مقرر کرتی ہے، جو دن ملزمہ نے جیل میں گزارے اور ساتھ ہی ساتھ اس ملک کے نظام کو بہتر بنانے کے احکامات بھی جاری کرتی ہیں۔پولیس اور دیگر سماجی اداروں کو سخت تنبیہہ کی جاتی ہے کہ ایسے جرائم پر سخت کارروائی کی جائے اور کسی بھی مجرم کو محض اثرورسوخ کی بنا پر رہا نا کیا جائے۔یہ ایک جمہوری ملک ہے اور یہاں کا قانون سب کے لیے یکساں ہے۔"لوگوں کے بیچ سے گزرتی وہ اب مسلسل آگے بڑھ رہی تھی۔ہر طرف نعرے بلند ہوئے تھے۔اسے انصاف مل گیا تھا۔

وہ گاڑی کے پاس ہاتھ پہ ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔انارا کے آتے ہی اس نے سر کو خم دیے۔سلام پیش کیا تھا جسے انارا نے ایک ادا سے بالوں کو جھٹکتے قبول کیا تھا۔زارون نے اس کے لیے گاڑی کی فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولا تھا۔انارا نے ایک آنکھ آچکا کر سامنے کھڑے شخص کو دیکھا تھا۔

پھر وہ کچھ سوچتے ہوئے اس تک گئی تھی۔اس کے پاس پہنچے انارا کے قدم رکے تھے۔زارون نے مسکرا کر اسے آنکھ کے اشارے سے بیٹھنے کا کہا تھا۔وہ گہری نظروں سے

اس کا جائزہ لیتی ایک بار پھر اپنے بال جھٹکتی اس کے پاس سے گزری تھی۔زارون کو ہوش تب آیا تھا جب انارا نے پچھلی سیٹ پر بیٹھتے دروازہ زور سے بند کیا تھا۔

"غنڈی، آفت کہیں کی....!"مسلسل منہ میں بڑبڑاتے ہوئے زارون نے فرنٹ سیٹ سنبھالی تھی۔

ہادی نے وہ سکول جاب چھوڑ کر کسی فرم میں جوائن نگ دی تھی۔اس کی زندگی میں سکون کے علاوہ باقی سب کچھ تھا۔جب سے اس کی شادی ہوئی تھی اس کی زندگی جہنم بن چکی تھی۔بات بات پر جھگڑا اب زندگی کا معمول تھا۔سچ کہتے ہیں عورت اگر من پسند نا ہو تو زندگی ویران ہو جاتی ہے۔اپنے کمرے میں داخل ہوتے اس نے ٹی۔وی آن کیا تھا۔نیوز چینل تبدیل کرتے اس کے ہاتھ رکے تھے۔شناسہ

چہرہ دیکھ کر اس کے ہاتھ سے ریموٹ چھوٹا تھا۔

"انارا...؟"وہ پلکیں جھپکانا بھول گیا تھا۔اتنے دنوں سے ایک خبر اس کے کانوں میں گردش کر رہی تھی کہ ایک عورت نے

ایک مرد کے منہ پر تیزاب پھینکا ہے۔مگر وہ انارا ہو گی یہ تو اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔وہ ششدر رہ گیا تھا۔

انارا کے چہرے پر کوئی شرمندگی نہیں تھی۔اس نے اپنے چہرے کو کسی چیز سے نہیں ڈھانپا تھا۔اس کی گردن تنی ہوئی تھی،چہرے پر ایک سکون تھا۔ہادی نظریں چرانے پر

مجبور ہو گیا تھا۔آف کا بٹن دبائے وہ کافی دیر خالی الذہن سامنے دیوار کو تکتا رہا تھا،پھر وہ آہستگی سے اٹھ کر آیئنے کے سامنے کھڑا ہوا تھا۔آیئنے میں اسے انارا کا عکس دکھا تھا۔ہنستا مسکراتا،پاک شفاف چہرہ....

ہادی نے اسے چھونے کی کوشش کی تھی مگر وہ اس کے چھونے سے پہلے ہی غائب ہو چکی تھی۔ہادی نے بےاختیار آنکھیں بند کیں تھیں۔وہ اسے چھونے کا حق نہیں رکھتا

تھا۔اس نے یہ حق خود ہی گنوایا تھا۔پچھتاوے کی آگ میں تو وہ نجانے کب سے جل رہا تھا مگر آج وہ کہیں نا کہیں

انارا کے لیے خوش بھی تھا۔

زارون اور انارا پہلے گھر گئے تھے۔گھر جاتے ہی انارا کو تین تھپڑ اور اچھے خاصے جوتے پڑے تھے۔زارون نے لب دبائے بہت محسور کن انداز میں اس کی دھلائی انجوائے کی تھی۔انارا کو اپنی ماں پر شدید غصہ آیا تھا۔غم اسے مار کھانے کا نہیں تھا بلکہ اصل غم تو اسے زارون کے سامنے اپنی دھلائی کا تھا۔

"چل میری شہزادی منہ کھول...!"اس کی اچھی طرح دھلائی کرنے کے بعد ذکیہ بیگم نجانے کتنی دیر اس سے گلے لپٹے روتی رہیں تھیں۔اب انہوں نے اس کے سامنے مختلف لوازمات سجائے تھے۔

"مجھے نہیں کھانا۔"اس نے منہ بسورے کہا تھا۔

"تو منہ کھول رہی ہے یا میں تجھے دو اور لگاؤں؟"ذکیہ بیگم کی دھمکی پر اس بیچاری کا منہ ہی کھل گیا تھا جبکہ زارون نے بامشکل اڈتے قہقے کو روکا تھا۔

"خالہ آپ اپنی بیٹی کے ساتھ تھوڑا وقت گزار لیں میں پھر آؤں گا۔"زارون مسکرا کر کہتا باہر گیا تھا۔ذکیہ بیگم نے بھی

اسے روکا نہیں تھا،انہیں اس وقت صرف انارا کی فکر تھی۔

اپنی ماں کے ہاتھ سے کھانا کھاتے اس کا دماغ کہیں اور ہی پہنچ گیا تھا۔کچھ تو تھا جو اب بھی پوشیدہ تھا۔زارون یقینا اس سے کچھ نا کچھ چھپا رہا تھا۔خیر وہ اس سے بات کرنے کا پورا ارادہ رکھتی تھی۔

کھانا کھانے کے بعد ذکیہ بیگم نے اسے دو گلاس ہلدی والا دودھ پلایا تھا جسے اس نے بامشکل حلق سے اتارا تھا۔اپنی ماں کی یہ محبت اسے کسی صورت ہضم نہیں ہو رہی تھی۔

اچانک ہی اس کے دماغ میں ایک جھماکہ ہوا تھا۔

"داریاء...!"اس سب میں تو وہ اسے بالکل بھول ہی گئی تھی۔

"مجھے اس سے بات کرنی ہو گی۔"زارون نے اس کے لیے نجانے کیا کچھ نہیں کیا تھا۔اب اس کی باری تھی۔

وہ بستر پر لیٹی ہوئی تھی جب ہما نے اسے انارا کے آنے کی اطلاع دی تھی۔داریاء کا رنگ بالکل فق پڑا تھا۔وہ تو

پہلے ہی انارا سے اتنی خوفزدہ رہتی تھی اور انارا کے اس کارنامے کے بعد....داریاء نے بےاختیار پیشانی پر ہاتھ پھیرا تھا۔جتنی بدتمیزی وہ انارا کے ساتھ کر چکی تھی اس کے بعد نجانے اب وہ اس کے ساتھ کیا کرے؟

"کہیں تیزاب...؟"داریاء نے فورا استغفار پڑھے شیطان کو دور بھگایا تھا۔خود پر سختی کا خول چڑھائے چادر کو

اچھی طرح اپنے اردگرد لپیٹے وہ باہر گئی تھی۔لاؤنج میں انارا صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھی تھی۔اس کے لبوں

پر معنی خیز مسکراہٹ تھی۔داریاء کو اس کے ارادے بالکل بھی ٹھیک نہیں لگ رہے تھے۔

"کیسی ہو داریاء...؟"وہ چل کر اس کے پاس آئی تھی۔

"آپ کیوں آئیں ہیں یہاں پر۔۔۔؟"دو قدم پیچھے ہٹتے وہ پوری قوت سے چلائی تھی۔انارا نے سر تا پیر گہری نظروں سے اس کا جائزہ لیا تھا۔اس کے چہرے پر مصنوعی سختی تھی جبکہ ہونٹ اور ہاتھ لرز رہے تھے۔

"زیادہ ہوشیار بننے کی ضرورت نہیں ہے۔"انارا نے سختی سے اس کا بازو دبوچا تھا۔

"اب جو میں پوچھوں گی چپ چاپ اس کا جواب دینا۔"

"آپ...!"

"جو پوچھوں گی صرف اس کا جواب دو گی تم!"اس کی ڈھار پر وہ کانپ اٹھی تھی۔

"کیا ہوا ہے تمہارے اور زارون کے درمیان...؟"

"میں آپ کو جوابدہ نہیں ہوں۔"انارا تو اس کی ہمت کو داد دیے بنا نا رہ سکی تھی۔

"آواز نیچی رکھ کر بات کرو مجھ سے...!"انارا نے اس کا منہ دبوچ کہا تھا۔

"بلکہ تم ابھی اور اسی وقت میرے ساتھ چل رہی ہو۔اب جو بھی بات ہے،تم اور زارون آمنے سامنے بیٹھ کر کرو گے۔"دارياء کے تو اوسان ہی خطا ہو گئے تھے۔

"نہیں!میں کہیں نہیں جاؤں گی۔"اس نے فورا نفی میں سر ہلایا تھا۔

"دیکھتی ہوں کیسے نہیں جاؤ گی۔"انارا نے اس کا ہاتھ پکڑے اسے جھٹکا دیے آگے کی طرف کھینچا تھا۔وہ توازن برقرار نا رکھ سکی تھی۔سامنے پڑی ٹیبل سے دارياء ٹکرائی تھی۔

"آہ...!"دارياء کے پیٹ میں شدید درد اٹھا تھا۔

"دیکھو داریاء!میرے سامنے یہ ڈرامے کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔چپ چاپ چلو میرے ساتھ!"انارا نے ایک بار اس کا بازو پکڑے کھینچا تھا۔

"انارا آپی!مجھے تکلیف ہو رہی ہے۔"اس کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔

"زرا سا ٹکرانے پر تمہیں تکلیف ہو رہی ہے؟"وہ اس کا مزاق اڑا رہی تھی۔

"میں پریگنینٹ ہوں۔"داریاء کے کہے گئے جملے پر وہ ایک لمحے کے لیے ساکت ہو گئی تھی۔داریاء نے کافی ڈھیلا ڈھالا لباس پہن رکھا تھا،اوپر سے اس نے چادر بھی اوڑھ رکھی تھی،اسی وجہ سے انارا نے کوئی خاص دھیان نہیں دیا تھا۔

"داریاء...!"انارا نے آگے بڑھ کر اسے سنبھالا تھا۔پیٹ پر ہاتھ رکھے وہ بری طرح کراہ رہی تھی۔داریاء کے چیخنے کی آواز پر ہما فورا وہاں پہنچی تھی۔اسے صوفے پر بٹھاتے ہما نے اسے پانی پلایا تھا۔کچھ دیر بعد وہ کافی بہتر محسوس کر رہی تھی۔

"ہم ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں۔"انارا کو داریاء کی فکر بھی تھی اور اپنے کیے کی شرمندگی بھی۔۔۔

"نہیں!میں ٹھیک ہوں۔"

"داریاء اگر تم نے مجھے اب بھی سچ نہیں بتایا نا تو میں زارون کو یہاں لے آؤں گی۔پھر تم خود ہی اس سے بات کرنا۔"

"نہیں آپی!پلیز اسے میرے یہاں ہونے کا مت بتائیں گا۔"

"ٹھیک ہے تو پھر تم مجھے سب بتاؤ گی۔"

"پہلے آپ وعدہ کریں کہ آپ زارون کو کچھ نہیں بتائیں گئیں۔"

"ہاں ہاں ٹھیک ہے۔"وہ اپنے اس وعدے کو نبھانے کا بالکل کوئی ارادہ نہیں رکھتی تھی۔

"زری...!"داریاء کے لب آہستگی سے ہلے تھے۔داریاء نے انارا سے کچھ نہیں چھپایا تھا۔اس نے الف سے ے تک اسے ساری روداد سنا دی تھی۔

زرنش نے داریاء کو قسم دی تھی کہ وہ زارون سے بالکل بات نہیں کرے گی اور اسے مکمل طور پر نظرانداز کرے گی۔اس طرح زارون کو اس کی اہمیت کا اندازہ ہو گا۔داریاء نے ایسا ہی کیا تھا مگر اب اس کا دل بے حد بے چین تھا۔زارون سے بات کیے بغیر اسے سکون میسر

نا تھا۔اسے آج ڈاکٹر کے پاس بھی جانا تھا مگر اس نے اپنا ارادہ ترک کر کے پہلے زرنش کی طرف جانے کا فیصلہ کیا تھا۔وہ چاہتی تھی

کہ زرنش اپنی دی ہوئی قسم واپس لے لے۔زرنش کے فلیٹ کا دروازہ کھلا دیکھ وہ اندر داخل ہوئی تھی۔اس سے پہلے کہ وہ اسے آواز دیتی،لاؤنج میں پڑی ہوئی تصویروں کو دیکھ اس کے پیر منجمند ہو گئے تھے۔ہر جگہ زارون کی تصویریں بکھری پڑی تھیں۔دارياء نے ہاتھ آگے بڑھا کر ایک تصویر اٹھائی تھی۔زارون کی تصویر پر دل بنا تھا اور ساتھ

میں 'Love' بھی لکھا ہوا تھا۔غصے سے اس کا چہرہ دہکنے لگا تھا۔وہاں تقریبا سب تصویروں کے ساتھ ہی یہی کیا گیا تھا۔وہ نہیں جانتی تھی کہ زری کے پاس یہ تصویریں کیسے آئیں تھیں۔

وہ ابھی ابھی کمرے سے باہر آئی تھی اور سامنے دارياء کو دیکھ زرنش کا رنگ فق پڑا تھا۔اس کی معلومات کے حساب سے تو دارياء اپنی کسی کزن کی شادی اٹینڈ کرنے گئی تھی،پھر وہ یہاں...؟؟

"دارياء تم..."

"کیا ہے یہ سب...؟زری تمہیں یہ سب کرتے ہوئے شرم نہیں آئی؟تم میری دوست تھی، آخر کیسے میری پیٹھ میں چھرا کھونپ سکتی ہو؟"داریاء کو آج دوستی کے نام پر بہت بڑا دھوکہ ملا تھا۔وہ معصوم لڑکی اس دھوکے کو برداشت نہیں کر پا رہی تھی۔

"داریاء میری بات سنو۔ہم بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔"زرنش نے آگے بڑھ کر اسے شانوں سے تھامتے کہا تھا۔

"خبردار جو مجھے چھوا بھی...اسی وجہ سے تم مجھے زارون کے خلاف بھڑکا کر رہی تھی نا...؟میں اب سب سمجھ چکی ہو۔میں زارون کو سب بتا دوں گی۔میں اسے بتا دوں گی کہ تم مجھے کہاں لے کر گئی تھی۔"داریاء نے ابھی ایک ہی قدم آگے بڑھایا تھا کہ زرنش نے اسے بازو سے پکڑ کر صوفے پر دھکہ دیا تھا۔

"تم ایسا کچھ نہیں کرو گی داریاء!"زرنش نے چلا کر کہا تھا۔

"میں ایسا ہی کروں گی۔تمہیں شرم آنی چاہیئے اپنی ہی دوست کے شوہر پر نظر رکھتے ہوئے...؟"سارا مان،سارا بھروسہ جیسے چکناچور ہوا تھا۔

"دوست نہیں ہو تم میری..."زرنش نے بات مذاق میں اڑائی تھی۔

"تم مانو یا نا مانو، میں نے تو تمہیں سچے دل سے دوست مانا تھا۔"ناچاہتے ہوئے بھی داریاء کی آواز بھرا گئی تھی۔

"اگر تم واقعی مجھے اپنا دوست سمجھتی ہو تو پھر دوستی کا حق کر دو۔"اس کے سامنے بیٹھتے زرنش نے آہستگی سے کہا تھا۔

"اپنا زارون مجھے دے دو داریاء...!"داریاء کا سارا وجود جل کر راکھ ہوا تھا۔وہ ایکدم ہی غصے سے کھڑی ہوئی تھی۔

"تم آستین کا سانپ ہو زری!"داریاء نے افسوس سے کہا تھا۔

"تمہیں شرم آنی چاہیئے، تم شادی شدہ ہو کر کیسے کسی دوسرے کے شوہر پر نظر رکھ سکتی ہو؟"

"میں شادی شدہ نہیں ہوں، طلاق ہو چکی ہے میری اور اب مجھے زارون چاہیئے۔مجھے کسی بھی قیمت پر وہ چاہیئے۔"

"چٹاخ...!"داریاء نے آگے بڑھ کر اس کے منہ پر زبردست تمانچہ رسید کیا تھا۔

"زارون میرا شوہر ہے،وہ میری زندگی ہے۔خبردار جو دوبارہ اپنی زبان سے اس کا نام بھی لیا تو..."جب بات اپنی محبت

اور اپنے ہم سفر پر آ جائے تو ایک مشرقی لڑکی ہر محاذ پر لڑنے کے لیے تیار ہو جاتی ہے۔

"تمہاری زندگی،تمہارا شوہر بہت جلد تمہیں اپنی زندگی سے نکال باہر پھینکے گا۔"زرن نے اپنی گال پر ہاتھ رکھے ایک ایک لفظ چبا چبا کر ادا کیا تھا۔

"میں اسے چھین لوں گی تم سے...!"اس کی بات پر داریاء ہنسی تھی۔

"وہ میرے علاوہ کسی کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا۔"داریاء کو اپنی محبت اور اپنے رشتے پر بہت مان تھا۔

"جب میں اسے تمہاری تصویریں دکھاؤں گی تب دیکھتے ہیں کہ وہ تمہارے ساتھ کیا کرے گا۔"زرنش نے ایک زہریلی اس کی جانب اچھالی تھی۔

"کون سی تصویریں...؟"کسی انجانے احساس کے تحت اس کے دل میں مختلف قسم کے ہول اٹھ رہے تھے۔

"دکھاتی ہوں۔"وہ مسکراتی ہوئی اندر کمرے میں گئی تھی جبکہ دارياء بت بنے وہیں کھڑی رہی تھی۔تھوڑی دیر بعد زرنش مسکراتی ہوئی باہر آئی تھی۔اس نے لاؤنج میں لگے

ہوئے ایل۔ای۔ڈی پر فلیش ڈرائیو لگائی تھی۔تھوڑی دیر بعد سکرین پر مختلف تصاویر نمودار ہوئی تھیں۔داریاء ساکت ہو گئی تھی۔اس کے سر پر تو جیسے قیامت ہی ٹوٹ گئی تھی۔وہ داریاء کی تصویریں تھیں مگر ساتھ نجانے کون تھا۔اور وہ تصاویر اس قدر بےہودہ تھیں کہ وہ شرم سے پانی ہو

گئی تھی۔

"یہ میں نہیں ہوں۔"اس کے گلے سے پھنسی پھنسی سی آواز نکلی تھی۔

"یہ تم ہی ہوں میری عزیز دوست!"زرنش اس کی حالت سے محظوظ ہو رہی تھی۔

"سوچو!اگر میں یہ تصاویر زارون کو سینڈ کر دوں تو...یا پھر سوشل میڈیا پر اپلوڈ کر دوں پھر...؟"داریاء کے قدم لڑکھڑائے تھے۔اسے اپنے قدموں پر پہاڑوں جیسا وزن محسوس ہوا تھا۔وہ زمین پر بیٹھتی چلی گئی تھی۔

"یہ جھوٹ ہے،یہ سراسر جھوٹ ہے۔"وہ ہچکیوں سمیت رو دی تھی۔

"میں جانتی ہوں یہ جھوٹ ہے مگر کون یقین کرے گا...؟"

زرنش نے زبردست قہقہہ لگایا تھا۔

"رکو ایک ویڈیو بھی ہے۔وہ بھی دکھاتی ہوں تمہیں۔۔۔!"وہ ہنستے ہوئے آگے بڑھی تھی۔

کچھ دیر بعد سکرین پر ایک ویڈیو چلی تھی جسے دیکھ کر داریاء نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھے اپنی سسکیوں کا گلا گھوٹا

تھا۔وہ اس دن کی وڈیو تھی جب زرنش داریاء کو ہوٹل لے کر گئی تھی۔مختلف سینز کو ایڈیٹ کر کے ایک وڈیو بنائی

گئی تھی جس میں داریاء باخوشی اس شخص کے ساتھ ایک کمرے میں موجود تھی۔

"اب بتاؤ کیا بھیجو یہ تصویریں اور وڈیو زارون کو...؟"

"نہیں!پلیز نہیں...!"وہ مسلسل روتے ہوئے نفی میں سر ہلا رہی تھی۔

"میں تمہارے ساتھ یہ نہیں کرنا چاہتی داریاء، میں تو بس یہ چاہتی ہوں کہ تم خود میرے اور زارون کے درمیان سے نکل جاؤ۔ بری بن جاؤ داریاء...اتنی بری کہ وہ اسے تم سے نفرت ہو جائے۔"وہ اس کے پاس آ کر بیٹھی تھی۔

"میں...میں جتنی بھی بری بن جاؤں،وہ مجھے کبھی نہیں چھوڑے گا۔"آنکھوں میں آنسوؤں کا سیلاب تھا۔اسے ان تصاویر اور وڈیوز کا زارون کے سامنے آنے کا بہت ڈر تھا۔آخرکار وہ مرد تھا۔مرد کو عورت سے بدگمان ہونے میں وقت ہی کتنا لگتا ہے۔

"یہ بھی ٹھیک کہا تم نے...چلو ایک کام کرتے ہیں،تمہاری اب تک کی ساری زندگی کو ایک جھوٹ بنا دیتے ہیں۔وہ کیا بتا رہی تھی تم...؟ہاں!تمہاری اور زارون کی پہلی ملاقات ایک ٹریفک سگنل پر ہوئی تھی،ہیں نا.....؟وہ ملاقات ایک ٹریپ تھا۔"داریاء نے بے یقینی سے اس کی طرف دیکھا تھا۔

"لیکن اتنا کافی نہیں ہے۔تھوڑا مرچ مسالہ ہونا چاہیئے۔"

زرنش نے کچھ سوچتے ہوئے کہا تھا۔

"ہاں...!"زرنش چٹکی بجاتے ہوئے مسکرائی تھی۔

"تم تعویز بھی تو کرتی ہو نا اس پر...!"داریاء نے سختی سے آنکھیں میچی تھیں۔

"لیکن یہ بھی کافی نہیں ہے۔کچھ اور بھی ہونا چاہیئے۔"

ٹھوڑی پر انگلی رکھے زرنش ایک بار گہری سوچ میں ڈوبی تھی۔

"تم نے کہا تھا نا کہ زارون کو اولاد کی بہت خواہش ہے مگر وہ کہتا نہیں ہے تا کہ تمہیں تکلیف نا ہو۔لیکن سوچنے والی بات ہے جب اسے پتا چلے گا کہ تم تو ایسی دوائیاں استعمال کرتی ہو جس سے تم کبھی ماں ہی نا بن سکو تو کتنا دکھ ہو گا نا اسے....؟"داریاء منہ پر ہاتھ رکھے پھوٹ کر رو دی تھی۔

اپنی بات مکمل کیے وہ ہاتھوں میں منہ چھپائے بچوں کی طرح رو دی تھی جبکہ انارا کا دل چاہا کہ وہ اسے دو چار تمانچے ہی رسید کر دے۔کتنی آسانی سے اس بیواقوف

لڑکی نے اپنا گھر تباہ کر لیا تھا۔

"زارون کو پتا ہے کہ تم پریگننٹ ہو؟"اسنے اپنے غصے پر ضبط کرتے پوچھا تھا۔وہ اس وقت داریاء کی صرف اس حالت کا لحاظ کر رہی تھی ورنہ اس نے اس وقت نا صرف اسے دو چار لگا دینی تھیں بلکہ اس کا سر بھی کسی دیوار میں دے مارنا تھا۔ہاتھوں سے اپنے آنسو پونچھتے اس

نے سرخ آنکھوں سے نفی میں سر ہلایا تھا۔

"اسے کیوں نہیں بتایا...؟"وہ دبا دبا سا غرائی تھی۔

"وہ شک کرے گا مجھ پر...اور اگر کوئی بہتان..."بارش ایک بار پھر برسنا شروع ہو گئی تھی۔

"اٹھو سامان پیک کرو اپنا اور چلو میرے ساتھ،تم میرے گھر چل رہی ہو۔"وہ مزید اس کی سوں سوں برداشت نہیں کر سکتی تھی۔اسے ڈر تھا کہ کہیں وہ داریاء کا حشر ہی نا بگاڑ دے۔

"میں کہیں نہیں جاؤں گی۔میں..."

"زیادہ چوں چوں کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔چپ چاپ اٹھو ورنہ تم مجھے اچھے سے جانتی ہو۔"وہ اس دھمکی میں چھپے ہوئے مفہوم کو اچھی طرح سمجھ چکی تھی۔بچپن سے ہی وہ انارا

کے ہاتھوں بہت بری طرح پٹتی آئی تھی اور کچھ اس کا رعب و دبدبہ ہی ایسا تھا کہ وہ ہمیشہ ڈر جاتی تھی۔

"مگر آپی...!"داریاء نے دبا دبا سا احتجاج کرنے کی کوشش کی تھی۔

"دو لگاؤں گی تمہارے کان کے نیچے،اگر اب کوئی بھی بکواس کی تو...!"مجبورا اسے اٹھنا ہی پڑا تھا۔

"آپ زارون...!"وہ اس بار ہلکا سا منمنائی تھی۔

"ہاں ہاں!نہیں بتاتی میں اسے کچھ بھی...تم چلو جلدی کرو اب۔"انارا نے سر سے جیسے بلا ٹالی تھی۔

"آپ وعدہ کریں کہ آپ...!"

"تم شکر کرو کہ تم ماں بننے والی ہو ورنہ میں تمہارا وہ حال کرتی کہ تم ساری عمر نا بھولتی۔دفع ہو جاؤ یہاں سے اس سے پہلے کہ میں یہ لحاظ بھی بھول جاؤ۔"داریاء نے اب کی بار اپنی زبان پر قفل ہی لگا لیا تھا کیونکہ انارا صاحبہ کا تو کوئی بھروسہ ہی نہیں تھا کہ وہ کب کیا کر جائے۔

"اس زری کا میں دیکھ لوں گی۔"وہ دل ہی دل میں عہد کر چکی تھی۔مگر پہلے زارون سے بات کرنا زیادہ ضروری تھا۔

داریاء کو انارا کے گھر آئے دو دن ہو چکے تھے۔انارا نے زارون کو داریاء کی یہاں موجودگی کے بارے میں نہیں بتایا تھا

مگر اس کے باوجود بھی وہ حیران تھی کیونکہ زارون پچھلے دو دنوں سے اس کے گھر نہیں آیا تھا۔انارا کو کچھ کھٹک رہا تھا۔وہ ایک دن میں نجانے یہاں کتنے چکر لگاتا تھا،یہاں تک کہ وہ تو اب کھانا بھی یہی کھاتا تھا۔

انارا نے آج اسے فون کر کے باہر ریسٹورنٹ میں بلایا تھا۔

"مجھے آپ کو کچھ بتانا ہے۔"

"کیا...؟"زارون نے عام سے انداز میں کہا تھا۔

"داریاء میرے گھر پر ہے۔"

"کیا...؟"زارون تقریبا اپنی جگہ سے اچھلا تھا۔انارا نے عقابی نظروں سے اس کا جائزہ لیا تھا۔

"وہ کب آئی تمہارے گھر...؟"اس کے لہجے میں صرف حیرانگی تھی۔

"آپ کو آپ کے گارڈز نے نہیں بتایا کہ میں اسے اپنے گھر لے کر آئی ہوں؟"انارا نے آنکھیں چھوٹی کیے اسے گھورا تھا۔وہ نجانے کتنی دیر سوچتی ہی رہی تھی پھر اچانک ہی اسے

وہ دو لوگ یاد آئے تھے جو مسلسل ان کا پیچھا کر رہے تھے۔داریاء تو یہ نہیں دیکھ سکی تھی مگر انارا۔۔اس کی نظریں بہت تیز تھیں۔کافی سوچنے پر اسے یاد آیا تھا

کہ وہ تو زارون کے ماتحت کام کرنے والے دو کانسٹیبلز تھے۔

"کون سے گارڈز...؟"آنکھوں میں ہنوز حیرانگی تھی۔انارا نے سر تا پیر اس دوغلے شخص کو گھورا تھا۔ایک طرف وہ کہتا تھا کہ اسے تو خبر ہی نہیں ہے کہ اس کی بیوی کہاں ہے اور دوسری طرف وہ اس کی حفاظت کے لیے گاردڈ

تعینات کرتا تھا۔

"یہ سب چھوڑیں، مجھے آپ کو کچھ اور بتانا ہے۔"انارا نے گہری سانس خارج کرتے کہا تھا۔زارون مکمل طور پر اس کی طرف متوجہ ہوا تھا۔

"داریاء بے قصور ہے زارون!اس نے آپ کو کبھی ٹریپ نہیں کیا۔"اس نے لفظوں کا چناؤ کرتے بہت احتیاط سے کام لیا تھا۔وہ زارون کو وہ سب نہیں بتانا چاہتی تھی جو داریاء نے اسے بتایا تھا۔

"وہ تو خود بہت بری طرح سے ٹریپ ہوئی ہے۔کسی زری نامی لڑکی نے یہ کیا ہے۔وہ بہت معصوم ہے زارون!بہت زیادہ...!اس نے نا تو کچھ غلط کیا ہے اور نا ہی تمہیں

ٹریپ کیا ہے۔"اتنا تو وہ سمجھ چکی تھی کہ زارون داریاء سے بے حد محبت کرتا ہے اسی لیے اس نے داریاء کی حفاظت کے لیے دو لوگوں کو مامور کیا تھا مگر زارون کا کہا گیا اپنا جملہ انارا کو مکمل طور پر ہلا گیا تھا۔

"جانتا ہوں۔"بالوں میں ہاتھ پھیرتے اس نے لاپرواہی سے کہا تھا۔

"کیا...؟کیسے...؟کب سے...؟"وہ تو بالکل بوکھلا گئی تھی۔

"جس رات یہ فون کال والا ڈرامہ شروع ہوا تھا تب سے...!"اس نے جتنے تحمل سے جواب دیا تھا وہ اتنا ہی بے چین ہوئی تھی۔اس کے اعصاب بالکل شل ہو گئے تھے۔آخر کیا چیز تھا وہ...؟

"وہ بیوی ہے میری،رگ رگ سے واقف ہوں میں

اس کی...جسے شراب اور ایپل جوس میں فرق ہی نا پتا ہو وہ کیا مجھے ٹریپ کرے گی؟؟"انارا آنکھیں پھاڑے اسے دیکھتی ہی رہ گئی تھی۔اس کے چہرے کی اڑی ہوئی رنگت

دیکھ وہ ہنس دیا تھا۔

"آپ نے پھر اسے خود سے دور کیوں کیا؟"کچھ دیر بعد اس نے نارمل انداز میں پوچھا تھا۔

"میں نے ایسا کچھ نہیں کیا۔وہ خود مجھے چھوڑ کر گئی ہے۔"

"آپ نے اسے روکا کیوں نہیں....؟"

"وہ میری غیر موجودگی میں گھر سے باہر گئی تھی جس کے لیے میں اسے کبھی معاف نہیں کروں گا۔"

"مگر آپ سب کیسے جانتے ہیں؟ آپ کو کس نے بتایا؟"انارا کا دماغ بالکل الجھ چکا تھا۔

"داریاء نے....!"زارون کے لبوں پر مسکراہٹ ابھری تھی۔

"اس نے خود آپ کو بتایا؟"یقین کرنا بے حد مشکل تھا۔

"زبان سے تو نہیں مگر اپنی حرکتوں سے بتا چکی ہے۔"

"مطلب...؟"انارا کا دماغ مکمل طور پر گھوم چکا تھا۔

"اس رات جب تم گھر سے چلی گئی تھی،یہ ڈرامہ اسی رات شروع ہوا تھا۔داریاء کی باتیں سن کر میں بہت زیادہ افسردہ تھا۔مجھے لگا تھا جیسے میں اپنا سب کچھ ہار گیا ہوں لیکن جب میں تم سے ملا تو مجھے ایک نئی زندگی مل گئی۔"وہ مسکرایا تھا۔اس کی مسکراہٹ پر انارا کا دل ڈھرکا تھا۔

"تمہیں یاد ہے کہ تم نے مجھ سے کیا کہا تھا؟"انارا نے نفی میں سر ہلایا تھا۔

"تم نے کہا تھا کہ وہ معصوم ہے،بھولی بھالی سی...!"زارون ہنس دیا تھا۔

"بس پھر کیا میں نے ایک شوہر کی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک پولیس والے کی حیثیت سے سوچنا شروع کر دیا۔پہلی بات وہ جانتی تھی کہ میں گھر آنے والا ہوں پھر اس قسم

کی گفتگو کا کیا مقصد تھا؟اصولا تو اسے احتیاط کرنی چاہیئے تھی نا...؟دوسری بات رات کے اس پہر آخر دروازہ کیوں کھلا تھا؟تیسری بات...وہ فون پر بہت اونچا بول رہی تھی۔ایسے جیسے کسی کو سنانے کے لیے وہ

سب کہہ رہی ہو۔آخری اور سب سے اہم بات اگر وہ واقعی فون پر اپنی دوست سے بات کر رہی تھی تو کم از کم اس کی دوست کو بھی تو کچھ بولنا چاہیئے تھا نا...وہ تو خود ہی بولے چلے جا رہی تھی۔جب ہم فون پر کسی سے بات کرتے ہیں تو ہم اس شخص کی بات بھی تو سنتے ہیں نا...پھر اس کے بعد اس کی بات کا جواب دیتے ہیں۔وہ تو ایسے بول رہی تھی جیسے کوئی سکرپٹ پڑھ رہی ہو۔"انارا

نے دل ہی دل میں اسے داد پیش کی تھی۔وہ اس کی ذہانت کو سراہئے بنا نا رہ سکی تھی۔

"صبح ہوتے ہی میں بلڈنگ کے پاس والے میڈیکل سٹور گیا تھا،وہاں سے میں نے اس لڑکے کو اٹھوا لیا جو دوائیاں لے کر آیا تھا۔دو چار جھاپڑ کھانے کے بعد اس نے اپنی زبان

کھول ہی دی۔اس نے کہا کہ وہ یہاں دوائیاں لے کر پہلی بار آیا تھا اور اسے ایسا کرنے کے لیے داریاء نے کہا تھا۔میں نے اسے داریاء کی تصویر دکھائی تو وہ اسے نہیں پہچان سکا

تھا پھر میں نے اسے زری کی تصویر دکھائی تو وہ فورا پہچان گیا۔داریاء کا نام استعمال کر کے زری نے ہی یہ سارا کھیل کھیلا تھا۔"وہ سانس لینے کو رکا تھا۔زرنش پر تو زارون کو شروع دن سے ہی شک تھا۔

"سب کچھ سمجھنے کے بعد بھی میں نے داریاء کا امتحان لینے کا سوچا۔میں نے اس کے سامنے ایک فائل رکھی۔میں نے اس سے کہا کہ ان پیپرز میں لکھا ہے کہ تم اپنی مرضی سے اپنا سب کچھ چیرٹی میں دے رہی ہو۔اور اس بیواقوف نے یقین بھی کر لیا۔"وہ ہنسا تھا۔

"اگر وہ اتنی ہی ذہین ہوتی تو کم از کم ایک بار پیپرز پڑھنے کی زحمت تو کرتی...اسے لگا کہ امتحان یہ ہے کہ وہ پیپرز پر سائن کرتی ہے یا نہیں جبکہ اصل امتحان تو کچھ اور تھا۔"

"اور کیا تھا اصل امتحان...؟"وہ اس کی عقلمندی سے کافی محظوظ ہوئی تھی۔

"ان پیپرز پر بڑے بڑے حروف میں انکم ٹیکس لکھا تھا وہ نجانے کتنی دیر ان پیپرز کو گھورتی رہی تھی اس کے باوجود بھی اسے وہ حروف نہیں دیکھے تھے۔"زارون نے گہری سانس خارج کیے اپنی بات مکمل کی تھی۔

"اگر آپ سب جان ہی گئے تھے تو پھر داریاء کے ساتھ اس قدر برا سلوک کیوں کر رہے تھے؟"داریاء نے انارا سے کچھ

نہیں چھپایا تھا۔وہ اسے اپنے اور زارون کے متعلق ہر بات سے آگاہ کر چکی تھی۔

"میں نہیں جانتا تھا کہ آخر زرنش اسے کس بات پر بلیک میل کر رہی ہے۔میں نے سوچا شاید وہ میری نفرت اور غصے

سے ڈر کر ہی مجھے کچھ بتا دے مگر اس نے اپنی زبان نہیں کھولی۔اسے مجھ پر اعتبار ہی نہیں تھا۔ایک بار،بس ایک بار....مجھے بتا تو دیتی۔مجھ پر یقین تو کرتی۔"زارون نے افسوس سے سر نفی میں ہلایا تھا۔

"اس زری کا کیا کرنا ہے؟"انارا کے کہنے پر زارون کے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ بکھری تھی۔

"اس کی تم بالکل فکر مت کرو۔اس کے ساتھ تو وہ ہو گا کہ وہ ساری زندگی نہیں بھولے گی۔"زارون کی آنکھوں میں

ایک عجیب سی چمک تھی۔

"اور داریاء کا کیا....؟"

"اس کی بھی فکر مت کرو۔اس کا تو میں وہ حال کروں گا کہ ساری زندگی میرے علاؤہ کسی پر بھروسہ کرنے کے بارے

میں سوچے گی بھی نہیں..."اس کے انداز پر انارا ہنس دی تھی۔

اس کی آنکھ اپنے وجود پر ٹھنڈا یخ پانی گرنے سے کھلی تھی۔زرنش نے با مشکل آنکھیں کھولیں تھی۔اٹھتے ساتھ ہی

اسے اپنے سر میں ایک ٹھیس سی اٹھتی محسوس ہوئی تھی۔اس نے ہلنے کی کوشش کی تھی،مگر سب بے سود...

وہ اس وقت رسیوں میں جکڑی ایک کرسی پر بندھی ہوئی تھی۔آخری چیز جو اسے یاد تھی وہ زارون کے ساتھ اپنا شاپنگ پر جانا تھا۔

"کیسی ہو زری؟"مردانہ آواز کانوں میں گونجی تھی۔زرنش نے سامنے دیکھنے کی کوشش کی تھی مگر کچھ بھی واضح نہیں تھا۔

"اوو سوری!میرا مطلب ہے زرنش...!"زارون کا لہجہ تمسخرانہ تھا۔

"زارون...؟"اس نے جیسے یقین کرنا چاہا تھا۔

"ہاں ڈارلنگ زارون ہی ہوں۔"

"تم نے...مجھے...مجھے کیوں باندھا ہے؟"وہ رفتہ رفتہ ہوش میں آ رہی تھی۔

"غلطی ہو گی تمہیں باندھنا نہیں چاہیئے تھا۔تمہیں تو سیدھا اٹھا کر جیل میں پھینکنا چاہیئے تھا۔"

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو زارون؟میں تمہارے بچے کی ماں بننے والی ہوں۔تم میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہو؟"اس کی آنکھوں سے آنسو بہنا شروع ہو گئے تھے۔

"اول تو تم پریگننٹ نہیں ہو۔دوم اگر ایسا کچھ ہے بھی تو یہ بچہ میرا نہیں ہے۔"زارون نے نہایت اطمینان سے کہا تھا۔

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو زارون...اس رات جو ہمارے درمیان...!"

"ہمارے درمیان ایسا کچھ نہیں ہوا تھا۔میں نشے میں نہیں تھا زرنش بی بی!اپنے پورے ہوش و ہواس میں تھا۔اور تمہاری دی ہوئی کافی بھی نہیں پی تھی میں نے...!"اس رات اسے چکما دے کر زارون نے کافی ساتھ پڑی ڈسٹ بن میں پھینک دی تھی۔زرنش کو ایک لمحے کے لیے سانپ سونگھ گیا تھا۔

"تمہیں پتا ہے میں تمہاری اصلیت کب سے جانتا ہوں؟اس دن سے جس دن مجھے گولی لگی تھی۔"زرنش کا سارا جسم ہی ٹھنڈا پڑ گیا تھا۔اس کی حالت دیکھ زارون کافی محظوظ ہوا تھا۔

جس دن اسے گولی لگی تھی وہ اس دن سے کشمکش کا شکار تھا۔وہ گولی تو پلینڈ تھی مگر وہ مشن تو خفیہ تھا۔کچھ تو تھا جسے وہ نہیں سمجھ سکا تھا۔اس کے ادارے میں تو کوئی غدار نہیں تھا تو پھر آخر کس نے خبر آگے پہنچائی تھی۔

"زارون!تھوڑا ریسٹ کر لو۔تمہاری طبیعت ابھی ٹھیک نہیں ہے۔"داریاء نے اسے سوچوں

میں ڈوبا دیکھ بہت فکرمندی سے کہا تھا۔

"آخر کیا ضرورت تھی اتنی خطرناک جگہ جانے کی...؟یہ جو شہر سے دور چھوٹے چھوٹے گاؤں ہوتے ہیں نا،یہ بہت زیادہ خطرناک ہوتے ہیں۔خاص طور پر تب جب وہاں آبادی نا ہو۔"داریاء کی بات پر زارون کو زبردست جھٹکا لگا تھا۔

"تمہیں کس نے بتایا کہ میں کہاں جا رہا ہوں؟"

"میں نے تمہیں فون پر بات کرتے سنا تھا۔اور تمہیں پتا ہے زری کہتی ہے ایسی جگہیں بہت زیادہ وحشت زدہ ہوتی ہیں۔"داریاء نے منہ بنائے کہا تھا۔

"زری...؟"زارون کے لب آہستگی سے ہلے تھے۔

"تم نے اس سے اس بات کا ذکر کیا تھا؟"اس بار زارون کے لہجے میں تھوڑی سختی تھی۔داریاء نے فورا دانتوں تلے زبان دبائی تھی۔

"غلطی سے منہ سے نکل گیا۔"وہ منمنائی تھی۔یہی وہ لمحہ تھا جب زارون سب سمجھ چکا تھا۔

"مگر تم فکر مت کرو،وہ بہت اچھی ہے۔وہ کسی سے کچھ نہیں کہے گی۔"داریاء نے مسکرا کر کہا تھا۔

"مجھے کھولو زارون...!"وہ بری طرح مچلی تھی۔

"ہاں ہاں کھول دوں گا۔اتنی بھی کیا جلدی ہے؟"وہ اس کی بے بسی کا مذاق اڑا رہا تھا۔

"مجھے جانے دو زارون ورنہ میں داریاء کی ساری تصویریں اور وڈیوز سوشل میڈیا پر اپلوڈ کر دوں گی۔"

"کون سی تصویریں...؟کہیں تم ان تصویروں اور وڈیوز کے بارے میں بات تو نہیں کر رہی جو کہ میں کب کا جلا چکا۔"زارون نے زبردست قہقہ لگایا تھا۔

"تم نے بہت غلط کیا زرنش!میں نے اتنے عرصے سے تمہارے خلاف اس لیے کچھ نہیں کیا کیونکہ مجھے لگا تھا کہ تم مجھے ٹریپ کرو گی اور میں تمہارے ذریعے سے باآسانی ان سمگلرز تک پہنچ جاؤں گا لیکن میری معصوم بیوی کو درمیان میں لا کر تم نے اچھا نہیں کیا۔"وہ غرایا تھا۔

"اب میری کانچ کی گڑیا کی آنکھ سے بہے ہر اک آنسو کا حساب تو دینا پڑے گا تمہیں...!"زارون نے ایک حقارت بھری نگاہ اس پر ڈالی تھی۔

"زارون پلیز!مجھے چھوڑ دو،میں نے کچھ نہیں کیا۔میں نے تو جو بھی کیا وہ سیٹھ عبد الرحمان کے کہنے پر کیا تھا۔"وہ منت پر اتر آئی تھی۔

"بے فکر رہو زرنش میڈم!تم سے پہلے تمہارے سیٹھ کا ہی بندوبستی کیا ہے میں نے....!"اس کے لبوں کی مسکراہٹ جلا کر راکھ کر دینے والی تھی۔

"میں نے تم سے سچی محبت کی ہے زارون!تم بھی تو مجھ سے محبت کرتے ہو نا..."وہ آخری کوشش کر رہی تھی جو کہ بالکل رائیگاں تھی۔

"میں صرف اور صرف داریاء سے محبت کرتا ہوں۔سنا تم نے...زارون صرف داریاء کا ہے۔اور تم...!"زارون کو اس کے چہرے سے کراہت محسوس ہو رہی تھی۔

"تم داریاء کے پیر کی جوتی کے برابر بھی نہیں ہو۔"اس کی آنکھوں میں اپنے لیے اتنی نفرت دیکھ زرنش بالکل ٹوٹ چکی تھی۔

"اب اپنی باقی کی عمر جیل میں گزارنا۔ایک آخری بات،حیدر سے تمہاری وہ ملاقات بھی پلین کا حصہ ہی تھی۔وہ دوست نہیں تھا میرا،اسے میں نے وہاں خاص طور پر تمہارے لیے بلایا تھا۔دیکھنا چاہتا تھا کہ آخر کیسے تم اس سے نظریں ملا پاؤ گی لیکن تم....تم تو عورت کے نام پر سب سے بڑا دھبہ ہو۔اب باقی کی ساری زندگی اپنے اس حسین چہرے کے ساتھ جیل میں گزارنا...."وہ عجیب طرز سے مسکرایا تھا جبکہ زرنش بلک بلک کر رو دی تھی۔اس نے اپنے ہی ہاتھوں سے اپنا سب کچھ برباد کیا تھا۔

زارون انارا کے گھر آیا تھا۔داریاء نے بہت منتیں کر کے انارا کو اسے کچھ بھی بتانے سے روک دیا تھا۔

"مجھے کچھ سمجھ ہی نہیں آ رہا میں کیا کروں..."وہ دونوں اس وقت صحن میں موجود تھے اور انارا بے حد بے چین تھی۔

"جو تمہیں ٹھیک لگ رہا ہے وہی کرو۔"اسے بار بار مختلف نیوز چینلز سے کالز پہ کالز آ رہی تھیں۔سب لوگ ہی اسے اپنے چینل پر بلانا چاہتے تھے۔وہ بہت زیادہ مقبول ہو چکی تھی۔شہرت کے ساتھ ساتھ اسے کافی دولت بھی ملی تھی۔

"مگر پھر بھی انسان کوئی رائے ہی دے دیتا ہے۔"انارا نے منہ بسورے کہا تھا۔

"جو نیوز چینل زیادہ پیسے آفر کرے نا،وہیں چلی جانا۔"زارون کے مفید مشورے پر انارا نے گھورا تھا۔انارا کے جرمانے کی رقم زارون نے ہی ادا کی تھی جس کا تذکرہ وہ باتوں میں کر جاتا تھا مگر انارا نے بھی بالکل صاف گوئی سے اس کی رقم واپس کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

"بس ایک بات کا خیال رکھنا کہ اس ملک کی عدالت اور قانون کو کچھ مت کہنا،خاص طور پر پولیس کو...دیر سے ہی صحیح مگر انصاف تو ملا نا تمہیں،کتنا اچھا قانون ہے

ہمارا جو بغیر کسی قید کے اور تھوڑے سے جرمانے کے ساتھ

تمہیں رہا کر دیا۔(تھوڑا سا جرمانہ بھی وہ،جو کہ ایک ہینڈسم پولیس والے نے ادا کیا ہو)شکر ادا کرو کہ تم پاکستان میں پیدا ہوئی ہو۔"انارا نے سر تا پیر اس انصاف کے علم بردار کو دیکھا تھا جو کہ مسلسل اس کرپٹ سسٹم

کے قصیدے پڑھ رہا تھا۔اور یہ جائز بھی تھا،آخرکار وہ خود بھی تو اس سب کا حصہ تھا۔

"کتنی رشوت دی تھی جج کو...؟"اس کی بات پر زارون ایک لمحے کے لیے چونک گیا تھا۔

"رشوت...ور وہ بھی میں...؟توبہ توبہ...."اس نے باقاعدہ کانوں کو ہاتھ لگایا تھا۔

"رشوت لینے والا اور دینے والا دونوں جہنمی ہوتے ہیں۔اور مجھ جیسا شریف،ہیندسم اور ایماندار پولیس آفیسر کیسے رشوت دے سکتا ہے؟"زارون کو اس کی بات کا گہرا صدمہ پہنچا تھا۔

"وہ الگ بات ہے کہ کبھی کبھار مجبوری کے طور پر تھوڑا سا بلیک میل کرنا پڑتا ہے۔"

(اس کے باوجود بھی جرمانہ لگا دیا اس منہوس جج نے)

انارا نے افسوس سے نفی میں سر ہلایا تھا۔

"کس چیز سے بلیک میل کیا تھا آپ نے...؟"

"کچھ خاص نہیں بس ایک عدد فائل تھی میرے پاس اس ماجد کے خلاف...اس میں جج صاحب کا بھی نام تھا،تو بس پھر ڈیل ہوئی ہمارے درمیان اور کیا...؟"زارون نے اس انداز میں کہا تھا جیسے یہ کوئی بڑی بات ہی نا ہو۔

"ویسے تم بنتی تو بڑی شیرنی ہو لیکن ہو بھیگی بلی!خالہ نے تمہیں ذرا سا بلیک میل کیا اور تم نے کیس واپس لے لیا۔یہ ہے انارا ملک...؟"وہ اس کا مذاق اڑا رہا تھا۔

"مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی انارا...!"زارون کو واقعی اس کی یہ حرکت ایک آنکھ نا بھائی تھی۔اس کی بات پر وہ بس مسکرا ہی سکی تھی۔

"اے۔ایس۔پی کی گاڑی میں بم لگا ہوا ہے۔اگر تو کورٹ میں آئی تو وہ بم پھٹ جائے گا۔"ماجد کی بات یاد کرتے انارا نے فورا سر جھٹکا تھا۔

"کل میری شادی ہے۔تم آؤ گی نا میری شادی پر...؟"زارون کی اچانک اس قسم کی بات پر انارا ششدر رہ گئی تھی۔اس

نے زارون کی نظروں کا تعاقب کیا تھا۔اس کی نظریں دیوار کی اوٹ میں چھپی داریاء کی جانب تھیں۔وہاں سے اس کا سایہ صاف نظر آ رہا تھا۔انارا ہنس دی تھی۔اسیبواقوف کو تو ڈھنگ سے چھپنا بھی نہیں آتا تھا۔زارون کی بات سن کر داریاء کی آنکھیں نمکین پانیوں سے بھر گئیں تھیں۔

"آپ سچ میں شادی کر رہے ہیں؟"انارا نے زارون کا بھرپور ساتھ دیا تھا۔

"ہاں سچ میں کر رہا ہوں۔"زارون کی نظریں اس کے سایے پر ہی مرکوز تھیں۔وہ اسے دیکھ نہیں پایا تھا۔اس کی آنکھیں داریاء کے دیدار کے لیے ترس رہی تھیں مگر فلحال داریاء کو سبق سکھانا زیادہ ضروری تھا۔

"ویسے کس سے کر رہے ہیں؟"

"اس دنیا کی سب سے خوبصورت لڑکی سے...جو بالکل کانچ کی گڑیا لگتی ہے۔"داریاء نے منہ پر ہاتھ رکھے اپنی سسکیوں کا گلا گھوٹا تھا۔اس کی کانچ کی گڑیا تو وہ تھی،

آخر وہ کیسے کسی اور کو اس نام سے پکار سکتا تھا؟

"نام کیا ہے اس کا...؟"انارا کون سا کسی سے کم تھی۔وہ دونوں مل کر ہی اس معصوم کو خوب ستا رہے تھے۔

"زری...کتنا میٹھا نام ہے نا...؟"داریاء کے پیروں تلے تو معنوں زمین ہی کھسک گئ تھی۔

"داریاء کا کیا ہو گا؟آپ تو اس سے محبت کرتے تھے نا...؟"

"میں اس سے آج بھی بہت محبت کرتا ہوں۔مگر جو اس نے میرے ساتھ کیا ہے اس کے لیے میں اسے کبھی معاف نہیں کروں گا۔"داریاء کا سر شرمندگی سے جھک گیا تھا۔

"اگر وہ اپنی غلطی پر شرمندہ ہو اور آپ

سے معافی مانگ لے پھر...؟"

"پھر میں اسے معاف کر دوں گا۔"زارون کے الفاظ داریاء کے لیے کسی مرہم سے کم ثابت نہیں ہوئے تھے۔

"مگر وہ مجھ سے معافی نہیں مانگے گی۔اسے تو میری کوئی پرواہ ہی نہیں ہے۔اس نے تو شاید کبھی مجھ سے محبت کی ہی نہیں...لیکن زری کو میری پرواہ ہے۔اس لیے تو میں اس سے

شادی کر رہا ہوں۔"وہ مزید وہاں نہیں کھڑی رہ سکی تھی۔منہ پر ہاتھ رکھے وہ بھاگتی ہوئی اپنے کمرے میں گئی تھی۔

"یہ کچھ زیادہ نہیں ہو گیا؟؟"دارِیاء کے جانے کے بعد انارا نے فکرمندی سے پوچھا تھا۔

"بالکل بھی نہیں...!"وہ حد سے زیادہ مطمئن

تھا۔

"کہیں دارِیاء آپ سے بدگمان نا ہو جائے؟"اس نے اپنا خدشہ ظاہر کیا تھا۔

"ہو بھی جائے تو بھی مجھے فرق نہیں پڑتا۔وہ میری ہے اور اسے لوٹ کر مجھ تک ہی آنا ہے۔"انارا تو اس کے اعتماد پر عش عش کر اٹھی تھی۔

"تو کب تک یہ ڈرامہ ختم کرنے کا ارادہ ہے؟"

"جب تک وہ مجھے خود سب کچھ نہیں

بتاتی تب تک..."

"اور یہ کب ہو گا؟"

"بہت جلد....!"اس کے لب مسکرائے تھے۔

جب سے انارا کے ساتھ یہ تیزاب والا حادثہ ہوا تھا تب سے وہ ایک بار بھی منال اور رافع کا نام اپنی زبان پر نہیں لائی تھی،نا ہی وہ ان سے ملنے گئی تھی۔وہ نہیں چاہتی تھی کہ وہ دونوں ہی اس سے ڈر جائے اور اس سے نفرت کرنے لگیں۔مگر آج نجانے کیسے ہمت کر کے وہ ان کے گھر گئی تھی۔نئے گھر کا ایڈریس اس نے کسی محلے والے سے پوچھا تھا۔

اسے دیکھ کر جافر اور ساجدہ بیگم دونوں کے ہی رنگ فق پڑ گئے تھے۔وہ لوگ ضرور اسے دھکے دے کر گھر سے نکالتے مگر جو کارنامہ وہ انجام دے چکی تھی اس کے بعد تو وہ دونوں ہی اس سے خوف محسوس کر رہے تھے۔

وہ لاؤنج میں بیٹھی بے صبری سے منال کے آنے کا ویٹ کر رہی تھی تبھی وہ بھاگتی ہوئی اس تک آئی تھی۔انارا نے فورا کھڑے ہوتے باہیں پھیلائیں تھیں۔وہ انارا سے چند

قدم دور رک گئی تھی۔انارا کی آنکھ سے آنسو گرا تھا۔شاید منال اسے پہچانی نہیں تھی یا پھر شاید وہ اسے نفرت محسوس کر رہی تھی۔

"منال! مجھ سے نہیں ملو گی؟" انارا دو قدم چل کر اس تک گئی تھی۔

"نہیں! مجھے نہیں ملنا آپ سے..." انارا کا دل دہل گیا تھا۔

"میں...میں آنی ہوں آپ کی...!" کیا بے بسی تھی، اسے خود ہی اپنی جان سے عزیز بھانجی کو اپنا تعارف کروانا پڑ رہا تھا۔

"نہیں ہیں آپ میری آنی...! گر آپ میری آنی ہوتی جو مجھے کبھی اکیلا نہیں چھوڑتی۔" وہ رو دی تھی جبکہ انارا کے

دل سے تو معنوں بوجھ ہی اتر گیا تھا۔ انارا نے آگے بڑھ کر اسے خود میں بھینچا تھا۔ دونوں خالہ بھانجی ایک دوسرے سے کافی دیر تک لپٹے روتے رہے تھے۔

انارا نے منال کو اپنے ساتھ لے جانے کی خواہش ظاہر کی تھی۔ ساجدہ بیگم نے کوئی اعتراض نہیں کیا تھا۔ جافر نے تھوڑا بہت احتجاج کرنے کی کوشش کی تھی مگر ساجدہ بیگم نے اسے ڈپٹ کر خاموش کروا دیا تھا۔ منال انارا کے ساتھ جانے پر بے حد خوش تھی کیونکہ یہاں اس کے بہت برا سلوک ہوتا تھا۔

منال کے سامان پیک ہونے کے بعد وہ لوگ ابھی نکلنے ہی والے تھے کہ ثناء کی آواز پر انارا کے قدم رکے تھے۔

"تمہارے لیے سب کچھ صرف منال ہی ہے۔رافع تمہارا کچھ نہیں لگتا...؟"انارا نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

وہ اس کی بات کا مطلب نہیں سمجھ سکی تھی۔

"میں تم نے سیدھی اور کھڑی بات کروں گی۔میں تمہاری بہن کی اولاد نہیں پال سکتی۔اسے اپنے ساتھ لے کر جاؤ۔تم اس کی اچھی تربیت کر سکتی ہو۔"ساجدہ بیگم اور جافر دونوں نے ہی احتجاج کیا تھا مگر ثناء نے ان کی ایک نہیں سنی تھی۔یہ اس کا گھر تھا اور یہاں حکمرانی بھی اس ہی کی تھی۔ساجدہ بیگم اس لیے بھی خاموش ہو گئیں تھیں کیونکہ ثناء بھی انہیں پوتا ہی دینے والی تھی۔اس کی پریگننسی کو آخری مہینہ چل رہا تھا اور ساجدہ بیگم اسے ناراض نہیں کر سکتی تھیں۔

دارِیاء کا رو رو کر برا حال تھا۔وہ زارون کو اس لیے تو چھوڑ آئی تھی تا کہ وہ زرنش سے شادی کر لے مگر اب نجانے وہ کیوں بے چین تھی۔وہ زارون کو کسی اور کا ہوتے نہیں دیکھ

سکتی تھی۔رات کے تقریبا نو بجے بجلی چلی گئی تھی۔موسم بھی شدید خراب تھا۔آسمان پر بادلوں کی

آنکھ مچولی مسلسل جاری تھی۔رات کے اس گھپ اندھیرے میں اس کا دل بری طرح گھبرا رہا تھا۔آسمان پر بجلی کی

گرج سے وہ سہم گئی تھی۔وہ تو ہر چھوٹی چھوٹی چیز سے ہی ڈر جاتی تھی۔ٹارچ کی روشنی میں اسے عجیب قسم

کی وحشت محسوس ہو رہی تھی۔ذکیہ بیگم تو اپنے کمرے میں تھیں اور انارا پتا نہیں کہاں تھی۔وہ اور انارا ایک ساتھ ایک ہی کمرے میں رہتے تھے۔داریاء کا سانس اکھڑنے لگا تھا۔اس نے آواز دینے کی کوشش کی تھی مگر اس کی زبان نے اس کا ساتھ نہیں دیا تھا۔اس نے کپکپاتے ہاتھوں سے اپنا فون اٹھایا تھا۔بغیر کچھ سوچے سمجھے اس نے زارون کو کال ملائی تھی۔وہ ابھی ابھی گھر میں داخل ہوا تھا۔فون کی سکرین پر داریاء کا نام چمکتا دیکھ اس کے لبوں پر دلفریب مسکراہٹ بکھری تھی۔

"زا....زارون....!"داریاء نے ہانپتے ہوئے اس کا نام پکارا تھا۔

"داریاء...."وہ پریشان ہو گیا تھا۔اس کی آواز سننے کی دیر تھی،وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔

"کیا ہوا...؟تم...تم کیوں رو رہی ہو؟تم ٹھیک ہو نا...؟"وہ بوکھلا گیا تھا۔

"میرے پاس آ جاؤ پلیز!زارون پلیز آ جاؤ۔"اس نے بےبسی سے کہا تھا۔

"میں آ رہا ہوں۔میں ابھی آ رہا ہوں۔"زارون بھاگتا ہوا گھر سے باہر گیا تھا۔اپنی متاع جان کے ایک بار پکارنے پر وہ اپنی تمام تر ناراضگی بھلا چکا تھا۔

وہ چھت پر کافی دیر ٹہلتی رہی تھی۔اسے یہ موسم بہت پسند تھا۔آسمان پر بجلی کے گرجنے کی آواز اسے ہمیشہ ہی اچھی لگتی تھی۔بجلی کی چمک سے آسمان کا دو حصوں

میں تقسیم ہو جانا...یہ منظر اس کا پسندیدہ تھا۔اچانک مینہ برسنے سے اس کا سارا موڈ خراب ہو چکا تھا۔اسے بارش بالکل پسند نہیں تھی۔وہ منہ بناتی زینے پھلانگتی نیچے گئی تھی۔

"داریاء...!"موبائل فون کی لائٹ آن کرتے وہ ابھی کمرے میں گئی ہی تھی کہ اس کی نظر سامنے بستر پر بےسود لیٹی داریاء پر پڑی تھی۔اس کا سارا وجود پسینے سے شرابور تھا۔وہ

مسلسل گہری گہری سانسیں لے رہی تھی۔انارا بھاگ کر اس کے پاس گئی تھی۔اسے بستر پر بٹھاتے ساتھ ہی اس نے پانی کا گلاس اس کے لبوں سے لگایا تھا۔

"داریاء تم ٹھیک ہو؟"

"زارون...زارون....!"اس کی زبان پر ایک ہی ورد تھا۔

"زارون بالکل ٹھیک ہے داریاء!میں بلاتی ہوں اسے....!"انارا نے اسے حوصلہ دیا تھا۔وہ اس کے گلے لگ کر بلک بلک کر رو دی تھی۔

"یہ جو تم کھانا نہیں کھاتی ہو نا...بس اسی وجہ سے تمہاری یہ حالت ہوتی ہے۔اس ننھی جان کو کس بات کی سزا دے رہی ہو تم...؟"انارا نے اپنا لہجہ حددرجہ نرم رکھا تھا۔اس سے پہلے کہ ان دونوں کے درمیان مزید کوئی بھی بات ہوتی،باہر کا دروازہ بجا تھا۔انارا چونک گئی تھی۔آخر اس وقت کون آ سکتا تھا؟

"زارون...!"داریاء کے لب آہستگی سے ہلے تھے۔وہ بامشکل بستر سے اٹھی تھی۔

"زارون...!"وہ اندھا دھند باہر کی جانب بھاگی تھی۔

"داریاء زارون نہیں ہو گا۔"انارا بھی بھاگتے ہوئے اس کے پیچھے گئی تھی۔اس حالت میں اس کا اس طرح بھاگنا بالکل بھی ٹھیک نہیں تھا اور بجلی نا ہونے کی وجہ سے ہر طرف اندھیرا ہی چھا گیا تھا۔

مسلسل زارون کا نام پکارتے وہ صحن کی

طرف بھاگی تھی۔

"داریاء آرام سے...!"انارا نے اسے روکا تھا مگر وہ آج کسی کی نہیں سن رہی تھی۔داریاء نے جلدی سے جا کر دروازہ کھولا تھا۔اپنے ہمسفر کو سامنے دیکھ کر اس کی آنکھیں

بھیگ گئیں تھیں۔وہ فورا سے اندر داخل ہوا تھا۔

"تم ٹھیک ہو؟"اسے شانوں سے تھامتے زارون نے فکرمندی سے پوچھا تھا۔وہ اب مزید خود پر جبر نہیں کر سکی تھی۔اپنی آنکھوں کا بندھ توڑتے وہ اس کے سینے سے لگی تھی۔

اس کی شرٹ کو سختی سے مٹھیوں میں بھینچے اس کے سینے پر سر رکھے وہ اب اپنے اندر کا سارا غبار آنسوؤں کی صورت میں نکال رہی تھی۔

زاروں نے آہستگی سے اس کے گرد بازو حمائل کیے تھے۔اس کا مضبوط حصار ملتے ہی داریاء کا سارا وجود سرشار ہوا تھا۔اچانک ہی رم جھم نے تیز طوفان کی شکل اختیار کی تھی مگر داریاء اور زاروں کو آج کسی چیز کا ہوش۔ نہیں تھا۔ تیز بارش میں بھیگتے ہوئے وہ دونوں ہی آنکھیں بند کیے ایک دوسرے کو محسوس کر رہے تھے۔

ایک طرف کھڑی انارا نے مسکرا کر ان دونوں کو دیکھا تھا۔اس نے تہے دل سے ان دونوں کی خوشیوں کی دعا کی تھی۔

یک طرفہ محبت کسی عذاب سے کم نہیں۔ ہوتی۔ اس کے دل نے زاروں کو چاہا تھا مگر زاروں نے تو ہمیشہ داریاء کو ہی اپنا سب کچھ مانا تھا۔بالفرض اگر وہ زاروں کو کسی طرح سے حاصل بھی کر لیتی تب بھی وہ اس کے دل پر قابض نہیں ہو سکتی تھی کیونکہ اس کے دل پر تو صرف داریاء کا قبضہ تھا۔دل کی بات دل میں ہی رہ گئی تھی مگر وہ خوش تھی۔بے حد مطمئن تھی۔زندگی میں اسے اتنی ٹھوکریں لگ چکی تھیں کہ اب وہ مضبوط ہو چکی تھی۔اسے اب کسی ہادی اور کسی زاروں کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔اب وہ ہر محاذ پر تنہا لڑ سکتی تھی۔

"میں نے کوئی دوائی نہیں کھائی اور نا ہی کوئی تعویز کیا تھا۔"وہ بستر پر چت لیٹا ہوا تھا اور داریاء اس کے سینے

پر سر رکھے مسلسل اپنی وضاحتیں پیش کر رہی تھی۔اس کے گرد حصار قائم کیے وہ خاموشی سے سب سن رہا تھا۔

"تم دوسری شادی تو نہیں کرو گے نا...؟"اس وقت رات کا ایک بج رہا تھا اور داریاء یہ سوال بیس بار دہرا چکی تھی۔

"نہیں کروں گا۔"زارون نے مسکرا کر اس کے سر پر بوسہ دیا تھا۔موسم خراب ہونے کی وجہ سے وہ دونوں آج یہی رک گئے تھے۔زارون نے تو منع کیا تھا مگر ذکیہ بیگم نے اس کی ایک نا سنی تھی۔وہ ویسے ہی داریاء سے شرمندہ تھیں۔انارا اور زارون کی شادی کروانے کی خواہش میں انہوں نے داریاء کو تو پس پشت ہی ڈال دیا تھا مگر اب انہیں

اپنی غلطی کا احساس ہو چکا تھا۔انارا نے فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے داریاء اور زارون کو اپنا کمرہ دے ہی دیا تھا مگر وہ زارون کو یہ جتانا بالکل نا بھولی تھی کہ یہ عنایت صرف داریاء کی وجہ سے ہے۔

"تم بہت برے ہو زارون! تمہیں مجھ سے بالکل بھی محبت نہیں ہے۔" اچانک ہی کچھ یاد آنے پر داریاء کی آواز بھرا گئی تھی۔

"اب کیا یاد آ گیا تمہیں؟" ان دونوں کے آپس کے سارے مسائل حل ہو چکے تھے مگر داریاء پھر بھی تھوڑی دیر کے بعد کوئی نا کوئی نیا مسئلہ ڈھونڈھ ہی لیتی تھی۔

"تم مجھے کیسے کاکروچ کے ساتھ اکیلا چھوڑ سکتے ہو؟"

اس نے سر اٹھا کر شکوہ کیا تھا۔

"سوری!" زارون نے فورا معافی مانگی تھی۔ اب وہ اسے یہ تو نہیں بتا سکتا تھا کہ وہ کاکروچ نقلی تھا اور اس نے خود ہی رکھا تھا۔

"تمہیں پتا ہے میں پورا ایک گھنٹہ صوفے پر بیٹھی رہی تھی مگر پھر بھی وہ کاکروچ اپنی جگہ سے نہیں ہلا تھا۔" زارون نے بامشکل لب دبائے تھے۔

"تمہیں شرم نہیں آئی شراب پیتے ہوئے؟" اسے اچانک ہی ایک اور بات یاد آئی تھی۔

"دوبارہ نہیں پیوں گا۔"اب اگر وہ اسے یہ بتاتا کہ وہ شراب نہیں بلکہ ایپل جوس تھا تو پھر داریاء نے تو اسے دھکے دے کر ہی کمرے سے باہر نکال دینا تھا۔فلحال وہ اس سے دور نہیں جانا چاہتا تھا۔

"اور تمہیں پتا ہے..."

"شش...!"اس سے پہلے کہ وہ کوئی نیا مسئلہ ڈھونڈتی زارون نے اٹھتے ساتھ ہی اس کے لبوں پر انگلی رکھی تھی۔

"ابھی کے لیے اتنا کافی ہے۔"زارون کی بات پر اسے مجبورا خاموش ہونا ہی پڑا تھا۔

"ویسے ایک بات تو بتاؤ لوگ محبوب کی یاد دبلا ہوتے ہیں مگر یہ موٹا کون ہوتا ہے؟؟"اس کی بات پر داریاء کے کان کی لوئیں تک سرخ ہوئیں تھی۔اس سب میں تو وہ زارون کو یہ بتانا ہی بھول گئی تھی کہ وہ ماں بننے والی ہے۔

"زارون میں....!"

"باقی باتیں صبح کریں گے۔"اس نے داریاء کو کچھ بھی بولنے سے منع کر دیا تھا۔

"میں نے اپنی کانچ کی گڑیا کو بہت مس کیا۔"زاروں نے نرمی سے اس کے ماتھے پر اپنے لب رکھے تھے۔وہ مدھم سا مسکرا دی تھی۔

صبح ناشتے کی ٹیبل پر داریاء کو ایک کے بعد دوسرا پراٹھا کھاتے دیکھ زاروں کا منہ ہی کھل گیا تھا۔اسے تیسرے کے

بعد چوتھا پراٹھا اٹھاتے دیکھ زاروں نے اس کے سامنے سے پلیٹ کھینچی تھی۔

"اور کتنا کھاؤ گی؟"

"جتنا بھی کھاؤں تمہیں اس سے کیا...؟"اس نے زاروں کے ہاتھ سے پلیٹ واپس کھینچی تھی۔اسے جب بھوک لگتی تھی تو پھر وہ بہت زیادہ کھاتی تھی۔

"بیویاں اپنے شوہر کے غم میں گھلتی چلی جاتی ہیں اور ایک میری بیوی ہے جو میرے غم میں کھا کھا کر موٹی ہی ہو گئی ہے۔"اس کی بات پر ذکیہ بیگم اور انارا دونوں

نے ہی اپنی ہنسی کنٹرول کی تھی۔وہ بیچاری تو شرم سے پانی پانی ہی ہو گئی تھی۔

"میں ٹھیک کہہ رہا ہوں نا خالہ...؟"ذکیہ بیگم ہڑبڑا گئی تھیں جبکہ داریاء بچاری تو نظریں اٹھانے کے قابل بھی نہیں رہی تھی۔

"زارون چلو گھر چلتے ہیں۔"یہ وہی جانتی تھی کہ اس نے یہ بات کیسے کہی تھی۔

"ٹھیک ہے تو چلتے ہیں۔پہلے تمہاری غنڈی کزن کے ہاتھ کی چائے تو پی لوں۔"

"اپنے گھر جا کر نا اپنی معصوم بیوی کے

ہاتھ کی کافی پی لیجیے گا۔"انارا نے تڑک کر جواب دیا تھا۔

"تم مجھے گھر سے نکال رہی ہو؟"زارون نے بے یقینی سے پوچھا تھا۔

"ہاں نکال رہی ہوں۔"اس کے جواب پر وہ جل بھن گیا تھا۔

"مجھے پینی بھی نہیں ہے تمہارے ہاتھ کی بدمزہ چائے۔جا رہا ہوں میں...!"زارون نے اٹھتے ساتھ کہا تھا۔

"اگر اتنے ہی غیرت مند ہیں نا تو واپس اس گھر کا رخ مت کیجیے گا۔"انارا نے شان بے نیازی سے کہا تھا۔

"چند پیسے کیا آ گئے ہاتھ میں،لوگ خود کو پتا نہیں کیا سمجھنے لگ گئے ہیں؟"اسے ایک گھوری سے نوازتے زارون نے اپنی گاڑی کی چابی اٹھائی تھی۔ذکیہ بیگم نے اسے روکنے کی بھرپور کوشش کی تھی مگر وہ داریاء کا ہاتھ پکڑے جا چکا تھا۔اس کے گھر سے جانے کے بعد انارا نے مسکرا کر اپنے ہاتھ جھاڑے تھے۔زندگی اپنے معمول پر لوٹ آئی تھی۔ان دونوں کی دشمنی کا آغاز پھر سے ہو چکا تھا۔

وہ صوفے پر بیٹھا ہوا تھا اور داریاء بھی بالکل اس کے قریب بیٹھی تھی۔داریاء نے گھر آ کر جب اسے خوشخبری سنائی تھی تو وہ تو بالکل پاگل ہی ہو چکا تھا۔اس نے

داریاء کو اپنے ہاتھ کا چھالا بنا کر رکھا تھا۔

وہ سارے کام یا تو خود کرتا تھا یا پھر ملازمہ کرتی تھی۔داریاء کو وہ کوئی کام نہیں کرنے دیتا تھا۔آج بھی بامشکل اسے باہر لاؤنج میں بیٹھنے کی اجازت ملی تھی اور وجہ انارا کی تقریر تھی۔وہ ہر گزرتے دن کے ساتھ بہت زیادہ مقبول ہو چکی تھی۔اب وہ کافی سارے اینجیوز کے ساتھ مل کر سوشل ورک کر رہی تھی۔

انارا کی تقریر شروع ہونے پر دونوں نے اپنی نظریں ایل۔ای۔ڈی کی سکرین پر مرکوز کیں تھیں۔

وہ اس وقت کسی پریس کانفرنس میں موجود تھی۔پہلے پہل تو اس نے اینکرز کے سوالات کے جوابات دیے تھے اور آخر میں اس نے تقریر کی تھی۔

"ہم ہمیشہ سے یہ سنتے آئے ہیں کہ فلاں مرد نے فلاں عورت کے منہ پر تیزاب پھینک دیا مگر آج جب ایک عورت نے ایک مرد کے منہ ہر تیزاب پھینکا ہے تو سارے ملک میں تہلکا

ہی مچ گیا۔تیزاب کی ساری فیکٹریاں ہی بند ہو گئیں چچ...چچ!آخر کتنا ڈرتے ہو نا تم مرد ہم عورتوں سے...!"اس کی بات پر

دبے دبے سے قہقہے گونجے تھے۔

"میں یہ نہیں کہہ رہی کہ سب مرد ہی برے ہوتے ہیں۔میں جانتی ہوں کہ اچھے اور برے لوگ ہر جگہ ہی پائے جاتے ہیں۔میرا یہ پیغام ان تمام نفسیاتی مرد حضرات کے لیے ہے جو عورت کے ایک انکار پر یا تو زنا کے مرتکب ہوتے ہیں یا پھر اس کے چہرے پر تیزاب

پھینک کر اس کی ظاہری خوبصورتی کو ہی چھین لیتے ہیں۔ہم آج کے زمانے کی خواتین ہیں۔ہم اپنے حقوق اور فرائض سے اچھی طرح

آشنا ہیں۔ہم جانتی ہیں کہ ہمارا مذہب اور ہمارا قانون ہمیں کیا کیا حقوق فراہم کرتا ہے۔میں نے جو بھی کیا وہ ہر اس مرد کے لیے عبرت ہے جو کسی عورت کی زندگی برباد کرنا اپنا حق سمجھتا ہے۔میں مانتی ہوں کہ ایک مرد جسمانی طور پر عورت سے زیادہ مضبوط ہوتا ہے مگر میں یہ بھی جانتی ہوں کہ چہرے پر تیزاب گرنے کی تکلیف یکساں

ہی ہوتی ہے۔میری حکومت سے گزارش ہے کہ اپنے ملک کے ناقص قانون کو بہتر بنانے کے لیے اقدامات اٹھائے جائے ورنہ مجھ جیسی ہزاروں بنت حوا اپنا انصاف خود کرنے پر

مجبور ہو جائے گی۔اور میرا حکومت سے ایک سوال بھی ہے آخر کیوں ہمارے ہاں اتنی خطرناک چیز سر عام مل جاتی ہے آخر کیوں تیزاب کی فیکٹریاں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بین نہیں ہو جاتیں؟میری اس ملک کی تمام بااثر شخصیات سے گزارش ہے کہ اپنے ارادوں میں انصاف کی فراہمی کو یقینی

بنایا جائے ورنہذ...!"وہ سانس لینے کو رکی تھی۔ہر آنکھ اسی کی طرف متوجہ تھی۔ہر کان صرف اسے ہی سننا چاہتا تھا۔

"ورنہ بات تو صرف ایک ڈیڑھ،دو سو کی تیزاب کی بوتل کی ہے نا...اگر ایک مرد ایک عورت کے منہ پر پھینک سکتا ہے تو ایک عورت کیوں نہیں...؟"اس کی بات مکمل ہونے پر ایک سکوت سا چھا گیا تھا۔اگلے لمحے ہر طرف تالیوں کی آواز گونجی تھی۔زارون نے مسکرا کر آف کا بٹن دبایا تھا۔

"جنت میں مرد کو حوریں ملیں گی۔"اس کی بات پر وہ چونکی تھی۔

"مگر مجھے صرف بنت حوا چاہیئے۔میری بنت حوا...میری داریاء..."داریاء نے بے یقینی سے اس کی طرف دیکھا تھا۔

"حوریں تو انعام کے طور پر ملتی ہیں۔ایک ایسی جگہ پر جہاں کوئی برائی،کوئی وسوسہ اور کوئی شیطان نہیں ہوتا مگر بنت حوا...بنت حوا کو اللہ نے مرد کے لیے وہاں بھیجا

جہاں یہ سب کچھ ہوتا ہے۔کوئی تو خاص بات ہو گی نا اس بنت حوا میں جو اللہ نے اس امتحان کی جگہ پر آدم زاد کے لیے کسی حور کو نہیں بلکہ بنت حوا کو چنا۔"داریاء نے

نم آنکھوں سے اپنا سر اس کے کندھے پر ٹکا دیا تھا۔

"میں تمہیں ایک مرد بناؤں گی رافع!ایک بہادر مرد...ایک ایسا مرد جو عورت کو ذلیل کر کے اپنی مردانگی ثابت نہیں

کرے گا۔"وہ مسکرا کر رافع سے باتیں کر رہی تھی۔وہ بھی بہت غور سے اس کی ساری باتیں سن رہا تھا۔ایسے جیسے وہ سب سمجھ رہا ہو۔

"تمہاری دادی اور تمہارے بابا کو اپنی غلطی کا بالکل بھی احساس نہیں ہے مگر اسے ہی تو کہتے ہیں مکافات عمل...!"

انارا نے مسکرا کر اسے اپنی گود میں اٹھایا تھا۔

"مکافات عمل دو طرح کے ہوتے ہیں۔پہلا جب انسان کسی کے ساتھ کچھ غلط کرتا ہے پھر جب وہی سب کچھ پلٹ کر اس کی طرف آتا ہے تو وہ اپنی غلطی پر پشیمان ہوتا ہے اور معافی مانگتا ہے مگر ایسا صرف ایک فیصد کیسز میں ہوتا ہے۔مکافات عمل کی دوسری قسم ہمارے ہاں سب سے زیادہ پائی جاتی ہے۔جب انسان کسی کے ساتھ ظلم کرتا ہے اور پھر

اس کا کیا اسی دنیا میں اس کے سامنے آتا ہے چاہے کسی بھی صورت میں... مگر وہ اپنی غلطی ماننے کے بجائے اپنی سر آئی مصیبت کو کسی کی منہوسیت سمجھتا

ہے یا پھر کسی کی بری نظر،یہی تو ہے اصل مکافات عمل...!جس میں انسان سے معافی مانگنے تک کا حق چھین لیا جاتا ہے۔اس کے دل میں اس قدر میل بھرا ہوتا ہے کہ وہ آخری موقع بھی گنوا دیتا ہے۔"انارا نے رافع کی گال پر پیار کیا تھا۔وہ کھکھلا اٹھا تھا۔

"میں تمہیں ایک ایسا مرد بناؤں گی جو اپنی ماں،بہن،بیوی یہاں تک کہ ہر عورت کی عزت کرنا جانتا ہو۔"انارا نے ایک عزم سے اسے خود میں بھینچا تھا۔

زندگی پھولوں کی سیج نہیں ہوتی۔ہر قدم پر مختلف پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتاہے۔یہ ضروری نہیں کہ ہر شہزادی کے لیے ایک شہزادہ آئے۔کبھی کبھی اپنی زندگی کا
شہزادہ خود بھی بننا پڑتا ہے۔کبھی کبھی معاشرے کو یہ دکھانا پڑتا ہے کہ بنت حوا کمزور نہیں ہے۔وہ ایک جیتی جاگتی انسان ہے جس کے اپنے احساسات اور جذبات ہیں۔
کسی بھی آدم زاد کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اس کے احساسات اور جذبات کو فنا کر سکے۔

****

(ختم شد)